لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (القرآن)

نگارِ من کہ بہ مکتب نرفت وخط ننوشت
بغمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد (حافظ)

مشعلِ نبوّت کی نور افشانیاں!

مسمّٰی بہ

ریاض الاخلاق

یہ کتاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی لا مثال اخلاقی حدیثوں پر مشتمل ہے۔ دراصل یہ حدیثیں گلزار رسالت کے الگ الگ رنگ مہکتے سدا بہار پھول ہیں جن کی روح پرور عطر بیزیاں اور جاں نواز عنبر فشانیاں انسانیت کی جان ہیں اور طائر لاہوتی کی روح رواں ہیں

از تالیفات

حکیم مولانا محمد صادق سیالکوٹی

مؤلف: صلوٰۃ الرسول، تجلیات رمضان، انوار التوحید، اعجاز حدیث۔ بستان الاخبار، جبر کونین۔ والی بطحی کے ارشادات۔ قرآنی شمعیں، سبیل رسول۔ ارشادات حضرت شیخ جیلانی حج مسنون۔ ریاض الاخلاق وغیرہ

ناشر:- مکتبہ نعمانیہ • اردو بازار • گوجرانوالہ

ایڈیشن تیسرا تعداد ایک ہزار قیمت مجلد پانچ روپے

انتساب

مہرِ عالمتاب کو تاجِ زر پہنانے والے

ماہتاب کو سہانا نور بخشنے والے

زمیں سے تا بہ ثریّا ہر چیز کے خالق و پروردگار

ربِّ عرشِ عظیم

میں خلوص بھرے دل سے اس کتاب کے

گل ہائے رنگا رنگ کو

تیرے ازلی، ابدی حسن کی نذر کرتا ہوں!

فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ ۚ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

میں ہوں تیرا بندہ!!

"محمد صادق"

Marfat.com

تبصرے!

ماہنامہ "فاران" کراچی

جناب مولانا محمد صادق سیالکوٹی نے احادیث نبوی کی روشنی میں اسلامی زندگی کے اخلاق و اطوار اور معاشرت کے آداب مرتب اور مدون کئے ہیں۔ یہ کتاب بڑے اخلاص اور دردمندی کے ساتھ ترتیب دی گئی ہے۔ اور کوئی شک نہیں کہ اس موضوع پر بڑے کام کی کتاب ہے۔ اسلامی معاشرت اور دینی زندگی کی تعلیم کے ساتھ "فاضل مؤلف نے شرک و بدعت کا بھی جگہ جگہ رد کر کے خالص توحید کو اجاگر کر دیا ہے۔

ریاض الاخلاق کو پڑھ کر خوف خدا، خوف آخرت اور دین سے تعلق پیدا ہوتا ہے۔ اور جتنی دیر تک یہ کتاب مطالعہ میں رہتی ہے۔ ذہن و فکر اور دل و دماغ پر پاکیزہ تاثرات قائم رہتے ہیں۔ دو چار حدیثوں کے علاوہ تمام احادیث صحاح ستہ سے لی گئی ہیں۔ فاضل مؤلف کو اللہ تعالیٰ اس محنت کا اجر عطا فرمائے۔ کہ اس زمانہ میں جب کہ بداخلاقی اور بدکاری کی نجاستیں قدم قدم پر بکھری ہوئی ہیں۔ موصوف نے اخلاق کے پھولوں سے مشام جان کو معطر کر دیا ہے۔

فاران کراچی مارچ ۱۹۵۳ء

Marfat.com

نوائے وقت لاہور

اخبار بین طبقہ مولانا محمد صادق صاحب کے نام سے اچھی طرح واقف ہے۔ مولانا محمد صادق کئی سالوں سے مختلف اسلامی موضوعات پر کتابیں لکھنے میں مصروف ہیں۔

زیرِ تبصرہ کتاب میں انہوں نے رسول مقبول حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے متعلق حدیثیں یکجا کر دی ہیں۔ اس کتاب کا مطالعہ مسلمان کو اسلامی طرز معاشرت سے پوری طرح شناسا کر سکتا ہے۔ اور وہ اس کی بدولت بہترین شہری بن سکتا ہے۔

"نوائے وقت" ۴ نومبر ۱۹۵۲

ہفت روزہ "قندیل" لاہور

یہ کتاب مجموعہ ہے حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا۔ اور حکیم صاحب نے مختلف ابواب کے تحت احادیث نبوی کو جمع کر دیا ہے۔ زندگی کا کوئی پہلو نہیں۔ جو فہرست میں موجود نہ ہو۔ ایک عام مسلمان کے لئے یہ کتاب انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور وہ اپنی ہدایت کے لئے یہاں سے ارشادِ نبوی تلاش کر سکتا ہے۔ حکیم صاحب کی یہ کوشش قابلِ ستائش و مبارکباد ہے۔

"قندیل" ۲۱ دسمبر ۱۹۵۲

Marfat.com

"زمیندار" لاہور

مولانا محمد صادق سیالکوٹی کو اسلامی تعلیمات کی نشر و اشاعت
دینی مسائل و احکام کی تبلیغ و تشہیر سے جو والہانہ عشق ہے
ن کا ثبوت آپ رسائل و جرائد میں مضامین لکھ بھی دیتے ہیں۔ اور
ستقل کتابوں کی تصنیف و تالیف کے ذریعہ سے بھی اس کا اظہار
ماتے رہتے ہیں ؂

انسانی سیرت و اخلاق کی اصلاح و تدوین کے لئے اسلام نے
اصول و قواعد پیش کئے ہیں۔ ان کی مثال کسی اور مذہب میں نہیں
تی۔ اور اس باب میں دین فطرت کو بالکل منفرد اور لاثانی حیثیت
اصل ہے۔ کہ اخلاقیات کے متعلق اس کے وضع کردہ ضابطے۔
نسان کو اس حد تک پاکیزہ سیرت اور بلند کردار بنا دیتے ہیں جن کا
عشر عشیر بھی دوسرے ادیان و مذاہب کی تعلیمات سے ممکن نہیں
یکن بایں ہمہ یہ حقیقت کتنی دل خراش ہے کہ الحاد و دہریت
در فیشن پرستی کا موجودہ دور اپنے زہریلے اثرات سے مسلمانوں کو
سلام کے پیروکار ہوتے ہوئے بھی متاثر کئے بغیر نہیں رہا۔ اور
ہ اخلاق و سیرت کے اس معیار سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ جو
سلام نے ان کے لئے قائم کیا ہے ؂

اس صورت حال کے پیش نظر اس امر کی اشد ضرورت تھی
کہ مسلمانوں میں اسلام کی اخلاقی تعلیمات کی نشر و اشاعت کر کے
ور ان کا ایک ایک نکتہ سمجھا کر انہیں اپنے اخلاق کی اصلاح و ترمیم

Marfat.com

کی طرف مائل کیا جائے۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ مولانا محمد صادق صاحب نے۔ جن کا دل و دماغ خدمت دین کے جذبے سے ہمیشہ لبریز سرشار رہتا ہے۔ اس اہم ضرورت کو بڑی حد تک پورا کر دیا ہے اور اسلامی تعلیمات اخلاق کو تفصیل و تشریح کے ساتھ پیش کر کے مسلمانوں کے لئے ایک چمکتی ہوئی راہ کھول دی ہے۔

فاضل مصنف کی یہ محنت و عرق ریزی حد درجہ قابل تحسین ہے۔ کہ انہوں نے "ریاض الاخلاق" میں حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ تمام اخلاقی احادیث جمع کر دی ہیں۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اخلاق و سیرت کے متعلق مختلف وقتوں پر ارشاد فرمائیں۔ ہر ایک حدیث نقل کرنے کے بعد مولانا نے اس کی وضاحت بڑے دلنشیں اور اچھوتے پیرایہ میں کی ہے۔ زبان اتنی سادہ و سلیس اور انداز بیان ایسا دل کش اور سلجھا ہوا ہے۔ کہ زبان سے بے ساختہ مرحبا، سبحان اللہ نکل جاتا ہے۔ غرضیکہ یہ کتاب جو فی الحقیقت اسلامی اخلاقیات کا ایک چمن زار ہے۔ اور اسباق و نصائح کا ایک مرقع ہے۔ مولانا محمد صادق صاحب کی وہ قابل قدر تصنیف ہے۔ جس سے ہر مسلمان کو استفادہ کرنا چاہیئے۔ اور ہر اسلامی گھر میں اس کا موجود ہونا لازمی ہے۔

"زمیندار" لاہور ۱۰ ارنومبر ۱۹۵۲ء

"آفاق" لاہور

یہ کتاب در اصل احادیث رسول پر مشتمل ہے۔ رسول اللہ

Marfat.com

صلے اللہ علیہ وسلم نے زندگی کے مختلف موقعوں پر جو ارشادات فرمائے ہیں۔ ان کی احادیث اور حقیقت مسلم ہے۔ ایک مسلمان کو۔ اپنی زندگی کس نہج پر ڈالنی چاہیئے۔ اس کے متعلق بصیرت افروز ارشادات ان حدیثوں میں ملیں گے۔ اسلامی زندگی کا اصل دستور تو قرآن حکیم ہے۔ لیکن احادیث نبوی بھی اپنی جگہ مسلم ہیں۔ اور قرآن حکیم ہی کی تشریح و تفسیر ہیں۔ یوں تو یہ احادیث موٹی موٹی کتابوں میں بند ہیں۔ جو کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔ عام آدمی کی رسائی ان تک بالعموم نہیں ہوتی۔ زیر نظر کتاب کی اہمیت یہی ہے کہ ارشادات نبوی کو عام آدمی تک پہنچانے کی کوشش کی گئی ہے۔ مختلف حدیثوں کو باقاعدہ تقسیم کے ساتھ ایک مختصر سی کتاب میں پیش کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے مولف حکیم مولانا محمد صادق سیالکوٹی ہیں۔

"آفاق" ۱۵ر نومبر ۱۹۵۳ء

"ماہِ نو" کراچی

اخلاقیات کی صحیح تعلیم ہر پختہ سیرت اور بلند کردار کا سنگ بنیاد ہے۔ اور بانیٔ اسلام حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے جس خوش اسلوبی سے اس کا اہتمام کیا۔ وہ نوع انسان کی تاریخ میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ تعلیمات قرآنی تو رشد و ہدایت کا ایک مستقل ذریعہ ہیں ہی۔ لیکن نبی کریمؐ کا اسوۂ حسنہ اور ارشادات ہمیں ان فضائل تک پہنچنے میں مدد دیتے ہیں۔ جو انسانی فطرت کی انتہائی ترقی کے

Marfat.com

ضامن ہیں۔ زیر نظر کتاب ان احادیث نبوی کی توضیح و تشریح پر مشتمل ہے۔ جو اخلاق سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس لئے ان کی اہمیت ظاہر ہے۔"

"ماہ نو" کراچی
جنوری ۱۹۵۳ء

"نوائے ملت" مردان

مشہور مبلغ اسلام مولانا محمد صادق صاحب سیالکوٹی نے حال ہی میں "ریاض الاخلاق" کے نام سے ایک کتاب شائع کی ہے۔ جو ۳۸۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں سرور کائنات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ان عبرت آموز احادیث کو یکجا کیا گیا ہے جن میں حسن اخلاق پر زور دیا گیا ہے۔ اور تہذیب و اخلاق ہی کو مدارِ عظمت و شرافت قرار دیا گیا ہے۔ فاضل مصنف نے اپنی کمال کاوش اور محنت کی وجہ سے مقدور بھر کوئی ایسی حدیث نہیں چھوڑی ہے۔ جو اخلاقیات سے متعلق ہو اور بلاشبہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ کتاب واقعی اسم با مسمیٰ ہے۔ اور اس کے ذریعہ اخلاق کے باغیچوں کی سیر با حسن وجہ کی جا سکتی ہے۔

غرض یہ کتاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بے مثال اخلاقی حدیثوں کا بہترین مجموعہ ہے۔ جس کا مطالعہ ہر مسلمان کے لئے ضروری اور مفید ہے۔

"نوائے ملت" مردان
۱۲ر نومبر ۱۹۵۲ء

Marfat.com

"اہل حدیث" سوہدرہ

مولانا حکیم محمدؐ صادق صاحب کے نام نامی و اسم گرامی سے ناظرین اہل حدیث اچھی طرح واقف ہیں۔ ان کی چند کتابوں کا ذکر پہلے بھی ان کالموں میں آچکا ہے۔ یہ زیر نظر کتاب بھی آپ ہی کی تصنیف ہے اور حق یہ ہے کہ یہ بہت ہی اچھی تصنیف ہے۔ علم اخلاق سے متعلق آج تک بہت کم کتابیں لکھی گئی ہیں۔ حالانکہ فی زمانہ ایسی کتابوں کی ضرورت بہت زیادہ ہے۔ فاضل مصنف نے اس کتاب میں ۳۹۰ عنوانات باندھ کر ایسے واقعات اور ایسی حدیثیں جن کا تعلق براہِ راست اخلاق انسانی پر پڑتا ہے۔ اس انداز سے قلمبند فرمائی ہیں۔ کہ انسان ان سے بیسیوں سبق حاصل کر سکتا ہے ؛

"اہل حدیث" سوہدرہ

اخبار "اہل حدیث" دہلی

کتاب ریاض الاخلاق کے مصنف اخبار اہل حدیث کے مشہور مقالہ نگار مولانا حکیم محمدؐ صادق سیالکوٹی ہیں۔ کتاب واقعی اسم با مسمٰی ہے۔ علم اخلاق پر بے شمار کتابیں نئے اور پرانے زمانہ میں لکھی جا چکی ہیں۔ جن میں سے بعض نے اچھی شہرت پائی ہے مگر اس کتاب میں جو خوبی ہم دیکھتے ہیں۔ وہ دوسری کتابوں میں بہت کم نظر آتی ہے۔ مصنف نے اخلاق کا کوئی پہلو نہیں چھوڑا۔ اخلاق

Marfat.com

فاضلہ کی جو تشریح کی گئی ہے۔ وہ قابلِ تحسین ہے۔ بجز اخلاقی مضامین کے علاوہ اسلامی آداب اور تہذیب کو ایسے شگفتہ پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ کتاب کو خود بخود پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ کئی سو عنوانوں پر مشتمل ہے۔ جس میں احادیث نبویہ اور آیات قرآنیہ کا دریا موجیں مارتا ہوا نظر آتا ہے۔ حقیقت میں یہ کتاب واعظوں اور خطیبوں کی جان ہے۔ ہر مسجد و مجلس میں سنائے جانے کے قابل ہے۔ کتنا ہی سنگدل سے سنگدل انسان ہو۔ وہ بھی اس کتاب کو پڑھ کر متاثر ہو جائے گا۔ خدا تعالیٰ مصنف کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے عوام و خواص کو تہذیب اسلامی اور آداب شریعت و اخلاق فاضلہ کو اپنانے کے لئے شستہ زبان میں، خطیبانہ رنگ میں ایک ایسے زمانہ میں یہ کتاب تحریر فرمائی ہے۔ جب کہ انسانی اخلاق پامال ہو رہے ہیں۔ انسانیت گر رہی ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ انسان کو سنجیدہ اور با اخلاق بننے کے لئے نہایت مفید ثابت ہوگا۔

اخبار اہل حدیث دہلی

۱۵ر نومبر ۱۹۵۲ء

"الاعتصام" لاہور

"ریاض الاخلاق" میں وہ حدیثیں لائق مصنف نے سلیقے اور خاص ترتیب سے جمع کر دی ہیں۔ جن کا تعلق اخلاقیات سے ہے مکارم اخلاق شریعت کا ایک اہم باب ہے۔ اور اس سے صرف نظر اسلام کی ایک بہت بڑی شق سے روگردانی کرنے کے مترادف

Marfat.com

ہے۔ اس کتاب میں حسنِ اخلاق کے ضمن میں دروغ گوئی، بہتان طرازی، جھوٹی شہادت وغیرہ امورِ شنیعہ پر بھی تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ اپنے موضوع کے اعتبار سے کتاب اس قابل ہے۔ کہ ہر طبقہ و خیال کے لوگ اس سے مستفید ہوں"

"الاعتصام" لاہور
۱۳ر اگست ۱۹۵۴ء

"تنظیم اہلِ حدیث" لاہور

۴۳۲ صفحات کی یہ ضخیم کتاب ۳۹۰ عنوان پر مشتمل ہے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی تعلیمات کی بہترین تشریح اور اخلاقی مسائل پر مشتمل احادیث نبوی کی عمدہ اور شگفتہ دل نشین انداز میں تفصیل کی گئی ہے۔ یہ کتاب پاکستان اور ہندوستان کے جید علماء اور اسلامی پریس سے زبردست خراج تحسین حاصل کر چکی ہے۔

"فاران" "نوائے وقت" "قندیل" "زمیندار" "آفاق" "ماہِ نو" "نوائے ملت" "اہل حدیث سوہدرہ" "اہل حدیث دہلی" جیسے اخبار و رسائل کے علاوہ علامہ سید سلیمان ندوی رح۔ جناب مفتی محمد شفیع صاحب۔ مولانا احمد علی، مولانا غلام مرشد، مولانا داؤد غزنوی جیسے اکابر اس کتاب اور اس کے مصنف کو خراج تحسین پیش کر چکے ہیں۔

ہمارے خیال میں اردو زبان میں اس موضوع پر یہ پہلی کتاب ہے

جو جدید تعلیم یافتہ طبقہ کو اسلامی اخلاق سے روشناس کرانے کے
لئے لکھی گئی ہے۔ خدا قبول فرمائے۔ ہماری رائے میں یہ کتاب اس
شعر کی تفصیل و تفسیر ہے ؎

ہزار نقش برآید ز کلکِ صنع و یکے!
بدلپذیری نقشِ نگارِ ما نرسد

تنظیم اہل حدیث لاہور
۱۲ ستمبر ۱۹۵۹ء

روزنامہ "احسان" لاہور

فاضل مؤلف حکیم مولانا محمد صادق صاحب سیالکوٹی اخبار بین
طبقے کے لئے محتاج تعارف نہیں۔ مولانا نے سرکار دو عالم کی لامثال
اخلاقی حدیثوں سے جو گلزار رسالت کے الگ الگ رنگ مہک
کے سدابہار پھول ہیں۔ جن کی روح پرور عطر بیزیاں اور جان نواز
عنبر فشانیاں انسانیت کی جان اور طائر لاہوتی کی روح رواں ہیں۔
"ریاض الاخلاق" کو سجایا ہے۔ جیسا کہ فاضل مؤلف نے لکھا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے شرفِ
لامثال کے ساتھ خلق عظیم کی دولت سے بھی
مالا مال تھے۔ آپ کی عادت و سیرت، مزاج
اور طبیعت میں پورا پورا اعتدال پایا جاتا تھا
ایسا کامل اعتدال کہ اولادِ آدم میں کوئی بھی اس
نقطۂ کمال کو نہیں پہنچ سکا۔ خدا تعالے نے

Marfat.com

انک لعلی خلق عظیم ...
فرمایا ہے۔ اگر آپ اعلےٰ اخلاق کے حامل نہ ہوتے۔ خوش خلقی کا شیریں چشمہ نہ رکھتے۔ قندیلِ سیرت جلوہ بار نہ ہوتی تو عرب کی سنگلاخ زمین کے اجڈ اور اکھڑ، غیر مہذب اور وحشی انسان کبھی سیدھی راہ پر نہ آتے۔ ہدایت قبول نہ کرتے۔ اور اسلام کی خاطر اپنی جان دینے کے لئے تیار نہ ہوتے۔

سیرت نبوی اور اخلاقِ حسنہ ہی کی برکت تھی۔ کہ اسلام نے ایک عالم کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ چین جیسے دور دراز ملک میں محض مسلمان تاجروں کے کردار اور دیانت کی وجہ سے اسلام پھیلا۔ جب تک مسلمانوں نے ہادیٔ برحق کی تعلیمات اور سیرت کو اپنی زندگی کے لئے عملی نمونہ بنایا۔ وہ جہاں گیری اور جہانبانی کرتے رہے۔ اور جب سے انہوں نے یہ راستہ چھوڑا۔ وہ گمرہی اور ضلالت کے عمیق غار میں گر گئے۔ اور آج اکثریت ہوتے کے باعث ذلیل وخوار ہیں۔

سرورِ کائنات نے اٹھنے بیٹھنے

کا ادب ، ایفائے عہد ، غرض روزمرہ زندگی کے ہر پہلو کے متعلق اپنی امت کی راہ نمائی فرمائی ہے ۔"

مولانا محمد صادق سیالکوٹی نے "ریاض الاخلاق" میں بالتفصیل بتایا ہے ۔ کہ سلام ، مصافحہ ، معانقہ ، ایفائے عہد ، صدق اور کذب کا امتیاز ، تکفیر و لعنت اور بدزبانی ، غیبت ، بہتان ، امانت کی ذمہ داریاں ، صبر و توکل ، حرص ، خوشامد ، لجاجت ، والدین ، قرابت ، ہمسایہ کے حقوق ، عیادت ، کھانے پینے کے احکام ، مہمان نوازی ، سخاوت ، پردہ پوشی ، ... ، تجسس اور بدظنی ، صلح و صفائی ، آداب محفل ، دعوت طعام ، شعر و شاعری کے متعلق کیا ارشادات ہیں ۔ ہر جگہ قرآن کی آیات اور حدیث کے ضروری حوالے دیئے گئے ہیں ۔ کسی مسلمان کا گھر اس کتاب سے خالی نہ رہنا چاہیئے ۔

"احسان" لاہور ۲۸ نومبر ۱۹۵۲ء

حضرت مولانا سید سلیمان ندوی رح کا تبصرہ !

مکرم و محترم زادکم اللہ توفیقاً ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ ! آپ کی کتاب ریاض الاخلاق آج ملی ۔ میں نے جا بجا سے پڑھی ۔ دل بہت خوش ہوا ۔ کہ آپ نے بحکم الدین النصیحۃ مسلمانوں کی خیرخواہی کا بفضل خدا بہت بڑا

Marfat.com

کام انجام دیا ہے۔ اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر دیں۔ اور مسلمانوں کو اس سے متمتع فرمائیں۔ مضمون بھی اچھا ہے۔ طرز تحریر بھی بہتر ہے۔ قرآن اور حدیث سے باہر کوئی بات نہیں۔

سید سلیمان ندوی رح

۲۷ر اکتوبر ۱۹۵۲ء

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دارالعلوم دیوبند کا تبصرہ

مکرم بندہ!

السلام علیکم و رحمت اللہ! افسوس ہے کہ آپ کی متبرک کتاب کے مطالعہ کے لئے کافی وقت نہ نکال سکا۔ تاہم اس کے اجمالی مطالعہ ہی سے مسرت ہوئی۔ اللہ تعالی آپ کو اخلاص کے ساتھ دین کی خدمات مرضیہ میں مشغول رکھیں۔ چند کلمات لکھ کر بھیج رہا ہوں۔ والسّلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ریاض الاخلاق مؤلفہ مولانا محمد صادق صاحب سیالکوٹی میری نظر سے گزری افسوس ہے کہ ہجوم مشاغل کے سبب میں اس کا پورا مطالعہ نہ کر سکا۔ تاہم جستہ جستہ متفرق مقامات سے دیکھا۔ کتاب کا موضوع وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اس وقت جبکہ اسلامی اخلاق ہماری غفلتوں اور غیروں کی چیرہ دستیوں کے سبب نظروں سے اوجھل ہوتے جاتے ہیں۔ بڑی ضرورت ہے۔ کہ مسلمانوں کو ان سے آگاہ کیا جائے۔ مولانا موصوف کی یہ خدمت انشاءاللہ

Marfat.com

اس کو حسن قبول عطا فرمائیں۔ آمین

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ کراچی ۵ محرم ۷۲ھ

حضرت مولانا احمد علی صاحب شیرانوالہ دروازہ لاہور کا تبصرہ

محترم المقام مولانا محمد صادق دامت معالیکم۔ از احقر الانام احمد علی عفی عنہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

ریاض الاخلاق کو متفرق مقامات سے بغور دیکھا۔ الحمد للہ بہت مفید کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی سعی کو قبول فرمائے۔ اور مسلمانوں کو اس کے ذریعہ سے اپنی اصلاح کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین

(۲۱۔ اکتوبر ۵۲ء)

حضرت مولانا غلام مرشد صاحب خطیب شاہی مسجد لاہور کا تبصرہ

ھوالرحمٰن۔ محترمی! السلام علیکم!!

"ریاض الاخلاق" کا مطالعہ کیا ہے۔ جزاک اللہ خیر الجزاء۔ خداوندانِ اقتدار، طالبانِ تمکین، مدعیانِ اصلاح اور متلاشیانِ امن کو آج جس چیز کی زیادہ ضرورت ہے۔ وہ اس کتاب نے پوری کر دی ہے۔ مؤلف کا اسلوب بیان حکیمانہ ہے۔ والسلام

دعاگو:۔ غلام مرشد

بھاٹی دروازہ۔ لاہور

۲۶ 11/52

حضرت مولانا محمدؒ داؤد غزنوی صاحب صدر جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کا تبصرہ

باسمہ عز وجل

محترم مولانا محمد صادق صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ! مزاج گرامی آپ کی طرف سے کتاب "ریاض الاخلاق" وصول ہوئی۔ جستہ جستہ مقامات سے میں نے کتاب مذکور...... کو دیکھا۔ آپکی محنت قابل قدر ہے۔ مضامین کی وسعت کی وجہ سے کتاب ریاض الاخلاق اسم بامسمیٰ معلوم ہوتی ہے۔ اللہ تعالے اس کتاب کے ذریعہ... مسلمانوں کی اخلاقی حالت کو بہتر بنائے اور آپ کو اس دینی و علمی اور اخلاقی خدمت کے لئے اجر عظیم عطا فرمائے!

داؤد غزنوی ۲۳/۱/۵۲

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمدؒ اسماعیل صاحب ناظم اعلیٰ جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کا تبصرہ

گوجرانوالہ

۲۶ر اکتوبر ۵۲ء بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم حکیم صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ریاض الاخلاق مل گئی۔ آپ نے ایک ایسے موضوع پر قلم اٹھایا ہے۔ جو اسلام کی تبلیغی مساعی میں رکن اور اساس کی حیثیت رکھتا ہے۔ مواد جمع کرنے میں جناب کی کوشش قابل صد تحسین ہے۔ آپ

Marfat.com

ایسے حضرات مبارک باد کے مستحق ہیں - جو ملت پر کوئی بوجھ ڈالے
بغیر اس کی خدمت کا جذبہ رکھتے ہیں۔ کثر اللہ امثالکم!

محمد اسماعیل گوجرانوالہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد مدظلہ صدر مدرس

جامعہ سلفیہ لائل پور کا تبصرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب محترم حکیم محمد صادق صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ - جناب کی کتاب ریاض الاخلاق ملی
آپ نے بہت محنت سے احادیث کو فصیح اردو میں منتقل کر کے
امت کے شوقین افراد کے مطالعہ کا بہترین ذخیرہ مہیا فرمایا - آج
وقت کا تقاضا بھی یہی ہے - کہ جمہور کی اصلاح کی جاوے - آپ نے
وقت کی آواز کو محسوس کیا - اور اس کے تقاضے کو پورا کرنے کے لئے
مذہب وملت کی صحیح ترجمانی فرمائی - اللہ تعالیٰ آپ کی سعی کو قبول
فرمائے - اور اخلاق کی اصلاح میں اس کو بہترین ذریعہ قرار دے
والسلام - خیر الختام

العبد محمد گوندلوی - ۲ صفر ۱۳۷۲ھ

فہرست مضامین

۱	خطبہ رحمۃ للعالمین	۳۱	۱۹	انگلی اور ہتھیلی سے سلام کرنے کی ممانعت	۵۳
۲	پیش آہنگ	۳۳			
۳	السلام علیکم	۴۰	۲۰	سلام کی دیگر مکروہ صورتیں	۵۴
۴	مسلمان کے چھ حق	۴۲	۲۱	تبلیغی سلام کا جواب	۵۵
۵	دوستی اور محبت کا راز	۴۳	۲۲	رخصت کے وقت سلام	۵۶
۶	تقدیم سلام کا مرتبہ	۴۶	۲۳	سلام کی ابتدا	۵۷
۷	تکبیر سے برأت و نجات	۴۶	۲۴	اسلامی سلام کا لازوال توافق	۵۷
۸	معمولی اوٹ کے بعد سلام	۴۷	۲۵	مصافحہ، معانقہ اور بوسہ	۶۰
۹	سلام کے آداب	۴۸	۲۶	مصافحہ سے گناہوں کی بخشش	۶۱
۱۰	گھر والوں پر سلام	۴۹	۲۷	مصافحہ سے تکمیل سلام	۶۲
۱۱	عورتوں پر سلام	۴۹	۲۸	مصافحہ سے کینہ دور	۶۳
۱۲	لڑکوں پر سلام	۴۹	۲۹	مصافحہ سے سنت رسالت	۶۳
۱۳	کلام سے پہلے سلام	۵۰	۳۰	مصافحہ ایک ہاتھ سے	۶۴
۱۴	سلام باعث برکت و رحمت	۵۰	۳۱	رسول خدا اور حضرت فاطمہ کا ایک ہاتھ سے مصافحہ	۶۶
۱۵	چھوٹا بڑے کو سلام کرے	۵۱			
۱۶	سوار پیدل کو سلام	۵۱	۳۲	محرم مرد اور عورت کا مصافحہ	۶۷
۱۷	واقف اور ناواقف کو سلام	۵۲	۳۳	مصافحہ کے بعد سینے پر ہاتھ	۶۹
۱۸	یہودیوں کے شر کینہ کا جواب	۵۳	۳۴	حضرت جعفر سے معانقہ	۷۰

۳۵	اولاد کا بوسہ	۷۱	۵۳	ہاتھ پاؤں کا نہ چومنا خدا اور رسولؐ کو پسند ہے	۹۷
۳۶	رسولؐ خدا اور حضرت فاطمہؓ میں محبتوں کے تبادلے اور استقبال	۷۲	۵۴	خودداری کا فلک بوس تخیل	۹۸
۳۷	بوسہ کی اقسام	۷۳	۵۵	نفس امارہ کی سجدہ خواہی	۹۹
۳۸	علمائے ربانی کا فرض	۷۵	۵۶	سجدہ کی شرعی ممانعت	۱۰۰
۳۹	بوسہ کا انوکھا دستور	۷۵	۵۷	غیراللہ کے سجدہ کا استیصال	۱۰۱
۴۰	چوماچاٹی کرانا	۷۶	۵۸	استقبال جائز ہے	۱۰۲
۴۱	خودی کے شاہین کا خون	۷۷	۵۹	ایک سادہ درویش ایک نبی	۱۰۶
۴۲	ایک ملاقاتی سے رسولِ خدا کا سلوک	۷۸	۶۰	قیام بغیراللہ کی ممانعت	۱۰۷
			۶۱	عجمی قیام کی تعریف	۱۰۸
۴۳	مرید کا فقید المثال استقبال	۷۹	۶۲	مشائخ کے لیے تعظیمی قیام	۱۰۸
۴۴	مرید کو چھ اونٹنیاں دیں	۸۰	۶۳	صحابہ قیام نہ کرتے	۱۰۹
۴۵	حدیث بوسہ اطراف اور نفس امارہ	۸۱	۶۴	مریدوں کی خدمت میں	۱۱۰
			۶۵	حضرت سعد کے استقبال کی حقیقت	۱۱۱
۴۶	درویشی بھی عیاری	۸۱			
۴۷	جملہ معترضہ	۸۴	۶۶	قیام تعظیمی کی سزا	۱۱۲
۴۸	ایک خضر صورت کا نزول	۸۴	۶۷	ٹھنڈے ٹھنڈے گھر جاؤ	۱۱۴
۴۹	دو ضروری مسئلے	۸۶	۶۸	ایفائے عہد	۱۱۶
۵۰	دو نوآیتوں کا ماہ چہاردہم	۸۹			
۵۱	حدیث بوسہ اطراف کی حقیقت	۹۳	۷۰	منافقت کی ایک تہائی	۱۱۸
۵۲	حقیقت کی روشن جبین	۹۶	۷۱	قابل ایفا وعدہ کرو	۱۱۸

Marfat.com

۷۲	عہد شکن کی حشر میں رسوائی	۱۱۸	۹۳	معمولی باتوں کے کبار نتائج	۱۴۸
۷۳	حکام کی رعایا سے عہد شکنی	۱۱۸	۹۴	پہلے تولیں پھر بولیں	۱۴۹
۷۴	غادر اعظم	۱۲۰	۹۵	مسلمان کو کافر کہنا	۱۵۰
۷۵	وعدہ کی اہمیت	۱۲۴	۹۶	مال۔ جان اور آبرو	۱۵۱
۷۶	بچوں سے جھوٹے وعدے	۱۲۵	۹۷	فسق اور کفر کی تہمت	۱۵۲
۷۷	وعدہ بھی قرض ہے	۱۲۶	۹۸	سباب کی پہل ظلم ہے	۱۵۳
۷۸	تیرہ اونٹنیوں کا وعدہ	۱۲۸	۹۹	صدیق لعان نہ ہو	۱۵۴
۷۹	عہد کی بازپرس	۱۲۸	۱۰۰	لعنت اور رحمت کے معنے	۱۵۶
۸۰	صدق اور کذب کا امتیاز	۱۲۹	۱۰۱	خدا کے قریب لائیں	۱۵۸
۸۱	نیکوکاری اور بدکاری کیسے محرک	۱۳۰	۱۰۲	لعن طعن کی ممانعت	۱۵۹
۸۲	صدیق اور کذاب	۱۳۱	۱۰۳	مومن لعان نہیں ہوتا	۱۶۰
۸۳	کلمہ حق بھی جہاد ہے	۱۳۴	۱۰۴	لعنت کی بددعا نہ کرو	۱۶۱
۸۴	جھوٹ بولنا بڑی خیانت ہے	۱۳۵	۱۰۵	ہوا پر لعنت نہ کرو	۱۶۲
۸۵	کذاب اور پھر مسلمان	۱۳۶	۱۰۶	لعنت لاعن پر لوٹ آتی ہے	۱۶۳
۸۶	اخلاقی پلیدی	۱۳۸	۱۰۷	لعنت قہر الٰہی ہے	۱۶۴
۸۷	دروغ گوئی اور جھوٹی شہادت	۱۳۹	۱۰۸	مورد لعنت افعال	۱۶۵
۸۸	شرک اور جھوٹ ہموزن ہیں	۱۴۰	۱۰۹	کسی کو خدا کا دشمن کہنا	۱۶۹
۸۹	جھوٹ بولنا ہی جھوٹی گواہی ہے	۱۴۱	۱۱۰	آگ کی دو زبانیں	۱۷۱
۹۰	جھوٹی قسم سے دوزخ	۱۴۲	۱۱۱	غیبت بہتان اور حفظ لسان	۱۷۳
۹۱	تکفیر و لعنت اور بدگمانی	۱۴۵	۱۱۲	غیبت کے احوال و کوائف	۱۷۴
۹۲	زبان کی حفاظت کی ضمانت	۱۴۷	۱۱۳	بدنی عیبوں کی غیبت	۱۷۶

۱۱۴	سکوت میں نجات	۱۷۸	۱۳۵	غیبت سے عذاب قبر	۲۱۸
۱۱۵	زبان کی حفاظت کا حکم	۱۷۹	۱۳۶	غیبت زنا سے سخت تر ہے	۲۱۹
۱۱۶	آج کل کا ماحول	۱۸۰	۱۳۷	غیبت سے وضو اور	۲۲۰
۱۱۷	چغل خور کا انجام	۱۸۱		روزہ کا اعادہ	۲۲۲
۱۱۸	برائیوں کا تذکرہ اور شکایتیں	۱۸۲	۱۳۸	خدا کے بہترین اور بدترین بندے	۲۲۳
۱۱۹	دریا کو متغیر کر دینے والی غیبت	۱۸۳	۱۳۹	اہل اللہ کی زیارت	۲۲۴
۱۲۰	نقل نکالنا غیبت ہے	۱۸۵	۱۴۰	مفسد چغل خور	۲۲۹
۱۲۱	ثریا رفعت اخلاق	۱۸۵	۱۴۱	بہتان کی فتنہ انگیزی	۲۳۰
۱۲۲	رحمۃ للعالمین کی نصیحتیں	۱۸۶	۱۴۲	دوزخ کے پل پر قید	۲۴۰
۱۲۳	نصائح رسالتمآب پر ایک نظر	۱۸۸	۱۴۳	غیبت کا کفارہ	۲۴۲
۱۲۴	اللہ کا ڈر	۱۸۹	۱۴۴	حضرت عائشہ پر بہتان	۲۲۵
۱۲۵	گندے گھروندے	۱۹۳	۱۴۵	جگر خراش واقعہ افک	۲۳۵
۱۲۶	اللہ کی پوجا	۱۹۵	۱۴۶	حضرت عائشہ پر رنج وغم	۲۳۵
۱۲۷	شرک سے اجتناب	۱۹۶		کے پہاڑ	۲۳۹
۱۲۸	دو آیتوں کا سرچشمہ	۲۰۳	۱۴۷	طوفان کی بھنک کانوں میں	۲۴۰
۱۲۹	طول سکوت	۲۰۶	۱۴۸	حضرت عائشہؓ میکے گھر	۲۴۰
۱۳۰	کثرت ضحک	۲۰۷	۱۴۹	آنکھوں سے اشکوں کی برکھا	۲۴۰
۱۳۱	قہقہہ دل کی موت ہے	۲۱۰	۱۵۰	عائشہ کی طلاق کے مشورے	۲۴۱
۱۳۲	حق گوئی ہر قیمت پر	۲۱۳	۱۵۱	حضرت اسامہؓ کی شہادت	۲۴۲
۱۳۳	اظہار دین بلا خوف لومۃ لائم	۲۱۴	۱۵۲	حضرت علیؓ کی شہادت	۲۴۳
۱۳۴	اپنے گریبان میں منہ	۲۱۷	۱۵۳	بریرہؓ کی شہادت	۲۴۳

١٥٤	عائشہؓ کے آنسو جاری	٢٤٣	١٧١	ظالم کا معاون	٢٨٧
١٥٥	آلودہ دامن ہے؟	٢٤٤	١٧٢	بغض اور ظلم	٢٨٨
١٥٦	عائشہؓ کا صبر لبریز جواب	٢٤٥	١٧٣	حنفی مذہب کا فتویٰ	٢٨٩
١٥٧	عائشہؓ کی پاکدامنی پر	٢٤٨	١٧٤	نذر بغیر اللہ کیوں باطل ہے	٢٨٩
	نزول قرآن		١٧٥	ایمان افروز فتوے	٢٩٠
١٥٨	بہتان میں حصہ لینے		١٧٦	بحر الرائق کا فتوے	٢٩١
	والوں کو اسی اسی کوڑے سزا	٢٥٢	١٧٧	مولانا عبد الحیؒ کا فتویٰ	٢٩١
١٥٩	مسطح، حسان اور حمنہ پر حد	٢٥٢	١٧٨	ظلم نہ کرو	٢٩٦
١٦٠	بہتان نہ لگائیں	٢٥٣	١٧٩	حشر میں ظالموں کا حال	٢٩٦
١٦١	سانحہ افک کی سبق آموزیاں	٢٥٤	١٨٠	ستم سے باز آ ظالم	٢٩٨
١٦٢	اللہ کے سوا کوئی غیب دان نہیں	٢٦٠	١٨١	امانت کی ذمہ داریاں	٢٩٩
١٦٣	رسول خدا کو غیب دان		١٨٢	امانت کی وسعتیں	٣٠٠
	جاننے کے لئے حنفی		١٨٣	امانت کی جلوہ فرمائی	٣٠١
	مذہب کے فتوے	٢٦٥	١٨٤	ایمان بالقرآن کا مطلب	٣٠٢
١٦٤	غیبت غیر محرمہ	٢٦٧	١٨٥	گلہائے امانت کا تنوع	٣٠٢
١٦٥	غیبت کی جواز کی صورتیں	٢٦٨	١٨٦	علماء و مشائخ کی خیانت	٣٠٣
١٦٦	ظلم کی تاریکیاں	٢٦٩	١٨٧	حکومت خدا کی امانت ہے	٣٠٤
١٦٧	ظلم کے افعال	٢٨٢	١٨٨	اعضائے انسانی امانتیں ہیں	٣٠٤
١٦٨	ظلم کی نتیجہ خیزیاں	٢٨٥	١٨٩	حقوق العباد کی امانتیں	٣٠٥
١٦٩	ظلم کی معاونت	٢٨٦	١٩٠	فریضہ کسب حلال	٣٠٥
١٧٠	ظالم حاکموں کا انجام	٢٨٧	١٩١	زمانہ حمل میں رزق حلال	٣٠٦

Marfat.com

۱۹۲	ایام رعونت میں صالح وددھ	۳۰۶	۲۱۲	کون سے اعمال بہتر ہیں	۳۲۸
۱۹۳	کھجور منہ سے تھوکو	۳۰۸	۲۱۳	ریاکار کی رسوائی	۳۲۹
۱۹۴	رزق حلال سے اخلاق پر اثر	۳۰۸	۲۱۴	ریا بھی شرک کی قسم ہے	۳۲۹
۱۹۵	آمدنی کے ذرائع پر ایک نظر	۳۰۹	۲۱۵	دکھاوے کی عبادت بے ثمر ہے	۳۳۰
۱۹۶	وکالت کے حلال محنتانے	۳۱۰	۲۱۶	مخلص اعمال پر شہرت مبارک	۳۳۱
۱۹۷	ڈاکٹری اور طبابت کا پیشہ	۳۱۰	۲۱۷	ریا بھی چھوٹا شرک ہے	۳۳۲
۱۹۸	پولیس اور کچہری کے ملازمین	۳۱۱	۲۱۸	ریاکار دلق پوش	۳۳۴
۱۹۹	کسب حرام کے انبار	۳۱۱	۲۱۹	امت کے خطیب اور آگ کی قینچیاں	۳۳۸
۲۰۰	پیری مریدی اور وعظ کی کمائی	۳۱۲	۲۲۰	ریاکار عالموں کا دوزخ	۳۳۹
۲۰۱	پیر کیلئے مرید کے گھر کا کھانا	۳۱۴	۲۲۱	استیذان کا بیان	۳۴۰
۲۰۲	صبر و توکل اور حرص	۳۱۶	۲۲۲	تین بار اجازت مانگیں	۳۴۱
۲۰۳	حرص تا گور رہتی ہے	۳۱۶	۲۲۳	میں ہوں، میں ہوں نہ کہو	۳۴۴
۲۰۴	شاہی میں فقیری ہے	۳۱۷	۲۲۴	سلام اور اذن کیلئے لوٹا دیا	۳۴۵
۲۰۵	امت رسول کی عمریں	۳۲۰	۲۲۵	اپنے گھر میں سلام پکارو	۳۴۵
۲۰۶	بڑھاپے میں حرص کی جوانی	۳۲۲	۲۲۶	خوشامد لجاجت اور	۳۴۷
۲۰۷	مومن کے وارے نیارے ہیں	۳۲۲	۲۲۷	مدح سرائی	
۲۰۸	کامل توکل کا پھل	۳۲۳	۲۲۷	خوشامدیوں کے منہ میں مٹی ڈالو	۳۰۹
۲۰۹	توکل کا فلک بوس پہاڑ	۳۲۴	۲۲۸	منہ پر تعریف کی ممانعت	۳۱۰
۲۱۰	کوئی نعمت حقیر نہیں	۳۲۶	۲۲۹	شاباش یہ تو تمغہ	۳۱۰
۲۱۱	ریاکاری	۳۲۷	۲۳۰	عرش کانپ جاتا ہے	۳۱۱

Marfat.com

۲۳۱	والدین کے حقوق	۳۵۱	۲۴۸	برائی کا جواب نیکی سے دو	۳۶۶
۲۳۲	نماز کے بعد نیکی	۳۵۳	۲۴۹	مزاح اور خوش کلامی	۳۶۶
۲۳۳	ذلیل اور خوار ہو	۳۵۴	۲۵۰	اچھی بات صدقہ ہے	۳۶۷
۲۳۴	سب سے زیادہ مستحق احسان	۳۵۴	۲۵۱	کلام خیر کی ترغیب	۳۶۷
۲۳۵	والدہ کو ایذا دینا حرام	۳۵۶	۲۵۲	اسلام میں خوش کلامی	۳۶۸
۲۳۶	والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہ ہے	۳۵۶	۲۵۳	خوش کلامی سے آگ کا بجھنا	۳۶۹
			۲۵۴	خوش طبعی کی حقیقت	۳۷۰
۲۳۷	حارثہ بن نعمان کی قرآن خوانی کی آواز بہشت میں	۳۵۷	۲۵۵	دو کان والے	۳۷۱
			۲۵۶	ابو عمیر کیا ہوئی نغیر	۳۷۱
۲۳۸	والدین کو دیکھنے سے حج کا ثواب	۳۵۸	۲۵۷	سواری کیلئے اونٹنی کا بچہ	۳۷۱
			۲۵۸	بوڑھی عورت بہشت میں نہیں جائے گی	۳۷۲
۲۳۹	باپ کی مستجاب دعا	۳۵۸			
۲۴۰	تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے	۳۵۹	۲۵۹	رحمت دو عالم نے کوالے سے بدلہ	۳۷۳
۲۴۱	باپ کے دوستوں سے احسان	۳۶۰	۲۶۰	میرا دین تمام آئے	۳۷۴
۲۴۲	قرابت کے حقوق	۳۶۰	۲۶۱	ہمسایوں کے حقوق	۳۷۵
۲۴۳	قرابت کی خدا سے فریاد	۳۶۰	۲۶۲	ہمسایہ کی عزت کرو	۳۷۵
۲۴۴	رحم رحمٰن سے مشتق ہے	۳۶۳	۲۶۳	خدا کی قسم وہ ایمان نہیں لایا	۳۷۶
۲۴۵	رحم عرش سے معلق ہے	۳۶۴	۲۶۴	قیامت میں ہمسایوں کے فیصلے	۳۷۸
۲۴۶	قاطع رحم بہشت میں نہ جائے گا	۳۶۴	۲۶۵	جبریل کی ہمسایوں کے متعلق تاکید	۳۷۹
			۲۶۶	مہربانی تعاون اور مواسات	۳۸۰
۲۴۷	قرابتی میل جول کا اثر	۳۶۵	۲۶۷	بنی آدم اعضائے یکدیگر اند	۳۸۰

Marfat.com

۲۶۸	مسلمان کی عزت کی تذلیل	۳۸۰
۲۶۹	مسلمان بھائی ہے مسلمان کا	۳۸۲
۲۷۰	جوامع الکلم سے اعجازی حدیث	۳۸۳
۲۷۱	مسلمان بھائی کی آبرو بچانا	۳۸۷
۲۷۲	پانچ خیر خواہیاں	۳۸۷
۲۷۳	قطرہ میں دجلہ کا اعجاز	۳۸۷
۲۷۴	توقیر بزرگاں و شفقت خورداں	۳۹۰
۲۷۵	بڑھاپے میں عزت کی امید	۳۹۲
۲۷۶	نوکروں اور خادموں کے ساتھ برتاؤ	۳۹۳
۲۷۷	ساتھ بٹھا کر کھلاؤ	۳۹۳
۲۷۸	خادم تمہارے بھائی ہیں	۳۹۳
۲۷۹	خادم کی غلطیاں معاف کرو	۳۹۴
۲۸۰	نقصان تقدیر میں ہوتا ہے، ملامت نہ کرو۔	۳۹۴
۲۸۱	عیادت کے فضائل	۳۹۵
۲۸۲	مریض کی تسلی کے الفاظ	۳۹۵
۲۸۳	مرض سے گناہ دور	۳۹۶
۲۸۴	مسلمان کی مصیبتوں کی مثال	۳۹۷
۲۸۵	عیادت پر ستر ہزار فرشتوں کی دعا	۳۹۷

۲۸۶	مریض سے دعا کراؤ	۳۹۹
۲۸۷	مریض کیلئے دعائے شفا	۴۰۰
۲۸۸	کھانے اور پینے کے احکام	۴۰۱
۲۸۹	دائیں ہاتھ سے کھاؤ پیو	۴۰۲
۲۹۰	برتن صاف کرو	۴۰۲
۲۹۱	تین انگلیوں سے کھاؤ	۴۰۳
۲۹۲	تکیہ لگا کر نہ کھاؤ	۴۰۳
۲۹۳	کھانے کی صورتیں	۴۰۳
۲۹۴	کھانے سے قبل و بعد ہاتھ دھوئیں۔	۴۰۴
۲۹۵	جوتی اتار کر کھانا کھاؤ	۴۰۴
۲۹۶	تین سانس میں پانی پئیں	۴۰۴
۲۹۷	کھانے کے بعد دعا	۴۰۵
۲۹۸	گداگری	۴۰۶
۲۹۹	گداگری کا حشر	۴۰۷
۳۰۰	کما کر کھانے کی تعلیم	۴۰۸
۳۰۱	خلق سے ناامید ہونا تونگری ہے	۴۰۹
۳۰۲	بعدم سوال پر جنت کی ضمانت	۴۱۲
۳۰۳	تین آدمیوں کو سوال کی اجازت	۴۱۲
۳۰۴	لباس کے آداب	۴۱۳

Marfat.com

۳۰۵	نیا کپڑا پہننے کی دعا	۴۱۴	۳۲۶	عورتوں کا کفران نعمت	۴۳۲
۳۰۶	نعمت الٰہی کا اظہار	۴۱۵	۳۲۷	رفق وحلم اور انکسار	۴۳۳
۳۰۷	لباس میں اسراف نہ ہو	۴۱۶	۳۲۸	رفق موجب عطا ہے	۴۳۳
۳۰۸	مردوں کو ریشم حرام ہے	۴۱۶	۳۲۹	نرمی اور بردباری کی برکت	۴۳۴
۳۰۹	قمیص دائیں طرف سے پہنو	۴۱۷	۳۳۰	دوزخ کی آگ حرام	۴۳۴
۳۱۰	جبریل نے ریشمی قبا اتروادی	۴۱۷	۳۳۱	انکسار اختیار کرو	۴۳۵
۳۱۱	غضب، تکبر اور حسد	۴۲۰	۳۳۲	رحمت للعالمین کا انکسار	۴۳۶
۳۱۲	غصہ خرابی ایمان ہے	۴۲۰	۳۳۳	کتے اور سؤر سے خوار تر	۴۳۷
۳۱۳	ترک غضب کی وصیت	۴۲۱	۳۳۴	ارسال ہدایا اور مہمان نوازی	۴۳۸
۳۱۴	پہلوان کون ہے؟	۴۲۲	۳۳۵	ارمغان سے کینے دور	۴۳۸
۳۱۵	غصے کے گھونٹ کی فضیلت	۴۲۲	۳۳۶	خوشبودار پھول کا تحفہ	۴۳۹
۳۱۶	غصہ میں وضو کرو	۴۲۲	۳۳۷	مہمان نوازی کے آداب	۴۳۹
۳۱۷	حشر میں متکبروں کی ذلت	۴۲۳	۳۳۸	مہمانی تین دن تک ہے	۴۴۰
۳۱۸	رائی بھر تکبر کا انجام	۴۲۶	۳۳۹	مہمان کا اکرام	۴۴۱
۳۱۹	حسد سے نیکیاں برباد	۴۲۶	۳۴۰	ہمیں بھوک نہیں ہے	۴۴۱
۳۲۰	عفو وحیا اور شکر گذاری	۴۲۷	۳۴۱	بخل و امساک اور	۴۴۲
۳۲۱	سب سے عزت والی	۴۲۷		سخاوت و خیرات	۴۴۲
۳۲۲	حیا سب سے عمدہ خلق ہے	۴۲۸	۳۴۲	بخیل کون ہوتا ہے	۴۴۲
۳۲۳	حیا کا مطلب	۴۲۹	۳۴۳	بخیل کا انجام	۴۴۲
۳۲۴	بےحیا باش ہرچہ خواہی کن	۴۳۰	۳۴۴	صدقہ آگ سے بچاتا ہے	۴۴۳
۳۲۵	محسن کی شکر گذاری کا ارشاد	۴۳۰	۳۴۵	صدقہ وخیرات کا وقت	۴۴۳

Marfat.com

۳۴۶	پردہ پوشی اور ذکر رفتگاں	۴۴۴
۳۴۷	پردہ پوشی کا شرعی حکم	۴۴۴
۳۴۸	مسلمان بھائیوں کے عیب چھپاؤ	۴۴۴
۳۴۹	زندہ گاڑی ہوئی لڑکی کا	۴۴۵
	احیاء	۴۴۵
۳۵۰	نہ مار دلاؤ نہ عیب ڈھونڈو	۴۴۶
۳۵۱	مرے ہوؤں کو نیکی سے یاد کرو	۴۴۶
۳۵۲	تجسس اور بدظنی	۴۴۶
۳۵۳	آٹھ ممانعتیں	۴۴۷
	تین دن سے زیادہ ترک ملاقات حرام ہے	۴۴۹
۳۵۴	رشوت خیانت اور مشورہ	۴۵۰
۳۵۵	راشی مرتشی ملعون ہیں	۴۵۰
۳۵۶	سفارش کے عوض تحفہ لینا	۴۵۱
۳۵۷	مسلمان خیانت نہیں کرتا	۴۵۱
۳۵۸	خیانت سے خدا کی بیزاری	۴۵۱
۳۵۹	مشورہ امانت ہے	۴۵۲
۳۶۰	صلح و صفائی	۴۵۳
۳۶۱	صلح کروانے کا درجہ	۴۵۳
۳۶۲	حیوانوں پر رحم	۴۵۴

۳۶۳	بدکار عورت کی بخشش	۴۵۴
۳۶۴	ایک عورت عذاب میں	۴۵۴
۳۶۵	بے زبان حیوانوں کا حق	۴۵۵
۳۶۶	جانوروں کو آپس میں نہ لڑاؤ	۴۵۵
۳۶۷	آداب محفل	۴۵۵
۳۶۸	جگہ فراخ کردو	۴۵۵
۳۶۹	دو آدمیوں کی مجلس	۴۵۶
۳۷۰	قیام تعظیمی کی ممانعت	۴۵۶
۳۷۱	منتہائے مجلس میں بیٹھے	۴۵۷
۳۷۲	دوسرے کی جگہ پر نہ بیٹھو	۴۵۷
۳۷۳	محفل کے درمیان آبیٹھنے	۴۵۸
	کی ممانعت	۴۵۸
۳۷۴	اٹھ کر جگہ نہ دو	۴۵۸
۳۷۵	دعوت طعام	۴۵۸
۳۷۶	شعر و شاعری	۴۶۰
۳۷۷	بری شاعری کا نشان	۴۶۰
۳۷۸	مبالغہ آمیز شاعری	۴۶۲

Marfat.com

اگرچہ حسن فروشاں بجلوہ آمدہ اند!
کسے بحسن و لطافت بیارِ ما نرسد
ہزار نقد ببازارِ کائنات آرند
کسے بسکّۂ صاحب عیارِ ما نرسد

(حافظؒ)

Marfat.com

هزار نقش برآید ز کلکِ صنع و یکی
بدلپذیری نقشِ نگارِ ما نرسد

(حافظ)

Marfat.com

خطبۂ رحمۃ للعالمین

صلی اللہ علیہ وسلم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ[1] نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ

---

[1] سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ وہ جامع اور مبارک خطبہ ہے جو آپ اپنے ہر وعظ اور تقریر کے شروع میں پڑھا کرتے تھے۔ یہ خطبہ بالفاظ مختلف مسلم، ابوداؤد اور ترمذی میں موجود ہے۔ (مشکوٰۃ)

فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ
هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَ
كُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ

ارشاد فرمایا۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں (اسلئے) ہم اسی کی تعریفیں کرتے ہیں۔ اور (اپنے ہر کام میں) اسی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہم اس (رب العالمین) سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں اور اسی (پاک ذات) پر ہمارا بھروسہ ہے۔ ہم اپنے نفس کی شرارتوں سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں اور اپنے اعمال کی برائیوں سے (بھی) اسکی پناہ میں آتے ہیں (یقین مانو) کہ جسے اللہ راہ دکھائے اُسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا۔ اور جسے وہ (خود ہی) اپنے در سے دھتکار دے اس کیلئے کوئی راہبر نہیں ہوسکتا۔ اور (تہ دل سے) گواہی دیتے ہیں کہ معبود برحق (صرف) اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور اسی طرح اعماق دل سے، ہم اس بات کے بھی گواہ ہیں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس کے (خاص) بندے اور (آخری) رسول ہیں۔ حمد وصلوٰۃ کے بعد (یقیناً) تمام باتوں سے بہتر بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ اور تمام رستوں سے بہتر راستہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اور تمام کاموں میں بدترین کام وہ ہیں۔ جو خدا کے دین میں اپنی طرف سے نکالے جائیں۔ (یاد رکھو) دین میں جو نیا کام نکالا جائے۔ وہ بدعت ہے۔ اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ کی طرف لے جانے والی ہے!

Marfat.com

پیش آہنگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخلاقیات (ETHICS) کو اسلام میں جو بلند مقام حاصل ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ اور اسلام کے آنے کا بڑا مقصد ہی یہ ہے کہ بنی نوع انسان کے اخلاق کی اصلاح کی جائے۔ لوگوں کی طبیعتیں سنوریں ــ کردار نکھریں ــ لیلائے سیرت کے حسن کو چار چاند لگیں ــ مزاج کی دلہن فضائل کے زیور اور نیکیوں کے پھولوں سے آراستہ ہو ــ اور نقوش اندرون کی تمام دوشیزائیں رباب زندگی کے لاہوتی نغموں سے کیف ایمان پائیں ؛

یاد رہے خلق کے معنے ظاہری شکل و صورت کے ہیں۔ اور خُلق باطنی شکل و شبیہ کو کہتے ہیں۔ اور باطنی شکل و شبیہ سے مراد۔ سبھاؤ، برتاؤ، خو، خصلت، عادت، سیرت، طبیعت، مزاج وصف، سلیقہ، تمیز، شعور، وقوت اور لیاقت ہے۔ جب تک انسان کے یہ باطنی اوصاف درست، صحیح اور اعتدالی پر نہ ہوں انسان کو انسانیت زیب نہیں دیتی۔ اور اس کی شرافت کے تاج میں آدمیت کے موتیوں کی بجائے کانچ کے ٹکڑوں کی ریزہ کاری دکھائی دیتی ہے ؛

ایک مسلمان جب دوسرے مسلمان بھائی سے ملتا ہے۔ سہیلی

جب دوسری سہیلی سے ملاقات کرتی ہے۔ غرض جب ایک دوسرے کی دوستی کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں۔ خواتین کے درمیان جب محبت کا ساغر گردش کرنے لگتا ہے۔ تو سب سے پہلے ایک دوسرے کے سبھاؤ اور برتاؤ ہی کی جانچ ہوتی ہے۔ عادت اور سیرت کو پرکھا جاتا ہے۔ خو و خصلت اور مزاج معلّے ہی تجربہ کی سان پر چڑھتے ہیں۔ جو عورت، مرد، لڑکی، لڑکا۔ دریائے اخلاق کا پیراک بنکر سیرتِ زیبا کی موجوں کے سہارے کنارے جا لگتا ہے۔ انسانی معاشرے میں محبت و عزت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ معتمد علیہ، باوقار، معزز اور محبوب ہو جاتا ہے۔ اور اس کے اندر حق صداقت کو قبول کرنے اور کذب و باطل کو ٹھکرانے کی استعداد انگڑائیاں لینے لگتی ہے۔ اس کے برعکس بداخلاقی کا زہراب پینے والے مرد اور عورت متحرک نعشیں ہوتی ہیں۔ جن کے تعفن اور بدبو سے خلقت بیزار ہوتی ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ دنیا میں علم سے بڑھ کر کوئی عزت، بزرگی مرتبہ اور دولت نہیں ہے۔ فرض کیجئے کہ ایک بہت بڑا عالم ہے اس کے علم کا سمندر حدودِ فراموش اور ناپیداکنار ہے۔ لیکن اگر اس عالم کی طبیعت کے جوالا مکھی سے بداخلاقی کا لاوا بہتا ہو۔ تو اس لاوے سے نہ صرف اس کے علم کا سمندر ہی خشک ہو کر کھائیوں کھڈوں اور غاروں میں تبدیل ہو جائے گا۔ بلکہ عامۃ الناس اور اس عالم کے درمیان نفرت و نفرین کا ایک تپتا ہوا ریگ زار ظہور پذیر ہوگا جس کے نتیجہ میں نہ لوگ اس کے علم سے مستفید ہو سکیں گے۔ اور

Marfat.com

نہ ہی وہ علم کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو گا۔ اسی طرح صحبتِ خلق کی برائیوں اور خرابیوں کے پیشِ نظر آپ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ کہ انسان کے لئے نیک خلق کس قدر لابدی اور لازمی ہے۔ انسانیت اپنے عروج و ارتقا اور فلاح و بقا کے لئے کس درجہ اخلاقِ حسنہ کی محتاج ہے ؛

انسانی معاشرے کو بد خلقی سے بچانے کے لئے اور اس میں اچھے اخلاق کی تخلیق و ترویج کی خاطر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

مَنْ تَرْضَوْنَ دِیْنَہٗ وَخُلُقَہٗ فَزَوِّجُوْہُ (مشکوٰۃ)

جس شخص کی دینداری و خوش اخلاقی رہبر کا انتخاب کرتے وقت، تم کو پسند آئے۔ اس سے لڑکی کی شادی کر دو "

اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ عورت کا مرد کے ساتھ ازدواجی تعلق قائم کرنے وقت صرف یہی نہ دیکھو۔ کہ لڑکا بڑا دیندار اور پرہیزگار ہے صوم و صلوٰۃ کا پابند اور نیک ہے۔ بلکہ ان بنیادی خوبیوں کے ساتھ اس کی خوش اخلاقی، نیک کرداری، اچھی خو و خصلت اور عمدہ سبھاؤ برتاؤ کا ہونا بھی لازمی ہے۔ تاکہ دین داری اور خوش اخلاقی کے حسین امتزاج سے جو اولاد پیدا ہو۔ وہ بھی اچھے اخلاق پر مجبول ہو کر نوعِ انسانی کے لئے خیر و برکت کا موجب ہو۔ ایجاب و قبول کی دنیا میں قدم رکھنے سے پہلے دولہا دلہن کی دین نوازی کے ساتھ اخلاقِ حسنہ کے سنہری پیوند نے مسئلہ کی اہمیت کو اور اجاگر کر دیا ہے :

رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نبوت کے شرف لا متناہی کے ساتھ

Marfat.com

مزاج اور طبیعت میں پورا پورا اعتدال پایا جاتا تھا۔ ایسا کامل اعتدال
کہ اولاد آدم میں کوئی بھی اس نقطۂ کمال کو نہیں پہنچ سکا۔ خدا
تعالےٰ نے اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ آپ ہی کی شان میں فرمایا
ہے۔ اگر آپ اعلیٰ اخلاق کے حامل نہ ہوتے۔ تو حل خلقی کا شیریں
چشمہ بند رکھتے۔ قندیل سیرت جلوہ بار نہ ہوتی۔ تو عرب کی سنگلاخ زمین
کے اجڈ اور اکھڑ لوگ غیر مہذب اور وحشی انسان کبھی سیدھی راہ
پر نہ آتے۔ ہدایت قبول نہ کرتے۔ اور اسلام کی خاطر اپنی جانیں دینے
کے لئے تیار نہ ہوتے چنانچہ ارشادِ خداوندی ہوتا ہے:۔

وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ
حَوْلِكَ (پ ۴) اور (اے پیغمبر) اگر تو تیز اور سخت
دل ہوتا۔ تو لوگ تیرے آس پاس سے بکھر جاتے

(پ ۴۔ آل عمران)

نبی اگر تیرے اخلاق اچھے نہ ہوتے۔ تو تیری تبلیغ، وعظ اور
نصیحت کا کچھ اثر نہ ہوتا۔ اور ترش روئی کی وجہ سے کوئی تیرے نزدیک
تک نہ پھٹکتا زمانۂ نبوت کے تئیس سالہ عرصہ میں سوا لاکھ شمع رسالت
کے پروانوں کے ہجوم نے ثابت کر دیا کہ رحمت دو عالم صلے اللہ
علیہ وسلم فی الواقع بہت بلند اخلاق کے مالک تھے اور آپ کے خلق
عظیم ہی کی بدولت اسلام کو کہکشاں گیر ترقی کا شرف حاصل ہوا۔

سلہ بے شک تو اخلاق حسنہ کی معراج پر ہے۔

اپنی امت کو اخلاق حسنہ کی تعلیم دیتے ہوئے رحمت دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم حقیقت بیان فرماتے ہیں

اِنَّ مِنْ خِیَارِکُمْ اَحْسَنُکُمْ اَخْلَاقًا (بخاری)

تم میں سب سے اچھے وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق سب سے اچھے ہیں" (بخاری)

اِنَّ مِنْ اَحَبِّکُمْ اِلَیَّ وَ اَقْرَبِکُمْ مِنِّیْ مَجْلِسًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَحَاسِنُکُمْ اَخْلَاقًا (ترمذی)

حضور انور فرماتے ہیں۔ تم میں سب سے زیادہ محبوب میرے نزدیک اور قیامت کے روز سب سے زیادہ قرب حاصل کرنے والے وہ لوگ ہیں۔ جن کے اخلاق سب سے اچھے ہیں" (ترمذی)

مَا مِنْ شَیْءٍ اَثْقَلُ فِی الْمِیْزَانِ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ (ابو داؤد) حضورؐ نے فرمایا۔ میزان عمل کے اندر خوش خلقی سے زیادہ وزنی اور کوئی چیز نہیں ہے" (ابو داؤد)

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا مَا اَکْثَرُ مَا یُدْخِلُ الْجَنَّۃَ۔ حضورؐ! وہ کون سی چیز ہے۔ جو سب سے بڑھ کر بہشت میں داخل ہونے کا موجب ہو سکتی ہے۔ قَالَ التَّقْوٰی وَحُسْنُ الْخُلُقِ۔ آپ نے فرمایا۔ خدا کا خوف اور خوش خلقی (ابن ماجہ)

اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَیُدْرِکُ بِحُسْنِ خُلُقِہٖ دَرَجَۃَ قَائِمِ اللَّیْلِ وَصَائِمِ النَّھَارِ (ابو داؤد)...

رحمتِ دوعالم ؐ نے فرمایا۔ مومن خوش اخلاقی کی بدولت تمام رات کے عبادت گذار اور دن کے روزہ دار کے برابر ثواب پاتا ہے۔ (ابوداؤد)

لَا حَسَبَ کَحُسْنِ الْخُلُقِ ۔ (ابن ماجہ)

ارشاد نبوی ہوتا ہے۔ کوئی شرافت اور بزرگی اخلاق حسنہ سے بڑھ کر نہیں ہے۔ (ابن ماجہ)

مسلمان کے لئے خوش اخلاقی اتنی اچھی اور ضروری ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم باوجود اخلاق کے انتہائی عروج پہ ہوتے ہوئے پھر بھی خدا سے دعا کرتے ہیں:۔

اَللّٰهُمَّ حَسَّنْتَ خَلْقِيْ فَأَحْسِنْ خُلُقِيْ (مسند امام احمد)

خداوندا! تو نے میری صورت اچھی بنائی ہے۔ میری سیرت کو بھی (اور) اچھا بنا!

یہ بات کس قدر قابل غور ہے۔ کہ جناب رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم خدائے قدوس کی بارگاہِ لم یزل سے گیسوئے اخلاق کی عنبر فشانیوں کی فضا میں شانہ کشی کی توفیق مانگتے ہیں۔ اور حسن صفاتِ (؟) کو نکھارنے بڑھانے کے لئے ایسی دعا کرتے ہیں۔ ان کا یہ حال ہے کہ زندگی کا ہر پہلو، گوشہ، زاویہ اور شعبہ اخلاقی روشنی کے ایک ایک لمعہ اور شعاع کو ترستا ہے۔ کیسا جگر خراش منظر ہے۔ مسلمانوں کی تمدنی، معیشی، معاشرتی اور مذہبی حالتیں اخلاقیات کی جان پہچان کھو بیٹھی ہیں۔ رذائل کی کالی گھٹائیں مطلع ادب پر ایسے

چھائی ہیں۔ کہ نیّرِ فضائل کی کوئی کرن دکھائی نہیں دیتی ۔

اخلاق کا یہ تاریک دور بتا رہا ہے۔ کہ حالت دن بدن رو بہ زوال ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ تبلیغی سعی کو بروئے کار لایا جائے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کی اخلاقی مشعلیں روشن کر کے مسلمان بھائیوں اور بہنوں کی اصلاح کی جائے۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں کتاب "ریاض الاخلاق" آپ کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے۔ خلوص دل سے دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کے پڑھنے والوں کو اخلاص سے عمل کی توفیق دے ۔

چہ باید مرد را طبع بلندے مشرب نابے!
دل گرمے نگاہ پاک بینے جان بیتابے
(اقبال)

محمد صادق سیالکوٹی
رجب [illegible]ھ

مطبوعہ ایجوکیشنل پریس سیالکوٹ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ!

رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی تاکید فرمائی ہے کہ مسلمان ایک دوسرے کو بکثرت سلام کیا کریں۔ جس کو پہچانیں اُسے بھی اور جس کو نہ پہچانیں اُسے بھی بڑی محبت اور خلوصِ دِل سے سلام کہیں۔ رحمتِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم جب ہجرت فرما کر مدینہ منوّرہ تشریف لائے۔ تو سارا مدینہ زیارت کے لئے امڈ آیا۔۔۔ عبداللہ بن سلام بھی جو یہودیوں کے ایک بہت بڑے عالم تھے۔ کشاں کشاں دربارِ رسالت میں جا پہنچے۔ روئے انور کو دیکھتے ہی پہچان گئے۔ کہ توراۃ کے وعدہ کے مطابق پیغمبر آخر الزماں آپ ہی ہیں۔ اور پھر شمع نبوت کا پروانہ بن کر مسلمان ہو گئے۔ یہی عبداللہ بن سلامؓ کہتے ہیں۔ کہ اس وقت میں نے حضورؐ کی زبان سے سب سے پہلے یہ الفاظ سنے۔ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ ...... لوگو! آپس میں ایک دوسرے کو سلام عام کرو! آشنا کو بھی اور بیگانہ کو بھی واقف کو بھی اور ناواقف کو بھی۔ سلام کو خوب پھیلاؤ۔ اور بکثرت عمل میں لاؤ۔

یاد رہے کہ السّلام علیکم دراصل ایک خیر و برکت کی دعا ہے۔ جو ملاقات کے وقت ایک بھائی دوسرے بھائی کے لئے جذبۂ خلوص کے ماتحت زبان سے نکالتا ہے۔ السلام علیکم کا مطلب یہ ہے۔

کہ تم پر سلام ہو۔ سلام اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور اس کے معنی ہیں: سراسر سلامتی۔ سلامتی اور حفاظت کا منبع۔ ہر قسم کی تکلیف، مصیبت، دکھ درد، رنج، مرض، غم، فکر، بلا، وبا اور آفات و حادثات سے سلامت رکھنے والا۔ امن و امان اور حفاظت جان بخشنے والا۔ بزرگ برتر۔ سلام۔ جو بے شمار سلامتیوں کا سرچشمہ ہے۔ (اے میرے پیارے مسلمان بھائی) ہمیشہ تیرے ساتھ رہے۔ یعنی خدا جو سلام ہے۔ سلامتی کے ارادوں سے تیرے سر پر سایہ فگن ہو!

اور السلام علیکم کے ایک یہ معنی بھی ہیں۔ کہ تو (اے میرے بھائی) مجھ سے سلامتی میں ہے۔ یعنی میری طرف سے ہر قسم کی دشمنی، حسد بغض، کینہ۔ شرارت، غیبت، بہتان، بدخواہی، دھوکہ، فریب، نفاق اور ایذائے قولی و فعلی سے تو اپنے آپ کو سلامت اور مامون سمجھ۔ میرے دوست مطمئن رہو۔ میری طرف سے دل جمعی رکھو۔ کہ ظاہر اور باطن سے میں تیرا بے شر رفیق ہوں — ! دین کا بھائی ہوں۔ میری ذات سے تو ہمیشہ پُرامن رہ! غور فرمائیں۔ کہ سلام کے اس متبرک مفہوم کو جو شخص سوچ سمجھ کر عمل میں لاتا ہے۔ خلوص سے دوسرے کو السلام علیکم کہتا ہے۔ وہ مسلمان بھائی کی کس قدر خیر خواہی اور ہمدردی کرتا ہے۔ اور اس بہی خواہی میں وہ خدا کو کس قدر راضی کرتا ہے۔ پھر اگر اسی طرح خلوص نیت سے سلام کئے جائیں۔ تو کیا باہمی حسد۔ بغض۔ کینے۔ عداوتیں اور کدورتیں باقی رہ سکتی ہیں —؟ سبحان اللہ! اسلام کی کیسی پاکیزہ اور صلح کل تعلیم ہے۔ لیکن افسوس کہ مسلمان اس تعلیم کی روح سے بے رواں ہو گئے ہیں:

Marfat.com

یہ صرف اسلامی سلام ہی ہے جو اپنے پہلو میں عالمگیر افادیت اور ہمہ گیر جامعیت کی ایک دنیا لئے ہوئے ہے۔ سارے جہان میں کوئی مذہب، قوم، جماعت اور ملک ایسا خوبیوں اور رحمتوں بھرا سلام پیش نہیں کرسکتا۔ ہم یہاں غیر اقوام اور مختلف ممالک کے سلاموں کو گنوا کر ان کا اسلامی سلام سے بالتفصیل موازنہ کرتے لیکن طوالت مانع ہے۔

سلام کہنے میں یہ بات یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ ہمیشہ خندہ پیشانی سے سلام کہا کریں۔ ہنگام سلام لبوں پر ضرور تبسم کی ضیاء ہو۔ چہرے پر فردوس بداماں ہنسی کھیل رہی ہو۔

واضح رہے کہ جو شخص مسلمان بھائیوں کو سلام نہیں کرتا یا سلام کرنے میں پہل اس نیت سے نہیں کرتا۔ کہ دوسرے ہی اس کو پہلے سلام کہیں۔ تو جان لینا چاہیئے۔ کہ وہ اخلاقی بیمار ہے۔ اس کی سیرت کو تکبر کا عارضہ لاحق ہے۔ اور اس عارضہ کا علاج سلام کرنے میں ہے بلکہ سلام کرنے میں پہل کرنے اور سبقت لے جانے میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اس کے افشا پر بہت زور دیا ہے۔

اب آپ اسلامی سلام سے متعلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث ملاحظہ فرمائیں:-

مسلمان کے چھ حق

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُؤْمِنِ عَلَی الْمُؤْمِنِ سِتُّ خِصَالٍ یَعُوْدُهٗ اِذَا مَرِضَ وَیَشْهَدُهٗ اِذَا مَاتَ وَیُجِیْبُهٗ اِذَا دَعَاهُ وَیُسَلِّمُ عَلَیْهِ

اِذَا لَقِیَہٗ وَ یُشَمِّتُہٗ اِذَا عَطَسَ وَ یَنْصَحُ لَہٗ اِذَا غَابَ اَوْ شَہِدَ (مشکوٰۃ)

حضرت ابوہریرہ رض روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں:

(۱) جب وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے۔

(۲) اور اگر وہ فوت ہو جائے۔ تو اس کی نماز جنازہ پڑھے۔

(۳) اور اگر وہ کھانے کی دعوت کرے تو قبول کرے۔

(۴) اور جب اس کو ملے تو السلام علیکم کہے۔

(۵) اور جب اسے چھینک آئے تو (اس سے الحمد للہ سنکر) یَرْحَمُکَ اللہُ کہے!

(۶) اور اس کی (دین و دنیا کے ہر امر میں) خیرخواہی کرے۔ اس کی موجودگی میں بھی اور غیر حاضری میں بھی۔

انتباہ دعوت طعام کا قبول کرنا سنت اور بڑا ثواب ہے مضمون الورٰی کی ایک دوسرے کو کھانا کھلانے کے متعلق — کئی حدیثیں ہیں۔ باہمی دعوتوں کی رغبت دلانے میں یہ راز ہے کہ آپس میں الفت اور محبت پیدا ہوتی ہے۔ رنج و کینہ دور ہو کر رشتۂ اخوت مضبوط ہوتا ہے۔ لیکن ایسی دعوت کو قبول نہیں کرنا چاہیئے۔ جو فخر و ریا اور نمود و نام کے لئے ہو۔ یا جس محفل میں باجے گاجے۔ مزامیر اور بربط اپنا رنگ دکھا رہے ہوں۔ یا کوئی اور شرعی مانع ہوں اور اگر دعوت کرنے والے کی کمائی کا ناجائز اور حرام کے ذریعہ حاصل کرنا کھلم کھلا معلوم ہو۔ تو ایسی دعوت سے بھی ضرور اجتناب کرنا چاہیئے

Marfat.com

بعض سپوت اپنے بڑے بوڑھے کے مرنے پر ہزاروں روپے خرچ کر کے ان کی روٹی کرتے ہیں۔ اور نام و نمود اور فخر و غرور کی دیگیں پکاتے ہیں۔ اور خویش، قبیلہ، برادری اور دوست احباب کو مدعو کر کے انہیں کھلاتے پلاتے ہیں۔ خوب یاد رکھیں کہ کبھی ایسی دعوت اڑا لے نہ جائیں۔ کیونکہ اگر یہ دعوت نمود و ریا کے لئے ہے۔ (اور یقیناً نمود و ریا کے لئے ہے۔ برادری کی واہ واہ کی خاطر ہے) تو بھی اس کا کھانا ناجائز ہے۔ اور اگر میت کے ایصال ثواب کے لئے ہے، تو اس کے مستحق فقراء و مساکین ہیں۔ پھر بھی آپ کے لئے بدرجہ اولیٰ جائز نہ ہوئی۔ مسلمان بھائیوں کو ہر کام سوچ سمجھ کر شریعت کے مطابق کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ان کا دعویٰ مسلمان ہونے کا جبھی صحیح ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی ہوا و حرص کو چھوڑ کر اسلام کے پابند ہو جائیں۔ ہر کام کتاب و سنت کی روشنی میں کریں۔ قرآن اور حدیث کے استدلال سے عمل میں لائیں!

دوستی اور محبت کا راز

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا اَوَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى شَیْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَكُمْ (مسلم)

حضرت ابی ہریرہ رض روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں داخل ہوگے

تم بہشت میں نہ جاؤ گے یہاں تک کہ تم ایمان لاؤ۔ اور نہ ایمان (کامل) لاؤ گے۔ یہاں تک کہ آپس میں (للہ) دوستی اور محبت کرو۔ اور کیا نہ بتاؤں میں تمہیں وہ چیز جس پر عمل کرنے سے تمہارے اندر دوستی اور محبت پیدا ہو؟ (سنو) اپنے درمیان سلام کو خوب پھیلاؤ۔" (مسلم)

ملاحظہ سلام کے پھیلانے کا مطلب یہ ہے۔ کہ ہر واقف ناواقف اپنا، پرایا، آشنا، نا آشنا، دیہاتی، شہری، مقامی غیر مقامی، اجنبی، مسافر، غریب، امیر، چھوٹا، بڑا۔ بچہ، بوڑھا اور ہر کہ ومہ جو بھی ملے۔ بڑی محبت اور خندہ پیشانی سے اسے السلام علیکم کہیں۔ آپ ذرا سوچیں کہ جو شخص اس طرح ہر ملنے والے کو خواہ اسے پہچانتا ہو یا نہ — سلام کرنا شروع کر دے۔ تو ایک مہینہ میں اس کی جان پہچان اور میل ملاقات کا حلقہ کتنا وسیع ہو جائے گا۔ سال میں اس کے ملاقاتیوں اور آشناؤں کی تعداد کہاں تک جا پہنچے گی۔ اور پھر چند سالوں میں اس کے کس قدر احباب اور مخلص دوست پیدا ہو جائیں گے؟ جو اسے جان کی طرح عزیز رکھیں گے۔ اور سر آنکھوں پر جگہ دیں گے۔ یہ سب افشائے سلام ہی کی خوبی و برکت ہو گی۔ خدا تعالیٰ صحابہ رض پر بے شمار رحمتیں نازل کرے۔ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق سلام کو پھیلاتے تھے۔ اور اسی حب کے نسخے پر عمل پیرا ہو کر ایک دوسرے کی آنکھوں میں سماتے تھے۔ انہیں بکثرت سلام کرنے میں کوئی عار نہیں آتی تھی۔ وہ حقیر سے حقیر آدمی کو بھی سلام کہنا اپنی کسرِشان نہیں

Marfat.com

جاتے تھے۔ لیکن افسوس آج ہم جیسے شخص کو سلام لیتے ہوئے ہماری آن میں فرق پڑتا ہے۔ اور غریبوں، مسکینوں، ضعیفوں حقیروں اور نوکروں چاکروں پر تقدیم سلام کے تصور سے ہماری شان جاتی ہے۔

تقدیم سلام کا مرتبہ

وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاللّٰہِ مَنْ بَدَءَ بِالسَّلَامِ ۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

ابی امامہ رضؓ روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب آدمیوں سے بڑھ کر وہ شخص اللہ والا (اللہ کے نزدیک) ہے۔ جو سلام کرنے میں ابتدا کرتا ہے۔"

(ترمذی - ابوداؤد)

ملاحظہ: سلام میں پہل کرنے پر نفس کشی لازم آتی ہے۔ تکبر، خودی اور ہنکار مٹتا ہے۔ عجز و انکسار اور تواضع و فروتنی پیدا ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جو شخص سب لوگوں سے بڑھ کر خدا کے نزدیک ہو جاتا ہے خدا تواضع۔ اور انکساری کے بدلے اسے عروج اور بلندی عطا کرتا ہے جو اس کا قرب ہے۔

تکبر سے برات و نجات

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

قَالَ الْبَادِئُ بِالسَّلَامِ بَرِيٌّ مِنَ الْكِبْرِ (مشکوٰۃ)

حضرت عبداللہ رض سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص سلام کرنے میں پہل کرتا ہے۔ وہ تکبر سے پاک ہو جاتا ہے۔

معمولی اوٹ کے بعد سلام

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رض عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا لَقِیَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ فَاِنْ حَالَتْ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ اَوْ جِدَارٌ اَوْ حَجَرٌ ثُمَّ لَقِيَهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ (ابوداؤد)

حضرت ابی ھریرہ رض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ حضور نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی اپنے مسلمان بھائی سے ملے تو اس پر سلام کرے پھر اگر دونوں کے درمیان درخت، دیوار یا (بہت بڑا) پتھر حائل ہو (اور) پھر ملے اس سے۔ تو دوبارہ سلام کرے اس پر۔"

سلام کے آداب

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے استحباب سلام میں یہاں تک فرما دیا۔ کہ ایک سلام کرنے کے بعد اگر تمہارے درمیان کوئی درخت، دیوار، پتھر حائل ہو جائے۔ یعنی لمحہ بھر کے لئے

Marfat.com

بھی ایک دوسرے سے جدا ہو کر پھر سامنے آجاؤ۔ تو آپ پھر سلام کرو۔ اس سے سلام کے استحباب میں کمال مبالغہ پایا جاتا ہے۔ اور یہ مبالغہ اس کے افشاء کی کثرت کی طرف توجہ دلاتا ہے۔

البتہ بعض مقامات میں سلام کرنا مکروہ ہے۔ پاخانہ پھرنے پیشاب کرنے، استنجاء کرنے کے وقت سلام نہ کرنا چاہیئے۔ اور اسی طرح نماز پڑھنے، قرآن کی تلاوت کرنے، اذان دینے، غسل کرنے، اونگھنے کی حالتوں میں بھی سلام نہ کریں۔ اور نہ ہی دوران خطبہ میں سلام کرنا چاہیئے۔

گھر والوں پر سلام

عَنْ اَنَسٍ رض قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا بُنَیَّ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰی اَھْلِکَ فَسَلِّمْ یَکُوْنُ بَرَکَۃً عَلَیْکَ وَعَلٰی اَھْلِ بَیْتِکَ (ترمذی)

حضرت انس رض کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا۔ بیٹا! جب تو اپنے گھر والوں کے پاس جائے۔ تو انہیں سلام کہا۔ ایسا کرنے سے تجھ پر برکت ہوگی۔ اور تیرے گھر والوں پر بھی۔"

ملاحظہ :۔ سب بھائیوں اور بہنوں کو چاہیئے۔ کہ جب وہ گھر آیا کریں۔ تو گھر والوں پر سلام کیا کریں۔ جتنی مرتبہ آپ گھر سے باہر جائیں۔ واپسی پر ہر بار سلام کریں۔ ایسا کرنا بے حد خیر و برکت کا موجب ہوگا۔ گھر کے افراد میں پیار، محبت، اور اتفاق پیدا

Marfat.com

ہوگا۔ رزق میں فراخی، کاموں میں برکت اور اعمال صالح کی توفیق حاصل ہوگی۔ ضرور گھر میں آتے ہی پکارا کریں۔ السلام علیکم!
نیز حضورؐ نے فرمایا۔ فَاِذَا خَرَجْتُمْ فَاَوْدِعُوْا اَھْلَہٗ بِسَلَامٍ
جب گھر سے نکلو۔ تو گھر والوں کو سلام کے ساتھ رخصت کرو۔" (بیہقی)

عورتوں پر سلام!

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ یَزِیْدٍ قَالَتْ مَرَّ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ نِسْوَۃٍ فَسَلَّمَ عَلَیْنَا

(ابن ماجہ)

اسماء بنت یزید سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس سے گزرے کہ عورتوں کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی۔ تو آپ نے ہم سب عورتوں پر سلام فرمایا۔"

لڑکوں پر سلام

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ صِبْیَانٌ فَسَلَّمَ عَلَیْنَا۔ (ابن ماجہ)

حضرت انس رضؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے پاس نزول اجلال فرمایا۔ جب کہ ہم ابھی لڑکے تھے۔ تو آپ نے ہمیں سلام کہا۔"

Marfat.com

کلام سے پہلے سلام

وَعَنْ جَابِرٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْکَلَامِ (ترمذی)

حضرت جابر رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سلام پہلے کلام کے ہے"۔

ملاحظہ:۔ یعنی جب ملیں۔ تو بات کرنے اور خیریت وغیرہ پوچھنے سے پہلے سلام کرنا چاہیئے۔ سلام سے پہلے کلام کرنا اچھا نہیں ہے۔

سلام بابرکت و رحمت

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ فَرَدَّ عَلَیْہِ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَشْرٌ ثُمَّ جَاءَ اٰخَرُ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ ...... فَرَدَّ عَلَیْہِ فَجَلَسَ فَقَالَ عِشْرُوْنَ ثُمَّ اٰخَرُ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ فَرَدَّ عَلَیْہِ فَجَلَسَ فَقَالَ ثَلٰثُوْنَ (ترمذی)

حضرت عمران بن حصین روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اس نے کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ! آپ نے سلام کا جواب دیا۔ اور وہ شخص بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا۔ اس کو

دس نیکیوں کا ثواب مل گیا۔ پھر ایک اور شخص آیا۔ اور اس نے کہا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ! آپ نے اس کو سلام کا جواب دیا۔ اور وہ بیٹھ گیا۔ حضورؐ نے فرمایا اس کو بیس نیکیوں کا ثواب مل گیا۔ اس کے بعد ایک اور آدمی آیا۔ اور اس نے کہا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ آپ نے جواب دیا۔ وہ بیٹھ گیا۔ اور آپؐ نے فرمایا۔ اس کو تیس نیکیوں کا ثواب مل گیا۔"

چھوٹا بڑے کو سلام کرے!

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یُسَلِّمُ الصَّغِیْرُ عَلَی الْکَبِیْرِ وَالْمَارُّ عَلَی الْقَاعِدِ وَالْقَلِیْلُ عَلَی الْکَثِیْرِ (بخاری)

حضرت ابی ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ چھوٹا بڑے کو، چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور چھوٹی جماعت بڑی جماعت کو سلام کرنے میں پہل کرے۔"

سوار پیدل کو

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُسَلِّمُ الرَّاکِبُ عَلَی الْمَاشِیْ (بخاری)

حضرت ابی ہریرہ رضؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ سوار پیادہ پا کو سلام کہنے

Marfat.com

میں پہل کرنے "

واقف اور ناواقف کو سلام

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَجُلاً سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاِسْلَامِ خَیْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَءُ السَّلَامَ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ (بخاری۔ مسلم)۔

عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ اسلام کی کون سی صفت بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا۔ (لوگوں کو) کھانا کھلانا اور ہر آشنا و ناآشنا، واقف و ناواقف کو سلام کہنا۔

یہودیوں کے شر کینہ کا جواب

وَعَنْ عَائِشَۃَ رض قَالَتْ اِسْتَاذَنَ رَھْطٌ مِّنَ الْیَھُوْدِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اَلسَّامُ عَلَیْکُمْ فَقُلْتُ بَلْ عَلَیْکُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَۃُ فَقَالَ یَا عَائِشَۃُ اِنَّ اللّٰہَ رَفِیْقٌ یُّحِبُّ الرِّفْقَ فِی الْاَمْرِ کُلِّہٖ قُلْتُ اَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا قَالَ قَدْ قُلْتُ وَعَلَیْکُمْ (بخاری۔ مسلم)

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے۔ کہ یہودیوں کی ایک جماعت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں باریاب ہونے کے لئے اجازت مانگی۔ (آپ نے انہیں اجازت دے دی) پھر انہوں نے (دربار رسالت میں آکر)

Marfat.com

حضورؐ کو السام علیکم کہا۔ (یعنی تم پر موت) حضرت عائشہؓ نے کہا۔ موت تم پر ہو اور لعنت۔ اس پر حضورؐ نے کہا عائشہؓ! اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے اور نرمی کو دوست رکھتا ہے۔ سب امور میں۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا۔ حضورؐ! آپ نے سنا نہیں کہ یہودیوں نے (بجائے سلام کے کیا کہا تھا؟) (السام علیکم۔ تم پر سام یعنی موت ہو) آپ نے فرمایا۔ (سنا تھا) اور میں نے جواب میں انہیں وعلیکم یعنی تم پر ہو۔ کہہ دیا تھا۔"

انگلی اور ہتھیلی سے سلام کرنیکی ممانعت

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِغَيْرِنَا لَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ وَلَا بِالنَّصَارٰى فَاِنَّ تَسْلِيْمَ الْيَهُوْدِ الْاِشَارَةُ بِالْاَصَابِعِ وَتَسْلِيْمَ النَّصَارٰى الْاِشَارَةُ بِالْاَكُفِّ (ترمذی)

روایت ہے عمرو بن شعیب سے اس نے نقل کی اپنے باپ شعیب سے اور اس نے نقل کی اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو) سے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ہے ہم میں سے (یعنی ہمارے طریقہ پر نہیں) وہ شخص جو (اسلامی طریقے چھوڑ کر) ہمارے غیر (اہل ملت)

Marfat.com

کے ساتھ مشابہت کرے۔ رسول ا ؐ نہ مشابہت کرو تم یہودیوں کے ساتھ اور نہ عیسائیوں کے ساتھ۔ بیشک یہودی انگلیوں کے اشارہ سے سلام کرتے ہیں اور عیسائی ہتھیلیوں کے اشارہ سے۔"

سلام کی دیگر مکروہ صورتیں

مسلمانوں میں بھی یہ رواج عام ہوگیا ہے۔ کہ سلام کرتے وقت یا تو ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ وہی ہتھیلی اور یا انگلی۔ خبردار! آئندہ ہاتھ یا انگلی وغیرہ کا اشارہ سلام کرتے وقت ہرگز نہ کریں۔ اور بعض تو ایسے ہیں۔ کہ صرف انگلی کھڑی کر چھوڑتے ہیں۔ زبان سے الفاظ سلام کے نہیں نکالتے۔ اور بعض اوقات دور کھڑے کھڑے ایک دوسرے پر نظر پڑتی ہے۔ تو صرف انگلیوں یا ہتھیلیوں کے اشارے سے ہی سلام کا کام کر دیتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں اور عیسائیوں کی ایسی مشابہت سے منع کیا ہے۔ اس لئے آپ کو ہرگز ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ اپنے پیارے رسول ہادی اعظم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اور طریقہ کے مطابق ملاقات کے وقت صرف زبان سے سلام پکارنا چاہیئے۔ اور بعض ہستیاں ایسی ہیں۔ کہ ان کو سلام کہیں تو صرف سر کو ذرا سا ہلا دیتی ہیں۔ زبان سے کچھ نہیں کہتیں۔ انہیں بھی اپنی ضرور اصلاح کرنی چاہیئے۔ اور بجائے سر کے زبان کو ہلانا چاہیئے۔ اس طرح وعلیکم السلام ۔ منہ بسور کر نہیں۔ بلکہ خندہ پیشانی سے! اور کئی لوگ ازرہِ ادب سلام کہتے وقت سر کو بھی ضرور جھکاتے ہیں۔ ہاتھ کے ساتھ۔ اور بعض کمر کو دوہرا کر دیتے ہیں۔ کوئی شک نہیں۔ کہ ایسا

Marfat.com

کرنے میں وہ اپنے ادب و خلوص اور دوسرے کی عزت و احترام کا انتہائی مظاہرہ کرتے ہیں۔ اور بڑی محبت اور سنجیدگی سے ایسا کرتے ہیں۔ ان کی خدمت میں بڑے ادب و احترام سے ہماری درخواست ہے۔ کہ وہ بھی اس روش کو چھوڑ دیں۔ کیونکہ ہر نیک عادت اور اچھی رسم کے بانی اور مربی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے سلام کرتے وقت ایسا ادب و احترام ثابت نہیں ہے۔ ہمیں چاہیئے۔ کہ اپنی تمام ملکی، قومی رسموں اور تہذیبوں کو رحمت دو عالم کی سکھلائی ہوئی اسلامی تہذیب پر قربان کر دیں اور مسنون طریقوں کو ہی اپنائیں اور عمل میں لائیں۔ فرشی سلام بھی آپ نے سنا ہو گا۔ اس میں جھکاؤ اور خمیدگی فرش بوس ہوتے ہیں۔ سلام کرنے والا کچھ اس طرح جھک جاتا ہے۔ کہ زمین میں ہی سما جائے — اس سلام کے بارے میں ہم کیا عرض کریں۔ کہ یہ سب اسلامی تہذیب سے نا آشنائی کے لچھن ہیں!

تبلیغی سلام کا جواب

ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر، عرض کیا۔ کہ میرے باپ نے آپ کو سلام کہا ہے۔ حضور انورؐ نے اس طرح جواب دیا۔

عَلَيْكَ وَعَلٰى اَبِيْكَ السَّلَامُ (ابوداؤد)

"تجھ پر اور تیرے باپ پر سلام ہو"

ملاحظہ :۔ معلوم ہوا۔ کہ جو شخص کسی کا سلام پہنچائے۔ جواب میں اس پر بھی سلام کہنا چاہیئے۔ مثلاً اگر کوئی شخص آپ کو کسی

Marfat.com

کا سلام دے۔ تو آپ یوں کہیں۔ عَلَیکَ وَعَلَیہِ السَّلَامُ۔ اور اگر کسی عورت کا سلام پہنچائے۔ تو اس طرح جواب دیں۔ عَلَیکَ وَ عَلَیہَا السَّلَامُ!

رخصت کیوقت سلام

جس طرح ملاقات کے وقت سلام کرتے ہیں۔ اسی طرح رخصت کے وقت بھی سلام کرنا چاہیئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں

ثُمَّ اِذَا قَامَ فَلْيُسَلِّمْ فَلَيْسَتِ الْاُوْلٰى بِاَحَقَّ مِنَ الْاٰخِرَةِ (ابوداؤد)

پھر جب چلنے کے لئے اٹھو۔ تو (بدستور) سلام کرو۔ کہ پہلا (ملاقات کا) سلام دوسرے (رخصتی) سلام سے لائق تر نہیں ہے۔

سلام کی ابتدا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ وَنَفَخَ فِيْهِ الرُّوْحَ عَطَسَ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ بِاِذْنِهٖ فَقَالَ لَهٗ رَبُّهٗ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ يَا اٰدَمُ اِذْهَبْ اِلٰى اُولٰٓئِكَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِلٰى مَلَاٍ مِّنْهُمْ جُلُوْسٍ فَقُلْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ قَالُوْا عَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ثُمَّ رَجَعَ اِلٰى رَبِّهٖ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهٖ تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ بَنِيْكَ بَيْنَهُمْ (ترمذی)

حضرت ابی ھریرہ رضہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب خدا تعالٰے

نے حضرت آدمؑ کو پیدا فرمایا۔ اور ان میں روح پھونکی۔ تو وہ چھینکے۔ پھر الحمد للہ کہنا چاہا۔ پھر خدا کی توفیق سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا۔ یعنی سب تعریف و ستائش اللہ ہی کے لائق ہے پھر خدا تعالیٰ نے (الحمد للہ کے جواب میں) فرمایا یَرْحَمُكَ اللّٰہ۔ اللہ تجھ پر رحمت کرے (پھر حکم دیا) اے آدمؑ! جا ان فرشتوں کی جماعت کی طرف جو (وہاں) بیٹھی ہوئی ہے اور کہہ ان کو السلام علیکم۔ پھر حضرت آدمؑ نے (وہاں جاکر) اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہا۔ پھر فرشتوں نے جواب میں کہا عَلَیْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰہ۔ حضرت آدمؑ پھر لوٹ کر اپنے پروردگار کے پاس آئے۔ (جہاں اللہ نے ان کے ساتھ کلام کیا تھا) خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ (آدم سن!) تحقیق یہ ہے دعا تیری اور اولاد تیری کی آپس میں یعنی ایک دوسرے کو سلام کہنا۔" (ترمذی)

اسلامی سلام کا لازوال توازن

اس سے معلوم ہوا۔ کہ السلام علیکم کہنے کی تعلیم حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے وقت سے ہے۔ اور خدا کے حکم سے ہے۔ اور دنیا کے اندر غیر مذاہب اور غیر اقوام ہیں۔ جو علیک سلیک کے طریقے اور دستور جاری ہیں۔ وہ انسانوں کے ساختہ پرداختہ ہیں۔ جن میں غور کرنے سے بڑی بڑی خامیاں گنائی جا سکتی ہیں۔ اور اس لحاظ سے پھر وہ ہمہ گیر نہیں ہو سکتے۔ مثلاً ایک شخص کہتا ہے نمستے! جس کے معنے ہیں بندگی، پوجا سجدہ، ماتھا ٹیکنا۔ آپ غور کریں۔ کہ کیا اس نمسکار میں شرکیہ تعلیم نہیں ہے۔ اللہ کے سوا دوسرے کی بندگی، پوجا اور اس کے آگے ماتھا ٹیکنا

Marfat.com

عملاً یا عقیدۃً۔ روح کی موت اور اخلاق کی تکفین ہے۔ بندگی، نمستے نمسکار، ماتھا ٹیکنا، پاؤں پڑنا، ہاتھ جوڑنا وغیرہ۔ سلام کرنے کے کس قدر گھناؤنے نظریے اور لایعنی طریقے ہیں۔ قطع نظر شرک کے آپ سوچیں۔ کہ اگر کوئی لڑکی اپنی ماں کو کہے۔ ماتا! میں آپ کے پاؤں پڑتی ہوں۔ تو کہا جا سکتا ہے۔ کہ لڑکی کی برخورداری ہے۔ ماں کا ادب بجا لائی۔ اور جواب میں اگر ماں بھی یہی کہے۔ بیٹی! میں تیرے پاؤں پڑتی ہوں ..... تو کیا معقولیت کی رو سے یہ سلام بے کار اور ناکام نہیں ہے؟ اسی طرح بیٹا باپ کو کہے۔ ماتھا ٹیکتا ہوں۔ اور باپ بھی جواب میں بیٹے کو ماتھا ٹیکے۔ تو کیا ایسی گورنش اخلاقی دنیا میں شائستہ تصور کی جا سکتی ہے؟ ایک دفعہ ایک شریف ہندو ہماری ملاقات کے لئے تشریف لائے اور آتے ہی انہوں نے کہا۔ حکیم صاحب بندگی! ہم نے مزاج پرسی وغیرہ کے بعد کہا۔ لالہ جی! بندگی کے معنے عبادت کے ہیں۔ فرمایئے کہ بندگی اور عبادت کے لائق کون ہے؟ وہ بولے ایشور۔ خدا! ہم نے کہا۔ کہ پھر آتے ہی آپ نے ہمیں بندگی کیوں کہا۔ بندگی اور عبادت تو صرف خدا تعالیٰ ہی کے لئے مخصوص ہے۔ انسان خدا کی بندگی کرنے کے لئے ہے۔ نہ اپنی بندگی کرانے کے لئے۔ لالہ جی! جب درحقیقت آپ ہماری بندگی اور پوجا کرتے نہیں ہیں۔ تو پھر زبان سے کیوں کہتے ہیں؟ اس پر لالہ جی نے ہنس کر بات ٹال دی۔ اس تذکرہ سے ہماری مراد یہ ہے۔ کہ انسان کے وضع کردہ سلام ہمہ گیر نہیں ہیں۔ سب جگہ کام نہ دینے والے خامیوں سے بھرپور اور بہت حد تک غیر معقول ہیں۔

اسی طرح کوئی کہتا ہے GOOD MORNING گڈ مارننگ۔

صبح مبارک! تاریخ بتاتی ہے کہ بہت سی قوموں پر خدا کے عذاب صبح کے وقت ہی آئے۔ جن سے وہ نیست و نابود ہو گئیں۔ فَإِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ (پ۲۳) پھر جب عذاب الٰہی ان کے گھروں کے صحن میں اترا۔ تو جن لوگوں کو پہلے ڈرایا جا چکا تھا۔ اُن کی صبح (عذاب آنے کے سبب) بڑی بُری اور منحوس ہوئی۔"

فرمایئے! اگر خدا نہ چاہے۔ تو پھر صبح مبارک! عصر مبارک!! شام مبارک! رات مبارک! اے جناب! کیوں مبارک اور کیسے مبارک ہو دنیا کے اندر صبحیں بربادیوں کا پیغام بھی لائیں۔ دوپہروں نے خونی انقلابوں کے الارم بجائے۔ بعد دوپہر کے جوالامکھی بھی لاوا اگلا گئے۔ شاموں کے دھندلکوں میں مایوسی کی پرچھائیاں بھی رقص کناں ہوئیں۔ اور بسا اوقات عاملان قضا و قدر نے راتوں کی سیاہی میں ہی قوموں کی تباہی کے فیصلے صادر کئے۔۔ فرمایئے! کیا چیز مبارک ہوئی؟ یہی نا۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ آپ پر خدا کی سلامتی ہو۔ اور اس کی رحمتیں ہوں۔ اس خدا کی! کہ جس کے حکم کے ماتحت فلک الافلاک سے لے کر تحت الثریٰ تک کی تمام مخلوق نباتات، جمادات، حیوانات کی خیر و شر اور نحوست و برکت ـــ مجبور و مقہور اور مسخّر و منقاد ہے۔ پس خیر و برکت اور رحمت و سلامتی کی طلب صرف اللہ ہی سے کی جا سکتی ہے۔ اور شر و نحوست اور نکبت و فلاکت سے بچنے کے لئے بھی اسی کے در کو ہی دستک دے سکتے ہیں۔ کہ درحقیقت وہی ذات برحق ملجا و ماویٰ ہے۔ شاخوں، ٹہنیوں اور کونپلوں کو چھوڑ کر جڑ کی

Marfat.com

طرف آؤ ـــ کہ جس اصل پر دارومدار حیات ہے تمام فروع کا دنیا میں کوئی چیز مؤثر بالذات نہیں ہے ۔ آسمانوں اور زمین کی تمام مخلوق میں کسی شئے کے اندر ذاتی طور پر نہ نفع ہے نہ نقصان ۔ نہ خیر ہے نہ شر ، نہ برکت ہے نہ نحوست ـــ بلکہ یہ تمام ثمرات و اثرات قدوس لایزال کے حکم سے ظہور پذیر ہوتے ہیں ۔ اسباب و علل کی آئینہ سیما صورتوں کے پجاریوں کو مسبب الاسباب کے حسن لازوال کو نرگس کی آنکھ سے دیکھنے کا مشتاق ہونا چاہیئے ۔ ایسا کہ نظارہ جنبش مژگاں کے بار سے بھی آزاد ہو !

مصافحہ معانقہ اور بوسہ

سلام کرنے کے بعد اگر کوئی محبت کا ہاتھ دوسرے کی طرف بڑھائے ۔ اور دوسرا بھی برادرخواندگی کا ہاتھ دراز کرے ۔ اور پھر دونوں ـــ ہاتھ اخلاص کے جذبہ کے تحت مل جائیں ۔ تو یہ فعل مصافحہ کہلاتا ہے ۔ مصافحہ کرنے والے سلام کرنے والوں سے زیادہ خلیق ـــ اور ملنسار دکھائی دیتے ہیں ۔ اور مصافحہ کرنے میں زیادہ یگانگت آشنائی اور محبت کی گرم جوشی پائی جاتی ہے ۔ اور اگر سلام کہنے اور مصافحہ کرنے کے بعد محبت کے ارمان نہیں نکلے ۔ اور مروت و اخوت کی آرزوئیں اور حسرتیں پوری نہیں ہوئیں ۔ تو پھر مصافحہ کے بعد آپس میں گلے مل

ــلہ سلام اور مصافحہ تو ہروقت کرسکتے ہیں ۔ لیکن معانقہ سفر سے آنے پر (صلا پر)

لینا چاہیئے۔ اور بغلگیر ہو کر خلوص کی سان چڑھی ہوئی محبتوں کے تقاضے پورے کر لینے چاہئیں۔ اس طرح آپس میں گلے لگنے کو معانقہ کہتے ہیں۔ اور یہ معانقہ دو بھائیوں یا دو دوستوں کے اظہار محبت کی آخری صورت زیبا ہے۔ درجات اخلاق میں ملنساری کا یہ بہت بلند مقام ہے۔ مصافحہ اور معانقہ چونکہ انسان کو ایک دوسرے کے زیادہ قریب کرتے ہیں۔ آپس میں محبت واخوت اور اتفاق و اتحاد پیدا کرتے ہیں۔ ان سے اجنبیت، غیریت، بے گانگی دور ہو کر طبائع میں راہ ورسم، ربط وضبط اور الفت کے جذبات ابھرتے ہیں۔ تو پھر کس طرح ہو سکتا تھا۔ کہ اسلام کی مکمل تعلیم کے اندر ان کا ذکر نہ آتا۔ صاحب خلق عظیم حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم مصافحہ اور معانقہ سے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:-

مصافحہ سے گناہوں کی بخشش

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمَیْنِ یَلْتَقِیَانِ فَیَتَصَافَحَانِ اِلَّا غُفِرَ لَھُمَا قَبْلَ اَنْ یَتَفَرَّقَا۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ)

براء ابن عازب سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ دو مسلمان جو آپس میں ملیں

بقیہ نوٹ صفحہ:- یا دیر سے ملاقات ہونے پر کرنا چاہیئے اور واضح رہے کہ اجنبی عورتوں سے مصافحہ اور معانقہ حرام ہے۔ ہاں سلام کر سکتے بیشک جائز ہے۔

Marfat.com

اور (سلام کے ساتھ مصافحہ کریں۔ تو علیحدہ ہونے سے
پہلے ان (کے صغیرہ گناہوں) کی بخشش ہو جاتی ہے"

(ترمذی۔ ابن ماجہ)

ملاحظہ:۔ مصافحہ کرنے سے گناہوں کی بخشش اس لئے کی جاتی ہے۔ کہ دو مسلمانوں کو خلوص اور محبت سے ہاتھ ملاتے دیکھ کر خدا بہت خوش ہوتا ہے۔ اور اس خوشی میں ان کی لغزشیں اور خطائیں معاف کر دیتا ہے۔ یہ بخشش صرف اسی صورت میں ہے۔ کہ جب ہاتھ دلی محبت اور خلوص کے ساتھ بڑھیں۔ صرف للٰہیت ہاتھوں کو ملانے والی ہو۔ اور نفسانی کدورتوں اور حسد و بغض کی آلودگیوں سے لتھڑے ہوئے ہاتھوں کا ملنا کبھی موجب بخشش نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ "دست در تسبیح و دل در گاؤ خر" کی نمود و ریا سے خدا راضی نہیں ہوتا!

مصافحہ سے تکمیل اسلام

وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ تَمَامُ عِیَادَةِ الْمَرِیْضِ اَنْ یَّضَعَ اَحَدُکُمْ یَدَہٗ عَلٰی جَبْهَتِہٖ اَوْ عَلٰی یَدِہٖ فَیَسْاَلُہٗ کَیْفَ ھُوَ وَتَمَامُ تَحِیَّاتِکُمْ بَیْنَکُمُ الْمُصَافَحَةُ (ترمذی)

حضرت ابی امامہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ بیمار کی پوری عیادت یہ ہے۔ کہ تم اپنا ہاتھ اس کی پیشانی یا اس کے ہاتھ پر رکھ کر پوچھو۔ کہ کیا حال ہے اس کا۔ اور (اسی طرح)... تمہارے سلاموں کی تکمیل جو آپس میں کرتے ہو مصافحہ

Marfat.com

دیتے) ہے" (ترمذی)

ملاحظہ:۔ آپ سلام کے بیان میں پڑھ چکے ہیں کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہنے سے دس نیکیاں اور ساتھ وَرَحْمَۃُ اللہِ کہنے سے بیس ۔۔ اور وَبَرَکَاتُہٗ کہنے سے تیس نیکیاں ملتی ہیں ۔لیکن ان نیکیوں کے ساتھ بخشش کا وعدہ نہیں کیا گیا ۔ اور مصافحہ سے متعلق آپ نے ابھی اوپر حدیث میں ملاحظہ فرمایا ہے ۔کہ مصافحہ کرنے والوں کے گناہوں کی بخشش کی جاتی ہے ۔جب بخشش ہو گئی ۔ تو سلام پورا ہو گیا ۔یعنی سلام کہنے والا اور سلام لوٹانے والا دونوں کے (مصافحہ کے بعد) گناہ بخش دیئے جاتے ہیں ۔بخشش حاصل ہوئی ۔ تو سلام کی تکمیل ہو گئی ! اور یہ تکمیل مصافحہ سے ہوئی !

مصافحہ سے کینہ دور

وَعَنْ عَطَاءِ نِ الْخُرَاسَانِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ تَصَافَحُوْا یَذْھَبُ الْغِلُّ وَتَھَادُوْا تَحَابُّوْا وَتَذْھَبُ الشَّحْنَاءُ (رواہ المالک مرسلاً)

عطاء خراسانی سے (بطریق ارسال) روایت ہے ۔کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ آپس میں (عام) مصافحہ کرو ۔ کینہ جاتا رہے گا ۔ اور باہم ہدیہ بھیجو ۔ آپس میں محبت ہو گی ۔ اور دشمنی وعداوت جاتی رہے گی ۔"

رواہ المالک مرسلاً

مرسل روایت وہ ہوتی ہے ۔کہ تابعی بغیر ذکر صحابی کے روایت کو رسول اللہ سے نقل کرتا ہے ۔ (صادق)

Marfat.com

مصافحہ سے سقوط معاصی

وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمِیْنَ اِذَا تَصَافَحَا لَمْ یَبْقَ بَیْنَھُمَا ذَنْبٌ اِلَّا سَقَطَ (ترمذی)

براء ابن عازب روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ جب دو مسلمان (دلی محبت سے) آپس میں مصافحہ کرتے ہیں - تو ان کے درمیان کوئی گناہ (کینہ و دشمنی کا) باقی نہیں رہتا - جو جھڑ نہ جاتا ہو" (ترمذی)

مصافحہ ایک ہاتھ سے

تمام امور میں یہ کوشش کرنی چاہیئے - کہ مسنون طریق معلوم کیا جائے - اور پھر اس طریق کو اپنا کر عمل میں لایا جائے - مصافحہ کرنے میں عام طور پر یہ رواج ہے - کہ دونوں ہاتھوں سے کرتے ہیں لیکن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت سے مصافحہ ایک ہاتھ سے کرنا ثابت ہے۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ الرَّجُلُ مِنَّا یَلْقٰی اَخَاہُ اَوْ صَدِیْقَہٗ اَیَنْحَنِیْ لَہٗ قَالَ لَا قَالَ اَفَیَلْتَزِمُہٗ وَیُقَبِّلُہٗ قَالَ لَا قَالَ اَفَیَاْخُذُ بِیَدِہٖ وَیُصَافِحُہٗ قَالَ نَعَمْ (ترمذی)

حضرت انس رض کہتے ہیں - کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا - اے خدا کے رسول! ہم

میں سے کوئی شخص اپنے بھائی سے یا دوست سے ملاقات کرے تو کیا اس کے (احترام کے) لئے جھکے ؟ حضورؐ نے فرمایا۔نہیں! اس شخص نے کہا (اچھا حضور یہ فرمائیے کہ روزمرہ کی ملاقات کے وقت) کیا اس سے گلے لگے۔ اور بوسہ لے اس کا ؟ آپ نے فرمایا نہیں! (یعنی معانقہ اور بوسہ ہر روز نہیں چاہیئے۔ بلکہ سفر سے آنے پر، یا کبھی کبھار محبت کے غلبہ سے کرنا چاہیئے) اس نے دریافت کیا۔ کیا پکڑے ہاتھ اس کا اور مصافحہ کرے اس سے۔؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں! (ترمذی)

ملاحظہ:۔ اس حدیث سے ایک تو یہ بات معلوم ہوئی۔ کہ سلام اور مصافحہ کرتے وقت جھکنا نہیں چاہیئے۔ اور دوسری یہ چیز واضح ہوئی۔ کہ معانقہ اور بوسہ بھی روز روز نہیں چاہیئے۔ بلکہ مدت کی جدائی کے بعد یا سفر سے آنے پر یا کبھی کبھار غلبہ محبت کے ماتحت ہونا چاہیئے۔ جیسا کہ معانقہ اور بوسہ کی حدیثوں میں ابھی آگے مذکور ہوتا ہے۔ اور تیسری چیز یہ تحقیق ہوئی۔ کہ اس حدیث میں مصافحہ کے لئے لفظ "ید" استعمال ہوا ہے۔ اور ید ایک ہاتھ کو کہتے ہیں۔ تو مصافحہ ایک ہاتھ سے کرنا ثابت ہوا:

حضور انورؐ ہاتھ نہ کھینچتے

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا صَافَحَ الرَّجُلَ لَمْ یَنْزِعْ یَدَہٗ مِنْ یَدِہٖ حَتّٰی یَکُوْنَ ھُوَ الَّذِیْ یَنْزِعُ یَدَہٗ (ترمذی)

حضرت ... رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ایسے عظیم الخلق تھے کہ) جب کسی شخص سے مصافحہ کرتے۔ تو نہ کھینچتے ہاتھ اپنا اس کے ہاتھ سے۔ جب تک کہ وہ شخص خود اپنا ہاتھ آپؐ کے ہاتھ سے جدا نہ کر لیتا۔"

(ترمذی)

ملاحظہ :۔ اسی حدیث سے واضح ہو گیا۔ کہ حضورؐ نے ایک ہی ہاتھ سے مصافحہ فرمایا۔ اور دوسرے شخص نے بھی ایک ہی ہاتھ مصافحہ کے لئے رحمت للعالمینؐ کے ہاتھ میں دیا۔ پس مصافحہ ایک ہاتھ سے ہی کرنا سنت ہوا۔

رسولِ خدا اور حضرت فاطمہ رضؓ کا ایک ہاتھ سے مصافحہ

حدیث فاطمہ رضؓ ابھی آگے آتی ہے۔ اس میں مذکور ہے۔ کہ جب حضرت فاطمہ رضؓ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر جاتیں۔ فَاَخَذَ بِیَدِھَا۔ تو حضورؐ جنابِ فاطمہ کا ہاتھ پکڑتے۔ یعنی مصافحہ کرتے اس کے ایک ہاتھ سے۔ اور جب حضور اکرمؐ حضرت فاطمہ رضؓ کے ہاں جاتے۔ فَاَخَذَتْ بِیَدِہٖ۔ تو حضرت فاطمہ رضؓ حضورؐ کا ہاتھ پکڑ لیتیں یعنی مصافحہ کرتیں ان کے ایک ہاتھ سے۔ (ابوداؤد)

ملاحظہ :۔ اس حدیث سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی بیٹی حضرت فاطمہ رضؓ کا آپس میں ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا۔ ثابت ہوتا ہے۔ جو امت کے لئے مسنونیت کی طرح ڈالتا ہے۔

محرم مرد و عورت کا مصافحہ

حدیث مذکور سے یہ امر بھی واضح ہوا۔ کہ اگر ملنے والے مرد اور عورت محرم ہوں۔ تو ایسے عورت و مرد بھی آپس میں مصافحہ کر سکتے ہیں مثلاً باپ بیٹی یا میاں بیوی یا بہن بھائی۔

خبردار اور ہوشیار رہیں ۔۔۔ کہ بعض درویش نما مولوی اور پیرزادے نامحرم عورتوں، زنجیر ارادت میں بندھی ہوئی پرائی بیگموں سے مصافحہ کیا کرتے ہیں۔ اور از راہِ کرم کبھی کسی "طوفان" کو اپنے سینے کے سمندر کے ساحل سے ٹکرانے کی اجازت بھی دے دیتے ہیں! تمام مسلمان بھائیوں اور بہنوں کو ہم متنبہ کرتے ہیں۔ کہ کسی مرد کو نامحرم عورت سے مصافحہ یا معانقہ کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ اس بارے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا لازوال پاکیزہ ارشاد ملاحظہ ہو:۔

اِنِّیْ لَا اُصَافِحُ النِّسَآءَ {ابن ماجہ، ترمذی، نسائی}

حضور انور فرماتے ہیں "میں (پرائی) عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا ہوں"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہوئے کہتی ہیں۔ قسم ہے اللہ کی، کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ نے کبھی کسی (نامحرم) عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا۔"

(ابن ماجہ)

از بسکہ ایک حدیث شریف سے کئی مسائل نکلتے ہیں۔ اس لئے اصل موضوع کے ساتھ انہیں بھی بیان کرنا وقت کے تقاضا کے لحاظ سے ضروری

Marfat.com

ہوجاتا ہے۔ تاکہ ناظرین کرام کی مذہبی معلومات بڑھتی جائیں۔ ہاں تو مسئلہ ہم یہ بیان کر رہے تھے۔ کہ مصافحہ ایک ہاتھ سے کرنا سنت ہے اس کے اثبات میں آپ اوپر کئی احادیث ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ مزید اطمینان کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مصافحہ کا ایک اور منظر دید کے قابل ہے۔ کہ حضرت اکرمؐ نے ایک ہاتھ سے مصافحہ فرمایا۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَدَّعَ رَجُلًا اَخَذَ بِيَدِهٖ فَلَا يَدَعُهَا حَتّٰى يَكُوْنَ الرَّجُلُ هُوَ يَدَعُ يَدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَقُوْلُ اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَاٰخِرَ عَمَلِكَ

(ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص کو رخصت کرتے تو (مصافحہ کرتے ہوئے) اس کا ہاتھ پکڑتے۔ پھر آپ اس کے ہاتھ کو نہ چھوڑتے۔ جب تک کہ وہ شخص خود حضورؐ کے ہاتھ کو نہ چھوڑتا۔ اور پھر آپ اس کو (رخصت کرتے وقت) یہ دعا پڑھتے۔ میں سونپتا ہوں اللہ کو دین تیرا۔ اور امانت تیری اور خاتمہ تیرے کاموں کا۔" (ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

ملاحظہ:۔ اس حدیث سے بھی ثابت ہوا۔ کہ آپ جب کسی شخص کو رخصت کرتے۔ تو اس سے صرف ایک ہاتھ سے مصافحہ کرتے حدیث مذکور میں لفظ ید آیا ہے۔ جس کے معنی ایک ہاتھ کے ہیں

ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنے کی سنت ثابت ہونے کے علاوہ حدیث مذکور سے یہ بات بھی معلوم ہوئی۔ کہ جس طرح ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا سنت ہے۔ اسی طرح رخصت کے وقت بھی مصافحہ مسنون ہے۔ ملیں بھی سلام اور مصافحہ کے ساتھ اور رخصت بھی ہوں سلام اور مصافحہ کے ساتھ۔ کہ ایسا کرنا اخلاق کی عظمت پر دلالت کرتا ہے ؛

مصافحہ کے بعد سینے پر ہاتھ

آپ جانتے ہیں۔ کہ سلام اور مصافحہ شرعی چیزیں ہیں۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ان نیک اور پاک طریقوں کو جاری فرمایا ہے۔ ہماری اسلام نوازی اور فرماں برداری کا تقاضا یہ ہے کہ ہم رحمت دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقوں میں نہ زیادتی کریں نہ کمی۔ اور نہ ہی اس میں تغیر و تبدیل کی جسارت کریں ۔ بلکہ بعینہ اسی طرح کریں۔ جس طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا کر کے دکھایا ہے۔ بعض لوگ مصافحہ کر کے پھر ہاتھوں کو سینے پر رکھ کر انوکھی محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ اگر ایسی محبت اسلامی تعلیم و اخلاق کا حصہ ہوتی۔ تو حضور انور سب سے پہلے وہ شخص ہوتے، جو سلام و مصافحہ کر کے ہاتھوں کو سینے پر رکھتے۔ پیارے بھائیو! ہمارے لئے وہی طریقہ بہتر اور سراسر رحمت ہے۔ جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہمیں دے گئے ہیں۔ مصافحہ کے بعد ہاتھوں کو سینے پر نہ رکھا کریں۔ اور ملکی رسموں اور رواجوں کو اسلامی طریق کی نذر کر دیں !

❊

Marfat.com

حضرت جعفر سے معانقہ اور پیشانی پر بوسہ

وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ فِیْ قِصَّةِ رُجُوْعِهٖ مِنَ الْاَرْضِ الْحَبَشَةِ قَالَ فَخَرَجْنَا حَتّٰى اَتَيْنَا الْمَدِيْنَةَ فَتَلَقَّانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاعْتَنَقَنِیْ ثُمَّ قَالَ مَا اَدْرِیْ اَنَا بِفَتْحِ خَيْبَرَ اَفْرَحُ اَمْ بِقُدُوْمِ جَعْفَرٍ وَوَافَقَ ذٰلِكَ فَتْحَ خَيْبَرَ (شرح السنۃ)

حضرت جعفر بن ابی طالب سے، ان کے ارض حبشہ سے پھرنے کے قصہ میں روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نکلے ہم حبشہ سے یہاں تک کہ آئے ہم مدینہ میں۔ پھر ملے مجھ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ پس گلے لگایا آپ نے مجھے، پھر (کمال محبت سے) فرمایا۔ نہ معلوم مجھے فتح خیبر سے بہت خوشی ہوئی ہے۔ یا جعفر کے آنے سے۔ اور اتفاق سے جعفر فتح خیبر کے موقع پر آئے"

ملاحظہ :- حضرت جعفرؓ سفر سے واپس آئے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں گلے لگایا۔ یعنی معانقہ کیا۔ آدمی جب سفر سے آئے۔ تو طول مفارقت کے باعث محبت بہت بڑھ جاتی ہے۔ اس لئے اپنے بھائی دوست یا عزیز کو گلے لگایا جاتا ہے۔ کہ دل کو سکون و قرار آئے۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت جعفر سے بے حد محبت تھی۔ اور یہ محبت ایمانی، دینی اور للّٰہ تھی۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ حضرت جعفر خدا کی رضا کے لئے حبشہ میں ہجرت کر گئے ہوئے تھے۔ جب آپ حبشہ سے مراجعت فرمائے مدینہ

Marfat.com

ہوئے۔ تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو بے حد خوشی ہوئی۔ اور جعفر کو سینے سے لگایا۔ حتیٰ کہ فرطِ محبت سے ان کی پیشانی کو بوسہ دیا ۔۔۔ زہے نصیب اس پیشانی کے جسے امام الانبیاء والمرسلین حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے چوما۔ چنانچہ شعبی سے ابوداؤد میں روایت ہے :-

تَلَقَّى جَعْفَرَ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ فَالْتَزَمَهٗ وَقَبَّلَ مَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ -

حضور انور ؐ نے جعفر بن ابی طالب کو (جبکہ وہ سفرِ حبشہ سے مدینہ آئے)، گلے لگایا۔ اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔"

اولاد کا بوسہ

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَبَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَعِنْدَهٗ الْاَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ فَقَالَ الْاَقْرَعُ اِنَّ لِيْ عَشَرَةً مِّنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ اَحَدًا فَنَظَرَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ مَنْ لَّا يَرْحَمْ لَا يُرْحَمْ (متفق علیہ)

حضرت ابی ہریرہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (اپنے نواسہ) حسن ابن علی رضؓ کا بوسہ لیا۔ اقرع بن حابس حضور ؐ کے پاس بیٹھے تھے۔ وہ بولے (حضور!) میرے دس بیٹے ہیں۔ میں نے ان میں سے کبھی کسی کا بوسہ نہیں لیا۔ رسول خدا نے ان

Marfat.com

کی طرف دیکھا۔ پھر فرمایا۔ جو شخص (اولاد وغیرہ پر) رحم وشفقت ومہربانی، نہیں کرتا۔ خدا تعالیٰ اس پر رحم شفقت اور مہربانی، نہیں کرتا۔" (بخاری مسلم)

رسولِ خدا اور حضرت فاطمہ کی باہمی محبت

وَعَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ مَا رَأَيْتُ اَحَدًا كَانَ اَشْبَهُ سَمْتًا وَهَدْيًا وَّ دَلًّا وَّفِيْ رِوَايَةٍ حَدِيْثًا وَّ كَلَامًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فَاطِمَةَ كَانَتْ اِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ قَامَ اِلَيْهَا فَاَخَذَ بِيَدِهَا فَقَبَّلَهَا وَاَجْلَسَهَا فِيْ مَجْلِسِهٖ وَكَانَ اِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ اِلَيْهِ فَاَخَذَتْ بِيَدِهٖ فَقَبَّلَتْهُ وَاَجْلَسَتْهُ فِيْ مَجْلِسِهَا (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ نہیں دیکھا میں نے کسی کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت مشابہ (ان کی بیٹی) فاطمہ رض سے، طریقہ میں اور روش ہیں اور نیک خصلتی ہیں۔ اور ایک روایت ہیں ہے کہ۔ بات کرنے اور بولنے ہیں (اور ان کی مجالست اور مشابہت سے ہے کہ) جب فاطمہؓ حضرت انورصؐ کے ہاں آتیں۔ تو آپ کھڑے ہوجاتے (اور آگے بڑھتے) اس کی طرف۔ اور پھر اپنی بیٹی کا ہاتھ پکڑتے اور اس (کی پیشانی) کو بوسہ دیتے۔ اور پھر اسے اپنی جائے نشست

پر بٹھاتے (اور بیٹی کا یہ حال تھا) کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس کے گھر تشریف لاتے - تو وہ کھڑی ہو جاتیں - (اور آگے بڑھتیں) ان کی طرف - اور پھر ان کا ہاتھ پکڑتیں اور انہیں اپنی جائے نشست پر لاکر بٹھا دیتیں "

(ابوداؤد)

ملاحظہ: اس حدیث پاک سے کئی مسائل معلوم ہوئے - امت کی راہبری کے لئے کئی شمعیں روشن ہوئیں - قارئین کرام کے اضافہ معلومات کے لئے ہم حدیث نبوی کی مختصر تشریح کرتے ہیں - اور اس تشریح میں بوسہ، استقبال - قیام اور ان کے لوازمات بیان ہونگے!

بوسہ کی اقسام

محبت دل کی ایک کیفیت کا نام ہے - جو مختلف قدروں اور حالتوں کے ماتحت آگ کی طرح اندر ہی اندر سلگتی، جلتی، بھڑکتی اور دہکتی ہے - لیکن یہ ناممکن ہے - کہ آتش الفت کی تپش اور گرمی کا اظہار نہ ہو - اور انسان کے اقوال و افعال اور ہاتھ پاؤں تپش درون کا پتہ نہ دیں - محبت بِللہ کا دھواں کبھی سلام کے تنفس کے ساتھ نکلتا ہے - کبھی اس کی کشش ہاتھوں کو ملا دیتی ہے - گاہے یہی درد فراق گلے ملا دیتا ہے - اور کبھی بوسے کا انگارا بنکر پیشانی پر گر کر ٹھنڈا ہوتا ہے - گویا بوسہ دردِ دل - محبت و الفت اور رحم و شفقت کا اظہار ہے - اس کی پانچ قسمیں ہیں:

۱- بوسۂ مودت:- یہ بوسہ والدین کا ہے، اولاد کے رخسار و جبیں پر

۲- بوسۂ رحمت:- یہ بوسہ اولاد سے والدین کے سر وغیرہ پر-

Marfat.com

۳۔ بوسہ شہوت :۔ یہ شوہر کا بوسہ ہے بیوی کے عارضِ غضبان پر!
یا بیوی کا خاوند کو۔ اور یاد رہے۔ کہ یہ بوسہ شہوت سوائے
میاں بیوی کے کہیں بھی جائز نہیں ہے۔ بلکہ اپنے غیر محل میں قطعاً
حرام ہے۔ خوب یاد رکھیں!

۴۔ بوسۂ اخوت :۔ یہ بوسہ ہمشیرہ کا ہے بھائی کی پیشانی پر۔

۵ بوسۂ تحیت :۔ یہ بوسہ مسلمانوں کا آپس میں ہے۔ دونوں
آنکھوں کے درمیان۔

نوٹ ا۔ بوسہ تحیت کے متعلق گذارش ہے۔ کہ جس طرح معانقہ بھی وہی درست اور زیبا ہے۔ مناسب اور معقول ہے۔ جو سفر سے مراجعت پر یا طویل جدائی کے بعد ہو۔ اسی طرح بوسۂ تحیت بھی۔ امتداد اوقات اور مرور زمان کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ یعنی کبھی گاہے ملے، سالے صرف ایمانی محبت کے غلبہ کے سبب لب ہائے طالب پیشانی مطلوب سے ملا کریں۔ اور اگر صبح، دوپہر، شام جب بھی ملیں ۔ معانقہ اور بوسہ آمد موجود ہوں۔ تو پھر یہ دونوں چیزیں ایک مضحکہ بن کر رہ جائیں گی۔ اور اپنی حقیقت اور اصلیت کھو بیٹھیں گی۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے۔ کہ کسی بزرگ یا کسی عزیز سے کوئی عظیم الشان کام تکمیل پاتا ہے۔ یا کوئی بڑی قابلِ قدر نیکی اور خوبی ۔ ظہور پذیر ہوتی ہے۔ تو دل بے ساختہ اسے سینے سے لگانے۔ اور پیشانی چومنے کو چاہتا ہے۔ ایک یہ موقع بھی معانقے اور بوسے کا ہو سکتا ہے۔ کہ ایمانی محبت تقاضا کرتی ہے!!

علمائے ربّانی کا فرض

ہر عالم ربانی اور شیخ حقانی کا فرض ہے۔ کہ وہ ہمرنگِ زمین جالوں حرص و آز کے دیناروں، رعایت و جانبداری کے داموں سے بے نیاز ہوکر بلا خوف لومہ لائم خدا کے دین کو حق حق بیان کرے۔ نہ اس میں کمی کرے نہ زیادتی۔ جس طرح مسائل کتاب و سنت سے ثابت ہوں۔ اسی طرح انہیں آگے پہنچاتے۔ اور جہاں بندگانِ آز نے تقدس اور پرہیزگاری کی فضا میں دین کے ہاتھوں دامِ تزویر پھیلا رکھا ہو۔ اور سادہ دل اور سادہ لوح لوگ جادۂ مستقیم سے پھسل رہے ہوں۔ قندیلِ رسالت کی روشنی سے انہیں سنبھالا دے۔

فوق الذکر حدیث پاک سے زیادہ سے زیادہ بوسہ کے متعلق یہی ثابت ہوا ہے۔ کہ کبھی کبھار ایمانی جذبہ کے ماتحت مسلمان ایک دوسرے کو بوسہ دے سکتے ہیں۔ نہ یہ کہ شب و روز، صبح و شام، ہر آن و ہنگام یہ وظیرہ اور عادت ہی بنالی جائے۔ کہ بغیر بوسہ کے ملاقات ہی نہ کی جائے۔ یا ہر ملاقات کے وقت بوسہ لازمی اور ضروری ہو۔

بوسہ کا انوکھا دستور

آج کل کے شیخ طریقت۔ بزرگوں اور پیروں کا یہ حال ہے۔ کہ مرید جب ان کے پاس آتے ہیں۔ تو ان کے ہاتھ کو، اور کبھی پاؤں کو ضرور بوسہ دیتے ہیں۔ سفر سے آنے والے نہیں۔ بلکہ مقامی مرید ہی ایسا کرتے ہیں۔ اور جب بھی آئیں۔ خواہ دن میں تین چار مرتبہ حاضر ہوں۔ وہ ضرور ہر بار ہاتھ چومے بغیر نہیں بیٹھیں گے۔ اور یہ تعلیم ان کو حضرات مشائخ کی طرف سے

Marfat.com

بالواسطہ یا بلاواسطہ دی گئی ہے۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے کئی بار ایک پیر صاحب کو دیکھا۔ کہ وہ گاؤتکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔ مرید آرہے ہیں۔ اور کوئی بھی بغیر ہاتھ چومے نہیں بیٹھتا۔ اور کسی کسی کو پاؤں چومتے بھی دیکھا۔ ادھر آنے والے مرید کے آگے پیر صاحب خود ہاتھ بڑھاتے ہیں۔ اور پاؤں پھیلا دیتے ہیں۔ اور مرید بوسے دیتے جاتے ہیں۔ کوئی ایماندار کی ما اور خدا ترسی سے یہ بتا سکتا ہے۔ کہ کیا حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی کبھی ایسا کیا۔ کہ آپ بیٹھے ہوں۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہر آنے والا آپ کے ہاتھ یا پاؤں کو چوم کر بیٹھتا ہو۔ اور ہر آنے والے کے لئے ہاتھ یا پاؤں کو بوسہ دینا لازمی اور ضروری قرار دیا گیا ہو۔ یا حضورؐ نے ہاتھ مبارک کو بڑھا کر اور پاؤں مقدس کو پھیلا کر بوسہ دینے کا اذن عام دیا ہو۔ واضح رہے کہ ایسا منظر کوئی نہیں دکھا سکتا۔

چوما چاٹی کرانا

پھر آپ سوچیں۔ اور غور کریں۔ کہ جو روش اور طریقہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اختیار نہ کیا۔ دربار رسالت میں حاضر ہونے والوں کے لئے حضورؐ کے ہاتھ وغیرہ کو بوسہ دینے کا نہ کوئی حکم تھا نہ دستور۔ اور نہ ہی یہ رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے اختیار کیا۔ تو آجکل کے بزرگوں کو کہاں سے یہ حق حاصل ہو گیا۔ کہ وہ دانستہ اور ارادتاً مریدوں کے آگے بوسہ کے لئے ہاتھ ڈھیلا چھوڑ دیتے ہیں۔ اور پاؤں پھیلا دیتے ہیں۔ دن میں اگر دو سو یا چار پانچسو ملنے والے۔ مرید آئیں۔ تو ضرور بوسہ دے کر بیٹھیں۔ کیا یہ نمود وریا، غرور و فخر اور جاہ پسندی نہیں ہے۔ جس آدمی کے ہاتھوں اور پاؤں کو صبح سے شام تک چند صد لوگ ہر روز

چومیں۔ سوچئے کہ اس کا دماغ کہاں تک جا پہنچے گا۔ اور اسکا نفس کیا سے کیا نہ ہو جائے گا؟ کہاں سفر سے آنے والے یا مدت مدید کے بعد ملاقات کرتے یا کبھی کبھار جذبہ محبت کے ماتحت معانقہ اور بوسہ کا جواز، اور کہاں سادہ دل عوام کو شب و روز، ہر حین و آن اور ہر گام ہنگام پہ.... خود تعلیم دے کر اپنی چوما چاٹی کرنا! اور اس طرح مسلمان بھائیوں میں غلامی کے جذبات پیدا کرنا اور ان کے آئینہ خودی و خودداری کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔ اخلاقی نکتہ خیال سے کہاں تک جائز اور درست ہے؟

خودی کے شاہین کا خون

ایسے بزرگوں کی خدمت میں التماس ہے کہ عوام کی بے علمی سے ناجائز فائدہ نہ اٹھائیں۔ انہیں بھیڑ بکری بنا کر اپنی عظمت وجبروت کی بھینٹ نہ چڑھائیں۔ اپنی غلامی کی فضا میں بٹھا کر ان میں احساس کمتری پیدا نہ کریں۔ ان کی خودی کے شاہین کے خون سے اپنے تقدس کے عبا نہ رنگیں۔ بھولے مسلمانوں کی لیلائے خودداری سے آنکھ مچولی کھیل کر اخلاق کی فضا کو مکدر نہ کریں۔ انہیں درس خاک بازی نہ دیں۔ بلکہ ان کی آزادی کے غزالوں کو مساوات کے مرغزاروں میں چرنے دیں — سادہ دل مریدوں کو آپ یہ تعلیم دیں۔ کہ وہ جب آپ کے پاس آئیں تو صحابہ رض کی طرح السلام علیکم پکار کر آئیں۔ بوسہ کے لئے ہاتھ یا پاؤں ہرگز آگے نہ کریں۔ بلکہ صرف تحیت مسنونہ پر ہی اکتفا کرتے ہوئے ان کو اپنا دینی بھائی سمجھ کر اپنے پاس بٹھائیں۔ اگر آپ چارپائی پر ہیں تو سب کے لئے چارپائیاں ہی ہوں۔ اگر فرش پر تشریف فرما ہوں۔

Marfat.com

تو دوست احباب بھی آپ کے پاس فرش پر ہی بیٹھیں ۔

فرمائیے! جو مرید اخلاق اور محبت کی دنیا لئے ہوئے آپ کے پاس آتے ہیں ۔ کبھی آپ نے بھی اپنی جگہ چھوڑ کر کسی غریب بھائی کا استقبال کیا ہے ۔ کسی سے معانقہ کر کے اس کے ماتھے یا ہاتھ کو بوسہ دیا ہے ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔ اَنْ تُحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ کہ تو لوگوں کے لئے وہی بات پسند کرے ۔ جو اپنے لئے کرتا ہے ۔" (مسند امام اعظم)

آپ اگر اپنے ہاتھوں یا پاؤں کے بوسہ کو پسند کرتے ہیں ۔ تو کبھی اپنی یہی پسند کی چیز دوسرے مسلمانوں کے لئے بھی پسند کی ہے ۔ یعنی کبھی آپ نے اپنے مرید دوستوں کے ہاتھ کو بوسہ دیا ہے ؟ کبھی ان کے پاؤں کو بھی چوما ہے ؟ دیکھئے ! رسول خدا صلے اللہ علیہ و سلم اپنے دوستوں ، صحابیوں اور ملاقاتیوں سے کس طرح ملتے ہیں ۔ کیسے تپاک سے استقبال کرتے ، گلے لگاتے اور پیشانی چومتے ہیں !

ایک ملاقاتی سے رسولِ خدا کا سلوک

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمَ زَیْدُ بْنُ حَارِثَةَ الْمَدِیْنَةَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ بَیْتِیْ فَاَتَاهُ فَقَرَعَ الْبَابَ فَقَامَ اِلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عُرْیَانًا یَجُرُّ ثَوْبَهٗ وَاللّٰهِ مَا رَاَیْتُهٗ عُرْیَانًا قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ فَاعْتَنَقَهٗ وَ قَبَّلَهٗ ۔ (ترمذی)

حضرت عائشہ روایت کرتے ہوئے فرماتی ہیں ۔ کہ زید بن

Marfat.com

حارثہ وارد مدینہ ہوئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تھے۔ زید بن حارثہ حضرت انورؐ کے پاس (ملاقات کے لئے) آئے۔ انہوں نے دروازہ کو دستک دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (استقبال کے لئے)، کھڑے ہوئے۔ اور ان کی طرف (وفورِ محبت سے) جلدی جلدی ننگے بدن ہی چل دیئے (یعنی تہبند کے سوا کوئی اور کپڑا بدن مبارک پر نہ تھا) کھینچتے ہوئے کپڑا اپنا (یعنی دروازہ تک پہنچتے پہنچتے چادر کھینچتے ہوئے اوپر لے لی) قسم خدا کی میں (حضرت عائشہ) نے ان کو اس کے پہلے اور اسکے پیچھے (بصورت مذکور) عریاں نہیں دیکھا۔ پھر حضور نے دروازہ (کھول کر) زید کو گلے لگایا۔ اور بوسہ لیا ان کا۔" (ترمذی)

مرید کا فقید المثال استقبال

حدیث مذکور میں آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک مرید (رضی اللہ عنہ) ملاقات اور زیارت کے لئے حاضر ہوتا ہے۔ دروازہ کھٹکھٹانے پر جب حضورؐ کو زید بن حارثہ کے آنے کا پتہ چلتا ہے۔ تو آپ کے دل میں اس کی محبت جوش مارتی ہے۔ اور پھر آپ جس حال میں بیٹھے ہوتے ہیں۔ بے تاب ہو کر دروازہ کھولنے کے لئے جلدی جلدی چل پڑتے ہیں۔ اور چادر بھی اوپر لینے کے لئے کھینچتے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ بدن مبارک کا اوپر کا حصہ چادر میں لپیٹ کر ملاقاتی کو سینے سے لگاتے ہیں اور اس کی پیشانی چومتے ہیں۔ بارش کے قطروں اور درختوں کے پتوں سے کروڑوں گنا زیادہ درود وسلام

Marfat.com

ہو۔ جناب رحمتہ للعالمین حضرت خاتم النبین صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک پر۔ کہ آپ نے اپنے ایک صحابی اور دوست کا کس گرم جوشی سے استقبال کیا۔ خلوص و محبت کی مشک بار فضا میں گلے سے لگایا۔ اور شرف بوسہ سے اس کی پیشانی کو رشک حوران خلد بنا دیا۔ مسند رسالت کے وارث۔ دور حاضر کے مشائخ اور زمانہ حال کے حجلہ نشین بھی، کیا اپنے غریب مریدوں اور ملاقاتیوں سے ایسا سلوک کرتے ہیں۔ یا کبھی کسی کا رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کیطرح بے تابی سے تپاکانہ استقبال کیا ہے؟ یا ساری عمر اپنے ہی استقبال کرانے۔ ہاتھ پاؤں چومانے اور طلسم ورع جگانے میں گذاری ہے۔

مرید کو چھ اونٹنیاں دیں

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض اَنَّ اَعْرَابِیًّا اَهْدٰى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَكْرَةً فَعَوَّضَهٗ مِنْهَا سِتَّ بَكَرَاتٍ ۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

حضرت ابی ہریرہ رض سے روایت ہے کہ ایک گنوار تحفہ کے طور پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک جوان اونٹنی لایا۔ تو حضرت انورؐ نے اس کے عوض دیہاتی کو چھ جوان اونٹنیاں عطا کیں۔۔۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

ملاحظہ:۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا کس قدر بلند اخلاق تھا۔ کیتنے صاحب مروت اور محسن رسول تھے۔ کہ ایک اونٹنی کے ہدیہ کے بدلے چھ اونٹنیاں مرحمت فرماتے ہیں۔ دست کرم چھ گنا ہدیہ لوٹاتا ہے۔ رحمت للعالمینؐ کو اپنے مریدوں، صحابیوں کا کس قدر خیال تھا صلی اللہ علیہ وسلم! وارثان مسند رسولؐ ازراہ کرم بتا سکتے ہیں

Marfat.com

کہ مریدانِ باصفا سے نذریں، نیازیں اور عطایا ہدایا لے کر وہ انہیں کیا دیتے ہیں - حدیث بالا کی روشنی میں پیرانِ طریقت کو مریدوں سے کیا سلوک کرنا چاہیئے؟ اخلاق کا تقاضا اور ضمیر کی آواز کیا ہے؟

حدیث بوسۂ اطراف اور نفسِ امّارہ

نفس کی نفسا نفسی اور شرارت سے تحفظ و تحصن کا خیال بجز حولِ خداوندی ـــ خیال ہے، محال ہے اور جنون ہے - انسان اپنی ذات کے لازم اور متعدی فائدوں کے لئے مذہب کی حدود و قیود کو بھی پھاند جاتا ہے - لیکن مذہب کا لیبل قائم رکھنے کے لئے ایسی چال چلتا ہے - کہ سانپ بھی مرجائے اور لاٹھی بھی بچ جائے - مذہب بھی ـــ نام کا ـــ بنا رہے - اور اس کے علے الرغم نفس کی بھی بنی رہے - دین پر بھی آنچ نہ آئے ـــ نمود قائم رہے ـــ اور دین کے برعکس دنیا بھی کمالی جائے -

درویشی بھی عیاری

ایک دفعہ ہمیں ایک گاؤں میں جانے کا اتفاق ہوا - اس گاؤں کے امام مسجد صاحب ہماری ملاقات کے لئے تشریف لے آئے - خیریت و عافیت - اور مزاج پرسی کے بعد فرمانے لگے - کہ چند روز ہوئے - ہمارے گاؤں میں ایک پیر صاحب نے قدم رنجہ فرمایا (جو عرصہ دس سال سے ـــ نذریں، نیازیں لینے آتے ہیں) انہوں نے سب گاؤں کے لوگوں کو اکٹھا کر کے کہا - سب سنو! خدا قرآن میں فرماتا ہے - وَلْيُوفُوا

نذورهم " اور لوگوں کو اپنی نذریں پوری کرنی چاہئیں"۔ پس اس آیت کے حکم سے سب گاؤں کے لوگ مجھے نذریں دو۔ اس کے بعد پیر صاحب نے لوگوں سے نذر نیاز کی صورت میں کافی روپیہ گندم، مکی، گھی اور مرغیاں وغیرہ جمع کر لیں۔ اور ساتھ ہی لوگوں کو آئندہ ششماہی پر اپنی نذریں ماننے اور دینے پر تیار رہنے کی تاکید و تلقین کی۔

یہ واقع بیان کر کے امام مسجد صاحب نے ہم سے پوچھا کہ کیا واقعی آیت مذکور میں پیروں کی نذریں ماننے اور پھر پوری کرنے یعنی انہیں دینے کا حکم ہے؟ ہم نے کہا۔ ہرگز نہیں! سنیئے۔ ہم آپ کو پوری آیت سنا کر صحیح مطلب سمجھاتے ہیں۔ یہ آیت سورہ حج میں ہے۔ اس آیت میں اور اس آیت سے ماقبل اور مابعد میں خدا تعالیٰ نے حج کے مناسک اور مسائل بیان کئے ہیں۔ ارشاد خداوندی ہوتا ہے:۔

لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۖ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ۔ (حج)

(اور حاجیوں کو چاہیئے) کہ اپنے (دین و دنیا کے) فائدوں کے لئے (بیت اللہ) حاضر ہوں۔ اور مقررہ ایام میں خدا کے دیئے مویشی چارپایوں پر (قربانی کے وقت) خدا کا نام لیں۔ پھر اے حاجیو! تم آپ بھی (قربانی کے گوشت سے) کھاؤ۔ اور غریب محتاجوں کو بھی کھلاؤ۔"

Marfat.com

ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا
بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۝

پھر (حاجیوں کو) چاہیئے۔ کہ قربانی کے بعد اپنا میل کچیل (جو ایام احرام میں بدن پر جم گیا ہو) دور کریں۔ اور اپنی نذریں (جو خدا کے نام پر مانی ہوئی تھیں اب خدا کے گھر آکر) پوری کریں۔ اور خدا کے گھر کا طواف بھی کریں۔"

(سورہ حج۔ پارہ ۱۷)

یہ ہے آیت مستفسرہ کا صحیح مطلب۔ کہ خدا تعالیٰ مکہ کے حاجیوں کو حکم دے رہا ہے۔ کہ تم نے جو خدا کے نام پر نذریں مانی ہوئی تھیں۔ کہ خانہ کعبہ جا کر طواف کریں گے۔ یا نفل پڑھیں گے۔ یا مساکین کو کھانا کھلائیں گے۔ یا اونٹ، بکرا وغیرہ قربانی دیں گے۔ اب اپنی اپنی مانی ہوئی نذریں پوری کر دو۔

اب آپ غور کریں۔ کہ پیر صاحب نے قرآنی آیت کو کس طرح بے محل جڑ کر اپنے نفس کی پوجا کی۔ اور دنیا کا فانی مال حاصل کرنے کے لئے قرآن کے ساتھ وہ سلوک کیا۔ جو یہودی تورات کے ساتھ کرتے تھے۔ سادہ دل مسلمانوں کو مذہب کی آڑ لے کر دھوکہ دینا کس قدر مذہبی اور اخلاقی جرم ہے۔ علامہ اقبالؒ ایسے ہی لوگوں کے متعلق فرما گئے ہیں ؎

نذرانہ نہیں سود ہے پیرانِ حرم کا!
اس خرقۂ سالوس کے اندر ہے مہاجن!

امام مسجد صاحب آیت محولہ بالا کی تشریح اور تفسیر سنکر حیران رہ گئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ پیر صاحب نے اس آیت سے کم از کم۔

Marfat.com

آج تک پانچ ہزار روپیہ کمایا ہوگا۔ افسوس — یہ لوگ قیامت کے دن خدا کو کیا جواب دیں گے!

جملہ معترضہ

حدیث بوسۂ اطراف — یعنی ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دینے کے متعلق ایک حدیث کا صحیح مفہوم مطلب موقع و محل ہم بیان کرنے لگے تھے — کہ جس حدیث کے ساتھ "بزرگان زمانہ" نے بے وفائی کر رکھی ہے۔ اس حدیث کے بیان کرنے سے پہلے ہمیں ایک آیت کے نورانی چہرہ سے "غبار نفس" دور کرنا پڑ گیا۔ تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جائے۔ کہ عیار درویشی کس طرح آیت کی کچکول میں نذروں نیازوں کی بھیک مانگتی پھرتی ہے۔ گویا یہ جملہ معترضہ تھا۔ جو آپ کی مذہبی معلومات کے لئے درمیان میں آ گیا۔

اس کے علاوہ ہم قرآن مجید کی دو اور آیتوں کا ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ جن کی مذہب کے اجارہ دار دھڑلے سے تجارت کر رہے ہیں اور بڑے بڑے خضر صورت بزرگوں کو بھی ان کی بلیک کرتے ہوئے۔ شرم تک محسوس نہیں ہوتی۔ جس طرح آیت وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ — کے متعلق ایک واقعہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ اسی طرح ان دو آیتوں کے متعلق بھی ایک "حادثہ" ہے۔ دینی بصیرت اور اخلاقی ہدایت کے لئے ملاحظہ فرمائیں:۔

ایک خضر صورت کا نزول

علمائے ربانی، مشائخ حقانی کتاب و سنت کے عامل — اہل اللہ — قال اللہ اور قال الرسول کے فدائی — اولیاء اللہ کی "خاک پا" چشم ایمان کے لئے کحل الجواہر ہے۔ "قم باذن اللہ" کہنے

Marfat.com

والوں کی محبت وعزت اور ادب واحترام ہمارے ایمان میں داخل ہے۔ رنج وتنافر اور اجتناب وتخالف صرف ایسے لوگوں سے ہے جو مسلمانوں کے دین وایمان کو ہم محض ان سے بچانا چاہتے ہیں جو نفسانی اغراض اور دیناری مقاصد کے لئے ملت بیضا کی تجہیز وتکفین اور گورکنی کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کی متاع ایمان اور ان کے ارزاق واموال کو اپنے کیلوس وکیموس میں تبدیل کرتے ہیں۔ اور یہ بات ایمان کے تقاضوں سے ہے۔ کہ جتنی خالص اور کامل محبت بندگان خدا سے ہونی چاہیے۔ اتنی ہی بیزاری اور نفرت سومناتی مشائخ اور صدقاتی علما سے کرنی چاہیے۔ ...... خداوندا! ربانیین پر اپنی بے شمار رحمتیں نازل فرما۔ اور جو روسیاہ تیرے فی الواقع مقرب بندوں سے بغض رکھتے ہیں — تو آپ ان سے بغض رکھ!

اب آپ قرآن پاک کی دو آیتوں کا "موڑ توڑ" ملاحظہ فرمائیں — ریزہ ہائے الماس کا خزف وسفال سے تبادلہ ہوتا دیکھیں۔ اور پھر سطر قرآن کی چلیپائی میں آنسو بہائیں۔

کچھ دنوں کا ذکر ہے۔ کہ ایک گاؤں میں کوئی پیر صاحب تشریف لائے خضر صورت — سجادہ نشین۔ عام دستور کے مطابق یہ پیشہ ور حضرات مریدوں کے گھروں میں ہی براجمان ہوتے ہیں۔ اور اگر نماز وغیرہ پڑھنی ہو۔ تو وہیں اپنے ڈیرے پر ہی پڑھتے ہیں۔ مسجد میں باجماعت ادا کرنے نہیں آتے۔ کیونکہ اگر وہ بار بار مسجد میں نماز پڑھنے آئیں۔ تو پھر ان میں اور عام نمازیوں میں کیا فرق رہا — گھر میں تو وہ پلنگ پر بچھے ہوئے — دودھ جیسے سفید بستر پر بیٹھیں۔ اور ان کے پاس پلنگ یا چارپائی

Marfat.com

پر بیٹھنا تو درکنار۔ حضرت پیر کی چارپائی کو اگر کوئی ہاتھ لگائے ۔ تو کشتنی اور گردن زدنی قرار پائے۔ جب حالت یہ ہے۔ تو پھر کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ وہی حضرت مسجد میں صف پر لوہاروں، ترکھانوں، جولاہوں، موچیوں اور حجاموں کے ساتھ مونڈھوں سے مونڈھا اور قدم سے قدم ملا کر کھڑے ہیں۔ ان کے لئے خلوت و تنہائی میں (ALOOF) رہنا ہی بہتر ہے۔ چیز جس قدر پردے میں پوشیدہ ہو۔ عسیر الحصول اور کم یاب ہو۔ اتنی ہی اس کی قدر اور مانگ بڑھتی ہے۔ جنس جب بار بار بکثرت منڈی میں آنے لگے۔ ضرور سستی ہو جاتی ہے۔ اور بالیوں کے اندر موتیوں کے دانے کہلاتی ہے۔ اور یہ جو حضرت اقبال نے فرمایا ہے ؎

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز!

آجکل کے پیشہ ور پیر طبقہ کی اکثریت اس عالمگیر اصول اور دستور اخوت سے وراء الورا ہے۔

اس قاعدہ کلیہ کے خلاف جناب پیر مذکور مغرب کی نماز کیلئے مسجد میں تشریف لے آئے۔ آپ حیران ہوں گے۔ کہ مسجد میں۔ کیونکر آئے .... بس آ گئے اور واقعی آ گئے۔ لیکن نماز مسجد میں پڑھنے کی نیت سے نہ آئے۔ کسی اور غرض سے نمازیوں کو شرف ملاقات بخشا۔ نماز جملہ معترضہ تھی، ضمیمہ اور تکملہ تھی!

دو ضروری مسئلے

مسجد کے امام صاحب کا بیان ہے۔ کہ نماز سے فارغ ہو کر حضرت پیر صاحب نے فرمایا۔ میں نے نماز گھر پر ہی پڑھی تھی۔ پر تمہیں دو ضروری مسئلے بتانے تھے

Marfat.com

اس لئے آج نماز کے لئے مجھے مسجد میں آنا پڑا۔ ایک مسئلہ مردوں کے متعلق ہے اور دوسرا عورتوں کے متعلق۔ سب گوش ہوش سے سنو! قرآن مجید میں ایک آیت سورہ فتح کے اندر ہے۔ اس آیت کے حکم سے مردوں کو میری بیعت کرنی فرض ہے۔ اور وہ آیت یہ ہے:-

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا یَنْكُثُ عَلٰی نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰهَدَ عَلَیْهُ اللّٰهَ فَسَیُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ (سورہ فتح پ ۲۶)

اس کے بعد پیر صاحب نے فرمایا۔ اب دوسری آیت سنو۔ یہ آیت سورہ ممتحنہ کی ہے۔ اس آیت کے حکم سے تمام گاؤں کی عورتوں کو میری بیعت کرنی فرض ہے۔ اور وہ یہ آیت ہے۔ غور سے سنو!

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ عَلٰۤی اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْـًٔا وَّلَا یَسْرِقْنَ وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (سورہ ممتحنہ پ ۲۸)

جناب پیر صاحب نے یہ دونوں آیتیں پڑھیں۔ اور سب نمازیوں کو حکم دیا۔ کہ گاؤں میں جا کر اعلان کر دو۔ کہ ان آیتوں کے رو سے تمام گاؤں کے مرد اور عورتیں میری بیعت کریں۔

Marfat.com

امام مسجد صاحب گاؤں سے ہمارے پاس تشریف لائے۔ اور پیر صاحب کا سارا واقعہ بیان کر کے استفسار کیا۔ کہ کیا واقعی ان آیتوں کے حکم سے تمام گاؤں کے مرد و زن کو حضرت پیر صاحب سے بیعت کرنی فرض ہے؟ اور دونوں آیتوں کی صحیح تفسیر اور اصل مفہوم کیا ہے؟

ہم نے محترم جناب امام مسجد صاحب کو دونوں آیتوں کا ترجمہ۔ مفہوم، مطلب۔ تفسیر۔ حکم اور ان کا موقع و محل کما ینبغی سمجھا دیا۔ پھر وہ سمجھنے کے بعد پیر صاحب کی ہوشیاری اور قرآن کے ساتھ زیادتی کرنے پر بہت حیران ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ لوگ داور محشر کو کون سا منہ دکھائیں گے!

پیری مریدی کو بطور پیشہ کے اختیار کرنے والے عوام کے گلے میں اپنی بیعت کا قلادہ ڈالتے وقت عموماً یہی آیتیں سنا کر پڑھتے ہیں اس لئے ہم ان آیتوں کے مفہوم اور منطوق سے ناظرین کو آگاہ کرتے ہیں۔ اور ان کا مطلب ذہن نشین کراتے ہیں۔ تاکہ وہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مخادعت کر کے اور سطر قرآن کو چلیبا بنانے والوں کی چالوں سے ہوشیار رہیں۔ پہلی آیت کا ترجمہ (جو مردوں سے بیعت لینے کے متعلق ہے) بغور ملاحظہ فرمائیں۔ خدا تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:-

(اے پیغمبرؐ) جو لوگ (صلح حدیبیہ کے وقت) تمہارے ہاتھ پر (لڑنے مرنے کی) بیعت کر رہے ہیں۔ وہ (تم سے نہیں بلکہ) اللہ سے بیعت (عہد) کر رہے ہیں۔ (اور تمہارا ہاتھ نہیں بلکہ قرب الٰہی کے رو سے) خدا کا ہاتھ ان

سے کے ہاتھوں پر ہے - پھر جو جہاد فی سبیل اللہ کا پکا قول واقرار اور جان دینے کی بیعت کر کے ، عہد شکنی کرے گا - تو اس عہد شکنی کا وبال اسی کی جان پر پڑے گا - اور جو اس عہد (بیعت) کو پورا کرے گا ، جو اس نے خدا کے ساتھ کیا ہے تو خدا اس کو عنقریب بڑا اجر دے گا - (سورہ فتح پ ۲۶)

اب دوسری آیت کا ترجمہ جو عورتوں سے متعلق ہے - ملاحظہ کریں ارشاد خداوندی ہوتا ہے :-

اے پیغمبر! جب (فتح مکہ کے بعد کفر سے تائب ہو کر) تمہارے پاس مسلمان عورتیں آئیں - اور تم سے کفر و شرک کے زمانہ کی بری عادتوں کے ترک کرنے کی ، بیعت کرنی چاہیں - کہ کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ ٹھہرائیں گی - اور نہ چوری کریں گی - اور نہ زمانہ جاہلیت کی طرح دختر کشی کریں گی - اور نہ اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان بنا کر کھڑا کریں گی (یعنی حرام کا پیٹ لا کر خاوندوں کے ذمہ نہ لگائیں گی) اور نہ نیک کاموں میں تیری حکم عدولی کریں گی - تو (ان شرطوں پر) تم ان سے بیعت (عہد) لے لو - اور خدا کی جناب میں ان کی بخشش کی دعا (بھی) کرو - بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے - (سورہ ممتحنہ پ ۲۸)

دونوں آیتوں کا ماحصل

مردوں اور عورتوں کی بیعت سے متعلق دونوں آیتوں کا واضح - اور واشگاف ترجمہ جو ہم نے اوپر تحریر کیا ہے - ان کے صحیح مفہوم اور

Marfat.com

اصل مطلب کو اہم تشریح کرچکا ہے۔ اب ہم اس ترجمہ کی مزید تشریح کرتے ہیں۔ تاکہ ماہتاب وحی اپنی پوری تابانیوں کے ساتھ جلوہ بار ہو کر تشکیک و تخمین کے دھندلکے دور کردے۔

پہلی آیت صلح حدیبیہ کے موقع کی ہے۔ مدینہ منورہ سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم چودہ سو صحابہ کے ساتھ عمرہ کی غرض سے عازم مکہ ہوئے۔ اس وقت مکہ ابھی کفار کے قبضہ میں تھا۔ جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مقام حدیبیہ پر پہنچے۔ تو کفار نے آپ کو مکہ میں داخل ہوکر بیت اللہ کے طواف سے روک دیا۔ آپ نے فرمایا میں یہاں طوافِ کعبہ کی غرض سے آیا ہوں۔ طواف کرکے واپس چلا جاؤں گا۔ لیکن کفار نے نہ مانا۔ اور بات بڑھ گئی۔ حتیٰ کہ لڑائی کے آثار نمودار ہو گئے۔ اس وقت حضور انور ؐ نے اپنے چودہ سو صحابہ رضؓ سے جہاد کی بیعت لی۔ کہ اگر مجھے یہاں اللہ کے لئے لڑنا پڑ گیا۔ تو کیا تم جہاد کروگے۔ خدا کی راہ میں لڑو مرو گے۔ جان دو گے۔ گردن کٹاؤ گے۔ شاہ رگ کا خون بہاؤ گے؟ اس پر سب نے بیعت کی اور جان دینے کا اقرار کیا۔ خدا تعالیٰ نے آیت مذکور میں اس جہاد کی بیعت کا ذکر کیا ہے۔ اور اس بیعت کو بہت سراہا ہے۔

اب آپ غور فرمائیں۔ کہ کیا رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ان چودہ سو صحابہ رضؓ سے مدینہ منورہ کے اندر بیعت لی تھی؟ ہرگز نہیں مدینہ منورہ سے آگے بڑھ کر ذو الحلیفہ کے مقام پر — جہاں آپ نے احرام باندھا تھا — بیعت لی؟ بالکل نہیں! کہیں راستے میں انہیں بیعت کے لئے ارشاد فرمایا؟ — قطعاً نہیں! فرمائیے

کب اور کس وقت بیعت کا حکم دیا ؟ دوپہر کے سورج کی طرح واضح ہے کہ حضور انور نے اس وقت بیعت کا مطالبہ کیا ۔ عین اس وقت جب کہ ضرورت نے شدت کے ساتھ تقاضا کیا۔ جب کفر اور اسلام کے ٹکرانے کا خدشہ پیدا ہوا۔ جنگ چھڑ جانے کی صورت نظر آئی ۔ تو ایسے جنگی حالات میں سرور دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے صرف جہاد کرنے اور راہ حق میں جان دینے کی بیعت لی تعجب اور افسوس کا مقام ہے کہ جناب پیر صاحب مذکور کو کون سا "معرکہ حدیبیہ" پیش آیا تھا کن کافروں اور مشرکوں کے ساتھ لڑنے کو چلے تھے ۔ جو جہاد کی بیعت کی آیت سے سب گاؤں والوں سے بیعت لینے کے لئے تیار ہو گئے ۔ افسوس! کہ جس آیت میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک خاص مقام پر عین ضرورت کے وقت جہاد کی بیعت لینے کا ذکر ہے ۔ اس آیت کو ایک خضر صورت ، حضرت پیر صاحب اپنی پیری ، مریدی کی دکان چمکانے کے لئے سائین بورڈ بنا رہے ہیں ۔ آیت میں جان دینے کا اقرار ہے ۔ اور یہاں مریدوں سے ششماہی پر کچھ نہ کچھ لینے کا پیمان ہے۔

زمیں کیا آسماں بھی تیری کج بینی پہ روتا ہے ؎

غضب ہے سطر قرآں کو چلیپا کر دیا تو نے

حضور خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی مسند مطہرہ کے وارثوں کا فرض تھا ۔ کہ وہ قرآن مجید کو لوگوں کے سامنے پوری دیانت و امانت سے صحیح صحیح بیان کرتے ۔ بلکہ تبدیل و تغییر کی جسارت کرنے والوں کی خبر لیتے ۔ لیکن انہوں نے نفس کے کہنے پر خود تبدیل قرآن کی ٹھان لی ہے ۔ حضرت علامہ سچ فرما گئے ہیں ؎

Marfat.com

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں!
ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق

پاکستان آزاد اسلامی سلطنت ہے۔ اگر کبھی اُسے جہاد کرنا پڑ جائے تو کیا اچھا ہو۔ کہ جناب پیر صاحب ممدوح خود راہ خدا میں لڑنے کو جائیں البتہ اس وقت مذکورۃ الصدر آیت کے حکم سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ سب مرد میرے ہاتھ پر جہاد کی بیعت کریں۔ کہ وہ جنگ میں میرا ساتھ دیں گے

دوسری آیت جو پیر صاحب نے عورتوں سے بیعت لینے کے لئے پیش کی ہے۔ یاد رہے کہ یہ آیت بھی آپ نے نفس کے ایماء پر بے موقع بے محل ہی جڑی ہے۔ اور ریلوے انجن کا پرزہ سنگر سلائی کی مشین میں فٹ کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔

فتح مکہ پر جب کافر اور مشرک عورتیں حلقہ بگوش اسلام ہوئیں۔ تو خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ اے پیغمبرؐ! ان (نومسلم) مسلمان عورتوں سے ان کے کفر و شرک کے زمانہ جاہلیت کے برے کاموں اور بد عادتوں کو ترک کرنے کی بیعت لو۔ کہ اب وہ برے کام اسلام کے اندر نہیں کریں گی۔

زمانہ جاہلیت میں وہ عورتیں دختر کشی کرتی تھیں۔ شب و روز بے شمار قسم کے شرکیہ کاموں کی مرتکب رہتی تھیں۔ بہتان طرازیاں ان کا شیوہ تھا۔ حرام کے پیٹ اپنے خاوندوں کے ذمہ لگانے میں بہت بے باک تھیں اور اسی طرح جھوٹ بولنا ان کی گھٹی میں تھا۔ خدائے قدوس نے فرمایا۔ اے پیغمبرؐ! ان (نومسلم) عورتوں سے ایسی تمام بد عادتوں اور مشرکانہ عقائد و اعمال کے ترک کرنے کی بیعت لے لو!

سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ وہ کون سا کافروں کا ملک فتح ہوا۔ جہاں

غیر مسلم عورتیں حلقہ بگوش اسلام ہوئیں - اور پیر صاحب ان نو مسلم عورتوں سے ان کے کفریہ و شرکیہ عقیدوں اور عمل کے ترک کی بیعت لینے لگے تھے؟ پیر صاحب ممدوح کو چاہیئے - کہ وہ امرتسر، پٹیالہ نابھہ جیند وغیرہ تشریف لے جاکر اسلام کی تبلیغ کریں - اور پھر جب غیر مسلم عورتیں اسلام قبول کرنے لگیں - تو اس وقت ان عورتوں سے عادات قبیحہ وغیرہ کے ترک کی بیعت لیں کہ قرآنی آیہ مذکور کا صحیح اطلاق اور اصل تفسیر یہی ہے -

دین کے اندر یہ کس قدر جسارت اور بے باکی ہے - کہ آیت کو اس کے اصل موقع اور محل سے ہٹا کر اس کے صحیح مفہوم کو چھپا کر پیری مریدی کمانے کا ذریعہ بنایا جا رہا ہے - کیا اس آیت کے حکم سے حضرت ابوبکر صدیق رض حضرت عمر رض حضرت عثمان رض حضرت علی رض نے کبھی بھی عام مسلمانوں کی عورتوں سے اس طرح بیعت لی تھی؟ ہرگز نہیں لی تھی - بلکہ سوا لاکھ صحابہ رض میں سے کسی ایک نے بھی نہ پیری مریدی کی - اور نہ قریہ بہ قریہ پھر کر مردوں اور عورتوں سے بیعت لی - پھر کس قدر افسوس ہے - کہ آج کل قرآنی آیتوں کو سینہ زوری سے ذریعہ معاش بنایا جاتا ہے - اور یہ کام صرف ایک ہی پیر صاحب پر موقوف نہیں ہے - بلکہ زمانہ حال کی تمام تر "مقدس جماعتیں" ان ہی دو آیتوں کی نفسانی تفسیر پر منحصر ہے ؎

خداوندا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں!
کہ سلطانی بھی عیاری ہے درویشی بھی عیاری

حدیث لوٹا اطراف کی حقیقت

جس طرح چالاک فقر نے ایک آیت کو نفس کی کچکول بنا کر نذریں، نیازیں مانگنی شروع کر دیں - اور عیار درویشی نے سورہ فتح، اور

سورہ ممتحنہ کی دو آیتوں کو بیعت کا پٹا بنا کر مردوں اور عورتوں کے گلے میں ڈال دیا۔ اسی طرح خداوندان ولایت نے حدیث بوسۂ اطراف کو اپنی شان و شوکت جاہ و جلال اور عظمت و جبروت کی بھینٹ چڑھا لیا ہوا ہے۔ اور نفس امارہ اس سے اپنے خراب کا خراج وصول کر رہا ہے۔

آپ اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ اپنے گھر پر بھی جلوہ فرما ہوتے تھے۔ بہت وقت آپ مسجد میں بھی گزارتے تھے۔ تبلیغ کے لیئے مسجد سے باہر بھی تشریف لے جاتے تھے۔ حضور کو اکثر سفر بھی درپیش رہے ہیں۔ اور شمع رسالت کے پروانوں کا یہ حال تھا۔ کہ وہ حضور انور کے ہر قول و فعل، حرکت و سکون، گفتار و رفتار اور طریق و روش کو بغور دیکھتے سنتے، سمجھتے اور پھر ان کو اپناتے۔ عمل میں لاتے۔ یاد رکھتے اور آگے پہنچاتے تھے۔ ہم بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں۔ کہ سوا لاکھ صحابہ رض میں سے ایک صحابی رض کی بھی ایسی شہادت موجود نہیں ہے۔ کہ جو ملاقاتی بھی رسول رحمت کے رسالت کدہ پر حاضر ہوتا۔ وہ آپ کے ہاتھ یا پاؤں چوم کر ہی بیٹھتا تھا۔ یا مسجد میں حضور کی خدمت میں سینکڑوں باریاب ہونے والے آپ کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دیتے تھے۔ یا سفر میں جہاں کہیں بھی رسول رحمت کی ذات اقدس رحمت فرما ہوئی۔ زیارت کا شرف پانے والے تقبیل اطراف کا فرض بجا لاتے تھے۔ اب جب کہ قرآن۔ حدیث، تفسیر، فقہ اور تاریخ میں یہ بات کہیں بھی موجود نہیں ہے کہ بوسہ دست و پا رسالت کے آداب کا لازمہ تھا۔ تو پھر فقر صیاد کو یہ استحقاق کہاں سے حاصل ہو گیا۔ کہ اس نے اس چیز کو آداب شیخ کی روح رواں بنا لیا ہے ۞

اب ہم اس حدیث کی حقیقت بیان کرتے ہیں۔ جس کو دلیل بنا کر

بوسۂ اطراف (ہاتھ پاؤں چومنا) کی طرح ڈالی گئی ہے۔ اور دلق پوشی نے لوگوں کو ہاتھ پاؤں چومنے کی تعلیم دی ہے۔ آپ اس حدیث کو بغور ملاحظہ فرمائیں۔ جو درج ذیل ہے :-

حضرت زارع رضی اللہ عنہ جو وفد عبدالقیس میں شریک تھے۔ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ ہم (سفر سے) مدینہ طیبہ آئے۔ اور جلدی سے اپنے اونٹوں سے اتر کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دیا۔ اور ہمارے ساتھی، منذر اشج انتظار کرتے رہے (کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدم بوسی سے فارغ ہوں)، یہاں تک کہ (پھر) انہوں نے اپنی گٹھڑی سے کپڑے نکال کر پہنے۔ اور اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (منذر اشج سے فرمایا) تم میں دو عادتیں ایسی (اچھی) ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے۔ بردباری اور خودداری! منذر اشج نے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ! کیا یہ دو عادتیں میں نے خود اختیار کی ہیں۔ یا اللہ نے پیدائش سے وہ دونوں خصلتیں تخلیق فرمائی ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ نہیں! بلکہ اللہ تعالیٰ نے پیدائش سے ہی یہ دونوں خصلتیں تم میں ودیعت فرمائی ہیں۔ یہ سنکر منذر اشج نے کہا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ جس نے مجھ میں دو ایسی خصلتیں پیدا فرمائی ہیں

Marfat.com

جنہیں اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول پسند کرتا ہے۔"

(ابوداؤد)

حقیقت کی روشن جبین

حدیث مذکور پڑھنے کے بعد یہ اصلیت اور حقیقت واضح ہو گئی ہے۔ کہ وفد عبدالقیس نے تو اپنے اونٹوں سے جلدی اتر کر حضورؐ کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دیا۔ اور ان کے ساتھی منذر اشج نہ تو اپنے اونٹ سے جلدی اترے۔ اور نہ انہوں نے دوسروں کی طرح حضور انورؐ کے ہاتھ اور پاؤں کو چوما۔ غور فرمائیں۔ کہ اگر ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دینا اچھی بات ہوتی۔ یا یہ فعل بزرگوں کے ادب میں داخل ہوتا۔ تو بانیٔ ادب حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم وفد عبدالقیس کی تعریف کرتے۔ ان کے بوسہ دینے کے فعل کو سراہتے۔ اور ان کی حوصلہ افزائی کرتے۔ آپ کی ذات تکلف سے پاک تھی۔ اور حق بیانی آپ کا منصب تھا۔ سلسلہ تبلیغ میں کوئی چھوٹی بڑی بات آپ نہ چھوڑ گئے ہیں۔ اور نہ بھول گئے ہیں۔ اپنی ذات سے متعلق فرماتے ہیں اَنَا اَکْرَمُ الْاَوَّلِیْنَ وَ اَکْرَمُ الْاٰخِرِیْنَ — میں (تا آدم) اپنے سے پہلوں میں اور (تا قیامت) اپنے سے پچھلوں میں خدا کے نزدیک سب سے بڑھ کر بزرگ ہوں۔ وَلَا فَخْرَ — اور میں یہ بات ازراہ فخر نہیں کہتا ہوں بلکہ (خدا کے حکم سے) ایک حقیقت کا اظہار کرتا ہوں اور مسئلہ بتاتا ہوں۔ اسی طرح اگر ہاتھ چومنا نہ چومنے سے اچھا ہوتا۔ تو آپ اسے بلا حجاب پسند فرماتے!

بلا تکلف و حجاب اچھائیوں، خوبیوں، ادبوں اور تہذیبوں کو بیان کرنیوالے اور پھیلانے والے حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

بوسہ دینے والوں کی طرف تو کچھ توجہ نہ کی - البتہ توجہ - تعریف - خوشی اور رحمت کی باراں سے اس شخص کی کشت محبت کو سیراب فرمایا - جس نے نہ تو اونٹ سے اترنے میں جلدی کی اور نہ ہی رحمت دو عالم کے اطراف پاک کو بوسہ دیا ؛

ناظرین کرام از رہ انصاف غور فرمائیں - کہ مذکورۃ الصدر حدیث سے زیادہ سے زیادہ یہی ثابت ہوا - کہ وفد عبد القیس کے سفر سے آنے کی طرح اگر کوئی دیر کے بعد سفر سے واپس آئے - تو فرط محبت سے اگر باپ یا استاد یا کسی عالم حقانی اور شیخ ربانی وغیرہ کا ہاتھ چوم لے تو گناہ نہیں ہے - لیکن عام مقامی لوگوں کو ہرگز ایسا نہیں کرنا چاہیئے - کہ جو آئے اور جتنی بار آئے اور جب آئے بغیر ہاتھ پاؤں وغیرہ چومے نہ بیٹھے - بلکہ اگر وہ دیر کے بعد سفر سے آئے تو فرط محبت سے چوم لے تو مباح ہے !

ہاتھ پاؤں کا نہ چومنا خدا اور رسول کو پسند ہے

وفد عبد القیس نے جو اپنے اونٹوں سے جلدی اتر کر حضور انور ص کے ہاتھ پاؤں کو چوما - اور ان کے ساتھی منذر اشج نہ تو اونٹ سے جلدی اترے اور نہ انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں کو دوسروں کی طرح بوسہ دیا - اس پر حضور انور ص نے منذر اشج کو بردباری اور خودداری کی صفا سے نوازا ؛

بردباری یہ تھی - کہ اپنے ساتھیوں کی مانند اونٹ سے نہایت تیزی اور جلدی سے نہ اترے اور خودداری ان کی یہ تھی - کہ حضور کے دست و پا

کو انہوں نے بوسہ نہ دیا۔ اس پر حضورؐ نے منذر اشج کی تعریف کی۔ معلوم ہوا۔ کہ ہاتھ پاؤں کا چومنا کوئی شرعی مسئلہ نہ تھا۔ دین کا حکم نہ تھا۔ حضور انورؐ کی عزت اور توقیر کا اس پر دارو مدار نہ تھا۔ یعنی اگر بوسہ دینا شرعی مسئلہ ہوتا۔ بزرگوں کے ادب میں داخل ہوتا۔ تو بوسہ دینے والوں کی آپ تعریف کرتے۔ ان پر خوشی کا اظہار کرتے۔ اور منذر اشج کو ان کے ترک بوسہ پر تنبیہہ فرماتے۔ یا انہیں بے ادب کہتے۔ لیکن آپ نے انہیں ترک بوسہ پر خوددار فرمایا۔ اور اطمینان سے اونٹ سے اترنے پر بردبار! او ساتھ ہی یہ مژدہ سنایا۔ کہ تمہاری اس خودداری (ترک بوسہ) اور بردباری (جلدی نہ کرنے) کو اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا ہے۔ اور یہ دو عادتیں۔ تمہاری خود اختیاری نہیں ہیں۔ بلکہ خدا نے تم میں ودیعت فرمائی ہیں پھر منذر اشج نے خدا کا شکر کیا۔ کہ ان کی دونوں عادتیں خدا کی پیدا کی ہوئی ودیعت (امانت) ہیں۔ اور ان عادتوں اور خصلتوں سے خدائے لایزال اور رسول کائنات صلے اللہ علیہ وسلم خوش ہیں ؎

خودداری کا فلک بوس تخیل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے اتنے برگزیدہ پیغمبر ہیں۔ آپکی بشریت عنداللہ اتنی مقرب و مقبول ہے۔ اور عبدیت اطاعت کی وجہ سے اس درجہ محبوب ہے۔ ذات اقدس اس قدر بزرگ اور کہکشاں گیر مدارج کی حامل ہے۔ کہ اگر حضرت اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ترازو کے ایک پلڑے میں قدم مبارک رکھ دیں۔ اور دوسرے پلڑے میں تمام اولاد آدم۔ کل فرشتے۔ اور جن بٹھا دیئے جائیں۔ تو یہ سب اپنے مجموعی وزن سے رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کے پلڑے کو

Marfat.com

بھلا بھی نہیں بنکیں گے ؛

اتنے بلند پایہ رسول حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ پاؤں کے بوسہ کے ترک[1] پر خوش ہوتے ہیں - اور خدا کی خوشی کی بھی خبر دیتے ھیں - اور منذر اشج کے ترک بوسہ کو پسند فرما کر امت کو درس خودداری دیتے ہیں - کہ اگر کوئی مہینوں یا برسوں کے بعد بھی سفر سے واپس آئے - تو اپنے بزرگوں کے ہاتھ پاؤں نہ چوم کر خوددار بنے - اور اس طرح خوددار (تارک بوسہ بزرگان) بنکر خدا اور اس کے رسول کو راضی اور خوش کرے ؛

خدا کا بے شمار درود وسلام ہمارے رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم پر ہو - ہماری جانیں، ماں باپ اور اولاد آپ پر قربان — کہ حضورؐ پرنور نے ھمیں خودداری کی کتنی بلند پایہ اور پاکیزہ تعلیم دی ہے - اور خودداری کا کیسا فلک بوس تخیل بخشا ہے ؛

نفس امّارہ کی سجدہ خواہی

بعض "بزرگ" ایسے بھی ہیں — کہ ان کے نفس کی پیاس دست بوسی اور پائے بوسی سے نہیں بجھتی - اور پھر وہ سجدہ کرانے لگ جاتے ہیں - اور پھر سجدہ کی بھینٹ لے کر ان کا نفس اناو لاغیری کا ناد بجاتا

---

[1] حضور انورؐ ترک بوسہ پر خوش ہوتے ہیں - لیکن زمانہ حال کے درویش اور پیر بالعموم ہاتھ چوما کر خوش ہوتے ہیں - بلکہ بوسہ کیلئے ہاتھ کو آگے کر دیتے ہیں - کہ مرید چوم کر آنکھوں سے بھی لگائے اور پھر اس پر طرہ یہ کہ ہاتھ چومنے والوں کو مؤدب کہا جاتا ہے - اور نہ چومنے والے بوسہ کے منکر بے ادب کہلاتے ہیں ع ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا! (صادق)

اور بلیوں اچھلتا ہے۔ ایسے لوگ فی الحقیقت نہایت پست اخلاق اور گندی ذہنیت کے مالک ہوتے ہیں۔ جو انسان ہو کر انسانوں سے سجدہ کراتے ہیں۔ اور اس پر شیخ طریقت، ہادی اور مرشد کہلاتے ہیں۔ مسلمان بھائیوں اور بہنوں کو خوب یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ سجدہ عبادت ہے اور صرف اللہ واحد القہار ہی کے لئے مخصوص ہے۔ غیر اللہ کو سجدہ کرنا حرام اور صریح شرک ہے۔ انسان کا سجدہ کرانا اور اسے سجدہ کرنا نہایت کمینگی، دنائت اور اخلاق کا دیوالیہ پن ہے۔ اس کے استیصال کیلئے ہم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم بیان کرتے ہیں:۔

سجدہ کی شرعی ممانعت

وَعَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ أَتَيْتُ الْحِيْرَةَ فَرَأَيْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ لَّهُمْ فَقُلْتُ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَقُّ أَنْ يُسْجَدَ لَهٗ فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنِّيْ أَتَيْتُ الْحِيْرَةَ فَرَأَيْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ لَّهُمْ فَأَنْتَ أَحَقُّ بِأَنْ نَّسْجُدَ لَكَ فَقَالَ لِيْ أَرَأَيْتَ لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِيْ أَكُنْتَ تَسْجُدُ لَهٗ فَقُلْتُ لَا فَقَالَ لَا تَفْعَلُوْا لَوْ كُنْتُ اٰمِرًا أَحَدًا أَنْ يَّسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ النِّسَآءَ أَنْ يَّسْجُدْنَ لِأَزْوَاجِهِنَّ لِمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَهُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ حَقٍّ (ابوداؤد)

قیس بن سعد سے روایت ہے۔ اس نے کہا۔ کہ میں حیرہ (نام شہر) میں آیا۔ میں نے وہاں کے لوگوں کو دیکھا۔ کہ وہ اپنے سردار کو سجدہ کرتے ہیں۔ پھر میں نے اپنے دل میں

Marfat.com

کہا۔ کہ یقیناً رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سجدہ کے لائق تر ہیں (اس سردار حیرہ سے) میں پھر (سفر سے لوٹ کر) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔ کہ حضورؐ! میں (کوفہ کے ایک شہر) حیرہ میں گیا تھا۔ میں نے وہاں کے لوگوں کو دیکھا۔ کہ وہ اپنے سردار کو سجدہ کرتے ہیں۔ (حضورؐ!) آپ (سردار حیرہ سے بدرجہا) لائق تر ہیں۔ کہ آپ کو سجدہ کیا جائے — رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (قیس!) بتاؤ اگر تم میری قبر کے پاس سے گزرو۔ تو سجدہ کرو میری قبر کو؟ میں نے (حضورؐ کو ناراض پاکر) عرض کیا۔ نہیں! پھر آپ نے فرمایا۔ (خبردار!) نہ کرو۔ مجھے سجدہ (سنو!) اگر میں کسی کو کسی کے لئے سجدہ کرنے کا حکم کرتا۔ تو عورتوں کو حکم دیتا۔ کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں۔ کیونکہ مردوں کا اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر (بڑا) حق مقرر کیا ہے"۔ (ابوداؤد)

غیر اللہ کے سجدہ کا استیصال

حدیث مذکور میں قیس بن سعد نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ان کی ہی ذات کو سجدہ کرنے کے لئے اجازت چاہی۔ فرمائیے —! حضرت اکرمؐ نے کیا جواب دیا؟ اپنی ذات پاک سے سجدہ کا انتفا کرنے سے پہلے حضورؐ نے قیس کو (ڈانٹ کر) پوچھا۔ کیا تم میری قبر کو سجدہ کروگے؟ جس کے جواب میں قیس نے عرض کیا۔ نہیں حضورؐ! اس کے بعد اپنی ذات سے متعلق فرمایا۔ لَا تَفْعَلُوْا۔ خبردار! مت

Marfat.com

سجدہ کرو مجھے! غور فرمائیں۔ کہ رحمت للعالمین ابھی زندہ وسلامت ہی ہیں اور اپنی قبر پاک سے متعلق پہلے سے ہی صحابہؓ سے اقرار لے رہے ہیں۔ کہ خبردار! میری قبر کو سجدہ نہ کرنا۔ پھر اس پیمان کے بعد اپنی ذاتِ اقدس کے لیے بھی سجدہ کو منع فرما رہے ہیں۔ گویا نہ آپ کی قبر کے لئے سجدہ جائز اور نہ آپ کی ذات کے لئے سجدہ جائز۔ اب آپ فرمائیں۔ کہ جو شیخ یا پیر لوگوں سے اپنے آپ کو سجدہ کراتے۔ وہ کون ہے؟ اور جن پیروں، بزرگوں مولویوں، واعظوں اور مجاوروں کے سامنے قبروں کو سجدے کئے جائیں۔ اور وہ منع نہ کریں ــــ حدیث مذکور کی روشنی میں ان کی اخلاقی حالت کیسی ہے؟ بڑے رنج اور اندوہ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ ؎

یہی شیخ حرم ہے جو چرا کر بیچ کھاتا ہے!
گلیم بوذرؓ ودلق اویسؓ وچادر زہراؓ (اقبالؒ)

استقبال جائز ہے

استقبال کے معنی ہیں۔ آگے بڑھ کر لینا۔ کسی کے آنے کی خبر سنکر اسے لینے جانا۔ کسی عزیز یا بزرگ کی حج سے فارغ ہو کر آنے کی خبر سن کر کراچی تک اسے لینے کیلئے جانا بھی استقبال ہے۔ اور ریلوے اسٹیشن، سڑک، گلی، گھر کے صحن یا چند قدم کے فاصلے پر کسی بزرگ، عزیز، حاکم، عالم، استاد، پیر، مرشد، ماں، باپ، بھائی، بھین، بیٹے، بیٹی، دوست، سہیلی، شاگرد وغیرہ کو بڑھ کر لینا (TO RECEIVE) بھی استقبال کہلاتا ہے۔ اس تعریف اور مفہوم سے آپ کو یہ معلوم ہو گیا۔ کہ کسی کے استقبال کے لئے اپنی جگہ ضرور چھوڑنی پڑتی ہے۔ خواہ چند قدم آگے بڑھیں یا کئی میل آگے جائیں۔ بہرحال اپنی جگہ چھوڑ کر ہی جائیں گے ــــ استقبال کی یہ

Marfat.com

صورت شرعاً جائز ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ ہمیں چاہیئے۔ کہ اپنے بزرگوں اور عزیزوں کا ضرور استقبال کریں۔ اس سے محبت و الفت اور اتفاق و اتحاد بڑھتا ہے طبیعتوں میں میل ملاپ اور موالات کے جذبات ابھرتے ہیں۔ آدمیت پنپتی، شعور نکھرتا اور تمیز انگڑائیاں لیتی ہے ؛

آپ اوپر رسولِ خدا ص اور حضرت فاطمہ رض کے باہمی استقبال کا پاکیزہ منظر دیکھ چکے ہیں۔ کہ[1] جب حضرت فاطمہ رض رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں آتیں قَامَ اِلَیْھَا تو حضورؐ کھڑے ہوتے۔ اس کی طرف چل پڑتے۔ اور آگے ہو کر لیتے اپنے جگر کے ٹکڑے فاطمہ رض کو۔ یعنی اپنی جگہ چھوڑ کر آگے بڑھتے، استقبال کرتے۔ اس تشریح سے ہماری مراد یہ ہے۔ کہ حضورؐ حضرت فاطمہ رض کے لئے قیام نہیں کرتے تھے۔ حدیث میں قَامَ لَھَا (کھڑے ہوتے واسطے فاطمہ رض کے) نہیں ہے۔ بلکہ اِلیٰ حرفِ جار آیا ہے۔ اور اِلیٰ کے معنی تک اور طرف

---

[1] لیکن بدعتی کا استقبال ناجائز اور حرام ہے۔ رسولِ خدا فرماتے ہیں مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰی ھَدْمِ الاِسْلَامِ (شعب الایمان)، جس نے بدعتی کی عزت و توقیر کی۔ اس نے اسلام کے گرانے پر مدد کی۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ استقبال آنے والے کی توقیر و تعظیم ہوتی ہے۔ پھر اگر آنے والا بدعتی ہے۔ تو اس کی توقیر و تکریم یعنی استقبال حرام ہوا۔ خوب سمجھ لیں اور یاد رکھیں کہ کبھی کسی اہل بدعت کا نہ استقبال کریں نہ کسی اور شکل میں اسکی تکریم کریں۔ کیونکہ بدعتی کی توقیر میں سنت کی حقارت پائی جاتی ہے۔ جو ویرانی دین کا موجب ہے۔ اور اسی قیاس پر سنت کے متبع کا استقبال، اسکی توقیر اور تکریم آبادی بنائے اسلام ہے۔ (صادق)

کے ہیں۔ تو مطلب یہ ہوا۔ کہ حضورؐ کا کھڑا ہونا یا قیام اپنے قدموں پر نہیں تھا۔ اِلیٰ ظاہر کرتا ہے۔ کہ کھڑے ہوتے ہی کسی طرف اور سمت کو چل پڑتے تھے۔ اور پھر ایک جگہ تک پہنچکر رک جاتے۔ اور بیٹیؓ کا ہاتھ پکڑ کر اندر لے آتے۔ اس طرح جب حضورؐ فاطمہؓ کے گھر تشریف لے جاتے قَامَتْ اِلَیْہِ۔ تو حضرت فاطمہؓ کھڑی ہوتیں۔ ان کی طرف چل پڑتیں۔ اور آگے ہو کر لینیں اپنے پیارے باپ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو یعنی اپنی جگہ چھوڑ کر آگے بڑھتیں۔ استقبال کرتیں! یہاں بھی حدیث میں قَامَتْ لَہٗ (کھڑی ہوتیں واسطے اُنؐ کے) نہیں ہے۔ بلکہ اِلیٰ جارہ کے ساتھ قَامَتْ اِلَیْہِ آیا ہے۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت فاطمہؓ کا کھڑا ہونا۔ یعنی قیام کرنا ان کے قدموں پر نہیں تھا اِلیٰ بتا رہا ہے۔ کہ آپ کھڑی ہوتے ہی اس طرف یا سمت کو چل پڑتیں جدھر آفتابِ رسالتؐ کی کرن پڑتی۔ اور پھر کسی ایک جگہ تک رُک کر لینے ابا جان (صلے اللہ علیہ وسلم) کا ہاتھ پکڑ کر اپنے کمرہ میں لے آتیں۔ معلوم ہوا۔ کہ حضرت انورؐ اور حضرت فاطمہؓ نے آپس میں ایک دوسرے کا استقبال کیا ہے۔ قیام ہرگز نہیں کیا۔ کیونکہ قیام کے لئے اپنی جگہ پر کھڑا رہنا ضروری ہے۔ اور شریعت میں قیام حرام ہے۔ اور استقبال جائز اور درست ہے۔ اتنی لمبی تشریح اور توضیح سے ہماری غرض صرف اتنی ہے۔ کہ اگر کسی بزرگ یا عزیز کو آگے لینے جائیں۔ تو یہ استقبال ہے جو مشروع اور درست ہے۔ اور اگر بزرگ وغیرہ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو کر اپنے قدموں پر ہی قائم رہیں۔ تو یہ قیام ہے۔ جو بوجہ عبادت الٰہی غیراللہ کے لئے حرام ہے۔ خدا قرآن میں فرماتا ہے۔ وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ

قانتین۔ اور قیام کرو اللہ کے لئے فرماں بردار ہوکر؛ چنانچہ آپ نماز میں اللہ ہی کے لئے قیام کرتے ہیں۔ اور یہ قیام عبادت ہے۔ اور عبادت غیراللہ کے لئے حرام ہے۔ پس قیام غیراللہ کے لئے حرام ہوا خوب سمجھ لیں!

غیراللہ کے سجدہ کے خلاف حضرت شیخ احمدؒ کا جہاد

وہی سجدہ ہے لائق اہتمام
کہ ہو جس سے ہر سجدہ تم پر حرام (اقبال)

مغلیہ خاندان کے مشہور بادشاہ جہانگیر کے دربار میں سجدہ بجالانا آداب شاہی میں شامل تھا۔ ہر آنے والا بادشاہ کے حضور سربسجود ہوکر بیٹھتا تھا۔ اس زمانہ میں ایک بہت بڑے عالم باعمل درویش مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد صاحب سرہندیؒ موجود تھے۔ انہوں نے کھلے بندوں اس بات کا اظہار کیا۔ اور اپنی تقریروں اور وعظوں میں علی الاعلان فرمایا۔ کہ سجدہ صرف اللہ ہی کے لئے مخصوص ہے اور غیراللہ کے لئے سجدہ کرنا حرام اور شرک ہے۔ بادشاہ کو چاہیئے۔ کہ فوراً اپنے دربار سے سجدہ موقوف کردے۔ آپ نے جان ہتھیلی پر رکھ کر، جہانگیری دربار کے سجدہ کے خلاف، ایک تحریک شروع کردی۔

بادشاہ کو جب اس بات کا علم ہوا تو اس نے آپ کو اپنے دربار میں طلب کیا۔ حضرت شیخ احمدؒ دربار میں پہنچے۔ اور بادشاہ کو السلام علیکم کہا۔ بادشاہ نے پوچھا۔ کہ آپ نے دربار شاہی کے آداب کا اخراج کیوں

Marfat.com

پیش نہیں کیا۔ ہمارے حضور آکر سجدہ کیوں بجا نہیں لائے۔

حضرت شیخ احمدؒ نے فرمایا:۔

"میرا سر سوائے اس کے خالق کے کسی غیر کے آگے ہرگز جھک نہیں سکتا۔ یہ پیشانی صرف اللہ واحد القہار کے لئے ہی خاک دھول پر رکھی جا سکتی ہے۔ اس کے سوا کوئی بڑی سے بڑی طاقت بھی سجدہ کے لائق نہیں"

جہانگیر نے بہت ڈرایا۔ دھمکایا۔ اور خوف دلا کر سجدہ کرنے پر مجبور کیا۔ لیکن حضرت مجدد صاحبؒ کی ایمانی طاقت شاہی حکم پر غالب آئی۔ اور اسے سجدہ کرنے کے لئے قطعاً تیار نہ ہوئے۔ بالآخر بادشاہ نے انہیں گوالیار کے قلعہ میں قید کر دیا۔

چھ ماہ کے بعد بادشاہ نے اپنی ایک ضرورت کے لئے حضرت مجدد صاحب کی رہائی کا حکم صادر کیا۔ اور دربار میں تشریف لانے کی درخواست کی۔ حضرت مجدد صاحب نے اس شرط پر دربار میں حاضر ہو کر بادشاہ کی بات کو سنا منظور کیا۔ کہ وہ توبہ کر کے دربار میں رسم سجدہ کو موقوف کر دے۔ جہانگیر نے آپ کی اس شرط کو تسلیم کر لیا۔ اور دربار کو سجدہ کے بت سے پاک کر کے خدا کی جناب میں توبہ کر لی۔ غیر اللہ کو سجدہ کرنا حرام اور شرک قرار دیا گیا۔ پھر حضرت مجدد صاحبؒ قلعہ گوالیار سے چل کر بادشاہ کے دربار میں تشریف لائے۔ اور اس کے کام کو سرانجام دینے کے لئے سعی فرمائی۔

ایک درویش ایک بت ناظرین کرام غور فرمائیں۔ کہ ایک درویش تھے۔ جو غیر اللہ کے سجدہ کی بیخ کنی کیلئے

Marfat.com

دھڑ کی بازی لگاتے تھے۔ اور ہر قیمت پر انسانیت کی فضا کو شرک
گندگی سے پاک کرنا چاہتے تھے۔ اور ایک یہ درویش ہیں۔ کہ خود کو
اپنے آپ کو سجدہ کراتے ہیں۔ اور پھر سجدہ میں گری ہوئی "بھیڑ" کی
پشت پر تھپکی دیتے ہیں — گویا اس کی پیٹھ ٹھونک کر اٹھاتے ہیں —
شاباش[1]!

سچ ہے ؎

اک فقر سکھاتا ہے صیاد کو نخچیری!
اک فقر سے کھلتے ہیں اسرار جہانگیری (اقبالؒ)

قیام لغیر اللہ کی ممانعت

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُتَّکِئًا عَلٰی عَصًا فَقُمْنَا لَہٗ فَقَالَ لَا تَقُوْمُوْا کَمَا یَقُوْمُ الْاَعَاجِمُ یُعَظِّمُ بَعْضُھَا بَعْضًا (ابوداؤد)

ابی امامہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے عصا (لاٹھی) پر سہارا کرتے ہوئے (ہماری مجلس میں) جلوہ فرما ہوئے۔ ہم نے آپ کی تعظیم کے لئے قیام کیا۔ (یعنی اپنے قدموں پر کھڑے ہو گئے) حضورؐ نے فرمایا۔ (خبردار!) مت تعظیماً کھڑے ہوا کرو تم۔ جس طرح عجمی ایک دوسرے کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔" (ابوداؤد)

[1] چڑھ جا بیٹا سولی رام بھلی کرے۔ منہ

Marfat.com

عجمی قیام کی تعریف

بے دین عجمی بادشاہ، امراء، رؤسا، حکام قوم کے سردار علماء اور مشائخ جب کسی مجلس میں جاتے۔ تو تمام لوگ تعظیماً اپنے قدموں پر کھڑے ہو جاتے جب تک وہ بیٹھ نہ جاتے۔ لوگ کھڑے رہتے۔ پھر جب وہ بیٹھتے یہ بھی بیٹھ جاتے۔ حتیٰ کہ اگر ان کا بزرگ بھتو کرنے کے لئے بھی اٹھتا اور پھر بیٹھتا۔ تو انہیں بھی برابر ساتھ اٹھنا بیٹھنا پڑتا۔ یہ تھا عجمیوں کا قیام تعظیمی!

حدیث مذکور میں آپ نے ابھی اوپر پڑھا ہے۔ کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مجلس میں تشریف لے گئے۔ تو اہل مجلس کھڑے ہو گئے۔ رسول پاکؐ نے اپنی ذات کے لئے اس تعظیمی قیام کو برداشت نہ کیا۔ اور صحابہؓ کو سختی سے منع کر دیا۔ کہ خبردار! بے دین عجمیوں کی طرح میرے لئے کبھی قیام نہ کرو۔

مشائخ کے لئے تعظیمی قیام

علمائے کرام اور مشائخ عظام کا فرض تھا۔ کہ وہ دین اسلام کی حفاظت کرتے۔ اور دیانت داری سے اس کی تبلیغ جاری رکھتے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اسلام کے حق میں وہ "برادران یوسف" بن گئے ہیں جس دین کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا دانت مبارک شہید کرا کر تلواروں کی جھنکاروں اور تیروں کی بوچھاڑوں میں انہیں پہنچایا تھا۔ صحابہؓ نے اپنی اور اپنے بال بچوں کی جانیں اسلام کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھا کر جو خزینہ ان کی تحویل میں دیا تھا۔ ہم نے اس میں خیانت شروع کر دی۔ جواہرات کو خرمہرہ کے بھاؤ لٹانا شروع

کر دیا۔ اور سچی بات تو یہ ہے کہ نفس کی شہ پر اللہ کے دین کی تجارت کر رہے ہیں!

رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تو اپنی ذات کے لئے قیام تعظیمی منع فرمایا۔ صحابہ رض کو کھڑے ہونے سے روکا۔ لیکن ہمارے پیروں بزرگوں، شیخوں، ہادیوں، مرشدوں اور عالموں کا یہ حال ہے۔ کہ وہ مریدوں کو اپنے تعظیمی قیام کے لئے حکم دیتے ہیں۔ اپنے مجلس میں آنے پر انہیں کھڑا ہونے کی تاکید کرتے ہیں۔ پھر جب مجلس میں آتے ہیں۔ تو اہل مجلس کھڑے ہوجاتے ہیں۔ اور جب مسند پر بیٹھ جاتے ہیں — تو عقیدت کیش بھی بیٹھتے ہیں۔ پھر اگر وہ ایک آدھ منٹ کے لئے بھی اٹھتے ہیں۔ تو مرید بھی ضرور کھڑے ہوجاتے ہیں۔ اور جب حضرت صاحب پھر نشست فرما ہوتے ہیں۔ تو ارادت کے تار میں بندھی ہوئی کٹھ پتلیاں بدستور دم بخود ہوجاتی ہیں۔ فرمائیے! کیا یہ عجمیوں کی مانند قیام تعظیمی نہیں ہے؟ ایسا قیام رحمت دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے تو منع فرما دیا تھا۔ لیکن کس قدر افسوس کا مقام ہے۔ کہ آجکل کے "بزرگوں" نے اسے شیر مادر کی طرح حلال جان رکھا ہے ؎

ترا اے قیس کیونکر ہوگیا سوز دروں ٹھنڈا!
کہ لیلےٰ میں تو ہیں اب تک وہی انداز لیلائی

صحابہ رض قیام نہ کرتے

عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ شَخْصٌ اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانُوْا اِذَا رَاَوْهُ لَمْ يَقُوْمُوْا لِمَا يَعْلَمُوْنَ مِنْ كَرَاهِيَتِهٖ لِذٰلِكَ ۔ (ترمذی)

Marfat.com

حضرت انس رضؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ صحابہ کے نزدیک کوئی شخص بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ پیارا نہ تھا۔ لیکن جب (دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب) حضرت اکرمؐ تشریف فرما ہوتے۔ تو صحابہ رضؓ آپ کے لئے ہرگز کھڑے نہ ہوتے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے۔ کہ حضور انورؐ اس بات (قیام تعظیمی) کو ناپسند کرتے ہیں۔" (ترمذی)

ملاحظہ:۔ دورِ حاضر کے صوفیوں، سجادہ نشینوں، شیخوں پیروں کی خدمت میں ہم بڑے ادب سے عرض کرتے ہیں۔ کہ رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح وہ بھی اپنے لئے قیام تعظیمی کو ناپسند کریں۔ برا جانیں۔ اور احباب کو سختی کے ساتھ منع کر دیں۔ کہ آئندہ آپ کے لئے کبھی قیام نہ کریں۔

مریدوں کی خدمت میں

مریدان باصفا کی خدمت میں گزارش کہ اگر آپ کے پیرو مرشد آپ کو قیام تعظیمی سے منع نہ کریں۔ بلکہ قیام کے لئے اجازت یا حکم دیں تو آپ حضرات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس حکم پر عمل کریں رحمت دو عالمؐ فرماتے ہیں:۔

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ (مشکوٰۃ)

خدا تعالیٰ کی نافرمانی (کے کاموں) میں کسی مخلوق کی تابعداری نہیں ہے"

یہاں لا نفی جنس کا ہے۔ جو طاعت کے انتفا اور کامل

Marfat.com

فقدان کے لئے آیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ جس کام میں خدا کی (اور اس کے رسول ؐ کی) نافرمانی پائی جائے۔ جو بات قرآن اور حدیث میں منع آئی ہو۔ وہ بات ہرگز کسی کے کہنے پر مت مانو۔ مخلوق میں سے خواہ کوئی ہو۔ ماں، باپ، پیر و مرشد۔ کسی کی بھی خلاف شرع طاعت نہ کرو۔ اب آپ غور کریں۔ کہ قیام تعظیمی سے رسول پاک ؐ نے منع فرمایا ہے۔ اور رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا منع فرمودہ کام یقیناً خدا کی نافرمانی ہے۔ تو قیام تعظیمی ضرور خدا کی نافرمانی ہوئی۔ اور اس خدا کی نافرمانی کو پیر و مرشد کے کہنے پر ماننا خدا اور رسول ؐ کو ناراض اور غضبناک کرنا ہے۔ اس لئے تمام مریدوں کو حضرت محمد مصطفٰے شافع روز جزا صلے اللہ علیہ وسلم حکم دے رہے ہیں۔ کہ وہ اپنے پیروں یا مرشدوں کے کہنے پر ہرگز ہرگز ان کا قیام تعظیمی نہ کریں۔ اب مریدوں کو آپ اس امر کا فیصلہ کر لینا چاہیئے کہ انہیں رسولِ پاک کا حکم ماننا چاہیے (قیام تعظیمی مت کرو) یا اپنے پیروں کے فرمان پر سر تسلیم خم کرنا چاہیئے (قیام تعظیمی کرو)

حضرت سعد رضؓ کے استقبال کی حقیقت

بعض خود بیں، خود نما اور جاہ خواہ حضرات اپنے قیام تعظیمی پر بہت زور دیتے ہیں۔ جبروتِ "فقر" کے حضور نیاز کیشوں کی سرو قامتی دیکھ کر بڑے خوش ہوتے ہیں۔ اور عقیدت مندوں کو خراج قیام ادا کرنے پر مضبوط اور استوار رکھنے کے لئے یہ ثبوت

Marfat.com

دیتے ہیں۔ کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رض کے قیام کے لئے صحابہ کو حکم دیا تھا۔ اور پھر صحابہ رض نے ان کے آنے پر قیام کیا۔ لہذا بزرگوں کے لئے قیام کرنا جائز ہے۔

اصلیت کو چھپا کر عوام کو غلط روی کی تعلیم دینا نفس کی خواہش ہے۔ ہم یہاں ناظرین کے سامنے حضرت سعد رض کا پورا واقعہ بیان کرتے ہیں تاکہ ان پر حقیقت منکشف ہو جائے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ بَنُوْ قُرَیْظَۃَ عَلٰی حُکْمِ سَعْدٍ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَیْہِ وَکَانَ قَرِیْبًا مِنْہُ فَجَآءَ عَلٰی حِمَارٍ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِلْاَنْصَارِ قُوْمُوْٓا اِلٰی سَیِّدِکُمْ۔

(بخاری مسلم)

حضرت ابی سعید خدری رض روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ جب بنو قریظہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلہ کو ماننے کا وعدہ کر کے (خیبر کے قلعہ سے) اتر آئے۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رض کو بلوایا۔ جو حضور کے نزدیک ہی فروکش تھے حضرت سعد گدھے پر سوار ہو کر آئے۔ اور جب مسجد کے قریب پہنچے۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انصار کو فرمایا۔ کہ اپنے سردار کی طرف کھڑے ہو جاؤ

(بخاری۔ مسلم)

صراحت :- بنو قریظہ یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فتح خندق کے بعد ان کو قلعہ میں پچیس روز تک گھیرے رکھا - لیتنے لمبے محاصرہ سے تنگ آکر بنو قریظہ اس شرط پر قلعہ سے باہر آگئے - کہ حضرت سعد رض جو فیصلہ (قتل یا قید یا فدیہ کا) ان کے حق میں کریں گے - وہ اسے مان لیں گے کیونکہ بنو قریظہ کو حضرت سعد رض پر حسن ظن تھا - کہ وہ ان کا پاس کریں گے ؂

اس فیصلہ کے لیئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رض کو بلا بھیجا - جو رحمتِ دو عالم ص کے قریب ہی اقامت گزین تھے - حضرت سعد غزوہ خندق میں زخمی ہوئے تھے - اور ہنوز ان کا زخم مندمل نہ ہوا تھا - بلکہ اس سے خون بھی جاری ہو پڑتا تھا - اس تکلیف کی وجہ سے وہ اچھی طرح چل پھر نہ سکتے تھے - اور گدھے پر سوار ہو کر حضور انور ص کی خدمت میں حاضر ہوئے - جب وہ حضرت انور ص کے قریب آکر سواری سے اترنے لگے - تو آپ نے انصار کو ارشاد فرمایا - کہ اپنے سردار کی طرف کھڑے ہو جاؤ - یعنی سعد رض زخمی اور کمزور ہیں - جاؤ انہیں آرام اور احتیاط سے سواری سے اتار لاؤ !

یاد رہے - کہ یہ حضرت سعد رض کا استقبال تھا - ان کے لیئے قیام نہیں تھا — رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کن الفاظ کی طرف غور کریں - آپ نے قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ فرمایا - کھڑے ہو جاؤ طرف سردار اپنے کی - یعنی کھڑے ہو کر سعد رض کی طرف بڑھو -

Marfat.com

اس کو اتے ہوکر لو - سواری سے اتار دو - اور یہ نہ فرمایا — قُوْمُوْا لِسَيِّدِكُمْ - کھڑے ہو جاؤ واسطے سردار اپنے کے کہ اِلیٰ کی جگہ لام آنے سے قیام کا شبہ ہو سکتا ہے - قرآن مجید میں اللہ کے آگے قیام کرنے کے متعلق قُوْمُوْا لِلّٰہِ آیا ہے - نہ کہ قوموا الی اللہ بمعلوم ہوا - کہ یہاں الیٰ جارہ استقبال پر دلالت کرتا ہے نہ کہ قیام پر۔ اور اس چیز کو ہم اس سے پہلے بھی بالوضاحت بیان کر چکے ہیں پس حدیث مذکور سے حضرت سعد رضؓ کا استقبال کرنا ثابت ہوا نہ کہ قیام تعظیمی - خوب سمجھ لیں!

قیام تعظیمی کی سزا

وَعَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّءْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ - (ترمذی)

حضرت معاویہ رضؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں - کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جو شخص اس بات کو پسند کرے - کہ لوگ اس کے آگے تعظیماً کھڑے رہیں - تو اس کو اپنا ٹھکانا دوزخ میں تجویز کر لینا چاہیئے (ترمذی)

ٹھنڈے ٹھنڈے گھر جاؤ

یہ حدیث پڑھ کر تو اُن پیروں اور عالموں کو کانپ اٹھنا چاہیئے - جنہوں نے مریدوں اور عقیدت مندوں کو اپنے قیام تعظیمی کے لئے حکم دے رکھا ہے - یا مسئلہ بنایا ہوا ہے — اب تو حضور انور صلعم نے صاف الفاظ میں تحدید فرما دی ہے - کہ جو بھی

قیام تعظیمی اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ اس کا ٹھکانا دوزخ ہے!

اس قولِ فیصل کے بعد اب کیا جواب ہے قیام کرنے والوں اور قیام کروانے والوں کے پاس؟ بھائیو! سوچو، سمجھو۔ اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول کا کہا مانو ؎

محال است سعدی کہ راہِ صفا   تواں رفت جز در پئے مصطفیٰ

خلافِ پیمبر کسے راہ گزید   کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

Marfat.com

ایفائے عہد!

عہد کے معنی ہے وعدہ، پیمان، قول و قرار، اقرار و مدار اور زبان دینے کے ہیں۔ اسلام میں وعدہ کو بڑی اہمیت دی گئی ہے اور اس کو پورا کرنے کی سخت تاکید آئی ہے۔ ایفائے عہد دراصل روح کی صحت کا نام ہے۔ طبیعت کی صفائی اور پاکیزگی کی دلیل ہے۔ اچھے خلق اور نیک کردار کی علامت ہے۔ ارادہ کی صفائی اور پاک نیتی کا جوہر ہے۔ اور اخلاص و نفاق میں حد فاصل کا حکم رکھتا ہے۔ قول کا پکا، پیمان کا سچا اور وعدہ پورا کرنے والا شخص اپنے ماحول میں بلند اخلاق اور اعلیٰ کردار کا مالک سمجھا جاتا ہے۔

اور اس کے برعکس بالعموم بدعہدی اور وعدہ شکنی، سیرت کی کدورت اور طبیعت کی آلودگی کو ظاہر کرتی ہے۔ وعدہ خلافی قول کے اثبات اور عمل کے فقدان سے زبان دینے والے کی پیشانی پر نفاق کی مہر ثبت کر دیتی ہے۔ اور پھر یہ شخص خدا، رسول اور عوام الناس کے نزدیک بہت ذلیل اور حقیر سمجھا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے عہد پورا کرنے پر بہت زور دیا ہے۔ اور ایمان و اخلاص کی شرطوں میں سے اسے بہت بڑی شرط قرار دیا ہے۔ وعدہ وفائی کے متعلق اسلام کے گراں مایہ ارشادات ملاحظہ فرمائیں۔ اور انہیں عملی جامہ پہنانے کے لئے دل سے عہد کر لیں۔

Marfat.com

منافقت کی ایک تہائی

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰیَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ (بخاری)

روایت ہے ابی ھریرہ رض سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ منافق کی تین نشانیاں ہیں (پہلی) جب وعدہ کرتا ہے۔ تو اس کو وفا نہیں کرتا (دوسری) جب وہ بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔ (تیسری) اور جب اسے (کسی امر پر) امین بنایا جاتا ہے۔ تو خیانت کرتا ہے" (بخاری)

نوٹ :- اس حدیث میں منافق کی پہچان بتائی گئی ہے۔ کہ جسمیں تینوں مذکورہ نشانیاں پائی جائیں۔ وہ منافق فی العمل ہے۔ اور ان تین نشانیوں میں ایک وعدہ خلافی ہے۔ تو گویا وعدہ خلافی یا عہد شکنی منافقت کی ایک تہائی ہوئی۔ اور وعدے کر کے دانستہ توڑنے والا منافقوں سے بھائی چارہ قائم کرنے والا ہوا۔ اسلام میں نفاق۔ (HYPOCRISY) بدترین روسیاہی، ایمان کی رسوائی اور غضب الٰہی کا موجب ہے۔ اس لئے ہمیں چاہیئے۔ کہ وعدہ کرتے وقت خوب سوچ سمجھ لیں۔ اگر پورا کرسکتے ہیں۔ تو ہاں کریں۔ نیت ایفا کی ہے تو ہامی بھریں۔ ورنہ ھرگز قول نہ دیں۔ قطعًا اقرار نہ کریں — کہ نقض عہد گلزار ایمان کے لئے پیغام خزاں ہے!

Marfat.com

قابلِ ایفاء وعدہ کرو

عَنْ اَبِی جُرَیٍّ نِ الْهُجَیْمِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: وَلَا تَوَاعِدْ اَخَاكَ مَوْعِدًا فَتُخْلِفَهُ۔ (مسلم)

حضرت ابی جری الہجمی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنے بھائی سے ایسا وعدہ مت کر جسے تو پورا نہ کر سکے "۔ (مسلم)

عہد شکن کی حشر میں رسوائی

عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِکُلِّ غَادِرٍ لِوَآءٌ[1] یَوْمَ الْقِیَامَةِ یُعْرَفُ بِہٖ (بخاری)

حضرت انس رض سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر عہد توڑنے والے کیلئے قیامت کے دن ایک نشان ہو گا۔ جس سے وہ شناخت کیا جائے گا"۔ (بخاری)

نوٹ :- عہد شکنی اتنا بڑا گناہ ہے۔ کہ حشر کے میدان میں ذلت اور رسوائی کا موجب ہو گا۔ وعدے کر کر توڑنے والوں کے چوتڑ کے ساتھ ایک جھنڈا کھڑا کیا جائے گا۔ جس پر لکھا ہو گا۔ کہ یہ شخص غادر ہے۔ واضح ہو کہ غادر غدر سے مشتق ہے۔ غدر کے معنے بے وفائی۔ عہد شکنی۔ بدعہدی۔ سرکشی اور بغاوت کے ہیں۔ دنیا میں جس قسم کی عہد شکنی اور بے وفائی کی ہو گی۔ اسی قسم کی بدعہدی کے نشان سے غادر کو اہل محشر میں رسوا کیا جائے گا۔۔۔

---

[1] لواء کے معنی جھنڈا نشان ۱ منہ

اسلامی حکومت کا غادر، قوم کا غادر، وطن کا غادر، قبیلہ اور برادری کا غادر — عام مسلمانوں، ہمسایوں، دوستوں، آشناؤں اور احباب و اقربا سے عہد شکنی اور وعدہ خلافی کرنے والا — غادر!

حضرت ابن عمر رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

اِنَّ الْغَادِرَ یُنْصَبُ لَهٗ لِوَاءٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَیُقَالُ هٰذِهٖ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ ۔

عہد توڑنے والے (کی رسوائی) کے لیے ایک نشان کھڑا کیا جائیگا (جس پر لکھا ہوگا) یہ فلاں ابن فلاں کی عہد شکنی کا نشان ہے۔ (بخاری، مسلم)

حضرت ابی سعید رضؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا :-

لِکُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ عِنْدَ اسْتِهٖ یَوْمَ الْقِیَامَةِ — وَ فِیْ رِوَایَةٍ لِکُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یُرْفَعُ لَهٗ بِقَدْرِ غَدْرِهٖ اَلَا وَلَا غَادِرَ اَعْظَمُ غَدْرًا مِنْ اَمِیْرِ عَامَّةٍ (مسلم)

قیامت کے روز ہر عہد شکن کے لئے (ذلت کا) نشان ہوگا۔ اس کی مقعد (BUTTOCK) کے پاس۔ اور ایک روایت میں حضور انورؐ نے فرمایا۔ عرصہ محشر میں ہر عہد توڑنے والے کے لئے ایک نشان ہوگا۔ جو اس کی عہد شکنی کے بقدر بلند کیا جائے گا۔ خبردار! عہد شکنی میں

Marfat.com

رعیت کے حاکم سے کوئی بہت بڑا عہد شکن نہیں ہے۔

(مسلم)

حکام کی رعایا سے عہد شکنی

یہ تو آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ کہ ہر قسم کی عہد شکنی ہر کسی سے نہایت مذموم۔ قابلِ ملامت اور دین و دنیا کی رسوائی ہے۔ حدیث مذکور میں جہاں ہر غادر و غدار، عہد شکن — اور وعدہ خلاف — چھوٹے بڑے، ادنیٰ اعلےٰ، وضیع و شریف، امیر و غریب، مرد و عورت، پیر و مرشد، استاد و تلمیذ، شیخ و شاب اور راعی و رعایا کو عہد شکنی کی پاداش میں روز قیامت کی رسوائی اور ندامت سے ڈرایا گیا ہے۔ وہاں سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی تجدید فرمائی ہے۔ کہ تمام غادروں سے سب سے بڑا غادر، اور سارے عہد شکنوں سے بدترین عہد شکن — عہد شکنی کے لحاظ سے — امیر عامہ — یعنی رعیت کا حاکم ہے! رعیت کے حاکم کو حدیث شریف میں نقضِ عہد کی صورت میں کیوں غادر اعظم کہا گیا ہے۔ اس کی مختصر تشریح ملاحظہ ہو:-

لفظ امیر امر سے مشتق ہے۔ امر کے معنی حکم اور امیر کا ترجمہ حاکم ہے۔ اور اسی امیر سے اولی الامر بنتا ہے۔ جس کا مطلب ہے صاحبانِ حکم — جو ریاست میں ممتاز عہدوں پر فائز ہوں۔ اختیارات رکھتے ہوں۔ جن کا حکم چلتا ہو۔ اور اس سے مراد بادشاہ۔ سلطان۔ والی خلیفہ اور تمام ماتحت طبقہ کے ذمہ دار مناصب اور عہدوں کے چھوٹے بڑے حکام حکومت کے ہزاروں محکموں کے لاکھوں افسر، اور — جواب وہ مرتبوں کے بڑے بڑے سردار ہیں۔ عوام جب حکومت کو تسلیم

Marfat.com

کر لیتے ہیں۔ تو ان کا تسلیم کرنا دراصل حکومت کے ساتھ یہ عہد کرنا ہے کہ وہ حکومت کے دساتیر اور اس کے احکام — معروف ہیں — بجا لائیں گے۔ اور اس طرح حکومت کے معروف میں فرماں بردار رہ کر عہد کو پورا کرتے ہوئے وفادار رہیں گے۔ پھر اگر رعایا کا کوئی فرد یا افراد حکومت کی معروف میں اطاعت نہ کریں۔ تو وہ عہد شکن اور غادر قرار پائیں گے۔ حکومت کیساتھ عہد شکنی کرنے والوں کے حق میں حدیث شریف میں بہت وعید آئی ہے۔ کتاب اور سنت کو ملک میں نافذ، اور جاری کرنے والے عادل بادشاہ، خدا ترس حاکم، اور رعایا کے پسینے کی جگہ خون بہانے والے فرماں روا کی اطاعت اور فرماں برداری معروف میں واجب ہے۔ ایسے ہی حاکم سے متعلق۔ حضور انور نے فرمایا:-

اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ

سننا (حاکم کا)، اور (پھر) فرمانبرداری کرنی
ہر مسلمان مرد پر واجب ہے۔ (بخاری)

اسی طرح حکومت — یعنی بادشاہ، گورنر جنرل، وزیر اعظم وزیر داخلہ۔ وزیر خارجہ، وزیر ترقیات، وزیر صنعت، وزیر زراعت وزیر تعلیم اور ان کے ماتحت سینکڑوں محکموں اور شعبوں کے — ہزاروں ذمہ دار حکام اور اقتدار و اختیار کے مالک بے شمار افسر اپنے اپنے منصب اور عہدہ کا چارج (سپردگی) لیتے وقت جب حلف وفاداری اٹھاتے ہیں۔ تو یہ حلف وفاداری دراصل خدا تعالیٰ سے عہد کیا جاتا ہے۔ کہ وہ رعایا کے حقوق کو پوری پوری ایمانداری

Marfat.com

اور انصاف سے پورا کریں گے۔ قانون کے نفاذ میں عدل و مساوات کا توازن قائم رکھیں گے۔ اپنے اپنے منصب کے فرائض کو خدا کے خوف سے بجا لائیں گے۔ رعایا کے حقوق پورے کرنے میں وہ ظلم زیادتی، بددیانتی، کام چوری، اقربا نوازی، خویش پروری، جنبہ داری رشوت ستانی، بے رحمی، بد اخلاقی، حق تلفی سے کام نہیں لیں گے نہ کسی کی ناجائز سفارش مانیں گے۔ اور نہ کسی کو بلاوجہ تنگ کریں گے اور اس طرح اپنے عہدہ کی ذمہ داریوں کی امانت کو کما حقہٗ پورا کریں گے اس حلف وفاداری (عہد) کے بعد جو امیر عامہ۔ رعیت کا حاکم۔ چھوٹا یا بڑا اپنے فرائض کی بجا آوری میں توازن کھو بیٹھے گا۔ تو وہ غادر اور عہد شکن قرار پائے گا۔ اور اسلام کی رو سے غادر اعظم اور عہد توڑنے والوں میں سے بدترین عہد شکن ہو گا۔ حلف وفاداری اٹھانے، یا اپنے عہدہ کی سپردگی لینے کے بعد بے ایمانی، بددیانتی، کام چوری اور ظلم کرنے والے کے متعلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ الفاظ با دیدۂ تر مکرر ملاحظہ ہوں:۔

اَلَا وَلَا غَادِرَ اَعْظَمُ غَدْرًا مِّنْ اَمِیْرِ عَامَّۃٍ ؕ

خبردار! اور نہیں ہے کوئی بہت بڑا عہد شکن عہد شکنی میں رعیت کے حاکم سے۔" (مسلم)

غادرِ اعظم واضح رہے۔ کہ وہ امیر عامہ یعنی حاکم عوام، حکومت کا سب سے بڑا وفادار، نمک حلال اور خیرخواہ ہے جو حکومت کے قانون کو پوری ایمان داری۔ خیرخواہی، خدا ترسی اور کامل عدل و انصاف سے بغیر رو و رعایت اور جانبداری

کے بے کس اور داد خواہ رعایا میں جاری کرے - قانون کے نفاذ بالعدل اور عوام کی داد خواہی کے سبب ایسا حاکم خدا کی عطا کردہ حکومت اور اس کی رعایا کے ساتھ باندھے ہوئے پیمان کو پورا کرنے والا ہے - اور وہ سارے جہان کے عہد پورا کرنے والے وفاداروں سے بہت بڑا وفادار ہے۔ اور اس کے برعکس قانون کو موم کی ناک بنا کر عوام کے حقوق کو پامال کرنے والا، حلف وفاداری کی دھجیاں اڑانے والا ہے - اور اس طرح راعی اور رعایا کے ساتھ کئے ہوئے قول و قرار کو توڑ کر تمام دنیا کے عہد شکنوں سے بہت بڑا عہد شکن — غادر اعظم بنتا ہے۔ بہت بڑا وفادار ہونے کی صورت میں دیندار حاکم خدا کا بڑا مقرب اور ولی اللہ ہوتا ہے - اور غادر اعظم بن کر خدا سے بہت دور اور اس کا مبغوض و مسترد ہو جاتا ہے ؛

رسول خدا انتظار وعدہ میں تین دن ایک جگہ بیٹھے رہے

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي الْحَسْمَاءِ قَالَ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ يُّبْعَثَ وَبَقِيَتْ لَهُ بَقِيَّةٌ فَوَعَدْتُّهٗ اَنْ اٰتِيَهٗ بِهَا فِيْ مَكَانِهٖ فَنَسِيْتُ فَذَكَرْتُ بَعْدَ ثَلَاثٍ فَاِذَا هُوَ فِيْ مَكَانِهٖ فَقَالَ لَقَدْ شَقَقْتَ عَلَيَّ اَنَا هٰهُنَا مُنْذُ ثَلٰثٍ اَنْتَظِرُكَ (ابوداؤد)

عبداللہ بن ابی الحسماء روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ان کے نبی

ہونے سے پہلے کچھ خریدا۔ مجھ پر (قیمت کی ادائیگی میں سے) آپ کا کچھ باقی رہ گیا۔ میں نے وعدہ کیا۔ کہ باقی قیمت میں اسی جگہ پر جہاں آپ تشریف فرما تھے۔ لا حاضر کروں گا پھر میں (چلا گیا) اور وعدہ بھول گیا۔ تین روز کے بعد مجھے یاد آیا (اور میں باقی قیمت لے کر آپ کے پاس حاضر ہوا) تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ حضورؐ وہیں بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ تو نے مجھے مشقت میں ڈال دیا۔ کہ میں اس جگہ تین روز سے تیرے انتظار میں ہوں۔" (ابو داؤد)

وعدہ کی اہمیت

ناظرین کرام! آپ نے غور فرمایا۔ کہ ایک شخص رحمت ؐ سے کوئی چیز خریدتا ہے۔ کچھ قیمت ا[...] کرتا ہے۔ اور باقی سے متعلق وعدہ کرتا ہے۔ حضورؐ! یہیں بیٹھئے۔ میں بقا[یا] لاتا ہوں۔ وہ بھول جاتا ہے۔ اور تین دن کے بعد آتا ہے۔ اور آپ کو وہیں جلوہ فرما پاتا ہے۔ حضورؐ کا انتظارِ وعدہ میں تین روز تک وہیں بیٹھے ر[ہنا] وعدہ کی اہمیت کو خوب روشن کرتا ہے۔ کہ جانبین میں سے کوئی بھی وع[دہ] کے آبگینہ کو نقضِ عہد کے پتھر سے نہ توڑے۔ ہر شخص اپنے وعدہ کا پا[س] کرے۔ اور ہر قیمت پر اسے پورا کرے۔

بے حقیقت وعدہ جھوٹ ہوتا ہے!

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ دَعَتْنِيْ اُمِّيْ يَوْمًا وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ فِيْ بَيْتِنَا فَقَالَتْ هَا تَعَالَ اُعْطِيْكَ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

Marfat.com

اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَرَدْتِ اَنْ تُعْطِیْہِ قَالَتْ اَرَدْتُ اَنْ اُعْطِیَہٗ تَمْرًا فَقَالَ لَھَا رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَا اِنَّکِ لَوْ لَمْ تُعْطِیْہِ شَیْئًا کُتِبَتْ عَلَیْکِ کِذْبَۃٌ (ابوداؤد)

عبداللہ بن عامر روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ ایک روز میری والدہ نے مجھے بلایا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف فرما تھے۔ میری والدہ نے کہا (عبداللہ!) آ تجھے کچھ دوں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری والدہ کو فرمایا۔ تو نے اسے کیا دینا چاہا؟ اس نے عرض کیا۔ حضور! میں نے اس کو کھجور دینے کا ارادہ کیا تھا۔ آپ نے (بطور مسئلہ کے) ارشاد فرمایا۔ خبردار! اگر تو اسے کچھ نہ دیتی (جیسے کہ عام طور پر مائیں اپنے بچوں کو یونہی کہہ دیتی ہیں۔ اور پھر کچھ نہیں دیتیں) تو تجھ پر (یعنی تیرے اعمال نامہ میں) ایک جھوٹ لکھا جاتا۔"

بچوں سے جھوٹے وعدے

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ کسی سے کبھی بے حقیقت وعدہ نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ نیت میں وعدہ کی کوئی اصلیت نہ ہو۔ اور زبان سے کسی چیز کا وعدہ کر دیا جائے۔ اس کا نام منافقت ہے۔ مائیں اپنے چھوٹے بچوں سے سارا دن وعدے کر کر کام کراتی رہتی ہیں۔ کہ انہیں یہ دیں گی وہ دیں گی۔ اور پھر انہیں دینی دلاتی کچھ نہیں۔ یاد

رکھنا چاہیے۔ کہ اسلام کی اخلاص آفرین پاکیزہ تعلیم کے رُو سے معصوم بچوں کے ساتھ بھی ایسے بے اصل وعدے کرنے سراسر جھوٹ اور گناہ ہے۔ اخلاقی نقطہ نظر سے دھوکہ فریب۔ اور نفاق ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر خدا کی بے شمار رحمتیں نازل ہوں۔ کہ آپ نے بچوں تک کے ساتھ بے حقیقت کلام کرنے سے منع کر دیا ہے۔ ان کے ساتھ دھوکہ فریب اور جھوٹا وعدہ کرنے کو صاف الفاظ میں کذب فرمایا ہے۔ حتیٰ کہ مزاح کی صورت میں بھی جھوٹ بولنے سے روکا ہے۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں :-

اَنَا زَعِیْمٌ بِبَیْتٍ فِیْ وَسَطِ الْجَنَّۃِ لِمَنْ تَرَكَ الْکِذْبَ وَاِنْ کَانَ مَازِحًا (ابوداؤد)

میں اس شخص کے لئے بہشت کے درمیان (خدا کے حکم سے) ایک گھر کا ذمہ دار ہوں۔ جو مزاح کی صورت میں بھی جھوٹ نہ بولے "

وعدہ بھی قرض ہے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں علاء بن حضرمی عامل بحرین (سرکاری) مال لے کر آیا۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے اعلان کیا :-

مَنْ کَانَ لَہٗ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَیْنٌ اَوْ کَانَتْ لَہٗ قِبَلَہٗ عِدَۃٌ فَلْیَاْتِنَا ۔ یعنی حضورؐ نے کسی کو کچھ دینے کا وعدہ کیا ہو۔ تو ہمارے پاس آ جائے "

اس پر حضرت جابرؓ نے کہا۔

Marfat.com

وَعَدَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَحْثِیْ
ھٰکَذَا وَھٰکَذَا وَھٰکَذَا فَبَسَطَ یَدَیْہِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ
مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ کیا تھا۔
(مال) دینے کا۔ اس طرح، اس طرح، اس طرح۔ یعنی تین
بار۔ دونوں ہاتھ بھر کر۔ پھر (عطا کی صورت دکھانے کیلئے)
جابرؓ نے اپنے دونوں ہاتھ تین بار کھولے (کہ حضورؐ نے
یوں عطا کا وعدہ فرمایا تھا)
حضرت ابوبکرؓ نے رحمت دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے وعدہ
کو بعینہٖ پورا کر دیا۔ جابرؓ ایفائے عہد کا نقشہ یوں کھینچتے ہیں :۔
فَحَثَالِیْ حَثْیَۃً فَعَدَدْتُھَا فَاِذَا ھِیَ خَمْسَمِائَۃٍ قَالَ
خُذْ مِثْلَیْھَا۔ (بخاری مسلم)
پھر حضرت ابوبکرؓ نے مجھے لپ بھر کر دیئے ایک بار
میں نے (اس مال کو) گنا۔ تو پانچسو تھا۔ آپ نے
فرمایا۔ جابرؓ! اس کے دو مثل اور لو۔ یعنی ہزار" ۔
(تاکہ کم و بیش نہ ہو۔ وعدہ کا چھلکتا جام لو)
ملاحظہ:۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے وعدہ کو قرض کی حیثیت
سے پورا کیا۔ اور طبرانی میں حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلْعِدَۃُ دَیْنٌ وعدہ
قرض ہے۔ ناظرین کرام وعدہ کے قرض کو پورا کرنے کا اسی طرح فکر
کیا کریں۔ جس طرح مالی قرض کا غم انہیں بے چین رکھتا ہے۔

Marfat.com

تیرہ اونٹنیوں کا وعدہ

ابی جحیفہ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری جماعت کو (عمال کے لانے پر) تیرہ اونٹنیاں دینے کا حکم دیا۔ لیکن آپ کی وفات ہو جانے کی وجہ سے ہم کچھ نہ لے سکے۔ پھر جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زمام خلافت سنبھالی۔ تو خطبہ میں فرمایا:۔

مَنْ كَانَتْ لَهُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَةٌ فَلْيَجِئْ۔

جس شخص سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (کچھ دینے کا) وعدہ کیا ہو وہ آئے۔" (تاکہ اس سے وعدہ پورا کر دیا جائے)

ابی جحیفہ کہتے ہیں۔ میں کھڑا ہو گیا۔ اور تیرہ اونٹنیوں کا وعدۂ رسول یاد دلایا۔ فَأَمَرَ لَنَا بِهَا۔ تو جناب صدیق رضی اللہ عنہ نے تیرہ اونٹنیوں کا حکم صادر فرما دیا"۔

(ترمذی)

عہد کی باز پرس

حضرت ابوبکر صدیق رض نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ وعدوں کو ان کی وفات کے بعد بھی پورا کر دیا۔ حالانکہ یہ وعدے ایک طرح کے مشروط وعدے تھے۔ کہ باہر سے مال آئے گا تو دیا جائے گا۔ اس سے ہر شخص کو وعدہ کی نزاکت اور ذمہ داری پر نہایت سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے۔ اور اس کے بار سے سبکدوش ہونے کے لئے ہر وقت مستعد رہنا چاہیئے۔ کہ خدائے قدوس نے قول و قرار سے متعلق قیامت کو پوچھنا ہے۔ قرآن کہتا ہے۔ وَ اَوْفُوْا

(بقیہ صفحہ ۱۲۹ پر)

Marfat.com

بِالْعَھْدِ ۚ اِنَّ الْعَھْدَ کَانَ مَسْئُوْلًا ۝ اور عہد کو پورا کیا کرو۔ کیونکہ (قیامت میں) عہد کی باز پرس ہوگی ☆

صدق اور کذب کا امتیاز

صدق اور کذب یعنی سچ اور جھوٹ، نور اور ظلمت کے مانند ہیں۔ راستی اور سچائی کی روشنی اور صفائی سے دنیا قائم اور آباد ہے۔ اور دروغ جہاں مستعار میں فتنہ و فساد، جدال و قتال، بے اطمینانی اور بے برکتی کا باعث ہے۔ راستی سے ہر چیز کی حقیقت، حیثیت اور اصلیت واضح ہو جاتی ہے۔ اور جھوٹ سے اصول و حقائق اور احوال و وقائع دھوکہ فریب کی تاریکیوں میں گم ہو جاتے ہیں۔ دنیائے اخلاق میں آفتاب صدق نصف النہاری شان کے ساتھ ضیا بار ہے۔ اور کذب جہان لعنت کی بھیانک تاریک رات ہے۔ صدق و کذب کے اس امتیاز سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ سچ بولنے والا انسان دنیا میں ضروری اور قیمتی وجود ہے۔ اور جھوٹا آدمی کتنا ذلیل فرومایہ

(نوٹ صت ۱۲۸) بیشک دانستہ عہد شکنی کرنے والے کو خدا نے پوچھنا ہے۔ لیکن اگر کسی شخص نے ایفائے عہد کی نیت سے وعدہ کر لیا۔ اور پھر کسی معقول عذر کی وجہ سے پورا نہ کر سکا تو گنہگار نہیں ہوگا۔ چنانچہ رسول خدا فرماتے ہیں۔ اِذَا وَعَدَ الرَّجُلُ اَخَاہُ وَمِنْ نِیَّتِہٖ اَنْ یَّفِیَ لَہٗ فَلَمْ یَفِ وَلَمْ یَجِیْٔ لِلْمِیْعَادِ فَلَا اِثْمَ عَلَیْہِ (ترمذی) جب کوئی شخص اپنے بھائی سے وعدہ کرے اور اس کی نیت وعدہ پورا کرنے کی ہو۔ لیکن وہ کسی معقول عذر کے سبب، وعدہ پورا نہ کر سکے۔ تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے ؛ منہ

Marfat.com

اور مطرود ہے۔ تمام آسمانی مذاہب عالم کون وفساد میں راستی کو پھیلانے اور دروغ کو مٹانے کے لئے آتے ہیں۔ اسلام نے بھی صدق وکذب کی تمیز کو بہت اہمیت دی ہے۔ راستی کو اپنانے، اور جھوٹ کو ٹھکرانے پر زور دیا ہے۔ اسی سلسلہ میں حضرت اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان کے اخلاق موتی ہم صفحات قرطاس پر بکھیرتے ہیں۔ صدق و خلوص کے ہاتھوں انہیں چنیں اور عمل کے لئے سر آنکھوں پر رکھیں!

نکوکاری اور بدکاری کے محرک

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الصِّدْقَ یَھْدِیْ اِلَی الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ یَھْدِیْ اِلَی الْجَنَّۃِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَصْدُقُ حَتّٰی یَکُوْنَ عِنْدَ اللّٰہِ صِدِّیْقًا وَّاِنَّ الْکِذْبَ یَھْدِیْ اِلَی الْفُجُوْرِ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ یَھْدِیْ اِلَی النَّارِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَکْذِبُ حَتّٰی یُکْتَبَ عِنْدَ اللّٰہِ کَذَّابًا۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ راستی نکوکاری کا راستہ دکھاتی ہے۔ اور نکوکاری بہشت کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔ آدمی سچ بولتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ خدا کے نزدیک صدیق ہو جاتا ہے۔ اور جھوٹ بدکاری کا راستہ دکھاتا ہے۔ اور بدکاری دوزخ کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔ اور آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ خدا کے نزدیک کذاب

Marfat.com

لکھا جاتا ہے"۔

صدیق اور کذاب

صدیق اور کذاب دونوں مبالغے کے صیغے ہیں۔ صدیق کے معنے بڑا سچا۔ نہایت راست گو۔ ایسا شخص کہ جس کے رگ و ریشہ میں صدق ہی صدق جاری وساری ہو۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خدا اور رسولؐ کی باتوں کو سچا ماننے میں بیحد سچے تھے۔ آیاتِ الٰہی۔ احادیث مصطفائیؐ کی تصدیق کہکشاں گیر۔ صدق سے کرتے تھے۔ خلوص دل سے ایمانیات اور معتقدات کو ماننے میں ان کا مقام سب سے بلند تھا۔ ان کے قول و فعل کے شمس و قمر کذب کی تاریکی سے کبھی نہ گہناتے تھے۔ بالآخر راستی کی سر بفلک سیڑھی پر چڑھتے چڑھتے خدا کے ہاں صدیق کے لقب سے نوازے گئے۔ آپ کا مرتبہ ایمان جس کی بنیاد صدق پر ہے۔ اس قدر اونچا ہے۔ کہ انبیاء کے بعد آپ افضل البشر مانے گئے ہیں۔ رضی اللہ عنہ

جس طرح ایک ایک دانے کے اکٹھا کرنے سے جب ڈھیر لگ جاتا ہے تو اسے خرمن کہتے ہیں — قطرہ قطرہ ملنے سے دریا بن جاتا ہے اور افراد کا ربط عظیم قوم کہلاتی ہے۔ اسی طرح مسلمان جب قرآنی آیات اور حدیثی مقالات پر ایمان لانے کے ساتھ دل کے صدق کو بڑھاتا جاتا ہے۔ اپنے قول و فعل کو راستی اور خلوص کا لباس پہناتا اور تمدنی — معیشی، معاشرتی اور اخلاقی زندگی میں ہمیشہ سچائی اور راستی سے کام لیتا ہے۔ اور راستی اور سچائی کے ذریعہ میں دن بدن ترقی کرتا ہے۔ سچ بولنا اس کی عادت میں داخل ہو کر رگ رگ میں سما جاتا ہے۔ اور اسطرح اس کے دنوں، ہفتوں، مہینوں اور سالوں کے صدق در صدق

Marfat.com

کی بارانِ عمل سے ایک مواج دریا بن جاتا ہے۔ تو پھر اس راستی کے سراپا کو خدائے علیم صدیقوں کے زمرہ میں شمار کر لیتا ہے۔ رحمت دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیث مذکور میں مسلمانوں کو اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے۔ کہ وہ ہمیشہ سچ بولیں۔ سچ اور صدق کو اپنائیں۔ اپنی عادت بنائیں۔ اور راستی کے ارتقائی منازل تا زیست طے کرتے رہیں۔ حتیٰ کہ صدیق ہو جائیں سہ

کوئی ایسی طرز طواف تو مجھے اے چراغ حرم بتا
کہ ترے پتنگ کو پھر عطا ہو وہی سرشتِ سمندری (اقبالؒ)

کذاب کے معنے نہایت جھوٹا، بڑا دروغ گو۔ جس کی رگ رگ میں جھوٹ پیوست ہو۔ صبح و مسا جھوٹ بول بول اور دھوکہ فریب کر کر مجسمہ دروغ بن گیا ہو۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص بڑا ہوشیار۔ عیار۔ مکار۔ فریبی۔ جھوٹا اور دروغ گو تھا۔ اس کا نام مسیلمہ تھا۔ یہ تمام بدخصائل اس کے اندر اس قدر بڑھ گئے تھے۔ دھوکہ۔ فریب اور جھوٹ کی اتنی کثرت ہو گئی تھی۔ کہ اس نے اپنی ساری عمر کے مجموعہ سے کتنا بڑا جھوٹ بول دیا۔ یعنی نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ نبوت کا جھوٹا دعویٰ خدا تعالیٰ پر افترا ہوتا ہے۔ کہ مدعی پر اس کی وحی نازل ہوتی ہے جو درحقیقت نازل نہیں ہوتی۔ پس افترا علی اللہ بہت بڑا جھوٹ ہے۔ چنانچہ مسیلمہ اس بہت بڑے جھوٹ ــــ دعوئ نبوت کے سبب خدا کے نزدیک کذاب لکھا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسیلمہ بہت بڑی فوج لے کر مسلمانوں پر حملہ آور ہوا۔ مقابلہ میں... حضرت ابوبکر رضؓ فرزندان توحید کی معیت میں صف آرا ہوئے۔ خدا

Marfat.com

تعالیٰ نے صدیق رضؓ کو کذاب پر فتح دی ۔ اور وحشی[1] کے ہاتھوں ۔ مسیلمہ جہنم رسید ہو گیا ۔

جس طرح صدق اور راستی کو اپنی عادت بنا کر مسلمان خدا کے نزدیک صدیق ہو جاتا ہے ۔ اسی طرح جھوٹ کو شعار بنا کر کذب پر شب و روز گزار کر، زندگی کے تمام شعبوں میں دروغ کے انبار لگا کر رفتہ رفتہ خدا کے ہاں کذاب قرار پاتا ہے ۔ حضرت انورﷺ نے فوق الذکر حدیث میں یہی بات بتائی ہے ۔ کہ کذب و دروغ پر مداومت کرنا انسان کو رفتہ رفتہ کاذب سے کذاب بنا دیتا ہے ۔ آدمی کا جھوٹ بولتے رہنا کچھ وقت کے بعد اس کے بہت بڑا جھوٹا ہونے پر منتج ہو جاتا ہے ۔ پھر مسلمان کیلئے کاذب ہونا ہی بہت بڑی روسیاہی اور اخلاقی پستی ہے ۔ چہ جائیکہ کذاب ہو ۔ کذاب اور مسلمان ۔۔ کسی طرح ہو سکتا ہے کہ کذاب ۔۔

---

[1] یہ وہی وحشی ہے ۔ جس نے حضرت حمزہؓ عم رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو نہایت بیدردی سے شہید کیا تھا ۔ خدا کی ذات پر قربان جائیں ۔ کہ اس نے اتنے بڑے مجرم کو قبول اسلام کی توفیق بخشی ۔ اور پھر صدیقؓ کی فوج کا غازی بنا کر اسی کے ہاتھ سے کذاب اکبر کی گردن اڑوائی ۔ وحشی کا پہلا ارتکاب قتل خدا تعالیٰ کو نہایت غضب ناک بنا دینے والا اور دوسرا فعل قتل اس کی رحمت کے اتھاہ سمندر کو جوش میں لانے والا تھا ۔ سچ فرمایا خدائے غفور نے وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ (پ ۹ ع ۹) اور میری رحمت نے سما لیا ہے ہر چیز کو ۔ بے شک ۔

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی !

مرے جرم خانہ خراب کو ترے عفو بندہ نواز میں (اقبالؒ)

سچ مچ مسلمان ہو؟ آہ! ہمارا حال آجکل بہت ناگفتہ بہ ہے ؎

ہیں نوائے سوختہ درگلو، تو پریدہ رنگ، رمیدہ بو

ہیں حکایت غم آرزو، تو حدیث ماتم دلبری (اقبالؒ)

مسلمان بھائیو، بہنو! سوچو سمجھو اور غور کرو۔ کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ بولنے سے کس قدر نفرت دلائی ہے۔ کہ جھوٹ بدکاری کا راہ دکھاتا ہے اور بدکاری دوزخ کی رہنمائی کرتی ہے۔ اور انسان کا جھوٹ بولتے رہنا کذاب بن جاتا ہے۔ پھر آج ہی سب توبہ کرلو اور خدا سے عہد کرلو۔ کہ آئندہ تازیست جھوٹ نہ بولیں گے۔ اپنے گھر کے تمام افراد کو ہمیشہ سچ بولنے کی تاکید کریں۔ اور ان پر کڑی نگرانی رکھیں۔ کہ کسی کو جھوٹ بولنے کی جسارت نہ ہو۔ خبردار! دروغ گو ہو کر بدکار نہ بنیں۔ اور بدکار اور کذاب بن کر دوزخ کے شعلوں کی لپیٹ میں نہ آئیں۔

کلمہ حق بھی جہاد ہے

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الْجِھَادِ مَنْ قَالَ کَلِمَۃَ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ۔

(ترمذی)

حضرت ابی سعید رضؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے اچھا جہاد اس شخص کا ہے۔ کہ جس نے ظالم بادشاہ کے روبرو سچی بات کہہ دی۔" (ترمذی)

ملاحظہ:۔ میدان جنگ میں جاکر کافروں سے لڑنا جہاد کہلاتا ہے۔ اس جہاد کا بڑا ثواب اور بے حد اجر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے

Marfat.com

کہ مجاہد کے لئے میدان کارزار میں زندگی اور موت کا سوال ہوتا ہے اسی طرح ظالم بادشاہ اور جابر حاکم کے منہ پر سچی بات کہنی اپنی جان کے لئے موت کا خطرہ مول لینا ہے۔ مردم آزاد اولی الامر کو ان کے ظلم و ستم پر روکنا ٹوکنا اور سچ سنانا اپنی زندگی سے ہاتھ دھونا ہے۔ یہ وجہ ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلطان جابر کے سامنے سچی بات کہنے کو افضل جہاد فرمایا ہے۔ کہ حق گو عزیز جان کو ہلاکت میں ڈال کر لب کشائی کرتا ہے۔

یعنی افضل الجہاد کی اس بشارتی حدیث میں سرور عالم ص علماء، خطباء، صلحاء، ادبا، شعراء، مشائخ عظام، مدیران جرائد اور مسلم پریس کو رغبت دلاتے ہیں۔ کہ اگر ارباب اقتدار قرآن وحدیث کے خلاف روش اختیار کریں۔ عوام پر ظلم وستم ڈھائیں۔ تو یہ انہیں احسن طریق سے روکیں۔ ٹوکیں سمجھائیں ۔ اور کما ینبغی تبلیغ کا حق ادا کریں۔ اور اس طرح بہترین جہاد کا ثواب پائیں!

جھوٹ بولنا بڑی خیانت ہے

عَنْ سُفْيَانَ ابْنِ اَسَدِ الْحَضْرَمِيِّ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كَبُرَتْ خِيَانَةً اَنْ تُحَدِّثَ اَخَاكَ حَدِيْثًا هُوَلَكَ بِهٖ مُصَدِّقٌ وَّاَنْتَ بِهٖ كَاذِبٌ (ابوداؤد)

سفیان بن اسد الحضرمی روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ کہ یہ بہت بڑی خیانت ہے۔ کہ تو اپنے بھائی

Marfat.com

سے کوئی بات کرے۔ اور وہ تجھے سچا سمجھتا ہو۔ لیکن تو اس سے جھوٹ بول رہا ہو۔" (ابوداؤد)

ملاحظہ:۔ سچ خداتعالیٰ کی امانت ہے۔ جو شخص سچ بولتا ہے وہ خداتعالیٰ کی امانت ادا کرتا ہے۔ اور جو شخص جھوٹ بولتا ہے۔ وہ خدا کی امانت میں خیانت کرتا ہے۔ اس لئے جھوٹا انسان خائن ہے۔

کذاب اور پھر مسلمان

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ اَنَّهٗ قَالَ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ جَبَانًا قَالَ نَعَمْ فَقِيْلَ لَهٗ اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ بَخِيْلًا قَالَ نَعَمْ فَقِيْلَ لَهٗ اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ كَذَّابًا قَالَ لَا۔ (موطا امام مالک)

صفوان بن سلیمؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی شخص نے دریافت کیا (حضورؐ!) کیا مسلمان ڈرپوک ہوسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں! پھر اس نے پوچھا۔ کیا مسلمان بخیل ہوسکتا ہے؟ فرمایا ہاں!!۔ لیکن جب اس شخص نے یہ پوچھا۔ کہ (حضورؐ!) کیا مسلمان کذاب ہوسکتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا۔ ہرگز نہیں!" (موطا امام مالک)

ملاحظہ:۔ بھائیو اور بہنو! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمانِ مذکور کو گوشِ ہوش سے سنو۔ کہ مسلمان ڈرپوک ہوسکتا ہے۔ بخیل ہوسکتا ہے۔ لیکن کذاب نہیں ہوسکتا۔ یعنی بزدلی اور بخیلی مسلمانی کے لئے کمزوری اور سستی کا باعث ہوسکتی ہیں۔ مہلک

Marfat.com

نہیں ہیں۔ لیکن جھوٹ سے مسلمانی کی عمارت دھڑام سے زمین پر آ گرتی ہے — مسلمانی کی کشتی کو کذب ضرور تارپیڈو کر کے چھوڑتا ہے ٹھیک دروغ جان لیوائے ایمان ہے۔ جب نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کذب کو منافی ایمان و اسلام فرماتے ہیں۔ تو پھر جھوٹ بول۔ بول کر کس طرح ہم مسلمان رہ سکتے ہیں۔ یا ایمان کا دعویٰ کر سکتے ہیں؟ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ جب ہمارے اسلام کے درخت کی ٹہنیاں — دروغ، کذب، جھوٹ، فریب، دجل، دھوکہ ایسے مہلک ایمان گندے پھلوں سے لدی ہوئی جھک رہی ہوں۔ تو کون بے وقوف اس درخت کو اسلام کا درخت کہہ سکتا ہے ؎

اے چشمِ اشکبار — ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو بہہ رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو!

جھوٹ کی بدبو سے فرشتے میل بھر دور ہو جاتے ہیں

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَكُ مِيْلًا مِنْ نَتْنِ مَا جَاءَ بِهٖ (ترمذی)

حضرت ابن عمر رضؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب آدمی جھوٹ بولتا ہے تو (رحمت کے) فرشتے اس سے میل بھر دور ہو جاتے ہیں۔ اس بدبو کے باعث جو جھوٹ سے پیدا ہوتی ہے۔" (ترمذی)

Marfat.com

اخلاقی پلیدی | جس طرح بول و براز وغیرہ مادی پلیدیاں ہیں۔ اسی طرح اخلاقی پلیدیاں بھی ہوتی ہیں۔ جھوٹ ان اخلاقی پلیدیوں میں سے ہی ایک بدترین نجاست اور پلیدی ہے۔ آپ جب گندگی اور نجاست کے ڈھیر کے پاس سے گزرتے ہیں۔ تو تعفن کے سبب ناک بند کر لیتے ہیں۔ اسی طرح جھوٹ کے سنڈاس سے فرشتوں کو اس قدر بدبو آتی ہے۔ کہ ان کا دماغ پھٹنے لگ جاتا ہے۔ اور وہ اس کی بدبو سے نفرت کر کے میل بھر ۔۔ دور چلے جاتے ہیں۔ بلکہ بہت دور ہو جاتے ہیں کہ جہاں تک کذب کی عفونت نہیں پہنچتی۔

مقام غور ہے۔ کہ ایک جھوٹ بولنے سے رحمت کے فرشتے جھوٹے آدمی سے میل بھر دور ہو جاتے ہیں۔ تو جن گھروں میں افراد جھوٹ بولیں۔ پڑوسیوں۔ محلہ داروں۔ گلیوں، بازاروں۔ گزرگاہوں شاہراہوں میں جھوٹ کی بادسموم چل رہی ہو۔ تجارتی منڈیوں، اور دکانوں میں، دادوستد، لین دین اور بیع وشرا کے اندر دروغ گوئی، فریب اور دم جھانسا کی تاریک رات چھائی ہوئی ہو۔ کچہریوں میں جھوٹ، وکیلوں کا دانستہ جھوٹے مقدموں کی پیروی کرنا۔ گواہوں کو جھوٹ پڑھا سکھا کر عدالتوں میں گذارنا۔ جس ملک اور قوم کی اخلاقی تمدنی، معیشی، معاشرتی اور قانونی ماحول میں ہمہ گیر جھوٹ اور فریب کا جھکڑ چل رہا ہو۔ فرمایئے اس حالت میں رحمت کے فرشتے کتنے میل دور ہوں گے؟ ظاہر ہے کہ جب تقریباً تمام کی تمام فضا ہی کذب و فریب سے بھری ہوئی ہو۔ تو پھر فرشتوں کے میل یا کئی میل دور ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جھوٹ کے ہمہ گیر دھندکارے

ہیں وہ کہاں ٹھہر سکتے ہیں ۔ لامحالہ اپنے مرکز کی طرف ہی پرواز کر جائینگے ۔ خدا کی رحمت دنیا سے اٹھ جائے گی !

دغا، فریب اور دروغ کی نحوست کے سبب ہی دنیا سے برکت صحیح معنوں میں اٹھ گئی ہے ۔ زبانوں کی سعادت ۔ دعاؤں کی استجابت پھلوں، میووں، سبزیوں، ترکاریوں کے ذائقوں اور فائدوں، دواؤں کی تاثیروں اور سودمند فعلوں جملہ ماکولات و مشروبات کے یمن و فائدہ میں فرق آگیا ہے ۔ تقریباً ہر چیز میں پہلی سی روح و رحمت نہیں رہی ہے پیارے بھائیو اور معزز بہنو ! یاد رکھو ۔ کہ آئندہ کبھی اپنی زبان کو جھوٹ کی نجاست سے آلودہ نہ کریں ۔ اور اپنے ماحول میں جہاں تک بس چلے جھوٹ کو مٹانے کی کوشش کریں ۔ تمام مرد و عورت ۔۔۔ بچے، نوجوان اور بوڑھے جھوٹ بولنے سے بچیں ۔ اور بار بار بچیں ۔ تاکہ خدا کی رحمتیں انہیں آلیں ۔ خدا کے فضل کے آسمان سے اس کی نعمتوں کے کے بادل برسیں !

دروغ گوئی اور جھوٹی شہادت !

عَنْ خُرَیْمِ بْنِ فَاتِکٍ قَالَ صَلَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَامَ قَائِمًا فَقَالَ عُدِلَتْ شَهَادَةُ الزُّوْرِ بِالْاِشْرَاكِ بِاللّٰہِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ تَلَا فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ حُنَفَآءَ لِلّٰہِ غَیْرَ مُشْرِکِیْنَ بِہٖ (ابن ماجہ)

حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۔

Marfat.com

انہوں نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھی۔ جب آپ فارغ ہوئے۔ اتو اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا۔ جھوٹی شہادت خدا تعالیٰ کے ساتھ شریک لانے کے برابر ہے۔ آپ نے یہ بات تین مرتبہ (یکے بعد دیگرے) فرمائی۔ پھر آپ نے ثبوت میں یہ آیت پڑھی ــــ "بچو بت پرستی (شرک) کی نجاست سے اور بچو جھوٹ بولنے (اور جھوٹی شہادت) سے۔ اللہ کے لئے توحید پر ثابت رہو۔ اس کے ساتھ (کسی کو) شریک نہ کرو" (ابن ماجہ)

شرک اور جھوٹ ہموزن ہیں

شرک سب سے بڑا گناہ اور ظلم عظیم ہے۔ اسے خدا ہرگز معاف نہیں کریگا۔ ایک لاکھ کتی ہزار پیغمبر دنیا میں صرف شرک کو مٹانے، اور اخلاق حسنہ کے پھیلانے کے لئے ہی آتے تھے۔ خدا کی قولی، بدنی اور مالی عبادتوں میں کسی کو شریک کرنا اسے خدا کے مقابلہ میں خدا بنانا ہے اس کی الوہیت اور ربوبیت کو ماننا ہے۔ اس کو شرک کہتے ہیں ....

ہمارے پیارے رسول حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کامل تئیس برس تک صرف اسی شرک کا قلع قمع کرنے کے لئے مشرکین مکہ سے برسر پیکار رہے۔ جھوٹی گواہی اتنا بڑا گناہ ہے۔ کہ حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے شرک کے برابر قرار دیا ہے۔ جب جھوٹی گواہی شرک کے برابر ہوئی۔ تو جھوٹا گواہ مشرک کا قول اور جواب ہوا۔ جھوٹی گواہی دینے والوں کو خدا کے خوف سے کانپ اٹھنا چاہیئے۔ کہ ان کی جھوٹی گواہی اللہ واحد القہار کے ساتھ شریک لانے کے مترادف

ہے۔ اور پھر وہ کلمہ گو ہو کر اشراک باللہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اے جھوٹ بولنے والے مسلمان! جھوٹ اور اسلام دو ضدین ہیں۔ جو ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔ جب تک تو مسلمان ہے۔ جھوٹ نہیں بول سکتا اور جب تو جھوٹ بولے گا۔ جھوٹی گواہی دے گا۔ جھوٹی قسم کھائے گا اس وقت تو مسلمان (صحیح معنوں میں) نہیں رہے گا۔ سوچ اور غور کر کہ تو دنیا میں حق کی نوا بنکر آیا ہے۔ تیرا کام صدائے حق بلند کرنا ہے۔ اس لئے ؎

پاک رکھ اپنی زبان تلمیذِ رحمانی ہے تو
ہو نہ جائے دیکھنا تیری صدا بے آبرو (اقبالؒ)

جھوٹ بولنا ہی جھوٹی گواہی ہے

بعض لوگ صرف اُسے ہی جھوٹا گواہ سمجھتے ہیں۔ جو عدالت میں جا کر جھوٹی گواہی دیتا ہے۔ بیشک عدالت میں جھوٹی شہادت دینے والا جھوٹا گواہ ہے۔ لیکن یاد رہے۔ کہ جھوٹی گواہی کا مفہوم بڑا وسیع اور ہمہ گیر ہے۔ خدا نے فرمایا ہے:۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوَّامِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ۔ مسلمانو! خدا واسطے سچی گواہی دینے کے لئے تیار رہو۔ (پ ۶ ع ۶)

اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ہمیشہ سچ بولو۔ ماں، باپ، بہن، بھائی، اولاد، بیوی، خاوند، قریبی، پڑوسی، دوست، استاد شاگرد، پیر، مرید، اپنا، بیگانہ ـــ سب کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ زندگی کے تمام شعبوں میں ہر قسم کے معاملات کے اندر

Marfat.com

تا ربیت عدل و انصاف سے کام لینا اور سچ بولنا چاہیئے۔ واضح رہے۔ کہ یہ عدل و انصاف سے کام لینا اور سچ بولنا۔ دراصل سچ کی شہادت دینا اور سچ پر گواہ ہونا ہے۔

جب بھی آپ کے سامنے۔ گھر میں، گلی میں، کوچہ و بازار میں، ہر گام اور ہر گام پہ، لین دین اور خرید و فروخت وغیرہ کے وقت۔ کسی کہہ ومہ۔ آشنا و ناآشنا کے ساتھ، کوئی امر درپیش ہو۔ اگر آپ پوری ایمان داری کے ساتھ بلا رو و رعایت سچی بات کریں گے۔ حق گوئی سے کام لیں گے۔ تو خدا کے ہاں آپ سچی گواہی دینے والے قرار پائیں گے۔ اسی طرح اگر آپ نے زندگی میں درپیش آنے والے سینکڑوں امور، بیسیوں معاملات اپنوں، بیگانوں کے قضیوں، باہمی جھگڑوں، دن بھر کے سابقوں رات بھر کے واسطوں، حیات مستعار کے معیشی، معاشرتی، مذہبی اور اخلاقی تقاضوں میں۔ عدل و انصاف اور صدق و سچائی کو بالائے طاق رکھ کر دانستہ جھوٹ بولا۔ دھوکہ اور فریب سے کام لیا۔ کذب بیانی اور دروغ گوئی برتی۔ تو عنداللہ آپ جھوٹی گواہی دینے والے ہوں گے۔ دیوان عمل میں شاہد کاذب لکھے جائیں گے۔ اور آپ کے ہر جھوٹ کو قیامت کے دن شہادت الزور کہیں گے۔ خوب یاد رکھیں۔ کہ سچ بولنا سچی گواہی دینا ہے۔ اور جھوٹ بولنا جھوٹی شہادت دینے کے حکم میں ہے۔ پھر ابھی اپنے خدا سے عہد کرلیں۔ کہ کبھی جھوٹ بول کر جھوٹ کے گواہ نہ بنیں گے۔ جھوٹی شہادت نہ دیں گے!

جھوٹی قسم سے دوزخ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَحْلِفُ

Marfat.com

اَحَدٌ عِنْدَ مِنْبَرِیْ هٰذَا عَلٰی یَمِیْنٍ اٰثِمَةٍ وَّلَوْ عَلٰی سِوَاكٍ اَخْضَرَ اِلَّا یَتَبَوَّأُ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ (ابن ماجہ)

حضرت جابرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس کسی نے میرے منبر کے پاس جھوٹی قسم کھائی۔ خواہ سبز مسواک کے بارے میں ہی ہو۔ تو وہ یاد رکھے، اپنی جگہ دوزخ میں بناتا ہے۔

ملاحظہ :۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ ادنےٰ سے ادنےٰ اور معمولی سے معمولی چیز کے متعلق بھی جھوٹی قسم کھانا دوزخ میں جانا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جھوٹی قسم کھانے والا اللہ تعالیٰ کو جھوٹ پر گواہ بناتا ہے۔ نہایت دیدہ دلیری سے علام الغیوب کی آڑ لے کر جھوٹ بولتا ہے۔ بے ایمانی دھوکہ، فریب، دجل اور کذب پر عزیز لازوال کی ضمانت دیتا ہے۔ خدا کے نام کو جھوٹ کے عوض بیچتا ہے۔ حالانکہ خدا تعالےٰ کو جھوٹ سے اس قدر نفرت ہے۔ کہ روزہ دار جو شدت کی گرمی میں بھوک اور پیاس کو برداشت کرتا ہے۔ اگر جھوٹ بولنا نہ چھوڑے۔ تو خدا اس کے روزہ کو قبول نہیں کرتا۔ سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِہٖ فَلَیْسَ لِلّٰہِ حَاجَةٌ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَہٗ وَشَرَابَہٗ (بخاری)

جو شخص جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل درآمد نہ چھوڑے تو خدا اس (روزہ دار) کے روٹی اور پانی چھوڑنے کی پرواہ نہیں کرتا" (بخاری)

خبردار! — خبردار | عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

Marfat.com

صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِاَکْبَرِ الْکَبَائِرِ قُلْنَا بَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ اَلَا وَقَوْلَ الزُّوْرِ وَ شَہَادَۃَ الزُّوْرِ اَلَا وَقَوْلَ الزُّوْرِ وَ شَہَادَۃَ الزُّوْرِ فَمَا زَالَ یَقُوْلُہَا حَتّٰی قُلْتُ لَا یَسْکُتُ (بخاری)

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ نہ بتادوں؟ ہم نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول فرمایئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ خبردار جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی! خبردار! جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی (سب سے بڑے گناہ ہیں) حضرت انور صلی اللہ علیہ وسلم بار بار یہی فرماتے رہے۔ حتیٰ کہ میں (ابوبکر رضؓ) نے (دل میں) کہا۔ کہ شاید اب آپ خاموش ہی نہ ہوں گے۔" (بخاری)

ملاحظہ :۔ اکبر کبائر کے بتانے میں حضور انور صؐ نے جھوٹ بولنا، اور جھوٹی گواہی دینا۔ جھوٹ بولنا۔ جھوٹی گواہی دینا — بار بار فرمایا کئی بار فرمایا۔ اور فرماتے رہے۔ حتیٰ کہ راوی حدیث حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خیال گذرا۔ کہ شاید حضور صؐ ان کلمات کو بے شمار بار فرماتے ہی رہیں گے۔ اور خاموش نہ ہوں گے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ رحمت دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کلمات کے ساتھ بہت مرتبہ ڈرایا ہوگا جبھی تو جناب صدیق رضؓ کو لَا یَسْکُتُ (خاموش نہیں ہوں گے) کا خیال گذرا۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جھوٹ بولنا، اور جھوٹی

Marfat.com

شہادت دینا مسلمان کے ایمان کے لئے کس قدر مضرات رکھتا ہے

اور پھر آپ نے کلمہ تنبیہہ — خبردار! خبردار!! — کہتے ہوئے اس اخلاق کے "سم قاتل" سے آگاہ کیا۔

مسلمان بھائیو! اور بہنو!! خوب یاد رکھو۔ کہ کبھی تازیست جھوٹ[1] نہ بولنا جھوٹی شہادت نہ دینا۔ جھوٹی قسم نہ کھانا۔ کذب کے میلے سے ہمیشہ نفرت کرنا اور دوسروں کو نفرت دلانا۔ کہ یہی روش خدا کو پسند ہے۔ قرب الٰہی کا ذریعہ اور اخلاقی ماحول میں عزت و وقار کی موجب ہے!

تکفیر و لعنت اور بدزبانی!

انسان زبان سے خدا کا ذکر، شکر، اس کی تعریف، حمد اور یاد کرتا ہے۔ قرآن و حدیث پڑھنا پڑھانا۔ وعظ و نصیحت اور تذکیر و تقریر کرتا ہے۔ زبان ہی سے حق بیانی کرنا۔ سچ بولنا اور سچے فیصلے

---

[1] لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ وَيَقُوْلُ خَيْرًا وَيَنْمِي خَيْرًا (بخاری، مسلم) حضور نے فرمایا وہ (عند اللہ) گنہگار جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان اصلاح کرتا ہے۔ اور (فتنہ و فساد اور نزاع دور کرنے کی غرض سے) نیک باتیں کہتا ہے۔ اور (ایک طرف سے دوسرے کو) اچھی باتیں (بنا کر) پہنچاتا ہے۔" (متفق علیہ)

بستا تا ہے۔ زبان فتنہ و فساد کو دور کراتی۔ صلح و آشتی کے جام پلاتی اور بچھڑے ہوؤں کو ملاتی ہے۔ ایک لاکھ کئی ہزار پیغمبروں نے زبان ہی سے وحی کی تبلیغ کی، توحید پھیلائی، اور دنیا کے اطراف و اکناف میں دین کا ڈنکہ بجایا۔ اسی زبان کے چند کلمات، ہزاروں، لاکھوں انسانوں کی نجات و فلاح کا موجب ہو سکتے ہیں۔ یہ زبان خدا کی ان عظیم الشان نعمتوں میں سے ہے۔ کہ جس کی خوبیوں، بھلائیوں، برکتوں، کرامتوں بزرگیوں اور نیکیوں کو گنا نہیں جا سکتا۔

جیسے زبان کے جوہر اور گن شمار سے باہر ہیں۔ ایسے ہی اس کی آفتیں، شرارتیں اور عذاب و وبال قیامت برپا ہیں۔ یہ فتنہ و فساد اور شر و طغیان کا مرکز ہے۔ زبان کی لرزہ خیز شوخیوں، شرارتوں اور بدیوں، برائیوں سے عزازیل پناہ مانگ اٹھتا ہے۔ ایک شخص نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا، حضورؐ! آپ کے نزدیک میرے لئے سب سے زیادہ خوفناک چیز کیا ہے؟ فَاَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِهٖ وَقَالَ هٰذَا (ترمذی) حضرت اکرمؐ نے اپنی زبان پکڑ کر کہا۔ کہ سب سے زیادہ خوفناک چیز یہ ہے" (ترمذی)

زبان سے متعلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب صبح ہوتی ہے۔ تو آدمی کے تمام اعضاء زبان کے روبرو عاجزی کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ ڈر اللہ سے ہمارے حق میں! کیونکہ (تابعداری ہیں) ہم تیرے ساتھ ہیں۔ اگر تو سیدھی رہی۔ تو ہم سیدھے رہیں گے۔ اور اگر تو ٹیڑھی ہوئی۔ تو ہم بھی ٹیڑھے ہوں گے۔ (ترمذی)

تمام اعضاء اور جسم کی اصلاح کا اصل مدار دل پر ہے۔ مشکوٰۃ

Marfat.com

میں حدیث ہے۔ کہ جسم میں ایک گوشت کا لوتھڑا (دل) ہے۔ اگر وہ درست ہے۔ تو تمام جسم درست ہے۔ اور اگر وہ فاسد ہے۔ تو تمام جسم میں فساد اور بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔"

اوپر کی حدیث میں اعضاء کے سیدھے اور ٹیڑھے ہونے کا انحصار زبان کی استقامت اور کجی پر بتایا ہے۔ اور دوسری جگہ دل کو اصلاح و فساد کا باعث قرار دیا گیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ زبان دل کی ترجمان ہے۔ جو کچھ دل سوچتا اور پروگرام بناتا ہے۔ زبان اس کو بیان کرتی ہے۔ اور پھر زبان کے بیان اور اعلان پر اعضا عمل کرتے ہیں۔ کہ دل کی خلافت کے فرائض لجانیت سرانجام دے — چغلی غیبت، لگائی بجھائی، بہتان، لعن طعن، تشنیع و تکفیر، ذوالجھینی سخن چینی، بدگوئی، غمازی، گالی گلوچ، سب و شتم وغیرہ کی تیراندازی سے اعضاء جسم کے لئے میدان کارزار گرم نہ کرے۔

زبان کی حفاظت کی ضمانت

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَضْمَنْ لِيْ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ (بخاری)

سہل بن سعید رضہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں — کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص ضامن ہو میرے لئے اس چیز کا کہ درمیان دونوں جبڑوں کے ہے (یعنی زبان) اور اس چیز کا کہ درمیان دونوں پاؤں کے ہے (یعنی شرمگاہ) ضامن ہوتا ہوں میں (خدا کے حکم سے)

Marfat.com

اس کے لیے بہشت کا۔ (بخاری)

ملاحظہ :۔ ضامن ہونے کا مطلب یہ ہے۔ کہ جو شخص زبان اور شرم گاہ کی حفاظت کرنے کا عہد کرتا ہے۔ اور پھر اپنے عہد کو پورا کرتے ہوئے زبان کو بے فائدہ اور برُے کلام سے بچاتا ہے۔ غیبت، بہتان، جھوٹ، فریب، بدعہدی، سب وشتم وغیرہ سے حفاظت کرتا ہے۔ اور اسی طرح شرم گاہ کا بھی نگران اور پاسبان رہتا ہے۔ تو ایسے ضامن سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے حکم سے بہشت کے ضامن ہوتے ہیں۔ اس سے جنت کا وعدہ کرتے ہیں۔ سبحان اللہ کس قدر اخلاق کی پاکیزہ تعلیم ہے۔

معمولی باتوں کے بھاری نتائج

وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ لَیَتَکَلَّمُ بِالْکَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰہِ لَا یُلْقِیْ لَھَا بَالًا یَرْفَعُ اللّٰہُ بِھَا دَرَجَاتٍ وَّ اِنَّ الْعَبْدَ لَیَتَکَلَّمُ بِالْکَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰہِ لَا یُلْقِیْ لَھَا بَالًا یَھْوِیْ بِھَا فِیْ جَھَنَّمَ (بخاری)

حضرت ابی ہریرہ رض روایت کرتے ہوتے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک آدمی (بعض اوقات) ایسی بات کرتا ہے۔ جس سے خدا راضی ہوتا ہے (اور متکلم) اس بات کی شان کو نہیں جانتا (یعنی معمولی سمجھتا ہے۔ پر) خدا تعالیٰ اس بات کے سبب اس کو بڑے مرتبے عطا کرتا ہے۔ اور بیشک آدمی (بعض اوقات)

ایسی بات کرتا ہے۔ جس سے خدا ناراض ہوتا ہے۔ (اور متکلم) اس بات کو کچھ اہمیت نہیں دیتا (معمولی جانتا ہے۔ لیکن) اسی ایک بات پر دوزخ میں جا گرتا ہے۔"

(بخاری)

پہلے تولیں پھر بولیں

اس حدیث پر غور کرنے سے معلوم ہوا کہ انسان جو بات بھی منہ سے نکالے اسے گھٹیا، حقیر اور معمولی نہ جانے۔ کیونکہ بعض اوقات وہی معمولی بات خدا کی ناراضگی کی وجہ سے دوزخ میں لے جاتی ہے۔ اور کبھی وہی حقیر کلمہ خدا کو خوش کر کے بہشت کا وارث بنا دیتا ہے۔ ہر بات کو زبان سے نکالنے سے قبل سوچنا چاہیئے۔ کہ اس کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ اخلاقی نکتہ نظر سے کس پایہ کی ہے جب اس کی خیریت کا یقین اور توثیق ہو جائے۔ تو پھر اسے شرف تکلم بخشیں اور بعد ازاں اس کے نتیجہ کے ثمر بار درخت کا پھل کھائیں۔ اور اگر وہ بات شرعًا اور اخلاقًا مذموم ہے۔ خواہ کتنی ہی معمولی ہو۔ اس کے التہاب نطق سے زبان کو بال بال بچائیں۔ اور متکلم نہ ہو کر عذاب سے دوچار نہ ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گفتگو کرتے وقت ایک شخص کہہ بیٹھا۔ مَا شَآءَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ۔ "جو اللہ اور اس کا رسول چاہیں" غور کریں۔ بظاہر یہ کتنی معمولی بات ہے۔ اور آج کل بھی کتنی لوگ مسلمانی انداز میں کہہ دیتے ہیں" اچھا جو میرا رب رسول چاہے" "جو میرے خدا رسول کو منظور" لیکن سرتاج انبیا۔ احمد مجتبیٰ، شفیع الوریٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو غضبناک

Marfat.com

ہو کر فرمایا۔ اَجَعَلْتَنِیْ لِلّٰہِ نِدًّا۔ کیا تو نے مجھے اللہ کا شریک بنا دیا (یعنی یہ بات کہہ کر کہ "جو اللہ اور اس کا رسول چاہیں" تو نے شرک کیا ہے۔ توبہ کر!) قُلْ مَا شَاءَ اللّٰہُ وَحْدَہٗ۔ کہو جو اللہ اکیلا (بغیر کسی صلاح و مشورہ کے) آپ ... چاہے" (مشکوٰۃ)

ناظرین غور کریں۔ کہ بظاہر کتنی معمولی بات ہے۔ اس شخص نے زبان سے نکال دی۔ لیکن رحمت للعالمین ص نے اس بات کو اشتراک باللہ قرار دیا۔ جس کا نتیجہ دوزخ ہے۔ اس سے آپ باتوں کی اہمیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اور آپ کو بھی ضرور چاہیئے۔ کہ بڑی سوچ بچار کے بعد ہر چھوٹی بڑی۔ معمولی اور غیر معمولی بات زبان سے نکالا کریں۔ اور اس طرح زبان کی بڑی حفاظت کریں۔ اور ایسے ہی کوئی بھی نیک کلمہ جو آپ زبان سے نکالیں۔ اسے حقیر نہ جانیں۔ ہو سکتا ہے۔ کہ وہی آپ کی نجات کا باعث بن جائے۔ حضور اکرم ص فرماتے ہیں۔ لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَیْئًا ..... کسی (قسم کی) نیکی کو بھی تم حقیر نہ جانو۔" (مسلم)

مسلمان کو کافر کہنا

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِاَخِیْہِ کَافِرٌ فَقَدْ بَاءَ بِھَا اَحَدُھُمَا۔

(بخاری۔ مسلم)

حضرت ابن عمر رض روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہے۔ تو دونوں میں سے ایک ضرور کافر ہو جاتا ہے۔" (مسلم۔ بخاری)

Marfat.com

انتباہ :- اس حدیث میں رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو متنبہ کیا ہے۔ کہ وہ بغیر تحقیق کے کسی مسلمان کی تکفیر نہ کریں۔ اگر کوئی مسلمان فی الواقع کفر کو نہ پہنچا ہوا۔ تو وہ مسلمان ہی ہوا۔ پھر جو اس کو کافر کہے گا۔ خود کافر ہو جائیگا۔ کیونکہ اس نے اسلام کو کفر جانا۔ یعنی مسلمان کو کافر کہنے پر آپ کفر سے ملاقی ہوا۔ پھر سمجھیں کہ اگر کوئی مسلمان درحقیقت کسی کفریہ قول یا فعل کے سبب کافر ہو گیا ہے۔ تو وہ ٹھیک کفر کا محل ہے۔ فتویٰ کفر اس پر صادق آئیگا۔ ورنہ اس کے اسلام کو کفر قرار دینے والا خود کفر کا شکار ہو جائے گا پس دونوں میں سے ایک ضرور کافر ہوا۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ زبان کی بڑی حفاظت کرنی چاہیئے۔ اور فتویٰ کفر دینے یا کسی مسلمان کو کافر کہنے پر لرزا اٹھنا چاہیئے۔ کہ کہیں فتوئے کفر مفتی پر ہی عود نہ کر آئے۔ یا کسی کلمہ گو کو بلا وجہ کافر کہنے والا خود ہی کفر سے دوچار نہ ہو جائے۔ ہاں تو یہ بھی یاد رہے۔ کہ جو مسلمان قرآن اور حدیث کے رُو سے درحقیقت کفر کو پہنچ گیا ہو۔ اس کو کافر نہ ماننا بھی کفر ہے۔ اس لئے کہ جس کو خدا اور اُس کا رسول کافر کہے۔ یہ اسے مسلمان جانے۔ تو گویا کفر کو اسلام جانا۔ اس لئے خود کافر ہوا۔

مال جان اور آبرو

خدا تعالیٰ کے نزدیک مسلمان۔ سچ مچ کے مسلمان کی بہت عزت ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ حضور انور صلعم نے فرمایا:۔

سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَّ قِتَالُهٗ كُفْرٌ (بخاری مسلم)

مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے اور اس کا مار ڈالنا کفر ہے۔

غور کریں۔ کہ مسلمان کے قتل کی نہی میں کس قدر تغلیظ۔ اور تشدید آئی ہے۔ کہ قاتل کو کافر کہا گیا ہے۔ پھر قتل تو بہت بڑی بات ہے۔ اس کو بُرا کہنے سے بھی روک دیا ہے۔ کہ سباب مسلم زبان کی آلودگی اور گناہ ہے۔ حتیٰ کہ حجۃ الوداع میں سوا لاکھ مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے حضورؐ نے یوں فرمایا۔

فَاِنَّ دِمَآءَكُمْ وَ اَمْوَالَكُمْ وَ اَعْرَاضَكُمْ بَيْنَكُمْ حَرَامٌ ......

(سنو اور قیامت تک کے مسلمانوں کو تبلیغاً سنا دو)

بیشک تمہارے خون (یعنی جانیں) اور تمہارے مال ۔۔ اور تمہاری آبروئیں تم میں آپس میں ایک دوسرے پر حرام ہیں"

(بخاری)

اخلاق کی کتنی بلند اور پاکیزہ تعلیم ہے۔ کہ مسلمان پر مسلمان کا خون حرام ہے۔ کوئی کسی کو قتل نہ کرے۔ اور مال بھی حرام ہے۔ کوئی کسی کا پیسہ تک نہ مارے۔ اور نہ ہی کوئی مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کی آبرو ریزی کرے۔ خبردار! کسی کی ہتک عزت نہ کرے ... جس طرح اپنی اور اپنے اہل و عیال کی عزت پیاری سمجھتا ہے بالکل اسی طرح دوسرے مسلمان اور اس کے اہل و عیال کی عزت کو عزیز جانے۔

فسق اور کفر کی تہمت

وَعَنْ اَبِىْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

Marfat.com

کہیں۔ اس پر ہے کہ جس نے پہلے برا کیا۔ جب تک کہ مظلوم تجاوز نہ کرے (مسلم)

ملاحظہ :۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ جو آدمی ایک دوسرے برا کہیں۔ گالی دیں۔ تفسیق و تکفیر کریں۔ تو اس برائی کا گناہ پہل کرنے والے پر ہے۔ اور دوسرا شخص جس نے جواب میں برا کہا۔ اس کا گناہ بھی پہلے پر ہے۔ کیونکہ پہلا ظالم ہے اور دوسرا مظلوم۔ اور ظالم یعنی پہل کرنے والا باعث ہے مظلوم کی لب کشائی کا۔ اگر ظالم ابتدا نہ کرتا۔ تو مظلوم بھی جواب نہ دیتا۔ لیکن یاد رہے کہ مظلوم کے برا کہنے کا گناہ ظالم یعنی پہل کرنے والے پر اسی صورت میں ہوگا کہ جب تک مظلوم برا کہنے میں تجاوز نہ کرے۔ یعنی ظالم کے الفاظ کو من و عن لوٹا دے۔ اور اگر جواب میں زیادتی کرے گا۔ تو پھر مظلوم کا گناہ بڑھ جائیگا۔ اور وہ بھی گنہگار ہوگا۔ اسلام کی اس اخلاقی تعلیم پہ قربان جاؤ۔ کہ کس خوبی سے مساوات اور عدل کا توازن قائم کیا ہے۔ فتنہ و فساد اور نزاع و مناقشات کے دروازوں کو کیسے حکیمانہ انداز میں مقفل کیا ہے!

صدیق لعّان نہ ہو

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَنْبَغِیْ لِصِدِّیْقٍ اَنْ یَّکُوْنَ لَعَّانًا (مسلم)

حضرت ابی ہریرہ رضؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نہیں لائق کیلئے

ملہ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت

Marfat.com

کہ بہت بہت لعنت کرنے والا" (مسلم)

وضاحت:- صدیق مبالغہ کا صیغہ ہے۔ بڑے سچے، نہایت راست گو، کثیر الصدوق کو کہتے ہیں۔ صدیقیت خدا کے نزدیک ایک بہت بلند مقام ہے۔ جو نبوت کے بعد ہے۔ جیسا کہ قرآن میں ارشاد پاک ہوتا ہے:-

(بقیہ حاشیہ ۱۵۵) ابوبکر رضؓ کے پاس سے گزرے اور حالیکہ انہوں نے اپنے کسی غلام کو لعنت کی۔ رسول خدا نے فرمایا۔ لَعَّانِیْنَ وَصِدِّیْقِیْنَ کَلَّا وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ۔ قسم ہے پروردگار کعبہ کی۔ لعنت اور صدیقیت یہ دو صفتیں ہرگز جمع نہیں ہوئیں (یعنی لعنت کرنے والے صدیق نہیں ہوتے) اور تم نے صدیق اکبرؓ ہو کر یہ کیا غضب ڈھایا۔ (کہ غلام کو لعنت کی) حضرت ابوبکر رضؓ نے (خدا سے ڈرتے ہوئے) اسی دن (کفارہ میں) ایک غلام آزاد کر دیا۔ ثُمَّ جَآءَ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فَقَالَ لَا اَعُوْدُ۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور کہا۔ (حضورؐ! میری توبہ!) آئندہ کسی کو لعنت نہیں کروں گا) (شعب الایمان)

حضرت اسلم رضؓ سے روایت ہے۔ کہ ایک دن حضرت عمرؓ حضرت ابوبکر رضؓ کے پاس آئے۔ اس حال میں کہ ابوبکر رضؓ کھینچتے تھے اپنی زبان کو (گویا نکال ڈالنا چاہتے تھے، منہ سے، اظہار زجر ہے) حضرت عمر رضؓ نے کہا (کہ بھائی) خدا آپ کو معاف کرے ایسا نہ کرو۔ حضرت ابوبکر رضؓ نے کہا۔ اس زبان نے مجھے ہلاکت کی جگہوں میں ڈالا ہے۔ (رواہ مالک) یعنی ایک دفعہ اس زبان سے غلام کو لعنت کی تھی۔ آج تک پچھتاتا ہوں اسے زبان ہلاکت گاہوں میں گراتی ہے۔

٭

Marfat.com

فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ (پ ۵ ع ۶)

یہ لوگ (اللہ اور رسول کا کہا ماننے والے) ان (بہشتی مقبول بندوں) کے ساتھ ہوں گے۔ جن پر اللہ نے (بڑے بڑے) انعامات کئے (اور وہ انعام یافتہ لوگ) نبی ہیں۔ اور صدیق ہیں۔ اور شہید ہیں۔ اور نیک بندے ہیں"

صدق اور راستی کی کثرت ایسے آدمی کی عادت۔ عمل اور طریقہ ہوتا ہے۔ جو صدیقیت کے نہایت بلند مقام پہ پہنچ چکا ہو... صدیقیت سے اوپر نبوت کا درجہ ہے۔ اور درجہ صدیقیت اور مقام نبوت کے درمیان کوئی مرتبہ نہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ صدیقیت کو نبوت کے ساتھ قریب ترین اتصال حاصل ہے اس اتصال کی رو سے صدیق کو سزاوار نہیں کہ وہ لعان ہو۔ کیونکہ نبی ہرگز لعان نہیں ہوتا۔ ہاں مقام صدیقیت اس امر کا ضامن نہیں ہو سکتا۔ کہ صدیق تازیست لاعن بھی نہ ہو۔ یعنی عمر بھر اس سے چند بار بھی لعنت صادر نہ ہو۔ البتہ منصب نبوت پیغمبر کی زبان کا ذمہ لیتا ہے کہ اس سے کبھی بھی کسی کے لئے لعنت سرزد نہ ہوگی۔

لعنت اور رحمت کے معنی

یاد رہے کہ لعنت کرنے کے معنی خدا سے دور ہٹانے اور اس کی درگاہ سے ہانکنے کے ہیں۔ اور رحمت خدا کی بارگاہ کے قریب ہونے کو کہتے ہیں۔ جتنے پیغمبر خدا کی طرف سے مبعوث ہوئے۔ سب

Marfat.com

کے رب رحمت بن کے آئے۔ یعنی لوگوں کو خدا کے نزدیک کرنے اور قرب خداوندی سے نوازنے کے لئے تشریف لائے ہمارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دیگر انبیاء کی بہ نسبت کثرت سے لوگوں کو خدا کے نزدیک لائے ہیں۔ آپ کی عالمگیر تبلیغ کے ذریعہ بھٹکی ہوئی انسانیت نے آفاقی طور پر خدا کا قرب پایا ہے۔ سارے جہان نے واحد القہار کے در پر سر جھکایا ہے۔ اسود و احمر نے رسالت کے ہاتھوں جام توحید پیا ہے۔ اور سیرت پاک اور اسوۂ حسنہ کی قندیل ہدایت تا قیامت بھٹکے ہوئے انسانوں کے لئے ضیا بار رہے گی۔ یہ وجہ ہے کہ دیگر انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ میں آپ کی نبوت کے تاج میں وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ کا ہیرا نمایاں طور پر جگمگا رہا ہے۔ پس نبوت لوگوں کے لئے سراسر رحمت ہے۔ قرب ایزدی کا ذریعہ ہے۔ پھر کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ نبی کسی پر لعنت بھیجے۔ جس کے معنی یہ ہیں۔ کہ اس کو خدا سے دور ہٹائے۔ اللہ کے قریب آنے سے دھتکارے۔ اسیطرح صدیق بھی نبوت سے نہایت قرب کی وجہ سے لعان۔ یعنی بکثرت لعنت کرنے والا نہیں ہو سکتا۔ اس کی زبان عام لوگوں کے لئے لعنت کے تیر نہیں برساتی۔ بنی نوع انسان پر لعنت بھیجنا اس کا شیوہ نہیں ہو سکتا۔ اور اس طرح وہ لوگوں کو خدا کے قریب آنے سے دھکے نہیں دیتا۔ بلکہ وہ بھی نبوت کے قرب و اتصال کی برکت سے لوگوں کے لئے اپنے مرتبے کے لحاظ سے باعث رحمت ہوتا ہے۔ اس کے سراپا کا فیضان —— لوگوں کو خدا کا قرب بخشتا ہے۔

Marfat.com

آپ کو معلوم ہو گیا۔ کہ لعنت کے معنی دھتکار، پھٹکار، راندہ ہونے اور نکال دینے کے ہیں۔ جس کو ملعون کہیں یا اس پر لعنت بھیجیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا۔ کہ وہ خدا کی جناب سے دھتکارا اور پھٹکارا ہوا ہے۔ راندۂ درگاہ ہے۔ اللہ کی جناب سے مردود اور مطرود ہے شیطان اور ابلیس ہے۔ جہنمی روح ہے۔ لعنت کے ان معنوں پر غور کر کے انسانی ہمدردی اور اخلاقی تقاضوں کے رُو سے بتائیں کہ کیا آپ چاہتے ہیں۔ کہ لوگ خدا سے دور ہوں۔ راندے اور پھٹکارے جائیں۔ مردود اور مطرود ہو کر جہنم میں جائیں، اگر آپ ایسا نہیں چاہتے۔ تو اس نہ چاہنے کی عملی صورت یہ ہے کہ کسی مسلمان بھائی پر کبھی لعنت نہ بھیجیں۔ کسی کو ملعون[1] نہ کہیں۔ پھٹکار اور دھتکار کے پتھر نہ برسائیں۔ اور پھر جس آدمی پر آپ لعنت بھیج رہے ہیں۔ اس بات کا کیا شرعی ثبوت ہے۔ کہ وہ فی الواقع ہی انجام کے لحاظ سے راندۂ درگاہ ایزدی ہے۔ جہنمی ہے۔ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تابعدارو، خدا ترس انسانوں اور

---

[1] کسی آدمی وغیرہ کا محل لعنت یا لائق پھٹکار ہونا اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ شارع کی خبر کے بغیر کسی شخص کا مستحق لعنت ہونا متیقن نہیں ہو سکتا۔ جب لعنت کی سزاواریت کی نشان دہی نہیں ہو سکتی۔ تو پھر بلا ثبوت کسی شخص پر لعنت بھیجنا بالآخر اسے اپنی طرف ہی لوٹانا ہے۔

Marfat.com

پرہیزگار مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ وہ لوگوں کو رحمت کے پیغام پہنچائیں۔ اور
انہیں خدا کے قریب لائیں۔ نہ کہ ان پر لعنت بھیجکر خدا سے دور کریں حضرت
ابی ہریرہ رض کہتے ہیں۔ کہ حضور ص سے عرض کیا گیا۔ کہ مشرکوں پر بد دعا
کیجئے (تاکہ سب ہلاک ہوں) آپ ص نے فرمایا :-

اِنِّیْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَ اِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَۃً (مسلم)

نہیں بھیجا گیا ہوں میں لعنت کرنے والا۔ اور ضرور
بھیجا گیا ہوں میں رحمت کے واسطے "

یعنی میں لوگوں کو خدا کے در پر جھکانے۔ اور اس سے ملانے کے
لئے آیا ہوں۔ نہ کہ انہیں بارگاہ الہٰی سے دھتکارنے اور اس سے
دور کرنے کے لئے آیا ہوں۔ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم !

لعن طعن کی ممانعت

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ لَیْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا بِاللَّعَّانِ
وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِیِّ (ترمذی)

حضرت ابن مسعود سے روایت ہے۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ (پورا) مومن نہ تو
طعن کرنے والا ہوتا ہے۔ اور نہ لعن (لعنت) کرنیوالا ہوتا ہے
اور نہ ہی فحش بکنے والا اور نہ ہی زبان درازی کرنیوالا ہوتا ہے "

ملاحظہ :- ہر شخص اچھائیوں اور خوبیوں میں ترقی کرنے کا
خواہشمند ہوتا ہے۔ ہمیں بھی اپنی مسلمانی اور دین داری کی
تکمیل و ترقی کے لئے کوشاں ہونا چاہیئے۔ اس کی صورت یہ ہے

کہ مسلم نہ در ہے در صالح زندگی کرنے کے در پے ہوں۔ جو قدم لیاقت
اللہ کے خلاف اٹھ رہا ہو، آئندہ نہ اٹھائیں۔ جن باتوں سے پیغمبر
رحمت صلعم نے منع کیا ہو۔ رک جائیں۔ حدیث بالا میں حضرت اقدس
نے لعن طعن کرنے فحش بکنے اور زبان درازی کرنے کو مومن کی شان کے
منافی بتایا ہے۔ اس رذائل کے حامل کو لَیْسَ الْمُؤْمِنُ (مومن
نہیں ہوتا) کے روح فرسا جملہ سے جھنجھوڑا ہے۔ کہ خبردار! کوئی
مسلمان دوسرے مسلمان کو ہرگز نہ کہے۔ کہ تجھ پر لعنت ہو۔ اور
نہ کوئی کسی کو طعنہ مارے۔ نہ فحش بکے۔ اور نہ زبان درازی کرے
یاد رہے کہ گندی گالیاں دینے۔ فحش بکنے۔ زبان درازی کرنے
طعنے مہنے مارنے اور منہ پھٹکارنے والے مرد اور عورتیں ایمان کے
شعور اور مسلمانی کی لذت سے محروم ہیں۔

مومن لعّان نہیں ہوتا

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَکُوْنُ الْمُؤْمِنُ لَعَّانًا وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَا یَنْبَغِیْ لِلْمُؤْمِنِ اَنْ یَّکُوْنَ لَعَّانًا۔ (ترمذی)

حضرت ابن عمر رضہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نہیں ہوتا (کامل) مومن
بہت لعنت کرنے والا۔ اور ایک روایت میں۔
(حضرت الدرم سے) یہ الفاظ آئے ہیں۔ نہیں لائق
(پورے) مومن کو کہ ہو بہت لعنت کرنے والا۔"

(ترمذی)

Marfat.com

ملاحظہ :- اس سے پہلے آپ پڑھ چکے ہیں - کہ حضورؐ نے فرمایا - نہیں لائق واسطے صدیق کے کہ ہو بہت لعنت کرنیوالا -" اور حدیث بالا میں کامل مومن کی شان بھی رسولِ خداؐ نے یہ بتائی ہے - کہ وہ کبھی لعّان نہیں ہوتا - یا لعان ہونا اس کو سزاوار نہیں - بات یہ ہے - کہ جوں جوں انسان کے ایمان کی تکمیل ہوتی جاتی ہے اس کی پرواز کا رُخ صالحیت کی فضا سے صدیقیت کے آسمان کی طرف ہوتا جاتا ہے - اس لئے ایمان کی تکمیلی منازل ثابت قدمی سے طے کرنے کے لئے ترک لعانیت ناگزیر ہے - تاکہ مومن صدیقیت کے مقام پر پہنچنے کے لائق ہو جائے - اس لئے حضورؐ نے فرمایا - کہ مومن لعّان نہیں ہوتا - اور نہ لعانیت ان کی شایانِ شان ہے - کیونکہ لعّان ہونے سے طائرِ لاہوتی کی پرواز رک جاتی ہے ؎

سکونِ دل سے سامانِ کشود کار پیدا کر!
کہ عقدہ خاطرِ گرداب کا آبِ رواں تک ہے

لعنت کی بد دعا نہ کرو

وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلَاعَنُوْا بِلَعْنَةِ اللّٰهِ وَلَا بِغَضَبِ اللّٰهِ وَلَا بِجَهَنَّمَ - (ترمذی - ابوداؤد)

حضرت سمرہ بن جندب رضؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہ بد دعا کرو آپس میں ساتھ لعنت کے - اور نہ بد دعا کرو آپس میں ساتھ خدا کے غضب کے اور نہ بد دعا کرو

Marfat.com

آپس میں ساتھ داخل ہونے دوزخ میں"

(ترمذی - ابوداؤد)

ملاحظہ :- اس حدیث کے حکم سے کوئی کسی کو مت کہے کہ تجھ پر لعنت ہو یا تجھ پر خدا کا غضب ہو - یا دوزخ میں جائے تو - ان تینوں بددعاؤں سے نبی رحمت صلعم نے منع کیا ہے - اس کی وجہ یہ ہے کہ آپس میں خواہ کتنی ہی شکر رنجی یا ناراضگی ہو - پھر بھی مسلمان کو زیبا نہیں - کہ وہ دوسرے مسلمان کو خدا کی بارگاہ سے مردود و ملعون دیکھ کر خوش ہو یا خواہش کرے کہ قوم عاد و ثمود کی طرح اس پر خدا کا غضب آئے - یا اس کے دوزخ میں جانے کی تمنا کرے - دراصل یہ تینوں بددعائیں خدائے قہار کے تین قسم کے عذاب ہیں - جو خدا کے بدترین دشمنوں اور اس کے نبیوں کے بدخواہوں اور قاتلوں پر نازل ہوئے تھے - وہ مشرک اور کافر اور تورات وانجیل کے سودے کرنے والے یہودی اور عیسائی ملعون - مغضوب - جہنمی قرار پائے گئے - تو پھر کس طرح ہو سکتا تھا - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو آپس میں ان عذابوں کے ساتھ بددعا کرنے سے منع نہ کرتے - پس ہر مسلمان پر لازم ہے - کہ وہ کسی کو بھی خدا کی لعنت اس کے غضب اور اس کے عذاب نار کے تیر کا نشانہ نہ بنائے!

ہوا پر لعنت نہ کرو

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا نَازَعَتْهُ الرِّيحُ رِدَاءَهُ فَلَعَنَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْعَنْهَا فَاِنَّهَا مَامُوْرَةٌ وَاِنَّهُ مَنْ لَعَنَ شَيْئًا لَيْسَ لَهُ

بِاَهْلٍ رَجَعَتِ اللَّعْنَةُ عَلَيْهِ - (ترمذی - ابوداؤد)

حضرت ابن عباس رضہ سے روایت ہے - کہ ہوا نے ایک شخص کی چادر اڑائی - تو اس نے ہوا پر لعنت کی - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - ہوا پر لعنت مت کرو کیونکہ وہ مامور (حکم کی گئی) ہے - اور مسئلہ یاد رکھ ، جو شخص ایسی چیز پر لعنت کرے - جو لائق لعنت نہ ہو - تو لعنت اس (لعنت کرنے والے) پر لوٹ آتی ہے ۔"

(ترمذی ، ابوداؤد)

لعنت لاعن پر لوٹ آتی ہے

وَعَنْ اَبِی دَرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا لَعَنَ شَيْئًا صَعِدَتِ اللَّعْنَةُ اِلَى السَّمَآءِ فَتُغْلَقُ اَبْوَابُ السَّمَآءِ دُوْنَهَا ثُمَّ تَهْبِطُ اِلَى الْاَرْضِ فَتُغْلَقُ اَبْوَابُهَا دُوْنَهَا ثُمَّ تَاْخُذُ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا فَاِذَا لَمْ تَجِدْ مَسَاغًا رَجَعَتْ اِلَى الَّذِیْ لُعِنَ فَاِنْ كَانَ لِذٰلِكَ اَهْلًا وَّاِلَّا رَجَعَتْ اِلٰى قَائِلِهَا - (ابوداؤد)

ابو درداء رضہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں - کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا - آپ نے فرمایا تحقیق بندہ جب لعنت کرتا ہے کسی چیز کو (آدمی ہو یا غیر آدمی - تو (پہلے) چڑھتی ہے وہ لعنت آسمان کی طرف پس آسمان کے دروازے اس لعنت کے آگے بند کئے

جاتے ہیں۔ اس کے بعد دائیں اور بائیں مائل ہوتی ہے
لیکن ادھر سے بھی رد کی جاتی ہے۔ پھر جب (ٹھہرنے
کے لئے) کوئی راہ نہیں پاتی۔ تو پھرتی ہے۔ اس شخص کی
طرف جو لعنت کیا گیا ہے تو اگر وہ شخص لعنت کے لائق ہو۔ تو
پہنچتی ہے اس کو۔ اور اگر لائق نہ ہو۔ تو پھر لاعن پر لوٹ آتی
ہے وہ لعنت۔" (ترمذی۔ ابو داؤد)

لعنت قہر الٰہی ہے

جب کوئی شخص کسی آدمی وغیرہ پر لعنت کرتا ہے۔ تو لعنت (جو قہر الٰہی ہے) چھوٹتے ہی اس آدمی پر نہیں جا پڑتی۔ یعنی خدائے رحیم اس بد دعا۔ لعنت اور اپنے غضب کو اول ہی اول اس آدمی کی طرف جانے کی اجازت نہیں دیتا۔ جب ادھر کی رخصت نہیں ملتی۔ تو وہ بد دعا جوش میں آکر آسمان کی طرف صعود کرتی ہے۔ لیکن آسمان کے در بھی بند پاتی ہے۔ پھر زمین کی سمت آتی ہے۔ اسے یہاں بھی سمانے کی سہولت میسر نہیں آتی پھر یمین و یسار کا رُخ کرتی ہے۔ یہاں بھی اسے ٹھہرنے کی کوئی جگہ نہیں ملتی۔ آخر اس آدمی کی طرف رجوع کرتی ہے۔ جس پر لاعن نے بھیجی تھی۔ پھر اگر یہ آدمی عند اللہ فی الواقع ہی لعنت کے لائق ہو۔ پھٹکار کا صحیح محل ہو۔ تو اس پر ٹھہر جاتی ہے۔ وہ ملعون ہے۔ اور اگر وہ محل لعنت نہ ہو۔ پھٹکار کے لائق نہ ہو۔ تو پھر وہ لعنت بد دعا۔ قائل و لاعن پر ہی لوٹ پڑتی ہے۔ لعنت بھیجنے والا ہی مردود و ملعون ہو جاتا ہے۔ اسی پر خدا کا غضب آجاتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا۔ کہ بلا تحقیق و تصدیق کسی پر لعنت بھیجنا

اپنے آپ کو موردِ لعنت بنانا ہے۔ پھر یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جبتک کسی سے ایسا کام سرزد نہ ہو۔ جو قرآن وحدیث کے روسے درخورِ لعنت ہو۔ ہرگز اسے نہ کہیں کہ تجھ پر لعنت ہو۔ لائق لعنت امور کے صدور پر البتہ لعنت کا سوال پیدا ہوسکتا ہے۔ اور لعنت بھی بھیج سکتے ہیں۔ لیکن لعنت کے لائق امور کا تعین کتاب وسنت کے اسنادلال سے ضروری ہے۔

موردِ لعنت افعال یہودی اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدے کرنے لگ گئے۔ قبروں پر میلے لگا لگا کر وہاں سے نذریں، نیازیں اور چڑھاوے لینے لگے۔ یہودیوں کے ان فعلوں پر ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ مَرَضِہِ الَّذِیْ لَمْ یَقُمْ مِنْہُ لَعَنَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَاۗئِھِمْ مَسَاجِدَ قَالَتْ عَائِشَۃُ لَوْلَا ذٰلِکَ لَاُبْرِزَ قَبْرُہٗ خُشِیَ اَنْ یُّتَّخَذَ مَسْجِدًا۔ (بخاری)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔ کہ رسول

لہ کسی آدمی وغیرہ کا محل لعنت یا لائق پھٹکار ہونا اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ شارع کی خبر کے بغیر کسی شخص کا مستحق لعنت ہونا متیقن نہیں ہوسکتا۔ جب لعنت کی سزاواریت کی نشان دہی نہیں ہوسکتی۔ تو پھر بلا ثبوت کسی شخص پر لعنت بھیجنا بالآخر اسے اپنی طرف ہی لوٹانا ہے۔

اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس بیماری میں کہ جس سے آپ جانبر نہ ہو سکے ۔ ارشاد فرمایا ۔ خدا کی لعنت ہو یہودیوں پر، انہوں نے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا ۔ حضرت صدیقہ رض فرماتی ہیں ۔ کہ اگر یہ بات نہ ہوتی (یعنی قبر پرستی کا ڈر) تو حضورؐ اپنی قبر ظاہر طور پر (عام گزرگاہ میں) بنواتے ۔ لیکن آپ اس بات سے ڈرتے تھے ۔ کہ مبادا قبر کو سجدے ہونے لگ جائیں ۔ اس لئے روضۂ اطہر آپ کے رہائشی مکان کے اندر ہی بنایا گیا ۔" (بخاری)

غور فرمایا آپ نے ۔ کہ حضور انورؐ نے یہودیوں پر لعنت بھیجی اس لئے کہ انہوں نے قبروں کی پوجا پاٹ اور سجدہ سجود سے اپنے آپ کو لعنت کا حقدار بنالیا ۔ اس حدیث کے استدلال سے ہم بھی کہہ سکتے ہیں ۔ کہ جو لوگ قبروں کو سجدے کرتے ہیں ۔ اور جو ان سجدوں کی ترغیب دلاتے اور قبر پرستی کے نوع نوع کے سامان بہم پہنچاتے ہیں وہ بھی ملعون ہیں ۔ حضور انورؐ کا ایک اور ارشاد ملاحظہ ہو :-

لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَاءِ هِمْ مَسَاجِدَ يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوْا (بخاری)

یہود و نصاریٰ پر خدا کی لعنت ہو ۔ کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا (راوی حدیث عبداللہ بن عباس کہتے ہیں)، اسی بیان سے آپ اپنی امت کو (قبر پرستی کے) اس لعنتی فعل سے

Marfat.com

روکنے کے لئے متنبہ کرتے ہیں"۔ (بخاری)

ملاحظہ :- معلوم ہوا۔ کہ قبروں کو سجدہ کرنے والے لعنت کے لائق ہیں۔ اور ضرور ملعون ہیں۔۔۔۔ بزبان رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم!

اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰہِ عَلٰی قَوْمٍ نِ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَآءِ ھِمْ مَسٰجِدَ (رَوَاہُ مَالِکٌ مُرْسَلاً)

ان لوگوں پر خدا کا سخت تر غضب نازل ہوا۔ جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں (سجدہ گاہیں عبادت گاہیں بنالیا" (مالک)

ملاحظہ :- مسجد کے معنی ہیں سجدہ کرنے کی جگہ اور عبادت گاہ۔ قبروں کو مسجدیں بنانے کا یہ مطلب ہے۔ کہ قبروں کو سجدہ کیا جائے۔ اور قبروں کو مسجدوں کی طرح عبادت گاہ بنایا جائے۔ یعنی جس طرح مسجد میں نماز، قیام، رکوع، سجدہ اور اعتکاف کیا جاتا ہے۔ مسجد میں دعا کی جاتی ہے۔ اسی طرح قبروں پر سجدے، رکوع، اعتکاف، قیام کرنا اور اہل قبور سے بھوک ننگ، غریبی، غم، اندوہ، بیماری، کرب، بے چینی، قرض وغیرہ کے دور ہوجانے کی دعا کرنا ـــــ قبروں کو مسجدیں بنانا ہے۔ ان فعلوں کے سبب یہود و نصاریٰ ملعون ہوئے۔ اور خدائے قہار کے غضب کا مورد ٹھہرے پھر یہ لعنت کچھ یہودیوں پر ہی موقوف نہیں۔ جو لوگ بھی جس زمانہ میں ان افعال کے مرتکب ہوں گے۔ وہ خدا کی لعنت اور غضب کے اہل ہوں گے۔ اور انہی کاموں کے کرنے کے بعد ملعون کہہ سکتے ہیں!

Marfat.com

قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہوتا ہے :-

لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ ؕ ذٰلِکَ بِمَا عَصَوْا وَّ کَانُوْا یَعْتَدُوْنَ ۝ (پ۶ - مائدہ)

بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کیا - ان پر داؤد اور عیسیٰ ابن مریم کی زبان (دعا سے) خدا کی لعنت آئی۔ یہ (لعنت ان پر) اس لئے آئی - کہ وہ نافرمانی کرتے اور حدیں پھاند جاتے تھے۔" (پ۶)

اسی طرح قرآن مجید میں مشرکوں، کافروں، منافقوں - یہودیوں اور عیسائیوں کی خدا سے سرکشی - بغاوت، کفر، طغیان انکار، نافرمانی — اور دین سے ٹھٹھا، مخول، مذاق، استہزاء — احکام الٰہی میں تحریف وتبدیل، کانٹ چھانٹ، حیلہ سازیوں اور فریب کاریوں کی وجہ سے ان پر بکثرت لعنت اور پھٹکار آئی ہے۔ اور اس لعنت اور پھٹکار کے تذکرہ سے امت محمدیہ ؐ کو سبق سکھانا مقصود ہے - کہ جو بھی افعال مذکور کا مرتکب ہوگا - وہ سزاوار پھٹکار قرار پائے گا۔ اوپر آپ نے متعدد حدیثیں پڑھی ہیں - کہ جن میں کسی کو پھٹکارنے اور اس پر لعنت کرنے کی ممانعت آئی ہے - اور قرآنی آیات اور بعض احادیث میں کافروں اور یہودیوں وغیرہ پر لعنت بھیجی گئی ہے - یہ دونوں باتیں کوئی متضاد چیز نہیں ہے بلکہ حقیقت یہ ہے - کہ جب کوئی شخص کسی لعنتی فعل کا مرتکب ہوجاتا ہے - تو ارتکاب کے بعد اسے ملعون کہنا روا ہے - جیسے

Marfat.com

یہودی ارتکاب جرائم کے بعد ملعون قرار دیئے گئے۔ اور لعنت کے لائق کاموں کے کرنے کے بغیر کسی کو پھٹکارنا یا اس پر لعنت بھیجنا سخت منع ہے۔ استشہاد قرآنی کے سوا ملعون کہنا بڑا گناہ ہے ___ بدوں تحقیق لعنت کا پتھر مارنا ظلم ہے۔ خوب سمجھ لیں۔!

کسی کو خدا کا دشمن کہنا

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْکُفْرِ اَوْ قَالَ عَدُوَّ اللّٰہِ وَلَیْسَ کَذٰلِکَ اِلَّا حَارَ عَلَیْہِ (بخاری مسلم)

حضرت ابی ذر رضؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص کسی کو کافر یا خدا کا دشمن کہہ کر پکارے۔ اور نہ ہو وہ شخص اس طرح (یعنی کافر یا خدا کا دشمن نہ ہو) تو رجوع کرتا ہے وہ کفر یا عداوت اس (کہنے والے پر" (بخاری۔مسلم)

ملاحظہ:۔ بانیٔ اخلاق ___ صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ پر قربان جائیں۔ کہ آپ نے کیسی نیک اور پاک تعلیم دی ہے۔ کہ اگر کسی کو کافر کہوگے۔ یا اللہ کا دشمن پکاروگے۔ تو وہ کافر یا اللہ کا دشمن نہ ہوا۔ تو تم آپ کافر یا اللہ کے دشمن بن جاؤگے۔ خدا تم کو کافر اور اپنا دشمن قرار دے گا۔ اب اس بات کا آپ اندازہ لگائیں۔ کہ کفر اور خدا کی دشمنی کس قدر روسیاہی اور دین و ایمان

کی تباہی کا باعث ہے۔ پس زبان کو قابو میں رکھیں اور بہت سوچ بچار کے بعد کلام کرنے کی عادت ڈالیں۔

دورویہ زندگی

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَجِدُوْنَ شَرَّ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ذَا الْوَجْهَیْنِ الَّذِیْ یَأْتِیْ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ (بخاری مسلم)

حضرت ابی ہریرہ رض سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بدترین لوگوں کا قیامت کے دن دورویہ شخص (منافق صفت) ہے۔ کہ آتا ہے ایک جماعت کے پاس ایک رنگ میں، اور دوسری جماعت کے پاس اور ڈھنگ میں۔" (بخاری مسلم)

ملاحظہ:۔ ذوالوجہین دورویہ شخص کو کہتے ہیں۔ جس کے دو منہ، دو چہرے اور دو رخ ہیں۔ یعنی ایسا جو ایک جماعت کے پاس جاکر حق اور راستی کو بالائے طاق رکھ کر اپنی مطلب براری کیلئے اس کی خوشامد کی باتیں کرتا ہے۔ اور دوسری جماعت کے سامنے اس کی لجاجت کی باتیں کرتا ہے۔ تاکہ وہاں سے بھی علی الرغم حق اپنا الو سیدھا کرے۔ ایک شخص کے منہ پر اس کی تعریف اور اس کے رقیب کی برائی بیان کرتا ہے۔ اور اس طرح اس کی خیرخواہی جتا کر اس کو خوش کرتا ہے۔ پھر اس کے رقیب کے پاس بھی جاتا ہے۔ اور اس کے منہ پر اس کی تعریف کے پل باندھتا ہے۔ اور ساتھ ہی اس کے رقیب (پہلے شخص) کی مذمت بھی

Marfat.com

کرتا ہے۔ اور اس دو رویہ روش سے اس کا ہمدرد بن کر اسے بھی خوش کرتا ہے۔ گویا وہ دو رخا ہوا۔ ایک کے منہ پر ایک روش ــــ اور دوسرے کے سامنے دوسرا رنگ۔ اسلام میں اس طرز زندگی کو منافقت کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔ قرآن میں موجود ہے ــــ کہ منافق جب مسلمانوں کے پاس آتے۔ تو کہتے۔ اٰمنّا ــــ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ پھر جب اپنے ہم نوالہ اور ہم پیالہ لوگوں کے پاس جاتے۔ تو وہ پوچھتے۔ کیا تم مسلمان ہو گئے ہو؟ یہ ان کے منہ پر کہتے۔ ہرگز نہیں ہم تو تمہارے ساتھی ہیں۔ مسلمانوں کے پاس تو ان کا مذاق اڑانے گئے تھے! یہ ہے منافقوں کی دو رُویہ چال۔ جسے اسلام ہرگز برداشت نہیں کرتا۔ مسلمانوں میں سے جو شخص ایسا طریق اختیار کرے گا۔ منہ پر کچھ اور، پیٹھ پیچھے کچھ اور گل کھلائیگا۔ دو رنگی چال چلے گا۔ منافقوں کی راہ پر گامزن ہوگا۔ تو سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق حشر کے میدان میں سب لوگوں سے بدترین شمار ہوگا۔ اور دنیا میں بھی ایسا شخص عزت کی نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔

آگ کی دو زبانیں

عَنْ عَمَّارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ لَہٗ وَجْھَانِ فِی الدُّنْیَا کَانَ لَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ لِسَانَانِ مِنْ نَارٍ (ابوداؤد)

حضرت عمار رض روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص

Marfat.com

دنیا میں دو رخا (دو رویہ) ہو گا۔ محشر کے دن اس کی دو زبانیں آگ کی ہوں گی۔

ملاحظہ :۔ مسلمان بھائیو! اور بہنو! ہمیشہ دنیا میں یک رو ہو کر رہو۔ یک رخے بن کر زندگی گزارو۔ جو آپ کی زبان پر ہو دل اس کی تصدیق کرنے والا ہو۔ جس شخص سے آپ ملیں اخلاص کے ساتھ ملیں۔ جیسے منہ پر ہوں۔ ویسے ہی پیٹھ پیچھے ہوں۔ ایسا کبھی نہ کریں۔ کہ سامنے تو برادرخواندگی اور خیرخواہی کا دم بھریں۔ اور غیبت میں اسی زبان سے بدخواہی اور مخالفت کے انگارے برسانے لگیں۔ نفاق آشنا زندگی میدان حشر میں بہت ذلیل کرے گی۔ منہ میں دو زبانیں آگ کی ہوں گی۔ جو دنیا میں دو رویہ روش اختیار کرنے کا مزا چکھائیں گی۔ اللہ سب بھائیوں اور بہنوں کو ایسے عذاب سے محفوظ رکھے۔ دنیا میں ایک رنگ ہو کر اخلاص مندانہ زندگی گذارنے کی توفیق دے۔

بہ دیر مے خانہ رفتن کار یک رنگاں بود!
خود فروشاں را بہ کوئے مے فروشاں راہ نیست (حافظ)

غیبت، بہتان اور حفظِ لسان

غیبت اور بہتان بہت برے کام ہیں۔ ان کے سبب لوگوں کے درمیان غیظ و غضب، کینہ و بغض، شرارت و نفرت فتنہ و فساد اور جذباتِ انتقام پیدا ہوتے ہیں۔ جدال و نزاع کی آگ بھڑکتی ہے جس سے محبت و اخوت، اتفاق و اتحاد اور باہمی خیر خواہی کا خرمن جل کر راکھ سیاہ ہو جاتا ہے۔ موالات کے بستانوں اور ہمدردی کے باغوں کی بہار کو سخن چینی کی لو اور تہمت کے جھونکے بہت نقصان پہنچاتے ہیں۔ انسان اخلاقی طور پر کمزور ہو جاتے ہیں۔ فضائل میں نقصان آتا ہے۔ اور رذائل کی کثرت ہو جاتی ہے۔ اس لئے اسلام نے غیبت اور بہتان کو نہایت سختی سے روکا۔ چغل خوروں اور لتروں کو خوفِ خدا سے ڈرایا۔ اور تہمت تراشوں اور بہتان بازوں کو دوزخ کی سزا کا منظر دکھا کر لرزہ براندام کیا ہے۔

اب آپ غیبت اور بہتان کے معنی اور مطلب معلوم کریں کہ غیبت مسلمان بھائی کے عیب کو اس کے پس پشت بیان کرنے کو کہتے ہیں۔ وہ عیب جو فی الواقع اس میں پایا جاتا ہے۔ اور اگر وہ عیب یا بدی اس میں موجود نہ ہو اور پھر اس کو گھڑ کر

Marfat.com

بیان کیا جائے۔ تو اس کو بہتان کہیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم جانتے ہو۔ کہ غیبت کیا ہے؟ صحابہ رض نے عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ اور اللہ کے بتانے سے، اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا دسو غیبت وہ ہے کہ تم اپنے مسلمان بھائی کی وہ (بری) چیز ذکر کرو جس کو وہ برا جانتا ہو۔ صحابہ رض نے عرض کیا۔ حضورؐ! فرمائیے۔ کہ اگر وہ (بری) چیز اس میں پائی جاتی ہو؟ آپ نے فرمایا۔ جو (بری) چیز تم ذکر کرو۔ اگر اس میں پائی جاتی ہو۔ تو تم نے یقیناً اسکی غیبت کی۔ اور اگر نہ پائی جاتی ہو۔ اور تم (از خود) بیان کرو۔ تو تم نے بے شک اس پر بہتان باندھا۔" (مسلم)

غیبت کے احوال و کوائف

رسول اکرمؐ کے ارشاد سے آپ کو اوپر معلوم ہو چکا ہے۔ کہ کسی کو ایسے عیب کے ساتھ یاد کرنا۔ جو اس کو ناگوار گزرے غیبت کہلاتا ہے۔ اب ہم ان عیبوں کی مختلف صورتیں آپ کے سامنے بیان کرتے ہیں۔ جنکا اظہار و بیان غیبت میں داخل ہے۔ غور سے ملاحظہ فرمائیں اور محتاط رہیں!

بدن کے عیب بیان کرنا مثلاً مجلس میں کسی شخص کا ذکر آجائے۔ تو کوئی پوچھے۔ کس کی بات کر رہے ہیں آپ؟ تو جواب میں یہ کہنا۔ فلاں آدمی ..... نام لے کر۔ نہیں پتہ چلا؟ اجی وہ لنگڑا ہے نا۔ جو وہاں رہتا ہے۔ ہاں ہاں! بس اسی لنگڑے کی ہی بات کر رہے ہیں ہم!

یا کسی کا پتہ بتاتے، غائبانہ تعارف کراتے، ذکر کرتے ــــ پوچھتے وقت یہ کہنا ــــ فلاں صاحب! جن کے بدن پر سفید داغ ہیں ــــ وہ پھلبہری والا ــــ کوڑھا!

آپ جانتے ہیں اس کو...... نام لے کر؟ نہیں۔ اجی وہ کانا ــــ ایک آنکھ والا۔ جی ہاں یاد آگیا! آج اسی کی شادی ہوئی نا! مجھے فلاں محکمہ میں ایک ضروری کام ہے۔ اگر آپ کی ــــ وہاں واقفیت ہو تو جائز سفارش کر دیں؟ ہاں ضرور واقفیت ہے۔ ہیڈ کلرک صاحب کو میرا سلام کہنا۔ اور اپنے کام کے متعلق میری یہ سفارشی چھٹی لے جاؤ۔ محترم دوست! آپ کا بڑا بڑا شکریہ! ہیڈ کلرک وہی ہے نا ــــ سیاہ فام ــــ کالا کلوٹا؟

کہاں سے آئے ہو بھائی؟ بازار سے کپڑا لے کر۔ دکھاؤ تو یہ کپڑا بڑا خوبصورت اور عمدہ ہے۔ کس کی دکان سے لائے ہو؟ آپ جانتے ہی ہیں کہ بڑے بازار میں ــــ وہ ٹھنگنا دکان دار! ہاں جانتا ہوں۔ بس اسی بونے۔ پستہ قد سے لایا ہوں۔

ﻪ ایک دفعہ حضرت عائشہ رضؓ نے اپنی سوت حضرت صفیہ رضؓ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا کہ وہ قصیرہ یعنی ٹھنگنی ہے۔ اس پر حضور نے فرمایا۔ کہ اگر اس کلمہ (غیبت) سے دریا کو ملایا جائے۔ تو (باوجود اس کی وسعت اور طغیانی کے اس کو متغیر کر دے" (ترمذی۔ ابو داؤد)

اس سے معلوم ہوا۔ کہ حقارت کے خیال سے کسی کو کوتاہ قد کہنا بھی اس کی غیبت ہے ــــ ایسی غیبت جو اعمال صالحہ کے دریا کی فراخی پر غالب

(آگے صفحہ ۱۷۷ پر)

قرض دار سے تقاضے کر کر تھک گیا ہوں - آخر اس پر دعویٰ ہی کرنا پڑے گا - کس پر؟ وہ بابو ہے نا لم چھڑا - اس پر! اچھا! اگر وکیل کرنا پڑا تو چوہدری لم کنا بہت لائق ہے - اسے ہی کرنا!

فلاں مقدمہ میں آج اس نے ایسی سچی شہادت دی ہے کہ لوگ اس کی جرأت اور حق گوئی پر آفرین کہہ رہے ہیں - خوب! کون صاحب ہیں وہ؟ آپ کو پتہ نہیں — وہ ٹنڈا نمازی!

شیخ صاحب نے اپنے نوکر سے کہا - خیرو[1]! یاد رکھنا - سبزی لینے جاؤ - تو فلاں بازار میں ایک مشہور گنجا سبزی فروش ہے اسی سے ہی لایا کرو - کیونکہ وہ ہمیشہ تازہ اور عمدہ سبزی لاتا ہے

بدنی عیبوں کی غیبت آپ غور فرمائیں کہ اگر متذکرۃ الصدر اصحاب العیوب اپنے ان بدنی عیبوں کے اظہار و بیان کو سن پائیں تو کیا ناراض نہ ہوں گے؟ ضرور ناراض ہوں گے - اور برا منائیں گے - پس یاد رکھیں

آکر اس کے شفاف پانی کو گدلا کر دیتی ہے - مسلمان بھائیو! اور بہنو! زبان کو ہمیشہ قابو میں رکھو - اور ہر قسم کی غیبت سے باز رہو۔ (محمد صادق)

[1] خیرو، خیر الدین سے بگاڑ کر بنایا گیا ہے - کسی کے نام کو بگاڑنا یا دھرنا - بدتہذیبی اور اخلاق کے منافی ہے - قرآن کہتا ہے - وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ اور نہ ایک دوسرے کے نام دھرو" (۲۶) مسلمانوں کو خاص طور پر خیال رکھنا چاہیئے اور کسی عورت، مرد، لڑکی، لڑکے کے نام کو بگاڑ کر نہ بلائیں - نام نہ دھریں! (محمد صادق)

کہ کسی کو لنگڑا — لنجا — لولہا — کوڑھا — مبروص — پھلبہریا ۔ چندھا کانا — کالا کلوٹا ۔ ٹھنگنا ۔ بونا ۔ پستہ قد ۔ لم چھڑا ۔ لم ڈھینگ ۔ لمکٹا ۔ ٹنڈا ۔ گنجا وغیرہ وغیرہ کہنا سخن چینی اور غیبت ہے ۔ یاد رکھیں ۔ کبھی لوگوں کا نام لے کر ان کے بدنی عیبوں کو ایسے طریق پر ذکر نہ کریں ۔ کہ وہ اگر سن پائیں ۔ تو برا منائیں ۔ حضرت انور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ ۔ مسلم ۔ تیرا ذکر کرنا اپنے مسلمان بھائی کو ساتھ ایسی چیز کے ۔ کہ وہ برا جانے — غیبت ہے ۔

اسی طرح کسی کے نفس اور اخلاق کے ۔ عقل اور سمجھ کے ۔ اس کے دین اور دنیا کے مال ، اولاد اور بیوی کے رفتار ، گفتار ، لباس نشست وبرخاست اور حرکات وسکنات کے عیبوں کو ایسے ڈھنگ سے بیان کرنا ۔ کہ اس کو برا لگے غیبت ہے ۔ کسی شخص کی خاموشی ، سخن گوئی ، تند خوئی ، ترش روئی ، بد دماغی ، چڑچڑاپن اور تنک مزاجی کے متعلق سخن چینی کرنا بھی منع ہے ۔

پھر جس طرح غیبت الفاظ کے ساتھ حرام ہے ۔ اسی طرح دھڑ کنایہ اور رمز ، ہاتھ ، آنکھ اور ابرو کے اشاروں کے ساتھ اظہار عیب گناہ ہے ۔ بعض دفعہ آپ نے دیکھا ہوگا ۔ کہ دو آدمی ۔ آنکھ یا ابرو کے اشارہ سے کسی تیسرے شخص کی (جو پاس ہی کھڑا ہوتا ہے) برائی ، عیب ، بے عقلی اور نادانی کو ظاہر کرتے ہیں ۔ اور ایسا اشارہ کرتے وقت مسکرا لیتے بھی ہیں ۔ یاد رہے کہ یہ بھی غیبت ہے ۔ اور

Marfat.com

اخلاق سے گری ہوئی حرکت ہے!

سکوت میں نجات

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَمَتَ نَجَا۔ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص چپ رہا (کلام بد سے) اس نے (دین و دنیا میں) نجات پائی۔" (ترمذی)

وضاحت} انسان اکثر زبان ہی کی آفتوں۔ بدیوں اور برائیوں کی وجہ سے گرفتار بلا ہوتا ہے زبان کی بے راہ روی مصائب سے دوچار کرتی ہے۔ اور اسی کی فتنہ انگیز طاقت انسان کے جادہ سفر میں ایک صحرائے آفت برپا کرتی ہے۔ از بس کہ زبان کی شرارتیں، آفتیں اور فتنے بے شمار ہیں۔ اس لئے رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسا حکیمانہ گر بتایا ہے۔ کہ جس پر عمل پیرا ہو کر انسان زبان کی آفات سے مصؤن و مامون ہو سکتا ہے۔ اور وہ گر ہے........ خاموشی! لعن طعن، تکفیر، سب و شتم، گالی گلوچ، چغلی، غیبت، بہتان، جھوٹ لسانی ایذائیں اور لایعنی کلام سے خاموشی! پس جب ہر قسم کے برے اور ایذا رساں کلام سے خاموشی ہوتی۔ تو نتیجہ لامحالہ نجات کی صورت میں نکلے گا۔ انسان کو لازم ہے۔ کہ وہ حتی الوسع خاموش ہی رہے جو کلام بڑا ضروری ہو وہی کرے۔ بڑی اہم بات کے لئے زبان ہلائے

Marfat.com

اس پر ضبط کا ایسا پہرہ بٹھائے۔ کہ ضرورت شرعی کے بغیر ہرگز حرکت نہ کرے۔ کہ سکوت و صموت میں ہی نجات و فلاح کا راز مضمر ہے صدف جب تک خاموش رہتا ہے۔ اس کے اندر موتی موجود ہوتے ہیں۔ لیکن جب وہ لب ہلاتا ہے۔ اس کی مہر سکوت ٹوٹ جاتی ہے۔ تو اس کا سینہ جواہرات سے خالی ہو جاتا ہے۔

زبان کی حفاظت کا حکم

وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ مَا النَّجَاةُ فَقَالَ اَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ ۔ (ترمذی)

حضرت عقبہ بن عامرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ (حضورؐ!) کیا ہے (دین و دنیا میں) سبب نجات کا؟ آپ نے فرمایا۔ محفوظ رکھ تو زبان اپنی! اور گنجائش دے تجھ کو گھر تیرا (یعنی تو گھر میں بیٹھا رہے) اور رو تو اپنی خطاؤں پر" (ترمذی)

ملاحظہ:۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نجات کے سوال کے جواب میں زبان کی حفاظت کا حکم دیا۔ کہ اے عقبہ بن عامر! زبان کو بچاؤ! اس کی نگرانی کرو۔ کہ کوئی کلمہ خلاف شریعت منہ سے نہ نکلے۔ پھر آپ نے زبان کی حفاظت کے لئے فرمایا۔ کہ گھر میں بیٹھے رہو۔ یعنی بغیر ضرورت کے گھر سے باہر نہ نکلو۔ کیونکہ عوام کے ہجوم میں

Marfat.com

سے اِدھر اُدھر کی باتیں کرنی پڑجاتی ہیں۔ کئی قسم کے امور زیر بحث آجاتے ہیں۔ اور پھر زبان کی حفاظت نہیں ہو سکتی۔ اس لئے گھر میں جمے رہو۔ اور اپنی خطاؤں کو یاد کر کر آنسو بہاؤ۔ تاکہ رحمت ایزدی نہیں آلے!

آجکل کا ماحول

ناظرین کرام غور فرمائیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ پاک میں نزول وحی کے دور میں — خیر محض کی فضا میں عقبہ بن عامر رضؓ کو باہر کی عام مجلسوں میں شریک ہونے سے روک دیا۔ اور گھر کے گوشۂ عافیت میں قرار پکڑنے کو نجات کا سبب بنایا — حفظ لسان کا راز بتایا۔ اور کشت معاصی کو چشم کی اشک باری سے سیراب کرنے کا حکم دیا۔ اب آپ فضلائے خیر القرون کا آج کل کے ماحول سے موازنہ کریں۔ کہ کس قدر ظلمت ہی ظلمت چھائی ہوئی ہے۔ اگر حضورؐ کے زمانے میں جب شیطان مایوس ہو چکا تھا، نجات اور زبان کی حفاظت گھر میں بیٹھ رہنے پر تھی — گناہوں کی آگ کو آنسوؤں سے بجھانے میں تھی۔ تو آج کل جب شیطان پورے زوروں پر ہے، گھر چھوڑ کر باہر پھرنے میں کس طرح نجات اور حفاظت زبان ہو سکتی ہے جب کہ تمام گلی کوچوں، بازاروں، سڑکوں، گزر گاہوں، شاہراہوں تفریح گاہوں۔ کلبوں، اسٹیشنوں، ہوٹلوں، ریستورانوں — ناچ گھروں۔ تھیٹروں، سینماؤں اور رقص گاہوں میں وہ ایمان لیوا "باد سموم" چل رہی ہے۔ جہاں صد سالہ زاہد کی عبادت کا — فانوس ایک ہی جھونکے میں گل ہو جاتا ہے۔ اور شیطان کچھ اس

Marfat.com

ڈھنگ سے ننگا ناچ رہا ہے۔ کہ حسن فتنہ زا کی پہلی جھلک ہی تقویٰ کے ایوانوں اور ایمان کے خزانوں کو لوٹ لیتی ہے۔ اور معاشرہ کے تمام خلاؤں میں زبان کی آزادیاں روح اور نفس کے لئے سامانِ شیون ہو گئی ہیں ؛

چغلخور کا انجام

وَعَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَتَّاتٌ۔ (بخاری مسلم)

حضرت حذیفہ رضی روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ بہشت میں نہ جائے گا (اول نجات پانے ہوؤں کے ساتھ) چغل خور" (بخاری مسلم)

ملاحظہ :۔ ایک اور روایت اسی مضمون کی صحیح مسلم میں آئی ہے۔ وہاں قتات کی جگہ نمام کا لفظ آیا ہے۔ نمام اور قتات کے ایک ہی معنی ہیں۔ یعنی جو شخص فساد ڈالنے کی غرض سے ایک کی بات دوسرے کو پہنچاتا ہے۔ اس کو قتات یا نمام کہتے ہیں۔ ایسے فساد پیدا کرنے والے اور مسلمانوں کو آپس میں لڑانے والے چغل خور کے لئے بہشت کا دروازہ نہیں کھلے گا۔ اسلام دنیا میں — اتفاق، اتحاد، محبت اور اخوت کا پیام لے کر آیا ہے — پھر جو شخص اسلام کے اس عظیم الشان مقصد کے خلاف مسلمانوں میں لگائی بجھائی کر کے ان کی محبت کا شیرازہ منتشر کرتا ہے۔ وہ بڑا گنہ گار ہے۔ ایسے مجرم کے لئے کیونکر باب جنت وا ہو۔ غیبت

Marfat.com

جس قدر خطرناک اور نتیجہ کے لحاظ سے روح فرسا ہے۔ اتنی ہی لوگوں نے معمولی سمجھ رکھی ہے۔ اور اس کے عواقب سے نڈر ہو کر بے اعتنا ہو گئے ہیں۔ مسلمان بھائیوں اور بہنوں کو اپنے لئے آخرت میں غیبت کے انگاروں کا ڈھیر نہیں لگانا چاہیئے۔ خبردار! دوسروں کی بدیوں اور برائیوں کو مزے لے لے کر بیان نہ کریں۔۔۔ سخن چینی اور غیبت کو مشغلہ نہ بنائیں۔ اور بہتر ہے کہ اپنے ہی گریبان میں منہ ڈال کر اشک ندامت بہائیں ؎

دوسروں کے عیب بیشک ڈھونڈتا ہے رات دن
چشم عبرت سے مگر اپنی سیہ کاری بھی دیکھ!

برائیوں کا تذکرہ اور شکایتیں

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُبَلِّغُنِیْ اَحَدٌ مِّنْ اَصْحَابِیْ عَنْ اَحَدٍ شَیْئًا فَاِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَخْرُجَ اِلَیْکُمْ وَاَنَا سَلِیْمُ الصَّدْرِ۔ (ابوداؤد)

حضرت ابن مسعود رضہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ــــ نہ پہنچائے مجھ کو کوئی۔ میرے صحابیوں میں سے کسی

لہ کسی کی جان - اولاد، مال، عزت کو نقصان یا اتلاف سے بچانے کے لئے کسی برے مشورہ، بد ارادہ، اور شرارت کی خبر و اطلاع پہنچانا ہرگز غیبت و برائی میں داخل نہیں۔ بلکہ ثواب ہے۔ خوب یاد رکھیں۔ منہ

Marfat.com

کی طرف سے کوئی چیز (ان کی کوتاہیوں، تقصیروں، اور برائیوں سے) کیونکہ میں چاہتا ہوں۔ کہ نکلوں تمہاری طرف اس حال میں۔ کہ تمہارے متعلق صاف ہو سینہ میرا۔" (ابوداؤد)

ملاحظہ:۔ اس حدیث میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ارشاد فرمایا۔ کہ میرے پاس دوسرے دوستوں اور یاروں کی برائیاں اور کوتاہیاں نہ پہنچایا کرو۔ ان کے عیبوں کا تذکرہ نہ کیا کرو۔ کہ فلاں ایسا ہے۔ فلاں نے یوں کہا۔ اور فلاں نے یہ کہا ـــ آپ نے دوسروں کی بدیوں اور شکایتوں کے بیان کرنے سے اس لئے روکا۔ کہ ان کی طرف سے طبیعت میں رنج، غصہ، ناراضگی اور کینہ وغیرہ نہ پیدا ہو جائے۔ اور پھر جب وہ لوگ ملیں۔ تو ان سے سینہ کی صفائی کے ساتھ نہ مل سکیں گے۔

اس حدیث شریف میں ہمارے لئے بھی یہ تعلیم موجود ہے۔ کہ امیروں، بزرگوں، عالموں، بڑے لوگوں بلکہ کسی کے پاس بھی کسی کی برائی نہ پہنچائیں۔ تاکہ ایک دوسرے کے خلاف دلوں میں کدورتیں، کینے بغض اور عناد پیدا نہ ہوں۔ اور سب آپس میں ایک دوسرے کو سلیم الصدر ہو کر ملا کریں!

دریا کو متغیر کر دینے والی غیبت

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسْبُكَ مِنْ صَفِيَّةَ كَذَا وَكَذَا تَعْنِي قَصِيرَةً فَقَالَ لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَوْ مُزِجَ بِهَا الْبَحْرُ

Marfat.com

ترجمہ :- (ترمذی - ابوداؤد)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہوئے کہتی ہیں - کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا - آپ کو صفیہ رضؓ (کے عیب) سے ایسا اور ایسا (اشارہ بالشت سے بتایا) کافی ہے - مراد رکھتی تھیں - حضرت عائشہ رضؓ اس بات سے کہ صفیہ رضؓ کوتاہ قد ہے حضور انور ﷺ نے (ناخوش ہو کر) فرمایا - (عائشہ! رضؓ) تو نے ایسا کلمہ کہا ہے - کہ اگر اس (کلمہ غیبت) کیساتھ دریا ملایا جائے - تو یہ کلمہ دریا کو متغیر کر دے ۔"

(ترمذی - ابوداؤد)

ملاحظہ :- غور فرمائیں - کہ اسلام نے کس قدر پاکیزہ اخلاقی تعلیم دی ہے - کہ کسی کو کوتاہ قد اور ٹھگنا تک کہنے کی اجازت نہیں دی ہے - حضرت عائشہ رضؓ کی زبان سے حضرت صفیہ رضؓ سے متعلق ٹھنگنی (قصیرہ) کا لفظ نکلتا ہے - اور ساتھ ہی بالشت سے اشارہ بھی کرتی ہیں - کہ صفیہ ایسی (کوتاہ قد) ہے - اس پر حضور ﷺ تنبیہ فرماتے ہیں - عائشہ رضؓ! یہ کلمہ جو تو نے کہا ہے - اگر دریا میں مل جائے - تو اسے بگاڑ دے - متغیر کر دے!

اس سے قارئین کرام اندازہ لگا سکتے ہیں - کہ جب حقارت سے کسی کو ٹھنگنا کہنا اخلاقی طور پر اتنا بدبودار اور متعفن کلمہ ہے کہ اس

لہ اس سے معلوم ہوا - کہ اشارہ کیساتھ بھی کسی کا عیب ظاہر کرنا غیبت ہے - منہ

کا مزاج (اعمال کے دریا کو بگاڑ سکتا ہے۔ تو جو لوگ دوسروں کے بڑے بڑے عیبوں، قصوروں، خطاؤں اور برائیوں کو کثرت سے بیان کرتے ہیں ـــ ان کے کلمات عیب کی غلاظت کتنے دریاؤں اور سمندروں میں روحانی تعفن پیدا کرے گی؟ آپ کبھی کسی کی غیبت نہ کریں!

نقل نکالنا غیبت ہے

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اُحِبُّ اَنِّیْ حَکَیْتُ اَحَدًا وَاَنَّ لِیْ کَذَا وَکَذَا

(ترمذی)

حضرت عائشہ رضؓ روایت کرتے ہوئے کہتی ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نہیں دوست رکھتا۔ کہ نقل نکالوں کسی کی اگر ہو میرے لئے (دنیا کا مال) ایسا اور ایسا! (ترمذی)

ثمر بار رفعت اخلاق

متذکرہ بالا حدیث میں حضور فرماتے ہیں۔ کہ میں کسی کی نقل نکالنے کو دوست نہیں رکھتا اگرچہ (نقل نکالنے کے عوض) میرے لئے ایسا اور ایسا ہو "

ایسا اور ایسا ہونے کا مطلب یہ ہے۔ کہ خواہ مجھے دنیا کا کتنا ہی مال مل جائے۔ سونے اور چاندی کے میرے آگے ڈھیر لگا دیئے جائیں۔ ہیرے اور جواہرات کے خزانے میسر آئیں۔ تمام دنیا کی زمام حکومت میرے حوالہ کر دی جائے ـــ لیکن میں مال ـــ دولت، سونے، چاندی، ہیرے، جواہرات اور دنیا کی حکومت

Marfat.com

کے عوض کسی کی نقل نکالنے کو پسند نہیں کرتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کی قولی یا فعلی نقل نکالنا یقیناً غیبت محرمہ میں سے ہے۔ نہ کسی انسان کی سی آواز بنا کر اس کی آواز کی نقل اتارنی چاہیئے۔ اور نہ کسی لنگڑے کی نقل نکال کر لنگڑا کر چلنا چاہیئے۔ اسی طرح دوسرے کے اقوال و افعال کی نقالی یقیناً اظہار عیب، چغلی اور لترا پن ہے۔ یہ سب حکایات حرام ہیں۔ پست اخلاق انسانوں کے کام ہیں۔ گھٹیا لوگوں کی حرکات ہیں۔ آپ ان کے قریب نہ پھٹکیں۔ بلکہ جو ان اخلاقی معاصی کے مرتکب ہوں انہیں منع کریں۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان غیبت کے کاموں کو بہت برا جانا ہے۔ اور مسلمانوں کو ان افعال سے روکا ہے۔

رحمت للعالمینؐ کی سات نصیحتیں!

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ الْحَدِیْثَ بِطُوْلِہٖ اِلٰی اَنْ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَوْصِنِیْ قَالَ اُوْصِیْکَ بِتَقْوَی اللّٰہِ فَاِنَّہٗ اَزْیَنُ لِاَمْرِکَ کُلِّہٖ قُلْتُ زِدْنِیْ قَالَ عَلَیْکَ بِتِلَاوَۃِ الْقُرْاٰنِ وَ ذِکْرِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ فَاِنَّہٗ ذِکْرٌ لَّکَ فِی السَّمَآءِ وَ نُوْرٌ لَّکَ فِی الْاَرْضِ قُلْتُ زِدْنِیْ قَالَ عَلَیْکَ بِطُوْلِ الصَّمْتِ فَاِنَّہٗ مَطْرَدَۃٌ لِّلشَّیْطَانِ وَعَوْنٌ لَّکَ عَلٰی اَمْرِ دِیْنِکَ قُلْتُ زِدْنِیْ قَالَ اِیَّاکَ وَکَثْرَۃَ الضِّحْکِ فَاِنَّہٗ یُمِیْتُ الْقَلْبَ وَیَذْھَبُ

Marfat.com

بِنُورِ الْوَجْهِ قُلْتُ زِدْنِي قَالَ قُلِ الْحَقَّ وَاِنْ كَانَ مُرًّا قُلْتُ زِدْنِي قَالَ لَا تَخَفْ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ قُلْتُ زِدْنِي قَالَ لِيَحْجُزُكَ عَنِ النَّاسِ مَا تَعْلَمُ مِنْ نَفْسِكَ (مشکوٰۃ)

حضرت ابی ذر رضؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پس ذکر کی (ابوذر رضؓ نے) حدیث دراز۔ حتیٰ کہ ابوذر رضؓ نے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ اے خدا کے رسول! نصیحت کرو مجھ کو۔ آپ نے فرمایا میں تجھے اللہ کے تقویٰ کے ساتھ نصیحت کرتا ہوں۔ کیونکہ تقویٰ بہت زینت دینے والا ہے۔ تیرے تمام (دین و دنیا کے) کاموں کو۔ میں نے کہا (حضورؐ!) اور نصیحت فرماؤ مجھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ لازم ہے تجھ کو قرآن کی تلاوت اور ذکر اللہ تعالیٰ کا۔ بیشک تلاوت قرآن اور اللہ کا ذکر تیرے لئے ذکر کرنے کا سبب ہے آسمان میں۔ (یعنی آسمان میں تجھے خدا تعالیٰ اور اس کے فرشتے خیر کے ساتھ یاد کریں گے) اور نور کا سبب ہے تیرے لئے زمین میں۔ (یعنی دنیا میں نورِ معرفت، یقین۔ اور ہدایت کے ظہور کا سبب ہے) میں نے عرض کیا۔ زیادہ کیجئے مجھ کو نصیحت۔ آپ نے فرمایا۔ ہمیشہ چپ رہنا لازم پکڑ! کیوں کہ خاموشی شیطان کو ہانکنے کا سبب ہے

Marfat.com

اور تیرے لئے کارِ دین پر مدد کرنے والی ہے۔ میں نے کہا۔ اور نصیحت فرمائیے مجھے۔ ارشاد ہوا۔ بہت ہنسنے سے بچتا رہ! کہ کثرت ہنسی کی دل کو مار دیتی ہے۔ اور چہرے کا نور کھو دیتی ہے۔ میں نے عرض کیا۔ اور نصیحت کیجئے مجھ کو۔ آپؐ نے فرمایا۔ کہہ حق اگرچہ تلخ ہو! (یعنی نفس کو تلخ ہو) میں نے کہا۔ زیادہ فرماؤ نصیحت مجھ کو۔ آپ نے ارشاد کیا۔ اللہ کے دین کے اظہار میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈر! میں نے کہا اور نصیحت فرمائیں آپؐ نے کہا۔ روکے رکھے تجھے لوگوں کے عیبوں کو بیان کرنے سے۔ وہ چیز کہ جانتا ہے تو اپنے نفس سے"
(مشکوٰۃ)

نصائحِ رسالت مآبؐ پر ایک نظر

حدیث مذکور میں حفظِ لسان کے لئے طولِ سکوت کا لزوم

لہ یعنی اپنے نفس کی کرتوتوں اور بدیوں کو یاد کرکے دوسروں کے عیبوں کو بیان کرنے سے باز رہنا چاہیئے۔ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر استغفار میں ایسے مشغول رہیں۔ کہ لوگوں کے عیبوں کو بیان کرنے کے لئے موقع ہی نہ ملے۔ اپنے نامۂ اعمال کی سیاہی اور سود کی اخلاقی تاریکی کی طرف آنکھ اٹھانے کی اجازت ہی نہ دے۔ علامہ اقبالؒ نے غالباً حدیث کی تائید میں فرمایا ہے۔ ؎

تجھے کیوں فکر ہے اے گل دلِ صد چاک بلبل کی
تو اپنے پیرہن کے چاک تو پہلے رفو کر لے

Marfat.com

کثرتِ ضحک — اور عامۃ الناس کی سخن چینی کا امتناع — تہذیب نفس کے ارم کے لئے بادِ بہاری کا پیغام ہے۔ اور ساتھ ہی بادِ بہاری کے روح پرور جھونکوں کو حیاتِ جاوداں بخشنے کے لئے دوسری نصائح میں آبِ حیات کی برکھا کا جوبن پورے ابھار پر ہے صرف رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ان سات نصیحتوں پر غور کریں:۔

۱۔ اللہ کا ڈر۔
۲۔ تلاوتِ قرآن کا التزام۔ اور ذکرِ الٰہی
۳۔ طولِ سکوت یا ثباتِ خاموشی۔
۴۔ کثرتِ ضحک سے اجتناب۔
۵۔ حق گوئی ہر قیمت پر۔
۶۔ اظہارِ دین بلا خوفِ لومۃ لائم!
۷۔ اپنے ہی گریبان میں منہ ڈالے رکھنا۔

اللہ کا ڈر آدمی بے شمار قسم کی اخلاقی برائیوں سے جبھی بچ سکتا ہے۔ کہ اس کے دل میں اللہ کا ڈر ہو۔ ہم یہ بات بلا خوفِ تردید کہہ سکتے ہیں۔ کہ صرف خدا کا خوف ہی انسان کو — دھوکہ، فریب، جھوٹ، بدلحاظی، وعدہ خلافی، خیانت — چوری، ظلم، رشوت، غیبت، بہتان، سب و شتم، لعن طعن، ایذا رسانی، حق تلفی، اقربا نوازی، حسد، بغض، کینہ وغیرہ کے ارتکاب سے لرزہ براندام کر سکتا ہے۔ داورِ محشر کے حضور کھڑے ہو کر حساب دینے کا ڈر ہی اس کی سیرت کو سنوار سکتا اور طبیعت کو بنا سکتا

ہے۔ نقوش اندرون کی غدراؤں کے مرمریں جسم کا ابٹن خشیت ایزدی کی سلسبیل کے پانی میں گوندھ کر بنایا جاتا ہے۔ اور زہرہ وشی بسیر کے عارض غضبان پر شفق خوف کا غازہ ہی ان کے حسن کو چار چاند لگاتا ہے۔

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رض کو یمن روانہ کیا۔ اور وداعی نصیحتیں کرتے ہوئے کچھ دور تک ان کے ساتھ تشریف لے گئے۔ جب نصائح کے موتیوں سے معاذ رض کا دامن سعادت بھر چکا۔ تو حضرت انور صلعم نے انہیں آخری مرتبہ فرمایا معاذ رض! ہو سکتا ہے۔ کہ تم اس سال کے بعد میری ملاقات نہ کر سکو۔ اور جب لوٹ کر مدینہ آؤ۔ تو بجائے میرے، میری قبر کو ہی پاؤ!

یہ روح فرسا خبر (وحی خفی) سنکر حضرت معاذ رض کا دل دہل گیا۔ اور شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین۔ اکرم الاولین، اکرم الآخرین حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اس فراق کی خبر سے بے تاب ہو کر رونے لگ گئے۔ حضرت انور صلعم نے انہیں آبدیدہ دیکھ کر فرمایا

إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِي الْمُتَّقُوْنَ مَنْ كَانُوْا وَحَيْثُ كَانُوْا (مسند احمد)

معاذ! غم نہ کر۔ اس جہان کے بعد بھی ملاقات ہو گی۔ یاد رکھ، میرے سب سے زیادہ نزدیک وہی لوگ ہوں گے۔ جو دنیا میں خدا سے ڈر کر عمل کرتے ہیں۔ وہ کوئی بھی ہوں۔ اور جہاں کہیں بھی ہوں"

Marfat.com

حضرت انسؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے ایک روز یہ آیت پڑھی۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا
النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَیْهَا مَلٰٓىِٕكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ
اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ۔ [1]

پھر آپ نے (یہ آیت پڑھ کر) فرمایا۔ کہ دوزخ کی آگ کو ایک ہزار سال تک جلایا گیا۔ تو وہ سرخ ہوگئی۔ پھر اس کو ہزار سال تک (اور) جلایا گیا۔ تو سفید ہوگئی۔ اس کے بعد پھر ایک ہزار سال تک تیز کیا گیا۔ تو سیاہ ہوگئی۔ اور وہ اب بھی سیاہ ہی ہے۔ اس کا شعلہ ہرگز نہیں بجھتا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے روبرو ایک .... اہل دل، حبشی بیٹھا تھا۔ وہ حضرت انورؐ کا یہ وعظ سنکر بے اختیار چیخیں مار مار کر رونے لگا۔ اتنے میں جبریل علیہ السلام نازل ہوئے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ مَنْ هٰذَا الْبَاكِی بَیْنَ یَدَیْكَ آپکے سامنے یہ رونے والا کون ہے؟
رحمۃ للعالمینؐ نے جواب دیا۔

رَجُلٌ مِّنَ الْحَبَشَةِ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ۔ ملک حبش کا کوئی شخص ہے۔ پھر آپ نے اس کی بچے تلے الفاظ میں تعریف کی۔

اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا۔ (حضورؐ) اس سیاہ فام

---

[1] مسلمانو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل (و عیال) کو آگ سے بچالو۔ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے۔ اس (دوزخ کی آگ) پر فرشتے تعینات ہیں۔ تند خو۔ سخت مزاج۔ خدا ان کو جو حکم دیتا ہے۔ وہ ہرگز نافرمانی نہیں کرتے۔ اور جو (بھی انہیں) حکم دیا جاتا ہے (بلا چون و چرا) اس کی تعمیل کرتے ہیں۔ (پ ۲۸ تحریم)

Marfat.com

اور خدا خوف) آدمی کے متعلق خدا فرماتا ہے:۔

وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ وَارْتِفَاعِیْ فَوْقَ عَرْشِیْ لَا تَبْکِیْ عَیْنُ عَبْدٍ فِی الدُّنْیَا مِنْ مَخَافَتِیْ اِلَّا اَکْثَرْتُ ضِحْکَهَا فِی الْجَنَّةِ ۔ (ترغیب ترہیب)

مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم ہے اور عرش پر رہنے کی سوگند (کہ جس آدمی کی آنکھ دنیا میں میرے ڈر کے سبب روئے گی ۔ میں اسے جنت میں چمن چمن ہنساؤں گا ۔ (ترغیب ترہیب)

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ۔ کہ (ایک روز) ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے ۔ معاً آندھی کا ایک ایسا زبردست جھونکا آیا ۔ کہ درخت کے تمام سوکھے پتے جھڑ گئے ۔ اور صرف سبز اور ہرے باقی رہ گئے ۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ منظر دیکھ کر فرمایا :۔

مَا مَثَلُ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ ۔ (دوستو) کیا مثال ہے اس درخت کی ؟

صحابہ رض نے جواب دیا :۔

اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ ۔ خدا اور (خدا کے بتانے سے) اس کا رسول خوب جانتے ہیں !

پھر پیغمبر رحمت ؐ نے فرمایا :۔

فَقَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ اِذَا اقْشَعَرَّ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقَعَتْ عَنْهُ ذُنُوْبُهٗ وَبَقِیَتْ لَهٗ

Marfat.com

حسنا فنہ (ترغیب و ترہیب)

اس درخت (کے پتے جھڑنے اور باقی رہنے) کی مثال مرد مومن کے اس حال کے مانند ہے۔ کہ جب اس کے رونگٹے صرف اللہ ہی کے ڈر سے کھڑے ہوتے ہیں۔ تو اس کے تمام گناہ جھڑ کر صرف نیکیاں ہی نیکیاں باقی رہ جاتی ہیں۔ (ترغیب ترہیب)

گندے گھروندے

قارئین کرام سمجھ گئے ہوں گے۔ کہ جب خدا کا خوف انسان کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ تو پھر اس کی کائنات بدن میں ایک ایسا زلزلہ آتا ہے۔ کہ جس سے اخلاقی رذائل کے تمام گندے گھروندے پیوند ارض ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ بانیٔ اخلاق صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو اخلاق حسنہ کا سبق دیتے ہوئے تعمیر درس خوفِ الٰہی کی بنیاد پر استوار کی ہے۔ تاکہ فضائل کا قصر رفیع تا بہ ثریا جا سکے۔

تلاوت قرآن کا التزام اور ذکرِ الٰہی

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی درخواست پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دوسری نصیحت — تلاوت قرآن کا التزام اور ذکر الٰہی — فرمائی۔ مذہبی نکتۂ نظر سے یہ بھی ایک اساسی اخلاقی نصیحت ہے تلاوت قرآن کا التزام دراصل تعمیل قرآن کے التزام کے لئے ہے۔ اور یہ بات اظہر من الشمس ہے۔ کہ سارا قرآن اخلاقی تعلیم سے بھرا ہوا ہے۔ ارشاد خداوندی ہوتا ہے:-

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ

إِحْسَانًا وَّ بِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ
وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ
بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ
اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ۝
الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ وَیَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَ
یَکْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ
اَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّهِیْنًا ۝ وَالَّذِیْنَ
یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا
یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَمَنْ
یَّکُنِ الشَّیْطٰنُ لَهٗ قَرِیْنًا فَسَآءَ قَرِیْنًا ۝ (پ۵)

اور عبادت صرف اللہ ہی کی کرو۔ اور اس کے ساتھ
کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ اور ماں باپ اور رشتہ دارو
اور یتیموں اور محتاجوں اور قرابتی پڑوسیوں اور پاس
بیٹھنے والوں (دوستوں)، اور مسافروں اور (مقبوضہ)

Marfat.com

لونڈی غلاموں کے ساتھ ہمیشہ حسنِ سلوک سے پیش آؤ۔۔۔ (یاد رکھو) خدا تعالیٰ اترانے والوں شیخی خوروں کو دوست نہیں رکھتا۔ جو خود آپ (بھی) بخل (اور کنجوسی) کریں۔ اور (دوسرے) لوگوں کو بھی بخل اور کنجوسی کی صلاح دیں۔ اور اللہ نے جو انہیں (محض) اپنے فضل سے دے رکھا ہے۔ اس کو عزیزی ظاہر کرنے کے لئے۔۔۔) چھپائیں۔ ہم نے ایسے لوگوں کے لئے جو (ہماری نعمتوں کی) ناشکری کریں۔ ذلت کی سزا تیار کر رکھی ہے۔۔۔ اور (اگر) اپنے مال خرچ کریں۔ تو لوگوں کو دکھانے کے لئے (نہ خدا کو خوش کرنے کے لیے) اور (ان کے) ایمان کا یہ حال ہے۔ کہ) نہ اللہ پر ہے اور نہ روزِ جزا پر۔ اور جس کا شیطان ساتھی ہوا۔ تو سمجھ لو کہ وہ بہت ہی) برا ساتھی ہے۔ (پ۵)

اللہ کی پوجا

متذکرہ صدر آیت میں اللہ کی عبادت کا حکم دیا گیا ہے اور طبیعت بھی اس امر کا تقاضا کرتی ہے۔ کہ عبادت اور بندگی صرف خالق اور مالک ہی کی کرنی چاہیے۔ پس ہر مملوک، مرزوق اور مربوب کو اپنے خالق، مالک، رازق اور رب کی پرستش اور پوجا کرنی لازمی اور ضروری ہے۔ کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے مملوکوں کی مرزوقیت اور ربوبیت سے دست کش ہو جائے۔ تو سب کے سب آن واحد میں ہلاک ہو جائیں۔ اس لئے تہذیب نفس کی رُو سے اس کے احکام کی بجا آوری لابدی ہے۔ اس کی خالص عبادت میں زندگی گزارنا اخلاق کے تقاضوں سے ہے۔ بندوں کو بندگی

Marfat.com

کی شاہراہ پر قندیلِ رسالت کی روشنی میں، گامزن ہونا ناگزیر

شرک سے اجتناب

جتنے پیغمبر خدا کی طرف سے دنیا میں آئے۔ سب کے سب شرک کی تردید اور بیخ کنی کے لئے آئے۔ لوگ اللہ کو مانتے تھے۔ اللہ کی عبادت بھی کرتے تھے۔ لیکن عبادت خالص نہیں کرتے تھے۔ یعنی خدا کی عبادت میں دوسروں کو شریک کرتے تھے۔ اس شرک کو مٹانے، اور توحید کی شمع جگانے کے لئے ہی پیغمبروں کا سلسلہ شروع ہوا۔

حضرت نوح علیہ السلام خدا کے رسول بنکر آتے ہیں اور مشرک قوم کو یوں خطاب کرتے ہیں۔

یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ (اعراف)

اے میری قوم اللہ کی (خالص) عبادت کرو۔ (کیونکہ) اس کے سوا تمہارے لئے کوئی بھی بندگی کے لائق نہیں۔

اگر حضرت نوح علیہ السلام صرف اتنا ہی کہتے۔ کہ اللہ کی بندگی کرو۔ تو کوئی جھگڑا نہ ہوتا۔ جب انہوں نے کہا۔ کہ اللہ کے سوا کوئی پرستش کے لائق نہیں۔ قولی، بدنی، مالی عبادت صرف اللہ ہی کی ملکیت ہے۔ خدا کی اس مالکیت میں کوئی نبی، ولی، فرشتہ، جن، قطب، اوتار، ابدال، بزرگ، شہید، ہرگز ہرگز شریک نہیں ہے۔ بس اس بات پر وہ لوگ بگڑ بیٹھے۔ اور حضرت نوح علیہ السلام کی جان کے دشمن ہو گئے۔ ایسے دشمن ہوئے۔ کہ ساڑھے نو سو برس تک انہیں ہاتھ اور زبان سے سخت ایذائیں پہنچاتے رہے۔ ان کا مذاق بھی اڑایا۔ تکذیب بھی کی۔ اینٹ اور پتھر بھی مارے۔ کئی بار جسم کو زخمی کیا

Marfat.com

بدن سے خون بہایا۔ اس لئے کہ تم یہ کیوں کہتے ہو۔ کہ اللہ کے سوا کوئی اور سجدہ، سجود، قیام، قعود، اعتکاف، نذر، نیاز کے لائق نہیں ہے۔ بالآخر وہ اس شرک کی وجہ سے ہی پانی کے طوفان سے ہلاک کر دیئے گئے۔

قوم عاد کی طرف حضرت ہود علیہ السلام تشریف لائے۔ ان کی تبلیغ کا پہلا جملہ بھی یہی تھا:۔

یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ (اعراف)

بھائیو! عبادت صرف اللہ ہی کی کرو۔ اس کے سوا کوئی بھی تمہارا معبود نہیں ہے۔"

یہ قوم بھی ہتھے چڑھ کر حضرت ہود علیہ السلام کے پیچھے صرف ردِ شرک کی وجہ سے ہی پڑ گئی۔ کہنے لگے۔ کہ یہ نئی تعلیم تم کہاں سے لائے ہو۔ کہ اللہ کے سوا کسی اور کو معبود نہ مانو۔ آخر جن اللہ کے پیاروں کو ہم مانتے ہیں۔ وہ بھی تو اسی کے ہی بنائے ہوئے ہیں۔ ہم ان کے نام کی نذریں، نیازیں، قربانیاں، چڑھاوے دیتے ہیں۔ تاکہ وہ خوش ہوں۔ پھر جبکہ وہ خوش ہوتے ہیں۔ تو ہم اپنی حاجتوں اور مشکلوں کو ان کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اور پھر وہ اللہ کو کہتے ہیں۔ تو اللہ ان کی مان کر ہمارے بیڑے پار کر دیتا ہے۔ تم یہ نیا مذہب اپنے پاس ہی رکھو۔ کہ اللہ کو براہ راست پکارو۔ وہ خود آپ تمہیں بلا واسطہ جواب دے گا۔ ہم نے یہ بات اپنے آباواجداد سے نہیں سنی۔ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیۡ سَفَاهَةٍ۔ ہم تمہیں (بلا شبہ)، احمق اور بے وقوف پاتے ہیں۔" کیوں؟ اس لئے کہ

تم کہتے ہو۔ لِنَعْبُدَ اللّٰہَ وَحْدَہٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا
ہم صرف اکیلے ایک ہی اللہ کی عبادت کریں۔ اور جن (اللہ کے پیاروں)
کو ہمارے آباؤ اجداد پوجتے تھے۔ ان سب کو چھوڑ دیں " (اعراف)
الحاصل خدا کی خالص عبادت نہ کرنے کے سبب قرآن ۔ ان
مشرکوں کے انجام کی خبر دیتا ہے :۔
فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا
دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ
(اعراف)
انجام کار ہم نے حضرت ھود اور ان کے ساتھیوں کو
اپنی رحمت سے بچا لیا۔ اور جو (مشرک) لوگ ہماری
آیتوں کو جھٹلاتے تھے۔ ان کی جڑ کاٹ دی ۔ اور وہ
(توحید پر) ایمان لانے والے نہ تھے " (اعراف)
پھر ایک اور وقت آیا۔ کہ خدا تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام
کو قوم ثمود کی طرف اپنے احکام کی تبلیغ کے لئے بھیجا۔ انہوں نے
بھی اپنی قوم کو پہلے پہل وہی توحید کا پیغام دیا۔ جو ان سے قبل...
دوسرے انبیاء دے چکے تھے۔ ارشا د خداوندی ہوتا ہے :۔
وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ
مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۔
(اور ہم نے) قوم ثمود کے بھائی صالح کو ان کی طرف
(پیغمبر بنا کر) بھیجا ۔ انہوں نے کہا ۔ برادران قوم!
صرف خدا ہی کی عبادت کرو (کیونکہ) اس کے سوا تمہارا

Marfat.com

کوئی بھی معبود نہیں۔" (اعراف)

قوم ثمود میں جہاں اور بڑے بڑے جرائم اور گناہ پائے جاتے تھے۔ وہاں شرک کی نجاست سے ان کے سینے لتھڑے ہوئے تھے حضرت صالح بڑی جانفشانی اور خیر خواہی سے انہیں توحید کی دعوت دیتے رہے۔ اور اخلاقی عیبوں سے بھی روکتے رہے۔ لیکن انہوں نے توحید کو قبول نہ کیا۔ اخلاق کو نہ سنوارا۔ آخر کار رجز الٰہی نے ان کا بھی صفایا کر دیا ___ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ۔ پھر ان کو زلزلے نے آلیا۔ اور صبح کو اپنے گھروں میں ___ بیٹھے کے بیٹھے ہی رہ گئے۔" (اعراف)

حضرت شعیب علیہ السلام کی تبلیغ کی کیفیت بھی ملاحظہ ہو:-

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا۔ اور (ہم نے) اہل مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو (پیغمبر بنا کر) بھیجا۔

قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ط

حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا۔ بھائیو! (صرف) اللہ (ہی) کی خالص عبادت کرو۔ (کیونکہ) اس کے سوا تمہارا کوئی (اور) معبود نہیں۔" (اعراف)

خدا تعالیٰ کی خالص عبادت کرنے پر حضرت شعیب علیہ السلام نے زور دیا۔ اور شرک یعنی خدا کی ہر قسم کی عبادت میں دوسروں کو شریک کرنے کی تردید و مذمت میں بہت سی تقریریں کیں

قوم ان کی شعلہ بیانی اور آتش نوائی کی تاب نہ لاکر کہنے لگی:۔

لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا۔ ہم تجھ کو اور جو تیرے ساتھ (توحید پر) ایمان لائے ہیں۔ (ان کو) اپنی بستی سے نکال دیں گے۔ یا (بستی میں رہنے کے لئے یہی ہوگا کہ) لوٹ آؤ گے تم ہمارے مذہب میں" (اعراف)

اس سے معلوم ہوا۔ کہ قوم شعیب کے مشرک لوگ بھی مذہب کے دعویدار تھے۔ اللہ کو مانتے۔ اور اس کی اپنے رسمی طریقوں سے عبادت کرنے والے تھے۔ لیکن اللہ کے نزدیک ان کا خود ساختہ مذہب اور شرک کی گندگی سے لتھڑی ہوئی عبادت مردود تھی۔ جبھی تو حضرت شعیب توحید کا عقیدہ خالص عبادت کا طریقہ لے کر آئے تھے۔

جب یہ قوم بھی شرک سے باز نہ آئی۔ اللہ کی عبادت کے طریقوں میں دوسروں کو شامل و شریک کرنے سے نہ رکی۔ پھر اتمام حجت کے بعد ان پر ایسا عذاب آیا۔ کہ اہل مدین کا نام و نشان نہ رہا۔ ان کے مساکن کھنڈرات بن گئے۔ اور ان کی نعشوں کو زاغ و زغن نوچ نوچ کر کھا گئے۔

اسی طرح جب خدا تعالیٰ نے ہمارے پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کا شرف بخشا۔ تو آپ نے غار حرا سے نکل کر سب سے پہلا خطاب جو مشرکانہ عقائد و اعمال کے ساتھ اللہ کو ماننے والوں سے کیا۔ یہ تھا۔

اَيُّهَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ لوگو! بولو

Marfat.com

اللہ کے سوا کوئی بھی (قولی، بدنی، مالی) عبادت کے لائق نہیں"

یعنے اللہ کی خالص عبادت کرو۔ جس طرح میں تم کو بذریعہ وحی تعلیم دوں۔ اور شرک سے توبہ کرو۔ اللہ کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں

اس پر مشرکین مکہ نے کہا:۔

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى۔ ہم تو ان (اصنام) کی پوجا پاٹ صرف اس لئے کرتے ہیں، کہ وہ (اللہ کے پیارے) ہمیں اللہ کے نزدیک کر دیں"

(پ ۲۳ زمر)

وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ۔ اور کہتے ہیں (مشرکین مکہ) کہ (ہمارے) یہ معبود اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں"۔ (پ ۱۱ یونس)

یعنے ہم گنہ گار ہیں۔ بدکار ہیں۔ اللہ ہماری دعاؤں کو قبول نہیں کرتا۔ ہم اپنی حاجتیں، ضرورتیں، مشکلیں اپنے معبودوں کے آگے عرض کرتے ہیں۔ پھر وہ ہماری عرض کو اللہ کے پاس پہنچا دیتے ہیں۔ چونکہ وہ اللہ کے پیارے ہیں۔ اس لئے اللہ ان کی مان لیتا ہے۔ اور پھر ہماری بگڑی بن جاتی ہے۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم ان کو اللہ سمجھ کر ان کے پاس نہیں جاتے۔ بلکہ اس لئے جاتے ہیں۔ کہ وہ اللہ سے ہماری مرادیں پوری کرا دیں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ ہم ان کے نام کی نذریں نیازیں دیتے ہیں۔ اونٹ، بکرے، بکری ان کی نذر کرکے ذبح کرتے

Marfat.com

ہیں۔ تاکہ وہ خوش ہو کر اللہ کے پاس ہماری سفارشیں کریں۔ کام اللہ ہی کرتا ہے۔ وہ صرف سفارشی ہیں۔

بس اسی سفارشی اصنام کے شرک کو مٹانے کے لئے سرورِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے تئیس برس تک برسرِ پیکار رہے بے شمار تکلیفیں اور مصیبتیں اٹھائیں۔ اور جہاد و غزا کے معرکے قائم ہوئے۔ تاکہ صرف ایک اللہ کی ہی پرستش کی جائے۔ اور نباتاتی، جماداتی اور حیواناتی بتوں اور انسانی طاغوتوں اور خداؤں سے دنیا پاک ہو جائے۔

آپ خیال کرتے ہوں گے۔ کہ اخلاقیات کے بیان میں۔ شرک کی تردید کے کیا معنی؟ معزز ناظرین یاد رکھیں۔ کہ خودداری کو اخلاق میں بہت بلند مقام حاصل ہے۔ اور شرک خودداری کا نام و نشان مٹا دیتا ہے۔ غیرت جیسی اخلاقی فضیلت کا قلع قمع کر دیتا ہے۔ اور انسان کو انسان کے آگے جھکاتا، اور غلامی کا سبق سکھاتا ہے۔ آپ غور کریں۔ کہ اس شخص سے بڑھ کر کمینہ ذلیل، فرومایہ اور رذیل انسان اور کون ہو سکتا ہے۔ جو اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کرتا ہے۔ سجدہ بجا لاتا ہے۔ پوجا پاٹ اور پرستش کرتا ہے۔ عبدیت اور غلامی کا دم بھرتا ہے۔ بزرگوں ولیوں اور شہیدوں کے مزاروں پر سجدے کرتا اور انہیں حاجت روا، اور مشکل کشا سمجھتا ہے۔ انسانی، طاغوتوں کی الوہیت کے حضور دست بستہ قیام کی بھینٹ چڑھاتا، اور جبہ سائی کرتا ہے ۔ یہ چیزیں اخلاق کے سخت منافی ہیں۔

Marfat.com

سیرت کو بگاڑتی اور روح کو گندا کرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ "لَا تُشْرِكُوا بِهٖ۔ اللہ کے ساتھ کسی کو (اس کی عبادت میں) شریک نہ بناؤ۔" خوب یاد رکھیں کہ شرک سے اخلاق کا دیوالہ نکل جاتا ہے۔ اور اسلامی اخلاق میں شرک سے بڑھ کر کوئی کام مخرب اخلاق نہیں۔ شرک۔ رذالت، کمینگی، سفلہ پن اور نہایت درجہ دنایت ہے۔ خواہ عقیدہ میں ہوں۔ قول میں ہو یا فعل میں ہو!

ایک لکھ پتی آدمی عقل و حواس رکھتے ہوئے بھیک مانگے۔ تو یہ کس قدر رذالت اور اخلاق کی پستی ہے۔ حالانکہ گداگری ہر حال میں روح اور نفس کی موت ہے۔ پس اشرف المخلوقات انسان کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنے مقام کو پہچانے اور رذائل کی دلدل سے نکلکر اپنے مقام تک رسائی حاصل کرے ؎

مقام بندۂ مومن ہے ماورائے سپہر!
زمیں سے تا بہ ثریا تمام لات و منات
خود آگہاں کہ ازیں خاکداں بروں جستند
طلسم مہر و سپہر و ستارہ بشکستند (اقبال)

دو آیتوں کا سرچشمہ

قرآن پاک کی دو آیتیں ہم نے اوپر تحریر کی ہیں۔ ان دونوں میں سولہ اخلاقی موضوع ایسے بیان ہوئے ہیں۔ جن میں سے ہر ایک موضوع پر علیحدہ علیحدہ ایک ایک رسالہ لکھا جا سکتا ہے۔ سطور بالا میں مختصر طور پر آپ اللہ کی عبادت اور شرک سے اجتناب ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اس

تحریر کے مطالعہ سے صاحب بصیرت پر اصلاح نفس کی حقیقت منکشف ہو جاتی ہے۔ اور اخلاقی قدروں کی تعمیر کے لئے مضبوط بنیاد ڈال سکتے ہیں۔ اسی طرح والدین کے ساتھ احسان رشتہ داروں سے صلہ رحمی، یتامیٰ کی خبر گیری، مساکین کو کھلانا، قرابتی ہمسائیوں سے نیک روی، اجنبی پڑوسیوں کی بہی خواہی۔ احباب سے حسن سلوک مسافروں سے مہربانی، نوکروں اور غلاموں پر نوازش، فخر و نمود سے نفور بخل سے امتناع، ترغیب بخل پر قدغن، کتمانِ نعمت کی مذمت ــــ ریاکاری سے حبط اعمال کے اخلاقی احکام کا متلاطم دریا مذکورہ آیتوں کی وادی تعلیم میں بہ رہا ہے۔ اور اس کے آبِ زلال کی سقایت کے فرائض حضرت ساقیٔ کوثر سر انجام دے رہے ہیں۔ یہ صرف ایک یا دو آیتوں کی تعلیم کا سرچشمہ ہے۔ جس سے تمام معاشرہ اخلاقی طور پر سیراب ہے۔ اس سے آپ سارے قرآن مجید کی اخلاقی تعلیم کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ اس میں اصلاح نفس کا کتنا بڑا سمندر تلاطم خیز ہے۔ ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق سے متعلق دریافت کیا ــــ تو ام المومنین رض نے فرمایا۔ قرآن پڑھ کے دیکھ لو۔ جو خلق قرآن نے بیان کیا ہے۔ وہی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ یعنی

Marfat.com

حضورؐ قرآنی خلق کا عملی نمونہ تھے۔ پس تلاوت قرآن کا سب سے بڑا مقصد اس پر عمل کرنا ہے۔ اور قرآن پڑھ کر اس پر عمل کرنے سے نجات آخرت کے ساتھ انسان کی زندگی اخلاق فاضلہ کے زیور سے بھی آراستہ ہوتی ہے۔ اسی لئے حضرت اکرمؐ نے ابوذرؓ کو تلاوت قرآن کے التزام کی نصیحت فرمائی تھی۔ کہ آخرت کے بہشت کے علاوہ دنیا میں بھی زندگی اخلاق حسنہ کے بہشت کی کیاریوں میں خراماں خراماں پھرے۔

تلاوت قرآن کے التزام کے ساتھ حضرت اکرمؐ نے ابوذرؓ کو اللہ کے ذکر کی بھی وصیت کی تھی۔ اللہ کے ذکر یعنی خدا کو یاد کرنے کا یہ مطلب ہے۔ کہ اوامر خداوندی کو بجا لایا جائے۔ اور نواہی الہٰی سے اجتناب کیا جائے۔ نماز اللہ کا بہت بڑا ذکر ہے۔ روزہ بھی ذکر ہے حج اور زکوٰت کی عبادت بھی ضرور خدا کا ذکر ہے۔ اسیطرح خدا کا ذکر ہی بدیوں سے روکتا ہے۔ اللہ کی یاد ہی برائیوں سے باز رکھتی ہے شیطانی وساوس کی غنودگی تذکر یزداں کے انتباہ سے ہی دور ہوتی ہے۔ قرآن میں آتا ہے:-

إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَٰئِفٌ مِّنَ
الشَّيْطَٰنِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ (پ ۹ ع ۱۴)

تحقیق جو لوگ پرہیز کرتے ہیں (شرک اور کبیرہ گناہوں سے) جب کبھی شیطانی خیال ان کو چھو بھی جاتا ہے۔ یاد کرنے ہیں۔ اللہ کو (یعنی اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ پس ناگہاں وہ (راہ صواب) دیکھنے لگتے

Marfat.com

ہیں ۔

اس سے معلوم ہوا۔ کہ خدا کی یاد انسان کو متنبہ کرتی ہے۔ ہوشیار اور بیدار کر کے بدیوں اور گناہوں سے باز رکھتی ہے۔ پس اخلاقی رذائل کا علاج صرف اخلاق ایزدی کے تخلق اور تذکر سے ہی ہو سکتا ہے۔

اس کے علاوہ خدا کی تسبیحیں، تکبیریں، تہلیلیں، اسمائے حسنیٰ کی دعوتیں۔ قرآنی دعائیں اور حضرت رحمت للعالمین کی زبان کے بے شمار اذکار، اوراد، ادعیہ اور نالہ ہائے شب گیر سے زبان کو تر رکھنا بھی بے شک اللہ کا ذکر ہے۔

طول سکوت

تیسری نصیحت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ذر رضؓ کو فرمائی تھی۔ ہمیشہ چپ رہنا لازم پکڑو! ہمیشہ چپ رہنے یعنی طول سکوت کا مطلب یہ نہیں ہے۔ کہ بالکل کلام ہی نہ کریں۔ چپ سادھ لیں۔ گفتگو ہی بند کر دیں یا تارک دنیا ہو کر باہر جنگل میں کٹیا بنا کر وہیں رہنے لگ جائیں۔ طول سکوت کا دراصل مفہوم یہ ہے۔ کہ زبان پر کڑا پہرہ بٹھائیں۔ اس پر احتساب قائم کریں۔ بے معنی باتیں، لایعنی کلام، بے محل گفتار، غیر شرعی اقوال، کلمات فسق اور الفاظ فجور ہرگز منہ سے نہ نکالیں۔ یاد رہے کہ ہمیشہ چپ رہنا کثرت کلام کے انتفا کے لئے ہے۔ کیونکہ جو شخص کثرت کلام کا عادی ہو جائے۔ صبح سے شام تک بولتا ہی چلا جائے۔ گھر میں، گلی میں، کوچہ و بازار میں، مجالس و محافل میں محو گفتار ہی رہے۔ تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ اس کے سارے دن کی ہزاروں باتوں میں سے کوئی بھی جھوٹ نہ ہو۔ سارے کلام

میں کسی کی غیبت، کسی پر بہتان اور کسی پر الزام نہ ہو۔ کثرت گفتار کے انبار میں معصیت کردگار کے غل وغش نہ ہوں؟ طلوع سحر سے لے کر غروب آفتاب تک اگر مقراض لسان کترتی ہی رہے۔ تو صرف گٹنے اور غلیظ "ٹاٹ" ہی چیتھڑوں میں تبدیل نہ ہوں گے۔ بلکہ سندس کلام بھی بے طرح دھجیاں بنکر رہ جلئے گا۔ اسی لئے تو رسول رحمت صلعم نے ابوذر رضؓ کو ہمیشہ چپ رہنے یعنی بہت کم گفتگو کرنے کی تاکید کی تھی۔ یاد رکھیں۔ کہ جس قدر کسی شخص کی گفتار کم ہو گی۔ اسی قدر گفتار کے عیب بھی کم ہوں گے۔ اور جتنا کلام زیادہ ہو گا۔ اتنے ہی کلام کے عیب بھی زیادہ ہوں گے۔ اور ہم لوگ نبی تو ہیں نہیں۔ کہ ہمارا ہر لفظ وحی کے سانچے میں ڈھل کر نکلتا ہو ــــ ہمارا سارے کا سارا کلام نبیوں کے کلام کی طرح زر سرخ ہو۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ ہماری غیر محتاط گفتار کی کثرت روح کو اداس چہرے کو افسردہ اور دل کو پژمردہ کر دیتی ہے۔ بڑی دور اندیشی سے ہمیں گفتگو کرنی چاہیئے۔ حضرت شیخ عطار رحؒ نے کثرت گفتار سے متعلق بہت درست فرمایا ہے ؎

دل ز پر گفتن بمیرد در بدن
گرچہ گفتارش بود دُرِّ عدن

یعنے کثرت گفتار سے دل بدن کے اندر مردہ ہو جاتا ہے۔ اگرچہ اس کی گفتار عدن کے موتی ہوں۔

کثرت ضحک

چوتھی وصیت حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی ابوذر رضؓ کو یہ تھی۔ اِیَّاکَ وَ

Marfat.com

كَثْرَةَ الضِّحْكِ - " بہت ہنسنے سے بچتا رہ" اس میں کوئی شک نہیں - کہ بہت زیادہ ہنسنا آدمی کے وقار، متانت سنجیدگی اور وجاہت کے لئے موجب زیاں ہے - مہذب اور اونچے اخلاق کے لوگ کبھی پکار کر نہیں ہنستے - اور نہ ہی قہقہہ مارتے ہیں - بلکہ اپنی شائستگی اور تہذیب کے تقاضے سے بجائے کھلکھلانے کے مسکراتے ہیں - اس طرح ہنستے ہیں - کہ ہونٹ نہیں کھلتے - تبسم کی ضیا ہی لبوں پر کھیلتی ہے - حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :-

مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتَّى أَرَى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ وَ إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ - (بخاری)

نہیں دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی بہت ہنستے ہوئے کہ تمام منہ کھل جاوے - یہاں تک کہ دیکھوں میں ان سے کوا ان کا (یعنی منہ پھاڑ کر نہ ہنستے کہ تالو نظر آتے) اور سوائے اس کے نہیں کہ آپ مسکراتے ہی تھے (بخاری)

ہمارے رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی خوش خلق، خوش مزاج اور زندہ دل نہیں ہوسکتا - جب کہ آپ نے ساری زندگی کبھی قہقہہ نہیں لگایا - کبھی پکار کر نہیں ہنسے - نہ منہ کھول کر کھلکھلائے - تو ہمیں بھی آپ کی اس سیرت، عادت اور خلق کی پیروی کرتے ہوئے نہ قہقہہ لگانا چاہیئے - نہ پکار کر ہنسنا چاہیئے - بلکہ مسکرانا چاہیئے -

Marfat.com

کثرتِ ضحک سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ اس سے آپ یہ نہ سمجھیں۔ کہ اسلام عبوسیّت کی تعلیم دیتا ہے۔ کہ منہ بسورے ماتھے پہ شکن ڈالے ہر وقت تیوری چڑھائے بیٹھے رہو۔ ہرگز نہیں۔ اسلام چیں بجبیں ہونے کی تعلیم نہیں دیتا۔ عبوسی چہرے کو گوارا نہیں کرتا۔ بلکہ ہنس مکھ، خوش مزاج اور ہر وقت شگفتہ رو رہنے کی ہدایت کرتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن حارث ابن جزء کہتے ہیں :-

مَا رَاَیْتُ اَحَدًا اَکْثَرَ تَبَسُّمًا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (ترمذی)

نہیں دیکھا میں نے کسی کو کہ بہت ہو مسکرانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے " (ترمذی)

نوٹ :- اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کوئی بھی بہت مسکراتا نہ تھا۔ یعنی حضور پر نور کے لبوں کو ہر وقت تبسّم چومتا رہتا تھا۔ آپ ہر گھڑی ہنس مکھ اور شگفتہ رو رہتے جو شخص چہرہ مبارک کو دیکھتا۔ مسکراتا ہوا پاتا۔ رنج و بلا کی بجھی بجھی فضا میں بھی روئے انور فردوسِ تبسم کا آئینہ دار ہوتا ۔۔ پھر کس طرح کہہ سکتے ہیں۔ کہ اسلام خوش طبعی، خوش مزاجی، شگفتہ روئی اور خندہ پیشانی کی اجازت نہیں دیتا؟ ضرور اجازت دیتا ہے۔ لیکن اخلاق اور اعتدال کے تقاضوں کے ساتھ ۔۔ تبسم کے گلزار سے نکل کر قہقہے کے ریگ زار میں نہ چلے جائیں۔

☆

Marfat.com

قہقہہ دل کی موت ہے

آجکل مجلسوں، محفلوں، سوسائٹیوں، مشاعروں، تماشوں، سینماؤں، تفریح گاہوں یا بیاہ شادی کی مجلسوں میں ہنسنے، ہنسانے اور قہقہوں سے جگھٹوں کو کشت زعفران بنانے کا عام رواج ہے۔ بھانڈ، نقال مسخرے اور بہروپئے لوگوں کو ہنسا ہنسا کر پیٹ میں بل ڈال دیتے

لہ حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تحقیق بندہ بولتا ہے ایک بات صرف اس ارادے سے کہ ہنسائے لوگوں کو ساتھ اس کے۔ تو گرتا ہے اس بات کے سبب (دوزخ میں) ایسا گرنا کہ دور تر ہے آسمان اور زمین کی درمیانی مسافت سے۔ اور بے شک بندہ پھسلتا ہے بسبب اپنی زبان کے زیادہ تر اپنے قدم کے پھسلنے سے " (شعب الایمان) اس حدیث کا مطلب یہ ہے۔ کہ جو شخص ادھر ادھر کی واہی تباہی جھوٹی سچی باتوں سے لوگوں کو ہنساتا ہے۔ وہ دوزخ میں اتنا گہرا گرایا جائیگا۔ کہ وہ گہرائی آسمان اور زمین کی درمیانی مسافت سے زیادہ ہوگی۔ یہ ہے زبان کا پھسلنا۔ جو قدم کے پھسلنے سے بے حد خطرناک ہے۔ قدم کے پھسلنے سے بدن کو ضرر پہنچتا ہے۔ اور زبان کی پھسلن دوزخ میں گرا دیتی ہے۔ اب آپ غور کریں کہ کیا حال ہوگا۔ ان بداریوں، بھانڈوں، نقالوں، بہروپیوں اور تماشے دکھانے والوں کا جو زبان کی خرافات اور مسخرے پن سے لوگوں کو ہنسا ہنسا کر پیٹ میں بل ڈال دیتے ہیں۔ مسلمانوں کو ہرگز ایسی خطرناک مجلسیں منعقد نہیں کرنی چاہئیں اور نہ ان میں شریک ہونا چاہیئے ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ وَيْلٌ لِّمَنْ يُحَدِّثُ فَيَكْذِبُ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ وَيْلٌ لَّهُ وَيْلٌ لَّهُ۔ وائے (ہلاکت عظیم ہے) اس شخص کے لئے جو بات کرے پھر جھوٹ بولے (خرافات بیان کرے) تاکہ

(صنا۲ پر)

ہیں۔ اگر آپ سچ پوچھیں۔ تو ہم عرض کریں گے۔ کہ اسلامی تہذیب ایسی زعفرانی کشتوں، مغنیوں کی تانوں، قہقہوں کی آوازوں اور ہنسی تمسخر کی حدود فراموشیوں کی اجازت نہیں دیتی۔ دیکھئے ـــ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جن سے بڑھ کر کوئی ادب و تہذیب سکھانے والا نہیں ہے ارشاد فرماتے ہیں :-

إِيَّاكَ وَكَثْرَةَ الضَّحِكِ فَإِنَّهُ يُمِيتُ الْقَلْبَ وَ يَذْهَبُ بِنُوْرِ الْوَجْهِ۔

بہت ہنسنے (قہقہوں وغیرہ) سے بچتے رہو۔ کہ ہنسی کی کثرت دل کو مار دیتی ہے۔ اور چہرے کا نور گنوا دیتی ہے۔ (مشکوٰۃ)

حضرت قتادہ کہتے ہیں۔ کہ کسی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا۔ کہ کیا صحابہ رضا ہنستے تھے؟ قَالَ نَعَمْ وَالْإِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِهِمْ أَعْظَمُ مِنَ الْجِبَالِ۔ انہوں نے کہا ـــ ہاں (شاذ و نادر) ہنستے تھے۔ درحالیکہ ان کے دلوں میں ایمان پہاڑ سے بہت بڑا تھا۔

حضرت بلال بن سعد تابعی کہتے ہیں۔

أَدْرَكْتُهُمْ يَشْتَدُّوْنَ بَيْنَ الْأَغْرَاضِ وَيَضْحَكُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ فَإِذَا كَانَ اللَّيْلُ كَانُوْا رُهْبَانًا

میں نے صحابہ رضا کو پایا۔ کہ وہ (تیر اندازی کے وقت، تیروں)

(بقیہ صفحہ ۲۱۰) ہنسائے ساتھ اس کے قوم کو۔ واسطے اس کے۔ وائے ہے واسطے اس کے" (ترمذی۔ ابوداؤد) البتہ لطائف، ظرائف، نکات، اور ہنسی مزاح حقیقت و سچائی پر مبنی ہوں۔ ان کے سننے سنانے میں کوئی حرج نہیں۔

(محمد صادق)

Marfat.com

کے نشانوں کے درمیان دوڑتے تھے۔ اور (اس وقت) بعض ان کا بعض کی طرف متوجہ ہوکر ہنستا تھا۔ پھر جب رات ہوئی۔ تو وہ (عبادت میں) اللہ سے بہت ڈرنے والے ہوتے۔ (مشکوٰۃ)

ملاحظہ: حضرت ابن عمرؓ نے صحابہؓ کی ہنسی سے متعلق پوچھنے وا کو جواب دیا۔ کہ ہاں ہنستے تھے۔ حالانکہ ان کے دلوں میں ایمان پہا سے بڑا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ وہ ایسا نہ ہنستے تھے۔ جیسا غا اور خدا سے برگشتہ لوگ ہنستے ہیں۔ کہ ایسا ہنسنا دل کو مار دیتا اور پھر ایمان کی روشنی مدھم ہو جاتی ہے۔ صحابہؓ شاذ و نادر اگر ہنستے تو شرع کے آداب نہیں چھوڑتے تھے۔ ان کی ہنسی کا دل پر کچھ مضر نہیں پڑتا تھا۔ اور ان کے دلوں میں جبل الایمان جوں کا توں راسخ قائم رہتا تھا۔ اور پھر جب رات ہوتی۔ تو خدا کے خوف سے عبادت کر خواب نوشیں چھوڑ کر روتے، لرزتے، کانپتے، ڈرنے سے رکوع و سجو اور قیام و قعود سے شب خیز رہتے۔ یعنی تیر اندازی کے وقت اگر کبھی ہنستے۔ تو رات رونے میں گزارتے۔ اور صرف وہی رات ہی رونے نہ گزارتے۔ بلکہ یہ ان کا معمول تھا۔ ہمیشہ لیلائے شب کی زلفیں ان کے آنسوؤں سے تر رہتی تھیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہیں۔ تم زندگی حضورؐ نے قہقہہ نہیں لگایا۔ البتہ رخ روشن تا زیست تبسم زا ہے۔ آپ بھی حضرت الوؐ کی عادت کو اپناتے ہوئے قہقہہ نہ لگ کریں۔ بجلی کے سمندر سے ہلکی ہلکی موجیں اٹھیں۔ لب رنگین پہ تب

Marfat.com

کی دنیا ہو!

حق گوئی ہر قیمت پر

حق گوئی کو اخلاقیات میں بڑا رتبہ حاصل ہے۔ دین کا یا دنیا کا کوئی معاملہ ہو ــــ حیات مستعار کے متعدد شعبوں میں کسی ایک سے متعلق کوئی قضیہ درپیش ہو۔ اپنوں اور بیگانوں میں تنازعہ پڑ جائے۔ والدین، حقیقی بھائیوں بہنو، قریبیوں، رشتہ داروں، دوستوں، استادوں بزرگوں، ہادیوں، مرشدوں، پیروں، درویشوں اور اپنے اہل و عیال سے متعلق کسی امر میں شہادت دینی پڑے ــــ تو ان تمام صورتوں میں اخلاقی جرأت سے کام لے کر سچ کہنا۔ اور حق گوئی سے کام لینا لیلائے سیرت کی عصمت بچانا اور دوشیزۂ اخلاق کی پاک دامنی پر خدا کو گواہ بنانا ہے۔ خواہ یہ حق گوئی امر متذکرہ میں اپنوں کے خلاف ہو یا موافق۔ فائدہ پہنچائے یا نقصان۔ بہرصورت حق گو خدا کی رضامندی کی وجہ سے روحانیت میں بڑا مقام حاصل کرلے گا۔ اور اخلاقی دنیا میں لوگ اس کے کیرکٹر کو بطور سند استعمال کریں گے۔ اسی طرح سلطان جابر کے منہ پر اور ظالم حاکموں کے روبرو حق کہنا اخلاقی ہمت کا انتہا بڑا کارنامہ ہے۔ کہ اسلام نے اسے افضل الجہاد کا آفاقی مرتبہ بخشا ہے۔ ایسے ہی احکام الٰہی اور احادیث مصطفائی کو ان کے درست ترجمے اور صحیح سپرٹ کے ساتھ ــــ ضرورت، موقع اور محل پر بغیر رد و رعایت سنانا حق گوئی کے درخت کا پھل کھانا ہے اور جسم کو طبیعت صالح کا میسر آنا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچویں نصیحت ابوذر رضہ کو۔۔۔

Marfat.com

حق گوئی سے متعلق ہی تھی۔

قُلِ الْحَقَّ وَاِنْ كَانَ مُرًّا

"ابوذرؓ! (اور میری امت) کہہ حق اگرچہ تلخ ہو۔"

پانچویں سچ کہنا نفس کو اگرچہ تلخ لگتا ہے۔ بڑا مشکل ہے یہ جان جوکھوں کا کام ہے...... پل صراط پر قدم رکھنا ہے۔ لیکن خبردار! حق گوئی کبھی ترک نہ کرنا۔ ہمیشہ ہمیشہ سچ کہنا۔ زندگی میں کوئی ساعت ایسی نہ آئے۔ جس میں حق بیانی دب جائے۔ حق کا کڑواپن اس کے اظہار میں کبھی مانع نہ ہو۔ اور اس کے علاوہ دنیا کی کوئی طاقت تمہیں، حق کہنے سے باز نہ رکھے۔ کہ مردان حق آگاہ کا شیوہ ہی حق گوئی ہے ؎

آئین جواں مرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

اظہار دین بلا خوف لومۃ لائم

چھٹی نصیحت ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذرؓ کو یہ فرمائی۔

لَا تَخَفْ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ

"اللہ کے دین کے اظہار میں کسی لائم کی ملامت کا خوف نہ کر!"

دین مسلمان کی بے حد پیاری چیز ہے۔ اس کی عزت و حرمت اور حفظ و بقا کے لئے مسلمان کو اپنی جان، اولاد، مال اور ہر چیز قربان کر دینا ضروری ہے۔ اگر کوئی مسلمان سے اس کا دین چھیننا چاہے۔ تو وہ جان دے سکتا ہے۔ دین کی متاع نہیں دے گا۔

Marfat.com

چوں کہ دین نجات آخرت کا فارمولا ہے ۔ دنیا میں عدل و انصاف، حق وراستی، صلح وآشتی، خدا کی توحید اور اس کی احکم الحاکمینی کا پیغام ہے ۔ اس لیے مسلمان پر فرض ہے کہ وہ دین کو ظاہر اور بیان کرے ۔ اس کی تبلیغ اور اشاعت کرے ۔ تاکہ دین کے توحیدی اور عدلی تقاضوں کے پورا ہونے سے طاغوتوں کا حکم — بندوں کی خدائی ۔ انسانوں کی پوجا ۔ تمیز بندہ و آقا — یکسر ختم ہو جائے ۔ دھوکہ، فریب اور ظلم وعدوان کا نام ونشان نہ رہے ۔ اور کرۂ ارض کے تمام انسان مواخات و مساوات کے جامہ میں صرف اللہ کے ہی غلام بن کر اسی کی عبودیت میں زندگی گزاریں ۔

پھر جب آپ اخلاقی رزائل اور برائیوں سے باز رہنے کے لئے لوگوں کو تبلیغ کریں گے، بدیوں، بدکاریوں، بے حیائیوں — جھوٹ فریب، بدعہدی، ظلم، خیانت، شرک کے خلاف قرآن بیان کریں گے ۔ حاکموں، وزیروں، پیروں، جماعتوں، امارتوں اور قبروں کی پرستش[1] کے متعلق دین کے احکام بتائیں گے ۔ تو ضرور آپ کی مخالفت ہوگی ۔ ملامت کے پتھر برسیں گے ۔ اور ہر طرح کی ایذا پہنچائی جائے گی ۔ آپ جب مٹی، پتھر، تانبہ، پیتل کے بتوں سے

---

[1] دین کے مقابلہ اور معارضہ میں اندھا دھند تقلید کرتے ہوئے ۔ جس کی بات بھی مان لی جائے گی ۔ یاد رہے کہ یہ ماننا ہی اس کی پرستش ہے — اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ ۔ آیت میں یہی مضمون بیان ہوا ہے ۔ (محمد صادق)

Marfat.com

کئی گنا زیادہ خطرناک انسانی بتوں کا ذکر کریں گے۔ یا ان لوگوں کا بت بنائیں گے۔ جنہوں نے دنیا میں خدا کا مقام لے رکھا ہے۔ یا جو کھلے بندوں اپنی پوجا کرا رہے ہیں۔ ان کی رگ الوہیت پر توحید کی چھری رکھیں گے۔ تو احقاق حق اور اظہار دین کے اس تبلیغی دور میں آپ پر مصائب و مشکلات کے پہاڑ گرائے جائیں گے۔ انتقام کے خوفناک دیو آپ کی جان لینے کے درپے ہوں گے۔ عنتریوں اور مرہبیوں کی سامریت وہ جادو جگائے گی۔ کہ اس فتنہ سے بجز حول خداوندی آپ کو کہیں پناہ نہ ملے گی۔ ابطال باطل کی اس سعی پیہم میں اگر حیّ لا یزال آپ کی جان کا نگہبان نہ ہوا۔ تو آمریت کے خدا نفس کی آمد و شد کا سلسلہ بحال نہ رہنے دیں گے۔ ایسے نازک، صبر آزما اور حوصلہ شکن مواقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوذر رض (اور اپنی امت) کو نصیحت فرماتے ہیں۔ پیغمبرانہ شان سے اخلاقی جرأت کی تعلیم دیتے ہیں

لَا تَخَفْ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ

"(خبردار!) اللہ کا دین بیان کرتے وقت کسی (ظالم جابر، فاسق، فاجر) ملامت کرنے والے کی ملامت سے مت ڈرو۔"

یعنے ان کی معاندانہ روش اور منتقمانہ کارروائیوں کے خوف سے دین کی حق بیانی چھوڑ نہ دے۔ بلکہ بے خوف اور نڈر ہو کر ملت بیضا کے احکام سناتے جا!

ناظرین کرام! یہ ہے اخلاقی جرأت جس کا سبق رحمت دو عالم

صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو پڑھایا ہے۔ کہ وہ اللہ کے معاملے میں کسی کا لحاظ نہ کرے۔ کسی سے خوف نہ کھائے۔ سچائی اور راستی کو کسی قیمت پر نہ چھوڑے۔ کلمہ حق کی شعلہ بیانی میں کسی صورت بھی فرق نہ آنے دے۔ اور اگر کبھی حق و باطل کی مزاحمت کا وقت آ جائے تو آتش نمرود میں بے خطر کود پڑے کہ ؎

حنا بند عروس لالہ ہے خون جگر تیرا!
تری نسبت براہیمی ہے معمار جہاں تو ہے (اقبالؒ)

اپنے گریبان میں منہ

انسان کی کچھ ایسی عادت ہے۔ کہ وہ دوسروں کے عیبوں اور برائیوں کی ٹوہ میں رہتا ہے۔ لیکن اپنے گریبان میں منہ نہیں ڈالتا۔ دوسرے بھائیوں کے دامن اخلاق کا دھبہ دیکھتا ہے۔ مگر اپنی تاریک زندگی کے گھناؤنے مناظر سے آنکھ موند لیتا ہے۔ تعجب ہے کہ زندگی کی منجدھار میں پاپوں بھری ناؤ میں بیٹھ کر دوسروں پر نکتہ چینی کرتا۔ مین میکھ نکالتا۔ اور ان کے عیب بیان کرتا ہے۔ اپنے مرور حیات کی سیاہ رات میں ابنائے جنس کے کسوف زندگی پر حرف لاتا ہے۔ حالانکہ کسی سیاہ فام کو یہ بات زیب نہیں دیتی۔ کہ وہ سمن بروں کے خال رخ کی جسامت کے درپے ہو۔ یا بال خورا کی روگن زہرہ جبینوں کے بکھرے بالوں پہ اعتراض کرے۔ اسی نکتہ چینی اور عیب جوئی سے متعلق پیغمبر اخلاق حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوذر رضؓ کو نصیحت کی۔ اور یہ آپ کی ساتویں وصیت تھی کہ :-

"اے ابوذرؓ! چاہیئے کہ روک رکھے لوگوں کے عیبوں (کو بیان کرنے) سے وہ چیز کہ جانتا ہے۔ تو اپنے نفس سے؟

Marfat.com

اس حدیث پاک میں ہمیں یہ سبق دیا گیا ہے۔ کہ دوسروں کے عیب بیان کرنے کے بجائے ہم اپنے ہی گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں۔ اور نامۂ اعمال کی سیاہی دھوئیں۔ اپنی ہی بدیوں، برائیوں قصوروں اور عیبوں کے پہاڑوں کو ہموار کریں۔ غیبت کی جگہ استغفار کو دیں۔ کہ دل کے مکدر آئینہ میں جلا پیدا ہو ـــ یہ ہیں رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سات اخلاقی نصیحتیں۔ جو آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اگر ہم ان پر کاربند ہو جائیں۔ تو زندگی سنور جائے!

غیبت سے عذاب قبر

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی قَبْرَیْنِ فَقَالَ اِنَّھُمَا لَیُعَذَّبَانِ وَمَا یُعَذَّبَانِ فِیْ کَبِیْرٍ وَاَمَّا ھٰذَا فَکَانَ یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَۃِ (بخاری)

حضرت ابن عباس رض روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ایک دفعہ) دو قبروں کے پاس سے گزرے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ـــ کہ ان دونوں مردوں کو (قبروں میں عذاب دیا جا رہا ہے۔ اور وہ کسی بڑے امر کی وجہ سے مبتلائے عذاب نہیں ہیں (کہ

---

[1] ایک چغل خور اور دوسرا پیشاب (کی چھینٹوں) سے نہیں بچتا تھا (بخاری)
یہ رسول اللہ کا معجزہ تھا۔ کہ خدا نے آپ کو قبروں میں عذاب ہوتے دکھا دیا۔ تاکہ آپ اپنی امت کو عذاب کے ان فعلوں سے منع کر دیں۔ (محمد صادق)

اس امر سے بچنا ان کے لئے مشکل تھا، ان میں سے ایک آدمی اس لئے عذاب میں ہے۔ کہ وہ (لوگوں کی) غیبت کرتا پھرتا تھا۔" (بخاری)

غیبت زنا سے سخت تر ہے

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَّ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَیْفَ الْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ لَیَزْنِیْ فَیَتُوْبُ فَیَتُوْبُ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَیَتُوْبُ فَیَغْفِرُ اللّٰہُ لَہٗ وَاِنَّ صَاحِبَ الْغِیْبَۃِ لَا یُغْفَرُ لَہٗ حَتّٰی یَغْفِرَ ھَا لَہٗ صَاحِبُہٗ (شعب الایمان)

روایت ہے ابی سعیدؓ اور جابرؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ غیبت کرنی زنا سے سخت تر ہے؛ صحابہ رضؓ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسولؐ! غیبت زنا سے کیونکر سخت تر ہے؟ (صحابہؓ نے حیران ہوکر پوچھا) آپ نے فرمایا (سنو!) آدمی البتہ زنا کرتا ہے۔ پھر توبہ کرتا ہے۔ پھر اللہ اس کی توبہ قبول کرتا ہے اور ایک روایت میں ہے۔ کہ (زانی) توبہ کرتا ہے پس اللہ اس کو بخش دیتا ہے۔ لیکن غیبت کرنے والے کی بخشش نہیں کی جاتی۔ یہاں تک کہ بخشے اس کو وہی۔ جس کی غیبت کی ہے۔" (شعب الایمان)

Marfat.com

ملاحظہ :- گوش ہوش سے سن رہے ہیں ؟ خدا کے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔کہ غیبت کرنی زنا سے سخت تر ہے ،، کیوں کہ زنا خدا کا گناہ ہے ۔خلوص دل سے توبہ کرنے پر بخشا جا سکتا ہے ۔اور غیبت کرنے میں دو گناہ ہیں خدا کی نافرمانی کا گناہ اور جس کی غیبت کی جائے اس کا گناہ ۔پس جبتک وہ شخص جس کی غیبت کی گئی ہے ۔معاف نہ کرے ۔غیبت کا گناہ معاف نہیں ہو سکتا ۔معلوم ہوا ۔کہ واقعی غیبت زنا سے سخت تر ہے فرمایئے ۔کیا آپ کسی کی غیبت کرنے کی اپنے میں ہمت پائیں گے ؟ ہرگز نہیں ! اللہ اکبر! سخت تر ہے ۔لوگوں کے عیب بیان کرنا کس چیز سے ؟ حرام کاری سے !!

غیبت سے وضو اور روزہ کا اعادہ

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلَیْنِ صَلَّیَا صَلٰوۃَ الظُّھْرِ اَوِ الْعَصْرِ وَکَانَا صَائِمَیْنِ فَلَمَّا قَضَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوۃَ قَالَ اَعِیْدُوْا وُضُوْءَکُمَا وَصَلٰوتَکُمَا وَامْضِیَا فِیْ صَوْمِکُمَا وَاقْضِیَاہُ یَوْمًا اٰخَرَ قَالَ لِمَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اغْتَبْتُمْ فُلَانًا (شعب الایمان)

حضرت ابن عباس رض سے روایت ہے ۔کہ دو شخصوں نے نماز پڑھی ظہر کی یا عصر کی ۔اور تھے دونوں روزہ دار پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو فرمایا پھر کرو وضو اور لوٹاؤ نماز ۔اور پورا کرو روزہ اپنا

(یعنی افطار نہ کرو) اور قضا کرو بدلے اس کے ایک دن اور (یعنی تمہارا یہ روزہ فاسد ہوگیا ہے۔ اس کے بدلے قضا واجب ہے۔ لیکن اسے افطار نہ کرو۔ بلکہ پورا کرو) ان دونوں نے کہا۔ اے خدا کے رسول! کیوں؟ (یعنی وضو نماز اور روزہ کا اعادہ کرنے کی کیا وجہ ہے؟) آپ نے فرمایا۔ تم نے فلاں شخص کی غیبت کی (شعب الایمان)

ملاحظہ:۔ دو روزہ دار شخصوں نے وضو کر کے نماز پڑھی۔ اور پھر وہ کسی کی غیبت کر بیٹھے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا۔ لوٹاؤ وضو کو بھی نماز کو بھی اور روزہ کو بھی یعنی پھر وضو کرو۔ پھر نماز پڑھو۔ اور پھر روزہ رکھو ــــ موجودہ روزہ اگرچہ فاسد ہوگیا ہے۔ لیکن افطار شام کو کرو۔ اس حدیث کے ظاہری حکم سے معلوم ہوا۔ کہ غیبت محرمہ سے وضو اور روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے۔ کہ اس حدیث میں جو وضو، نماز اور روزہ کا غیبت کے سبب اعادہ آیا ہے۔ تغلیظ اور زجر کے لئے ہے۔ درحقیقت وضو اور روزہ نہیں ٹوٹتا۔ لیکن ان کے اجر کا کمال ضائع ہو جاتا ہے۔ ہماری گزارش یہ ہے کہ غیبت کرنے سے خدا کے نزدیک وضو اور روزہ فی الحقیقت ٹوٹ جاتے ہیں۔ یا ثواب کا کمال حاصل نہیں ہوتا ــــ؟ اس بحث میں ہم نہیں پڑتے۔ ہمیں تو رسول اللہ علیہ وسلم کے حکم "اَعِیْدُوا" (لوٹاؤ) کے ماتحت وضو اور روزہ کو لوٹا کر تعمیل کرنی چاہیئے۔ اور احتیاط کا تقاضا بھی لوٹانے ہی میں ہے۔ اور اس بات میں حرج ہی کیا ہے کہ ہم پھر وضو کرلیں۔ اور بعد رمضان ایک روزہ رکھ لیں۔ جب آپ کے حکم کی تعمیل میں وہ

Marfat.com

دونوں شخص بلا چون وچرا وضو، نماز اور روزہ کا اعادہ کرتے ہیں۔ تو کیوں نہ ہم بھی بلا تامل اعادہ کا مسلک ہی اختیار کریں۔ کہ متوضی اور صائم اگر غیبت کا مرتکب ہو۔ تو وضو اور روزہ کی تعمیر نئی بنیادوں پر استوار کرے!

غیبت سے وضو، نماز اور روزہ کے دہرانے کا حکم سن کر ہر شخص کو غیبت محرمہ کے تصور سے کانپ اٹھنا چاہیئے۔ کہ لوگوں کی غیبت گوئی کی شرارت اور نجاست نہ صرف معاشرہ میں فتنہ و فساد پیدا کرتی ہے۔ بلکہ اخلاقی اور روحانی فضا کو بھی متعفن کر دیتی ہے۔

خدا کے بہترین اور بدترین بندے

وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ وَأَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خِيَارُ عِبَادِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ إِذَا رُؤُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ وَشِرَارُ عِبَادِ اللّٰهِ الْمَشَّاؤُوْنَ بِالنَّمِيْمَةِ الْمُفَرِّقُوْنَ بَيْنَ الْأَحِبَّةِ الْبَاغُوْنَ الْبُرَآءَ الْعَنَتَ (شعب الایمان)

عبد الرحمٰن بن غنم اور اسماء بنت یزید سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کے بہترین بندے وہ ہیں کہ جب دیکھے جائیں۔ یاد کیا جائے اللہ (یعنی ان کی زیارت سے

اللہ یاد آجائے) اور بدترین بندے اللہ کے وہ ہیں جو (فتنہ و فساد کی غرض سے) چلتے ہیں مجلسوں میں ساتھ غیبت کے، جدائی ڈالتے ہیں درمیان دوستوں کے۔ چاہتے ہیں پاک لوگوں سے (انہیں متہم کر کے) مشقت۔ فساد۔ ہلاک۔ گناہ۔ زنا۔"

(شعب الایمان)

اہل اللہ کی زیارت خدا کے بدترین بندوں کی نشان دہی سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک، صالح اور مقرب بندوں کا ذکر فرمایا ہے۔ تاکہ ہم اہل اللہ کی زیارت اور صحبت کے نور سے توحید کی شاہراہ کا راستہ پائیں۔ اور موخر الذکر شریروں کی لگائی بجھائی کے شراروں سے دامن عافیت بچالیں!

"ید بیضا در آستین" صفت بندگان خدا اور اولیاء اللہ کی پہچان یہ ہے۔ کہ جب ان کی زیارت کا شرف حاصل ہوتا ہے نظر ان کے چہرے پر پڑتی ہے۔ تو زائر کا دل ماسوی اللہ کے لات و منات سے خالی ہو کر اللہ احد کے ذکر سے بھر جاتا ہے۔ خدا کی یاد سب یادوں پر غالب آجاتی ہے۔ غیر اللہ کی استمداد کے تمام عقیدے، تصور اور تخیل حرف غلط کی طرح مٹ جاتے ہیں — قرآن الکریم کے زبردست اتباع اور لباس حدیث کے عشق کی وارفتگی سے ان کے روئے اطہر پر قرب الٰہی کے آثار و انوار کچھ اس شان سے جلوہ فرما ہوتے ہیں۔ کہ ان پر نظر پڑتے ہی شرک و احداث کا بلیے آئینہ دل پاک صاف ہو کر اک ہوجاتا ہے — اور

Marfat.com

ایمان زار دل میں خدا کے ذکر کی نسیم چلنے لگتی ہے۔ یہ ہیں وہ بندگانِ خدا جن کی زیارت کبریت احمر اور صحبت خدا چاہے تو کایا کلپ کا حکم رکھتی ہے۔ ستارے ایسے ہی بندوں کی گرد راہ ہیں۔ ان ہی کی منزل چرخ نیلی فام سے پرے ہے۔ مہر و ماہ اور سپہر و ستارہ کا طلسم توڑنے والے یہی اہل توحید ہیں۔ ایسے ہی موحدوں کو ایک نظر دیکھنے سے انسان عرفان کے سمندر میں غواصی کرنے لگتا ہے۔ ان خاصہ خاصان عباد کی پہچان بھی یاد رکھیں۔ کہ ان کے قول و فعل میں بدعت ملعونہ کو ہرگز دخل نہیں ہوتا۔ ان کی محفلیں اور مجلسیں بھی احداث کی غلاظت سے پاک ہوتی ہیں۔ وہ زرق و سالوس کے اندر مہاجنی نہیں کرتے۔ بلکہ کوئی نہ کوئی ذریعہ معاش رکھتے ہیں جو ان کی قوت حلال کا ضامن ہوتا ہے۔ آپ ان کے ہاتھ کو ہمیشہ اونچا دیکھیں گے۔ پست نہ پائیں گے۔ اور ان کی زندگی کا ہر لمحہ سنت کی پیشوائی میں گزرتا ہے۔ حدیث کی امامت میں بسر ہوتا ہے۔ امید ہے کہ آپ اللہ والوں کی اس شناسائی سے "شیر نیستان" اور "شیر قالین" میں فرق کر لیا کریں گے۔ "عقابوں" اور "زاغوں" کے امتیاز کو نہ بھلائیں گے۔ تاکہ ہم نشینی میں جلائے دل کی جگہ ظلمت نفس حاصل نہ ہو۔ اور طائر لاہوتی اپنی اگلی پرواز سے بھی لمحہ نہ دھو بیٹھے۔

مفسد چغل خور

خدا کے بہترین بندوں کی جان پہچان بتلانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدترین انسانوں کا پتہ بتاتے ہیں۔ کہ وہ چلتے ہیں مجلسوں میں ساتھ

Marfat.com

غیبت کے، جدائی ڈالتے ہیں درمیان دوستوں کے، چاہتے ہیں پاک لوگوں سے مشقت، گناہ، فساد" یعنے وہ لوگ — مجلسوں، محفلوں، سوسائٹیوں اور برادریوں میں آکر ایکدوسرے کی غیبت کرتے ہیں۔ زید کو کہتے ہیں۔ کہ بکر تجھے یہ کہتا ہے۔ اور بکر کے پاس یوں چغلی کھاتے ہیں۔ کہ زید تجھے ان برے الفاظ سے یاد کرتا تھا۔ اور اس طرح دونوں کو لڑاتے ہیں۔ اور اسی روش پر چلتے ہوئے مسلمانوں کے درمیان چغلیاں کھاکھا کر تفریق ڈالتے ہیں .... لگائی بجھائی کی آگ سے احباب کی الفت اور اتحاد کو برباد کر کے ان میں دشمنی اور جدائی کا بیج بوتے ہیں۔ دوستوں، بھائیوں — بہنوں، پڑوسیوں، رشتہ داروں اور مسلمانوں کے گھرانوں کی موالات و مواخات اور صلح و آشتی کے ایوانوں کو غیبت کے ڈائنامیٹ سے اڑاتے ہیں۔ اور پھر غیبت کے مشغلہ پر ہی اکتفا نہیں کرتے۔ بلکہ اپنی فطرت کی برائی کو اوج کمال تک پہنچانے کے لیئے نیک اور پاک لوگوں پر بہتان اور اتہام کی گندگی بھی اچھالتے ہیں۔ لوگوں کی بیویوں، بیٹیوں، بہوؤں، نیک اولاد اور شریف انسانوں پر بہتان جوڑکر انہیں بدنام کرتے ہیں۔ ایسے مفسد — شرارتی، فسادی، بدطینت چغلخوروں اور بہتان بازوں کو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدترین انسان فرمایا ہے۔ کیونکہ ان رذیلوں کے سبب اخلاقی فضا نہایت گندی اور گھناؤنی رہتی ہے۔

خدا محفوظ رکھے۔ غیبت کرنا بڑا گناہ ہے۔ اور اس کی سزا بھی بہت بری — اور دردناک ہے۔ حضرت انس رضہ سے ایک

Marfat.com

روایت ابوداؤد میں آئی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جب مجھے معراج ہوا۔ تو میں وہاں، ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا۔ جن کے ناخن تانبہ کے تھے۔ اور وہ ان سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ میں نے جبریل ؑ سے دریافت کیا۔ یہ کون ہیں؟ اس نے کہا:

هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَانُوْا يَاْكُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ وَيَقَعُوْنَ فِيْ اَعْرَاضِهِمْ۔

(حضورؐ!) یہ وہ لوگ ہیں۔ جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے (یعنی چغلیاں کرتے تھے)، اور ان کی آبروریزی کرتے تھے۔"

غیبت کی برائیاں اور مفاسد اس قدر خطرناک اور انجام کے لحاظ سے ہلاکت خیز ہیں۔ کہ حضرت انورؐ نے غیبت کو روک دینے کا حکم دیا ہے۔ حضرت انس رضؓ سے مشکوٰۃ میں ایک اور روایت موجود ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- اگر کسی شخص کے روبرو اس کے مسلمان بھائی کی غیبت ہو رہی ہو۔ اور وہ روکنے پر قدرت رکھتا ہو۔ تو روک دے (اس روکنے کے سبب، خدا تعالیٰ دین اور دنیا (کی مصیبتوں) میں اس کی مدد

لہ حضور انورؐ نے فرمایا۔ جو شخص غیبت کرنے والے کو اپنے بھائی کا گوشت کھانے (یعنی غیبت کرنے) سے روکتا ہے۔ خدا تعالیٰ پر لازم آتا ہے۔ کہ اسے جہنم کی آتش سے بچائے۔ (مشکوٰۃ)

Marfat.com

کرے گا۔ اور اگر روکنے کی طاقت رکھتے ہوئے نہ روکے گا۔ تو خدا تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس سے (جیسے چاہے) باز پرس کرے گا۔"

سلف صالحین غیبت کے نام سے لرزتے تھے۔ ان کی روح چغلی کرتے یا سنتے وقت کانپتی تھی۔ ان میں سے اگر کوئی کسی کی غیبت کر بیٹھتا۔ تو جب تک اس کے پاس جاکر بخشوا نہ لیتا۔ اسے کسی کروٹ چین نہیں آتا تھا۔ خواہ اسے اس غرض کے لئے کہیں دور سفر کرنا پڑتا۔ لیکن ہم غیبت کو بڑی معمولی بات سمجھتے ہیں۔ اسے دل لگی، تفریح اور ہنسی مذاق کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔ سب بھائیوں اور بہنوں کو اپنے دل سے عہد کر لینا چاہئے۔ کہ وہ کبھی غیبت محرمہ کے مرتکب نہ ہوں گے۔ اور اگر کوئی ان کے سامنے غیبت کی غلاظت کو ہوا دینے لگے۔ تو وہ فوراً انہیں روک دیں گے۔ کہ اسلامی اخلاق نے ہمیں ایسی ہی تعلیم دی ہے۔

بہتان کی فتنہ انگیزی

آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ کہ اگر کسی کا وہ عیب پس پشت بیان کیا جائے جو اس میں پایا جاتا ہو۔ تو اسے غیبت کہتے ہیں۔ اور اگر کسی سے متعلق کوئی برائی خود گھڑ کر بیان کی جائے۔ تو اس کو بہتان کہا جاتا ہے۔ غیبت کرنے کے گناہ اور سزا وغیرہ کا حال تو آپ مفصل طور پر سطور بالا میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ کہ اس کے تصور سے زمین پاؤں تلے سے نکل جاتی ہے۔ اور بہتان لگانے والوں کا کیا حال ہوگا۔ جو بدلیوں، بدکاریوں، بدیوں اور گناہوں کی تہمتیں جوڑ کر پاک دامنوں

اور بے گناہوں کو بدنام کرتے ہیں۔ یاد رہے، کہ بہتان لگانا بہت بڑا گناہ ہے۔ مسلمانوں سے متعلق الزام تراشی کر ان کی آبرو ریزی کرنا خدا کے غضب میں آنا ہے:۔

حضرت براء ابن عازبؓ اور ابن عمرؓ کہتے ہیں۔ کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر چڑھ کر ہمیں (ایک نہایت ضروری) خطبہ سنایا۔ اس خطبہ میں آپ کی آواز اس قدر بلند تھی۔ کہ پردہ نشین عورتوں نے اپنے گھروں کے اندر بھی سن لیا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا اے لوگو! زبان سے تو ایمان لاتے ہو۔ لیکن وہ ایمان ہنوز دل کی گہرائیوں میں نہیں اترا۔ (خبردار) مسلمانوں کو تکلیف نہ دو۔ انہیں عار نہ دلاؤ۔ ان کی برائیاں نہ ڈھونڈو۔ نہ مسلمانوں کی غیبتیں کرو۔ نہ ان کی پردہ داریوں کے پیچھے پڑو۔ (یاد رکھو!) جو کسی مسلمان بھائی کی پردہ داری اور پوشیدگی کی ٹوہ اور تلاش میں لگ جائے گا۔ خدا اس کے چھپے عیبوں کے درپے ہو جائے گا۔ اور (یقین جانو۔ کہ) جس کے عیبوں کے درپے خدا ہو جائے۔ وہ اسے ذلیل کر کے چھوڑے گا۔ حتیٰ کہ اس کے گھر میں اس کی فضیحت ہو جائے گی۔ راوی حدیث حضرت ابن عمرؓ کی نگاہ۔ ایک بار جب کعبہ پر پڑی۔ تو (مومن کی عزت کا تصور کر کے) بولے۔ مَا اَعْظَمَكَ وَمَا اَعْظَمَ حُرْمَتَكَ کعبہ! بے شک تو بڑی عزت والا ہے۔ اور لاریب

تیری حرمت بہت بڑی ہے۔ وَالْمُؤْمِنُ اَعْظَمُ حُرْمَةً عِنْدَ اللّٰهِ مِنْكَ - بہرحال مومن کی حرمت و آبرو اور عزت و عظمت خدا کے ہاں تجھ سے کہیں زیادہ ہے۔ (ابوداؤد۔ ترمذی)

قارئین کرام آپ نے غور فرمایا۔ کہ حدیث مذکورہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان مسلمانوں سے ایک گونہ نفرت کا اظہار فرمایا ہے۔ اور ان کے ایمان کی مضبوطی کا انکار کیا ہے .... جو لوگ چغلیاں کھاتے، غیبتیں کرتے، لغزشیں ڈھونڈتے اور ان کی رازداریوں کی ٹٹول میں رہتے ہیں۔ اور ایسا کرنے والوں کو ڈرایا ہے۔ کہ اگر وہ مومنوں کی عیب جوئی اور عیب گوئی سے باز نہ آئیں گے۔ تو خدا تعالیٰ انہیں ذلیل کرنے کی ٹھان لے گا۔ کیونکہ وہ چغل خور، بدگو اور لوگوں کی پوشیدگیوں کو تلاش کرنے والے فرشتے تو ہیں نہیں۔ کہ معصوم ہوں۔ بلکہ وہ بھی گنہ گار ہیں۔ ان کی رازداریاں بھی تاریک اعمال کی پناہ گاہیں اور پوشیدگیاں بداعمالی کے شکار کے فراک ہیں!

پھر حضرت ابن عمر رضا کا مومن کی عزت کو کعبہ کی حرمت پر فوقیت دینا اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ مومن کی آبروریزی کرنے والا خانہ کعبہ کو گرانے والے سے بڑا گنہ گار ہے۔ پس جو شخص مسلمانوں پر بہتان باندھتا۔ تہمت لگاتا۔ اتہام تراشتا۔ اور بدکاری و بدچلنی ___ اور اخلاقی گراوٹوں کے افسانے گھڑ کر ان کی آبرو برباد کرتا ہے۔ بے گناہ مردوں اور باعصمت عورتوں کی بہتان کے ہاتھوں عزت چھیننا

Marfat.com

ہے۔ یعنی مانتے کہ وہ کعبتہ اللہ کی عزت سے ایک بڑی عزت کو غارت کرتا ہے!

دوزخ کے پل پر قید بہتان کے جرم میں

عَنْ مَعَاذِ بْنِ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَنْ رَمٰی مُسْلِمًا بِشَیْیٍٔ یُرِیْدُ بِہٖ شَیْنَہٗ حَبَسَہُ اللّٰہُ عَلٰی جِسْرِ جَہَنَّمَ حَتّٰی یَخْرُجَ مِمَّا قَالَ ۔ (ابوداؤد)

معاذ ابن انس رضؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ۔ جس شخص نے کسی مسلمان کو رسوا کرنے کی غرض سے اس پر (کسی قسم کی) تہمت لگائی۔ تو خدا تعالیٰ اس کو (قیامت کے دن) دوزخ کے پل پر قید رکھے گا۔ اس وقت تک کہ وہ اپنی بات (تہمت) سے چھٹکارا نہ پالے!

(ابوداؤد)

ملاحظہ :۔ قیامت کے دن دوزخ کے اوپر ایک پل بنایا جائے گا۔ اور ہر شخص کو اس پل پر سے گزرنا ہوگا۔ میدان حشر میں فلاح پانے والے بھی اس پل کو عبور کر کے داخل بہشت ہوں گے۔ حضرت انسؓ کی حدیث مذکور کا یہ مطلب ہے۔ کہ جس شخص نے دنیا میں کسی مسلمان پر بہتان باندھ کر اس کو بدنام کیا ہوگا۔ اس کو پل صراط پر روک لیا جائے گا۔ ملائکہ اسے پل پر قید کر لیں گے

Marfat.com

اور اس وقت تک قید رکھیں گے۔ بہشت میں نہیں جانے دینگے جب تک وہ شخص اسے بخش نہ دے گا۔ جس پر اس نے دنیا میں تہمت لگائی تھی۔ جن مسلمانوں کا ایمان ہے۔ کہ قیامت آنے والی ہے۔ اور اس دن انہوں نے ذرہ ذرہ کا حساب دینا ہے — انہیں خوف کرنا چاہیئے۔ اور اس جہان فانی کے اندر کسی مسلمان مرد یا عورت پر ہرگز بہتان نہیں لگانا چاہیئے۔ اور اگر کسی کے زجاج عصمت کو تہمت کے پتھر سے توڑا ہے۔ تو اس سے معذرت کر کے یہاں ہی صفائی کر لینی چاہیئے۔

صحیح بخاری میں ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم نے فرمایا:-

سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔ صحابہؓ نے دریافت کیا۔ اے اللہ کے رسولؐ! وہ کون سی چیزیں ہیں۔ آپؐ نے فرمایا:

۱۔ خدا کے ساتھ شرک کرنا

۲۔ جادو کرنا

۳۔ کسی کو ناحق قتل کرنا

۴۔ سود کھانا

۵۔ یتیم کا مال ہڑپ کرنا

۶۔ جہاد کے دن (میدان جنگ سے) پیٹھ دیکر بھاگنا۔

Marfat.com

۷۔ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ

اور پاکدامن مسلمان عورتوں پر وہ تہمت لگانی جس کا انہیں کوئی پتہ تک نہ ہو۔

غیبت کا کفارہ

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ کَفَّارَۃِ الْغِیْبَۃِ اَنْ تَسْتَغْفِرَ لِمَنْ اِغْتَبْتَہٗ تَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلَہٗ۔

(رواہ البیھقی فی دعوات الکبیر)

حضرت انس رض روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تحقیق کفارہ غیبت کا یہ ہے۔ کہ تو اس کے لئے (خدا سے) بخشش چاہے۔ جس کی تو نے غیبت کی ہے۔ کہہ تو! (یوں)، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَہٗ۔ یاالٰہی بخش ہم اور اس کو

ملاحظہ:۔ حدیث پاک کا یہ مطلب ہے کہ جس شخص کی غیبت کی ہے۔ اگر غیبت کا اس کو علم ہو گیا۔ تو پھر بالراست اس کے پاس جاکر گناہ بخشوانا چاہیئے۔ اور اگر اس کو غیبت نہیں پہنچی — تو گڑگڑا کر پہلے اپنے لئے بخشش کی دعا مانگنی چاہیئے۔ تاکہ خود گناہوں سے تو پاک ہو لیں۔ اور پاک ہو کر پھر دوسرے کے لئے دعا مانگیں تاکہ مستجاب ہو۔

خداوندا! ہمیں بھی بخش اور اس کے گناہوں کو بھی بخش دے۔ کہ جس کی ہم نے غیبت کی ہے۔" پھر جس کی غیبت کی ہے۔ اگر وہ

Marfat.com

فوت ہوگیا ہو۔ تو بھی اس کی بخشش کی دعا کرنی چاہیئے۔ امید ہے کہ خدا تعالیٰ اس کو راضی کر دے گا۔ اور وہ مؤاخذہ سخن چینی نہ کرے گا۔ اسی قیاس پر بہتان لگاتے گئے شخص سے بھی تہمت[1] کا گناہ بخشوانا چاہیئے۔ اور اگر وہ چل بسا ہو۔ تو اس کی مغفرت کی دعا کرنی چاہیئے۔ رو رو کر خدا سے اس کے لئے بخشش مانگنی چاہیئے اور اس کے بعد تہیہ کر لیں کہ آئندہ چغل خوری اور بہتان کے دہکتے ہوئے انگاروں سے زبان کو بچائیں گے۔ فتنہ و فساد پھیلانے اور کسی کو ناحق بدنام کرنے کی غرض سے نہ غیبت محرمہ کے مرتکب ہوں گے۔ اور نہ اتہام کے زہرابہ سے عصمتوں کا خون کریں گے

---

[1] زنا کی تہمت پر حد مارنے کا حکم ہے۔ جو اسّی (۸۰) کوڑے ہیں۔ جہاں شرعی حدیں نافذ ہوں۔ وہاں تہمت کے گناہ بخشنے یا بخشوانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ تہمت زنا پر حکومت کی طرف سے اسی کوڑے مارے جائیں گے۔ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر منافقوں نے تہمت لگائی۔ تو چند مسلمانوں کی زبان سے بھی حضرت عائشہ طاہرہ کے متعلق تہمت کے گندے کلمے نکل گئے۔ پھر جب قرآنی وحی حضرت عائشہ رض کی پاک دامنی میں نازل ہوئی۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسطح، حضرت حسان، حضرت حمنہ کو بہتان لگانے کی شرعی سزا میں اسّی اسّی کوڑے مارے تھے۔ جن سے وہ پاک ہو گئے تھے۔

(محمد صادق)

Marfat.com

حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بہتان

مومن کی عزت بہت بڑی چیز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی حفاظت کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:-

فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ بَيْنَكُمْ حَرَامٌ ..... (بخاری)

مسلمانو! تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تمہارے درمیان ایک کی ایک پر حرام ہیں۔

یعنی جس طرح کسی کو قتل کرنا اور کسی کا مال مارنا یا لوٹنا حرام ہے اسی طرح کسی کی عزت پر حملہ کرنا۔ اسے مٹانا اور برباد کرنا حرام ہے۔ قتل کے تصور سے آپ کانپ اٹھتے ہیں۔ ڈکیتی کی واردات پر آپ نفرین بھیجتے ہیں۔ ایسے ہی مسلمان کی آبروریزی کے خیال سے بھی آپ کو لرزہ براندام ہونا چاہیئے۔ کہ رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی جملہ میں تینوں فعلوں کو حرام کہا ہے۔

ہر مسلمان کو چاہیئے۔ کہ جس طرح وہ اپنی جان، مال اور گھر کے ہر فرد کی عزت کی حفاظت کرنا چاہتا ہے۔ اسی طرح تمام مسلمانوں کی جانوں، مالوں اور ان کی عزتوں کی پاسبانی کرے۔

ہتک عزت اور آبروریزی میں بہتان کو بڑا دخل حاصل ہے۔ اس میں عیب، گناہ، بدی اور بدکاری — خود گھڑ کر کسی کے ذمہ لگائی جاتی ہے۔ اور اس طرح اس کو لوگوں میں ذلیل

Marfat.com

اور رسوا کیا جاتا ہے۔ بہتان لگانا بہت گھٹیا، ذلیل اور کمینے لوگوں کا کام ہے۔ جنہیں خدا کا کچھ خوف نہ ہو۔ جو دل مردہ، روح افسردہ اور ایمان پژمردہ رکھتے ہوں ـــــ منافق، ملحد اور بے دین ہوں!

تعجب اور حیرانی ہے۔ کہ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا پر بد باطن منافقوں نے بہتان باندھا۔ حوران بہشتی کے فردوس عفت کو اپنے اخلاق کی پہنائیوں میں سمونے والی عائشہ رضی پر تہمت لگائی! اس بہتان کے تصور سے روح کانپتی اور قلم لرزتا ہے۔ افک عائشہ رضی کا واقعہ ہم یہاں ذرا تفصیل سے بیان کرتے ہیں ـــ تاکہ مسلمانوں کو عبرت اور نصیحت حاصل ہو۔ متعدد مسائل ـــــ ان کی معلومات میں اضافہ کریں۔ اور پھر وہ تہمت کی کالی گھٹاؤں سے حضرت عائشہ رضی کی عصمت کا چاند نکلتے دیکھ کر باغ باغ ہوں ـــــ ام المومنین رضی کی پاک دامنی پر دس آیتوں کا نزول ـــــ خدا کی شہادت ـــــ پڑھ کر کیف ایمان پائیں!

جگر خراش واقعہ افک

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے (پھر اگر کسی بیوی کو ساتھ لے جانا ہوتا)، تو اپنی بیویوں کے نام قرعہ ڈالتے۔ جس بیوی کا نام نکلتا۔ اس کو اپنے ساتھ لے جاتے۔

Marfat.com

ایک دفعہ غزوہ (بنی مصطلق) کے موقعہ پر جو آپ نے قرعہ
ڈالا۔ تو میرا نام نکل آیا۔ میں (اس سفر میں) آپ کے ساتھ چل دی
چونکہ پردہ کا حکم نازل ہو چکا تھا۔ اس لئے میں ہودج (LITTER)
میں سوار تھی۔ ہودج ہی اٹھا کر (اونٹ پر) رکھ دیتے تھے۔ (اور)
اتار لیتے تھے۔ اسی طرح ہم چلتے رہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جہاد سے فارغ ہو کر
واپس آئے۔ اور مدینہ منورہ کے قریب آ گئے۔ تو ایک رات آپ
نے (پڑاؤ کے بعد) کوچ کا اعلان کیا۔ میں رفع حاجت کے
لئے چلی گئی۔ جب فارغ ہو کر اپنے ہودج کے پاس آئی۔ تو اپنے
سینہ کو ٹٹول کر دیکھا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ بوری موتیوں کا ظفاری ہار
کہیں گر کر ٹوٹ گیا ہے۔ میں پھر ہار کی تلاش میں واپس گئی۔ اور
ہار کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے کچھ دیر ہو گئی۔ ادھر جو لوگ مجھے کجاوہ پر
بٹھایا کرتے تھے۔ انہوں نے میرے ہودج کو اٹھا کر میری سواری
کے اونٹ پر رکھ دیا۔ انہوں نے خیال کیا۔ کہ میں ہودج کے اندر ہوں

لہ غزوہ بنی مصطلق ۵ھ ماہ شعبان میں واقع ہوا تھا۔ حضرت (ابو ذر)
ابوذر غفاری کو مدینہ میں امیر مقرر کیا۔ اور آپ قبیلہ بنی مصطلق کے ساتھ مریسیع
کے مقام پر جا کر برد آزما ہوئے۔ کفار کو شکست ہوئی اور حضور فتح پا کر مال غنیمت
کے ساتھ مراجعت فرما مدینہ ہوئے۔ (محمد صادق)

لہ ظفار ایک جگہ کا نام ہے۔ وہاں سے موتی آتے تھے۔ ان ہی موتیوں کا وہ ہار تھا
جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی کے گلے سے ٹوٹ کر گر گیا تھا۔

کیونکہ اس وقت عورتیں ہلکی پھلکی ہوتی تھیں۔ ان میں موٹاپا نہ تھا اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ انہیں کھانے کو غذا کم ملتی تھی۔ یہی وجہ تھی۔ کہ (ہودج) اٹھاتے وقت لوگوں کو پتہ نہ چل سکا (کہ میں اس میں نہیں ہوں) اور ویسے بھی میں کم عمر[1] لڑکی تھی (کہ میرا بوجھ ہی کیا تھا)۔ لوگ (میرا) اونٹ اٹھا کر روانہ ہو گئے۔ اور لشکر کے کوچ... کرنے کے بعد مجھے ہار مل گیا۔

میں جب لوٹ کر پڑاؤ پر آئی۔ تو اس جگہ کسی کو نہ پایا۔ چادر وناچار میں نے اسی جگہ بیٹھ رہنے کا ارادہ کیا۔ جہاں (پہلے) اتری تھی۔ اس خیال سے کہ (منزل پر پہنچکر) جب لوگ مجھے (ہودج میں) نہ پائیں گے۔ تو پھر ضرور (میری تلاش میں) لوٹ کر واپس آئیں گے

وہاں بیٹھے بیٹھے نیند نے غلبہ پایا۔ اور میری آنکھ لگ گئی....

صفوان[2] بن معطل سلمی لشکر کے پیچھے تھے (ان کی یہ ڈیوٹی تھی کہ لشکر کے پیچھے رہیں۔ اور بعد میں گری پڑی چیز یا بھولا بھٹکا آدمی ساتھ لیتے آئیں)، صبح کو میری جگہ پر کسی سوئے ہوئے آدمی کو دیکھ کر انہوں نے مجھے پہچان لیا۔ کیونکہ پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے انہوں نے مجھے دیکھا ہوا تھا۔ مجھے پہچانتے ہی انہوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ ان کی آواز سے میں جاگ اٹھی۔ اور چادر سے اپنا

---

[1] اس وقت حضرت عائشہ رض کی عمر ۱۵ برس کے قریب تھی (محمد صادق)

[2] صفوان بن معطل رض جنگ خندق میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھی تھے اور عہد فاروقی ۱۹ھ میں جنگ ارمینیہ میں شہید ہوئے۔

Marfat.com

چہرہ ڈھانپ لیا۔ اس کے علاوہ خدا کی قسم نہ میں نے صفوان رض سے کچھ کلام کیا۔ اور نہ انہوں نے مجھ سے کوئی لفظ تک کہا۔
پھر صفوان نے جھک کر اپنا اونٹ بٹھایا۔ اس کے اگلے پاؤں پر اپنا پاؤں رکھا (تاکہ اٹھ نہ بیٹھے) میں پھر کھڑی ہو کر اونٹ پر سوار ہو گئی۔ انہوں نے اس کی نکیل تھامی اور چل دیئے۔ چلچلاتی دھوپ میں دوپہر کے وقت ہم قافلہ میں جا ملے۔ کیونکہ قافلہ والے ایک پڑاؤ پر اترے ہوئے تھے۔ اس کے بعد ہلاک ہونے والے مجھ پر افترا بندی کر کے ہلاک ہو گئے۔ اور منافقوں کا سردار عبداللہ بن ابی اس طوفان کا بانی مبانی تھا۔ (بخاری)

حضرت عائشہ رض پر رنج و غم کے پہاڑ

حضرت عائشہ صدیقہ رض فرماتی ہیں۔ مدینہ میں پہنچکر میں مہینہ بھر بیمار رہی۔ لوگ افترا بندوں کی باتوں کا چرچا کرتے تھے۔ لیکن مجھے (ابھی تک) اس طوفان انگیزی کا علم نہ تھا البتہ بیماری کی حالت میں مجھے شک ضرور گزرتا تھا۔ کیونکہ جو لطف

ا۔ حضرت عروہ رض کہتے ہیں۔ کہ عبداللہ بن ابی کے روبرو جب اس واقعہ افک کا تذکرہ ہوتا۔ تو وہ کان لگا کر سنتا۔ اور اثبات واقعہ کرتا اور اس کو شہرت دیتا تھا۔ افترا بندوں میں حسان بن ثابت۔ مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش کے نام بھی ہیں۔ جانتا ہوں۔ باقی لوگوں کے نام مجھے معلوم نہیں ہاں یہ ضرور ہے کہ افترا انگیزوں کی ایک جماعت تھی۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا (عُصْبَةٌ مِّنكُمْ) اور اس کا بانی مبانی عبداللہ بن ابی تھا (بخاری)

Marfat.com

رم میں نے گذشتہ بیماریوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھا تھا۔ وہ اس بیماری میں نظر نہیں آتا تھا۔ آپ تشریف لاتے اور صرف سلام کر کے اتنا پوچھتے تھے۔ کہ طبیعت کیسی ہے یہ پوچھ کر واپس چلے جاتے تھے۔ اس سے مجھے شبہ ضرور ہوتا تھا۔ لیکن برائی (طوفان) کی مجھے کچھ خبر نہ تھی (بخاری شریف)

طوفان کی بھنک کانوں میں

میں ام مسطح[1] کے ساتھ — (رات کو) رفع حاجت کے لئے خالی میدان کی طرف گئی۔ کیونکہ خالی میدان (جنگل) ہی رفع حاجت کا مقام تھا۔ اور صرف رات کو ہی ہم وہاں جاتی تھیں۔ یہ اس وقت کا ذکر ہے۔ کہ جب مکانوں کے نزدیک پاخانے (LATRINE) نہیں بنے تھے۔ اور عرب کی قدیم عادت کے مطابق ہم رفع حاجت کے لئے جنگلوں میں جایا کرتی تھیں۔ کیوں کہ گھروں کے قریب پاخانے بنانے سے ہمیں کراہت آتی تھی۔ جب ہم دونوں رفع حاجت سے فارغ ہو کر اپنے مکان کے قریب آئیں تو ام مسطح کا پاؤں چادر میں الجھ گیا۔ اور اس کی زبان سے کوسنا نکل گیا — کہنے لگی۔ مسطح ہلاک ہو۔ میں نے کہا۔ کہ تم ایسے آدمی کو برا کہتی ہو۔ جو جنگ بدر میں شامل تھا۔ اس نے کہا بھولی بیٹی! کیا تو نے نہیں سنا۔ کہ وہ کیا کہتا ہے؟ میں نے پوچھا کیا کہتا ہے؟ تو پھر ام مسطح

---

[1] ام مسطح ابورہم بن عبدالمطلب بن عبدمناف کی بیٹی۔ اثاثہ بن عباد بن مطلب کی بیوی۔ مسطح بن اثاثہ کی والدہ تھیں۔ ام مسطح کی والدہ صخر بن عامر کی بیٹی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں (بخاری شریف باب حدیث افک صفحہ ۲۰۶)

نے مجھ پر بہتان لگائے جانے کا واقعہ میرے روبرو کہہ سنایا۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں، یہ سن کر میری بیماری پر ایک اور بیماری کا اضافہ ہوگیا۔ (پاؤں تلے سے زمین نکل گئی) (بخاری شریف)

حضرت عائشہ میکے گھر جب میں (رفع حاجت سے فارغ ہوکر) گھر آئی۔ تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپؐ نے سلام کیا۔ اور حال پوچھا۔ میں نے درخواست کی۔ کہ اگر اجازت ہو۔ تو میں اپنے والدین کے گھر چلی جاؤں؟ حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ کہ وہاں جانے سے میرا مطلب یہ تھا۔ کہ والدین سے مجھے (میرے طوفان کی) یقینی خبر مل جائے گی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اجازت دے دی اور میں اپنے میکے گھر چلی آئی۔ (بخاری شریف)

آنکھوں سے اشکوں کی برکھا حضرت عائشہ رضا اپنی والدہ کو کہتی ہیں۔ اچھی اماں۔! لوگ کیا چرچے کر رہے ہیں؟

والدہ جواب دیتی ہیں:۔

پیاری بیٹی! تمہیں گھبرانا نہیں چاہیئے۔ خدا کی قسم اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ جو عورت خوب صورت... اور اپنے خاوند کی چہیتی ہو۔ اور اس کی سوتیں بھی ہوں تو اس کے پیچھے ایسی باتیں لگا ہی کرتی ہیں۔

حضرت عائشہ رضا نے کہا:۔

سبحان اللہ! یہ چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ لوگوں

Marfat.com

کی زبان سے ایسے کلمات میری بابت نکل رہے ہیں!

حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں - پھر تو میں تمام رات روتی رہی - سحر تک آنسو نہ تھمے - آنکھوں میں نیند نہ آئی - اور پھر صبح اشکوں کی برکھا! (اللہ! عائشہ پر یہ طوفان!!) (بخاری شریف)

عائشہ کی طلاق کے مشورے

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ رضؓ کہتی ہیں - کہ صبح کو میں تو روتی رہی - اور ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضؓ اور اسامہ کو بلایا - کیونکہ وحی کے آنے میں توقف ہو گیا تھا - آپ نے ان دونوں حضرات سے میرے متعلق پوچھ گچھ کی - (آہ!) وَيَسْتَشِيْرُهُمَا فِي فِرَاقِ اَهْلِهٖ اور ان دونوں سے مجھے طلاق دینے کے متعلق مشورہ کیا -

---

لے صحیح بخاری باب الافک

پ٭ سچ فرمایا خدا تعالیٰ نے قُلْ لَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ - (میرے پیارے رسول ؐ کہہ دیجئے کہ میں غیب نہیں جانتا) ناظرین غور کریں - کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہوتے - تو اپنی عصمت مآب - پاک دامن عائشہ رضؓ صدیقہ طیبہ، طاہرہ بیوی کو طلاق دینے کے مشورے کرتے؟ اور صحیح بخاری کے الفاظ وَ يَسْتَأْمِرُهُمَا کے رو سے حضرت علی رضؓ اور حضرت اسامہؓ سے اس عفت مآب عائشہ رضؓ کا چال چلن پوچھتے - جس کے لحاف میں خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اترنے لگتی تھی؛ وہ عائشہ عفیفہ جو عصمت مریمؑ سے عفت حوراں اپنے دامن میں سموئے ہوئے تھی - اس عائشہؓ کے متعلق گھر کی خادمہ بریرہؓ سے آپ پوچھتے؛ بہ الفاظ صحیح بخاری هَلْ رَاَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يُرِيْبُكِ

Marfat.com

حضرت اسامہ رضؓ کی شہادت

حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ فرماتی ہیں کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے

تو میری پاک دامنی بیان کی۔ اور حضورؐ کو وہی مشورہ دیا۔ جس کا تقاضا ازواج مطہرات کی محبت کرتی تھی (اسامہؓ نے کہا حضورؐ! عائشہ رضؓ آپ کی بیوی ہیں اور ہم ان میں نیکی کے سوا کچھ بھی نہیں جانتے (وہ سراسر پاک دامن ہیں اور یہ خبر بالکل جھوٹ اور محض بہتان ہے)۔ (بخاری شریف)

حضرت علی رضؓ کی شہادت

حضرت عائشہ طاہرہ رضؓ فرماتی ہیں۔ لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اے اللہ کے رسولؐ! خدا نے آپ کے لئے کوئی تنگی

(نوٹ بقیہ صا۲۴۱) کیا تو نے عائشہؓ (کے چال چلن) میں کوئی شبہ کی بات دیکھی ہے؟ معلوم ہوا کہ جناب رحمت للعٰلمین - خاتم النبیین - شفیع المذنبین - اکرم الاولین و اکرم الآخرین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم غیب نہیں جانتے تھے۔ جبھی تو اس بہتان کے سلسلہ میں اتنا طویل عرصہ خود بھی بے حد پریشان رہے عائشہؓ نے بھی رات دن غم و الم میں رو کر گزارے اور عائشہ رضؓ کے والدین بھی۔ ماہیٔ بے آب کی طرح بے حال رہے۔ آخر جب سورۂ نور کی دس آیتیں جناب صدیقہ کی پاک دامنی پر نازل ہوئیں۔ پھر جا کر سب کے اندوہ و ملال کی کالی گھٹائیں چھٹیں حضور پر نورؐ کو اللہ غیب کی خبریں آپ بتاتا تھا۔ تو حضورؐ جانتے تھے۔ اللہ نہ بتاتا۔ تو از خود نہ جانتے۔ تو جو اللہ کے بتانے جتانے سے خبریں جانتے اس کو غیب کا جاننے والا نہیں کہتے۔ (صادق)

Marfat.com

نہیں رکھی ہے۔ وَالنِّسَآءُ سِوَاھَا۔ عائشہ رضؓ کے سوا بھی عورتیں بہت ہیں۔ مزید تحقیق گھر کی ملازمہ (بریرہ رضؓ) سے کر لیجئے۔ وہ آپ سے سچ سچ بیان کر دے گی (صحیح حالات سامنے آجائیں گے)۔ (بخاری شریف)

بریرہ رضؓ کی شہادت

پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بریرہ رضؓ کو بلایا۔ اور فرمایا۔ بریرہ (سچ سچ بتاؤ) کیا تم نے عائشہ رضؓ میں کوئی ایسی بات دیکھی۔ جس سے تجھے (اس کے چال چلن میں) کبھی شک پڑا ہو؟

بریرہ رضؓ نے کہا۔ قسم ہے اس خدا کی۔ جس نے آپ کو سچا رسول بنا کر بھیجا ہے۔ میں نے آج تک عائشہ رضؓ میں کوئی بات اس قسم کی نہیں دیکھی (وہ پاک طینت اور طاہرہ ہے) ہاں اپنی کم سنی کی وجہ سے (کبھی) گندھا ہوا آٹا چھوڑ کر سو جاتی ہے۔ چاہے بکری آکر کھا جائے! (اس میں ہرگز کوئی عیب نہیں۔ یہ قصہ طوفان اور محض گھڑنت ہے) بخاری شریف

عائشہ کے آنسو جاری ہیں

حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں۔ کہ میں (مارے غم کے) روتی رہی نہ تو مجھے نیند آتی اور نہ ہی آنسو رکتے۔ اسی طرح دو راتیں اور ایک دن بغیر سوئے گزر گیا۔ آنکھوں سے جھم جھم پانی برستا تھا۔ میں سمجھ چکی تھی۔ کہ رونے سے میرا جگر پھٹ جائے گا۔ صبح کو میرے والدین (اسی گھر میں) میرے پاس

Marfat.com

آکر بیٹھے ہی تھے ۔ کہ ایک انصاری عورت نے اندر آنے کی اجازت چاہی ۔ میں نے اجازت دے دی (میں رو رہی تھی) وہ بھی آکر میرے ساتھ رونے لگ گئی ۔"

(بخاری شریف)

آلودہ دامن ہے؟

حضرت عائشہ رضہ کہتی ہیں ۔ کہ اسی اثناء میں کہ میں اور وہ انصاری عورت رو رہی تھیں ۔ اور میرے والدین میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ۔ آپ سلام کر کے بیٹھ گئے ۔ تہمت کے دن سے لے کر اس وقت تک آج پہلی دفعہ آپ میرے پاس بیٹھے ۔ حضور کو ایک مہینہ تک میرے متعلق کوئی وحی نہ ہوئی ۔ آپ نے بیٹھ کر کلمہ شہادت پڑھا اور خدا کی حمد وثنا کے بعد فرمایا :-

يَا عَائِشَةُ فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي عَنْكِ كَذَا وَكَذَا فَإِنْ كُنْتِ بَرِيئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ اللّٰهُ ۔ وَإِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ فَاسْتَغْفِرِي اللّٰهَ وَتُوبِي إِلَيْهِ فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ بِذَنْبِهِ ثُمَّ تَابَ إِلَى اللّٰهِ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ يَا عَائِشَةُ فَاتَّقِي اللّٰهَ ۔ إِنَّمَا أَنْتِ مِنْ بَنَاتِ آدَمَ إِنْ كُنْتِ أَخْطَأْتِ فَتُوبِي وَوَعَظَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (بخاری شریف ۔ ترمذی)

عائشہ رضہ ! میں نے تیرے متعلق ایسی ایسی باتیں سنی ہیں ۔

اگر تو گناہ سے پاک ہے۔ تو عنقریب خدا تیری پاک دامنی بیان کر دے گا۔ اور اگر تو گناہ سے آلودہ ہو چکی ہے۔ تو اللہ سے استغفار کر۔ اور اس سے معافی مانگ! دسنو!)

جب بندہ اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہے۔ پھر اس کی طرف جھکتا ہے۔ تو اللہ بھی اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ عائشہ! اللہ سے ڈر! تو بھی آخر آدم کی بیٹیوں میں سے ہے۔ اگر تجھ سے خطا ہو گئی ہے۔ تو توبہ کر لے۔ اور بھی آپ نے لمبا وعظ فرمایا۔

عائشہ رضؓ کا صبر لبریز جواب

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب یہ نصیحت فرما چکے۔ تو میرے آنسو تھم گئے۔ اور ایک قطرہ بھی نہ نکلا۔ میں نے اپنے والد حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے کہا۔ کہ آپ میری طرف سے حضورؐ کو جواب دیجئے! میرے والد بولے خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ کیا جواب عرض کروں۔ میں نے والدہ ام رومان) سے کہا۔ کہ آپ ہی جواب دیں۔ انہوں نے بھی یہی کہا خدا کی قسم کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا جواب دوں!

میں اگرچہ کم سن لڑکی تھی۔ اور (ابھی) زیادہ قرآن بھی نہ پڑھی تھی پھر بھی میں نے کہا۔ (اے اللہ کے رسول!) خدا کی قسم میں جانتی ہوں کہ یہ بات (بہتان کی) آپ نے سنی ہے۔ یہاں تک کہ آپ کے دل میں پیوست ہو گئی ہے۔ اور آپ نے اس کو سچ سمجھ لیا ہے اب اگر میں آپ کے سامنے اپنے آپ کو عیب سے پاک کہوں گی۔

تو آپ کو یقین نہیں آسکتا۔ اور اگر میں کسی ناکردہ گناہ کا اقرار کر لوں۔ تو آپ مجھ کو سچا جانیں گے۔ بخدا! اب میری اور آپ کی مثال حضرت یوسف علیہ السلام کے باپ کی سی ہے۔ انہوں نے کہا تھا:-

فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ۔

میرے لئے صبر ہی بہتر ہے۔ اور جو کچھ تم بیان کرتے ہو
اس میں خدا تعالیٰ سے مدد کی طلب گار ہوں"!

یہ کہکر میں اپنے بستر پر جا کر لیٹ گئی۔ بخدا مجھے اپنی برأت کا تو یقین تھا۔ اور یہ بھی یقین تھا۔ کہ خدا تعالیٰ مجھے اس الزام سے بری فرمائے گا۔ لیکن اس بات کا مجھے خواب وخیال نہ تھا۔ کہ خدا تعالےٰ نے میرے حق میں قرآن میں آیتیں نازل کرے گا۔ جو (قیامت تک) نمازوں میں پڑھی جائیں گی۔ میں اپنے آپ کو اس قابل نہ جانتی تھی۔ کہ خدا میرے کسی امر کے متعلق وحی بھیجیگا۔ البتہ یہ امید ضرور تھی۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی خواب دیکھیں گے۔ جس میں خدا تعالیٰ میری پاک دامنی ظاہر فرما دیگا۔ لیکن خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی وہیں بیٹھے تھے۔ اور نہ گھر والوں میں سے ابھی کوئی باہر نکلا تھا۔ کہ حضور پر وحی کی کیفیت طاری ہوگئی حتیٰ کہ چہرہ مبارک سے موتیوں کی طرح پسینہ ٹپکنے لگا۔ حالانکہ دن سخت سردی کے تھے!

جب وحی کی کیفیت ختم ہوگئی۔ تو آپ نے ہنستے ہوئے سب سے پہلے یہ الفاظ فرمائے :-

عائشہ رضؓ! خدا نے تیری پاکدامنی بیان فرما دی ہے
(اللہ نے تیری عصمت کی گواہی دے دی ہے)

میری والدہ نے کہا۔ عائشہ رضؓ! اٹھو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شکریہ ادا کرو۔ میں نے جواب دیا۔

وَاللّٰہِ لَا اَقُوْمُ اِلَیْہِ فَاِنِّیْ لَا اَحْمَدُ اِلَّا اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ ۔

خدا کی قسم! نہ تو میں حضورؐ کے لئے اٹھوں[1] اور نہ ابھی

---

[1] عورت اگرچہ مرد کے ماتحت ہوتی ہے۔ لیکن وہ ایسی ماتحت نہیں جیسے کہ لونڈی محکوم ہوتی ہے۔ بلکہ عورت کو مرد کے ساتھ ایک قسم کا دوستی کا تعلق بھی ہوتا ہے۔ اس تعلق کے رو سے عورت کو مرد پر ناز ہوتا ہے۔ اور پھر اس تعلق کے سبب مرد عورت پر وہ رعب نہیں جما سکتا۔ جو نوکروں اور غلاموں پر جمایا جاتا ہے۔ بھلا کیا آپ اپنے دوستوں پر ملازموں کا سا رعب ڈال سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ پس عورت جہاں مرد کی بیوی ہوتی ہے۔ وہاں وہ مرد کی ایک بہترین دوست بھی ہوتی ہے۔ اور اس دوستی کے تعلق کی بنا پر وہ مرد کے ساتھ ناز و انداز کے جذبات سے کھیلتی بھی ہے۔ اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کا ایک تعلق رسول خدا کے ساتھ دوستی کا تھا۔ محبت۔ پیار، آشنائی اور محبوبانہ اختلاط کا رشتہ بھی تھا۔ رسول خدا حضرت عائشہ رضؓ کے درد و فراق اور رنج و ملال کے زمانہ میں جب کہ وہ رات دن روتی رہتی تھیں۔ کھچے کھچے سے رہتے تھے اور پھر یہ بھی فرما دیا۔ عائشہ! اگر تو آلودہ دامن ہو گئی ہے تو توبہ کر لے۔ حضرت عائشہ پر بہتان کا غم سارے مدینہ میں ان کی بدنامی کے چرچے۔ بیماری۔ دکھ و درد۔ پریشانی اور پھر اس

Marfat.com

ستائش کروں کیونکہ آپ نے تو مجھے آلودہ سمجھ لیا تھا، اب تو میں صرف اپنے اللہ بزرگ و برتر کی ثنا کروں گی۔ جس نے میری پاک دامنی کا اظہار فرمایا ہے۔

(بخاری شریف)

عائشہؓ کی پاک دامنی پر نزول قرآن

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں۔ کہ خدا نے میری برأت کے متعلق

(بقیہ صفحہ ۲۴۷) پر اپنے پیارے خادم کی بے اعتنائی۔ بالآخر جب خدا نے بذریعہ وحی عائشہؓ کی پاکدامنی بیان کی۔ تو حضرت عائشہ نے دوستی کے تعلق کی بنا پر بڑے ناز سے دل کا غبار نکالتے ہوئے کہا۔ کہ واللہ میں حضور کے لئے نہیں اٹھوں گی۔ اور نہ سوائے خدا کے کسی کا شکر مانوں گی۔ خوب یاد رکھیں کہ یہ کلمات ناز ہیں۔ پیار کی باتیں ہیں۔ جو حضرت عائشہؓ ہی بیوی ہونے کی حیثیت سے آپ کو کہہ سکتی تھی۔ پھر اگر یہ کلمات شرعاً قابل گرفت ہوتے تو حضورؐ ضرور عائشہؓ کو تنبیہ فرماتے۔ یا آسمان سے ان کلموں کے خلاف وحی نازل ہو جاتی۔ اور خدا کی طرف سے ڈانٹ آتی۔ کیونکہ خدا اور رسولؐ کسی کی ناجائز رعایت نہیں کرتے۔ اور پھر ان درشت کلمات ہیں؟ پس شریعت اس قسم کی باتوں میں جو عورتیں ناز و انداز سے کہہ ڈالیں۔ گرفت نہیں کرتی۔ اور نہ ہی مردوں کو ایسی باتوں سے جیں بجیں ہونا چاہیے۔ بلکہ لطف اندوز ہوں۔ انہیں یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ عورتیں زرخرید غلاموں کی طرح باندیاں ہیں۔ نہیں بلکہ ان کی بیویاں ہیں ضرور ماتحت ہیں۔ لیکن غمگسار۔ مونس۔ یار غار بھی ہیں۔ ان کے خزاں دیدہ بوستان حیات کے لیئے بہار ناز بھی ہیں۔ (صادق)

Marfat.com

یہ دس آیتیں نازل فرمائیں - پھر حضورؐ یہاں (میرے میکے گھر) سے اٹھے
اور مسجد میں تشریف لے گئے - پھر منبر پر چڑھے - اور لوگوں کو خطبہ
سنایا - اور ان آیتوں کی تلاوت فرمائی - یہ ہیں براءت عائشہ کی آیتیں:

أَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ط

١- إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ ط لَا
تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم ط بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ط لِكُلِّ امْرِئٍ
مِّنْهُم مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ ج وَالَّذِي تَوَلَّىٰ
كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ٥

٢- لَّوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ
بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَٰذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ ٥

٣- لَّوْلَا جَاءُوا عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ ج فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا
بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَٰئِكَ عِندَ اللّٰهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ ٥

٤- وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَ
الْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَا أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ٥

٥- إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُم
مَّا لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ
عِندَ اللّٰهِ عَظِيمٌ ٥

٦- وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُم مَّا يَكُونُ لَنَا أَن
نَّتَكَلَّمَ بِهَٰذَا سُبْحَانَكَ هَٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ٥

٧- يَعِظُكُمُ اللّٰهُ أَن تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا إِن
كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ٥

Marfat.com

۸- وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝
۹- اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝
۱۰- وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ
رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ (پ ۱۸ النور)

۱- جن لوگوں نے (ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نسبت) بہتان کو اٹھایا ہے۔ وہ تم ہیں سے ہی ہیں۔ تم اس (طوفان) کو اپنے حق میں برا نہ سمجھو۔ بلکہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ (کہ سچے مسلمان اور منافق پہچانے گئے)، ان بہتان بازوں میں سے ہر ایک اتنا ہی گنہ گار ہے۔ جتنا کسی نے اس میں حصہ لیا ہے۔ اور جس نے ان میں سے طوفان کا جتنا بڑا حصہ لیا ہے اس کو اتنی ہی سزا ہو گی!

۲- (مسلمانو!) جب تم نے یہ (طوفان کی) خبر سنی تو تم نے اپنوں پر نیک ظن رکھتے ہوئے کیوں نہ کہہ دیا۔ کہ یہ صریح جھوٹ ہے۔

۳- یہ بہتان باز اگر سچے تھے۔ تو اپنے بیان (کے ثبوت) پر چار گواہ کیوں نہ لائے۔ پھر جب گواہ نہ لا سکے۔ تو خدا کے نزدیک وہ یقیناً کذاب ہیں!

۴- مسلمانو! اگر دنیا و آخرت میں (توفیق توبہ اور مغفرت

ہے) تم پر خدا کا فضل اور کرم نہ ہوتا۔ تو جس بہتان
میں تم (ونہ) سے منہ گرے تھے۔ اس پر تمہیں بڑی
سزا ملتی تھی۔

۱ تم اپنی زبانوں سے (عائشہ صدیقہ رضؓ کے) بہتان کو
بیان کر رہے تھے۔ اور وہ بات کہہ رہے تھے۔ جسکی
تمہیں مطلق خبر نہ تھی۔ تم تو اسے ہلکی بات سمجھ رہے
تھے۔ لیکن خدا کے نزدیک بہت بڑی بات تھی!

اور جب تم نے (عائشہ رضؓ پر تہمت کی) بات سنی تھی
(تو سنتے ہی) کیوں نہ بول اٹھے۔ کہ ہم کو ایسی بات
منہ سے نکالنی زیب نہیں دیتی۔ حاشا و کلا یہ تو بڑا
بھاری بہتان ہے!

۷ خدا تمہیں نصیحت کرتا ہے۔ (یاد رکھو) اگر سچے
ایمان دار ہو۔ تو پھر کبھی یہ حرکت نہ کرنا!

۸ اور اللہ تعالیٰ (اپنے) احکام (بطور قانون کے) بیان
کرتا ہے۔ اور اللہ (پورے پورے) علم اور (کامل)
حکمت والا ہے۔

۹ سن رکھو! جو لوگ یہ چاہتے ہیں۔ کہ مسلمانوں میں
(ان کی) بدنامی (اور تہمت) کے چرچے ہوں۔ ان
کے لئے دنیا میں سزا ہے دردناک (حد قذف)۔
اور آخرت میں بھی (عذاب) ہوگا اور اللہ جانتا
ہے (کہ تہمت کی برائی کتنی سخت ہے) اور تم نہیں

Marfat.com

جانتے!

۱۰. اور اگر (یخشش و درگذر کے ساتھ) تم پر اللہ کا فضل و کرم نہ ہوتا (تو تم عائشہ صدیقہ پر طوفان جوڑنے کے سبب ہلاک ہو گئے ہوتے) اور اللہ بڑی شفقت والا بہت مہربان ہے!

بہتان میں،

حصہ لینے والوں کو اسّی اسّی کوڑوں کی سزا

مسطح، حسان اور حمنہ پر حدّ!

ثُمَّ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْدَ اَنْ قَرَءَ الْقُرْاٰنَ بِمِسْطَحِ ابْنِ اُثَاثَۃَ وَحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ وَحَمْنَۃَ بِنْتِ جَحْشٍ وَ کَانُوْا مِمَّنْ اَفْصَحَ بِالْفَاحِشَۃِ فَضُرِبُوْا حَدَّهُمْ (رواہ ابن ہشام)

حضرت عائشہ صدیقہ رض کی پاک دامنی کے متعلق آیتیں پڑھنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مسلمانوں کو جنہوں نے (عبداللہ بن ابی منافق کی باتوں میں آکر نادانی سے صدیقہ طیبہ، طاہرہ رض کے متعلق گندی بات منہ سے نکال دی تھی ــــ حد مارنے کا حکم دیا۔ پھر مسطح، حسان اور حمنہ کو حدِّ شرعی ماری گئی۔ اسی اسی کوڑے!" (ابن ہشام)

ہتان نہ لگائیں

خبردار! آپ کبھی بہتان نہ لگائیں۔ نہ کسی مرد پر اور نہ کسی عورت پر۔ شک وشبہ کی بنا سی کی بہو، بیٹی یا عورت کو ہرگز بدنام نہ کریں۔ اور نہ ہی کسی شریف نسان پر الزام لگا کر اس کی عزت برباد کریں۔ تہمت اتنا بڑا گناہ ہے سطح بن اثاثہ بدری صحابی کو نادانی سے شریک بہتان ہونے پر اسی ڑوں کی سزا دی گئی۔ دربار رسالت کے مشہور شاعر حضرت حسان اسی جرم کی پاداش میں حد ماری گئی۔ اور تہمت کی آگ نا پنے پر سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سالی حمنہ بنت جحش کو بھی حد کے اب سے دوچار ہونا پڑا۔ یہ سزا ہے مومن کی آبروریزی کی۔! مت طرازی اور بہتان بازی کی!!

حاشیہ) سے حد ماری جانے کے بعد انسان اس گناہ سے پاک ہو جاتا ہے اور پھر اس کو برا کہنا حرام ہے۔ (ایک شخص ماعز بن مالک زنا کا مرتکب ہوا۔ ثبوت سے اپنے کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ پھر وہ سنگسار کر دیا گیا۔ یعنی زنا کی سزا دی گئی۔ یہ حد اس کی توبہ تھی۔ رحمت عالمؐ اس کی حد (توبہ) کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔ لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ أُمَّةٍ لَوَسِعَتْهُمْ بےشک توبہ کی ماعز نے (حد ماری جانے سے) ایسی توبہ کہ اگر تقسیم کی جاوے (یعنی ثواب اس کا) درمیان امت (جماعت کثیرہ) کے تو کفایت کرے ان کو (مسلم) یعنی ماعز کی توبہ (حد) اتنی درجہ والی ہے کہ اگر اس کا ثواب ایک کثیر گنہگار جماعت پر تقسیم کیا جاوے۔ تو ان کی بخشش اور نجات کے لئے کافی ہو۔ اس سے ثابت ہوا کہ حد سے گناہ پوری طرح دور ہو جاتے ہیں۔ واقعہ عائشہؓ میں مسطح۔ حسان اور حمنہ کو حد ماری گئی ہے۔ وہ پاک ہو گئے ہیں۔ (صادق)

Marfat.com

سانحۂ افک کی سبق آموزیاں

یہ سانحہ افک — واقعہ بہتان مسلمانوں کے لئے سبق آ...
ہے۔ اسے بغور مطالعہ کرنے سے مندرجہ ذیل نصیحتیں اور عبرتیں
حاصل ہوتی ہیں۔ اور بہت سے مسائل کا پتہ چلتا ہے۔ اخلا...
سنوارنے کے لئے ملاحظہ فرمائیں:۔

۱۔ تہمت باز سے واقعہ کے متعلق چار گواہ طلب کرنے چا...
اگر وہ چار گواہ پیش نہ کر سکے۔ تو قرآن کے حکم[ل] کے مطا...
اس کو جھوٹا سمجھنا چاہیئے۔

۲۔ مسلمان مردوں اور عورتوں کے متعلق ہمیشہ حسن ظنی رکھ...
چاہیئے۔

۳۔ جب تک کسی بات کا یقینی علم نہ ہو۔ اس کو آگے بیا...
نہیں کرنا چاہیئے۔

۴۔ مسلمان مرد یا عورت کی آبرو ریزی کو ہلکی[ل] بات نہ جانیں!

ل بہتان باز اگر سچے تھے تو اپنے بیان (کی ثبوت) میں چار گواہ کیو...
نہ لائے۔ پھر جب گواہ نہ لا سکے۔ تو خدا کے نزدیک وہ یقیناً کاذب ہی...

ل عبداللہ بن ابی اور اسی کی پارٹی کے منافقوں نے حضرت عائشہ...
صفوان بن معطل کی تہمت لگائی تھی۔ یہ صفوان بڑے نیک اور بزرگ...
صحابی تھے۔ اپنی آبرو ریزی پر بہت روتے اور کہتے تھے (آگے ص ۵۵...)

۵۔ نیک، صالح، متقی اور پرہیزگار لوگوں کو دنیا میں رنج، غم اندوہ، تکلیفوں اور مصیبتوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے — ابتلاؤں اور آزمائشوں کی ان خاردار وادیوں سے گزر کر پھر وہ قربِ الٰہی کے ارم میں پہنچ جاتے ہیں۔ خدا ان کے درجے بلند کر دیتا ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵۴) وَاللّٰہِ مَا کَشَفْتُ کَنَفَ اُنْثٰی قَطُّ (بخاری شریف) خدا کی قسم میں نے آج تک (تمام زندگی) کسی عورت کا پردہ نہیں کھولا۔ گویا بہتک عزت پر حضرت صفوان کو بے حد صدمہ پہنچا تھا۔ اسی طرح حضرت عائشہ رض کے والد ابوبکر رض بڑی آبرو کے مالک تھے۔ بیٹی کی تہمت پر روتے تھے اور فرماتے تھے۔ وَاللّٰہِ مَا قِیْلَ لَنَا ھٰذَا فِی الْجَاھِلِیَّۃِ فَکَیْفَ بَعْدَ اَنْ اَعَزَّنَا اللّٰہُ بِالْاِسْلَامِ (بخاری شریف) بخدا ہمارے گھرانے پر ایسی تہمت تو کفر کے زمانہ میں بھی کبھی نہیں لگی۔ چہ جائیکہ اب اسلام کا شرف پانے کے بعد۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (کہ عائشہ رض جن کی بیوی تھیں) اس تہمت پر جس قدر اندوہ و ملال ہوا۔ اس کا اندازہ کون لگا سکتا ہے؟ زمانہ افک میں ایک روز تمام مسلمانوں کو مسجد میں اکٹھا کر کے حضور نے بالائے منبر خطاب عام فرمایا "اے مسلمانو! کوئی ہے؟ جو میرا بدلہ اس شخص سے لے جس کی طرف سے مجھے میری بیوی کے متعلق ایذا پہنچی ہے۔ خدا کی قسم میں اپنی بیوی میں نیکی کے سوا کچھ نہیں جانتا۔ اور جس شخص کا لوگ نام لیتے ہیں (صفوان) اس کو بھی میں نیک ہی جانتا ہوں۔ وہ کبھی بھی میری غیر موجودگی میں میرے گھر نہیں جاتا (بخاری شریف) غور فرمائیے آپ نے (عائشہ رض کی بدنامی سے حضور کو کس قدر صدمہ پہنچا۔ اور اسی لئے ۱۱۵ ہجری تک حضرت عائشہ رض کے بارے میں وحی خداوندی سارا مدینہ نعل در آتش رہا۔ خوب یاد رکھیں کہ مسلمان کی

صفحہ ۲۵۶ پر

۶۔ عورتوں کے لئے پردہ کرنا ضروری ہے۔
۷۔ خاوند عورت پر اپنی ناراضگی ظاہر کر سکتا ہے۔
۸۔ عورت ناز، انداز، پیار اور مان کے بل بوتے پر ۔ بعض اوقات خاوند کو اگر سخت سست کلمات کہہ دے تو شرعاً و اخلاقاً گرفت نہیں ہو سکتی۔ خاوند کو اس کی ناز برداری کرنی چاہیئے۔
۹۔ عورت خاوند سے اجازت لے کر اپنے والدین کے گھر جا سکتی ہے۔
۱۰۔ عورت پردے کے ساتھ ضرورت کے وقت گھر سے باہر نکل سکتی ہے۔
۱۱۔ خاوند اپنی عورت کو سفر میں اپنے ہمراہ لے جا سکتا ہے۔
۱۲۔ عورتیں اپنے خاوندوں کی خدمت و مدد کے لئے ان کے ساتھ جہاد میں جا سکتی ہیں۔
۱۳۔ مسلمان کو دوسرے مسلمان کی برائی نہیں کرنی چاہیئے۔
۱۴۔ بھولے بھٹکے مسلمان کی خیر خواہی کر کے اس کو گھر پہنچانا چاہیئے۔
۱۵۔ مریض کی تیمارداری کرنا سنت پر عمل کرنا ہے۔
۱۶۔ فتنوں، فسادوں اور طوفانوں کی آگ کو دبا دینا چاہیئے

(بقیہ صفحہ ۲۵۸) آبروریزی کی ہلکی بات نہیں ہے۔ کبھی بہتان کی آگ کو ہوا نہ دیں بلکہ سرد کرنے کی کوشش کریں۔ (صادق)

Marfat.com

۱۷۔ مصیبت زدوں کو تسلی اور دلاسا دینا مسلمانی کی نشانی ہے۔
۱۸۔ عورتیں زیورات کا استعمال کر سکتی ہیں۔ تاکہ اس زینت سے اپنے خاوندوں کو خوش کریں۔
۱۹۔ بعض اوقات مال کی حرص انسان کو پریشانی کے ورطہ میں گرا دیتی ہے۔
۲۰۔ مصیبت اور غم کے وقت اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن پڑھنا چاہیئے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ اِنَّا لِلّٰہ ـــ صرف موت کی خبر پر ہی پڑھنا آیا ہے۔ یہ ان کی کوتاہی علم ہے۔ آپ نے واقعہ افک میں اوپر پڑھا ہے۔ کہ حضرت عائشہ رض کو قافلہ سے بچھڑے ہوئے پا کر صفوان بن معطل رض نے اِنَّا لِلّٰہ الخ پڑھا تھا۔ یاد رہے۔ کہ ہر رنج، افسوس، دکھ، درد ـــ پریشانی اور مصیبت کے لمحہ استرجاع کرنا چاہیئے!
۲۱۔ کسی پر تہمت اور بہتان کی خبر پھیل جائے۔ تو اس کی تحقیق، تفتیش، چھان بین کرنا، اور حقیقت تک پہنچنے کے لئے رشتہ داروں، عزیزوں اور دوستوں اور نیک لوگوں سے مشورہ کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔ اور نہ ایسا کرنا سخن چینی میں داخل ہے۔
۲۲۔ جب کسی امر کے متعلق گواہی پوچھی جائے۔ تو جانب داریوں، اور دھڑے بندیوں سے بالاتر ہو کر نہایت ایمان داری۔ اور اخلاقی جرأت سے سچی شہادت دینی چاہیئے!
۲۳۔ خاوند کو اپنی بیوی سے نرمی، رواداری، تحمل اور حسن

Marfat.com

معاشرت سے پیش آنا چاہیئے!

۲۴۔ دشمنوں کے مقابلہ پر اپنے دوستوں سے مدد لی جا سکتی ہے۔

۲۵۔ شہادت، ضرورت اور مصلحت کے وقت کسی کی تعریف واقعی اس کے روبرو کر سکتے ہیں!

۲۶۔ ضرورت اور مصلحت کے وقت جھگڑا و نزاع مٹانے کے لئے اپنی صفائی، پاکیزگی اور پاک دامنی بیان کرنا ضروری ہے

۲۷۔ مسرت اور فرحت اور خوشی کے وقت تبسم ریز ہونا یا ہنسنا معیوب نہیں ہے۔

۲۸۔ مسلمان کا یہ ایمان ہونا چاہیئے۔ کہ رنج و غم اور سختی و دشواری کی شب تار سے خوشی و شادمانی اور آسانی و کشائش کی سحر کے اجالے میں نکل جاتی ہے۔

۲۹۔ گناہ کا اعتراف کر کے پھر توبہ کرنا خدا کی بخشش اور رحمت کا موجب ہے۔

۳۰۔ گنہگاروں اور عاصیوں کو خدا کی رحمت اور بخشش سے مایوس نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ انہیں مغفرت کی امید دلا کر توبہ کی طرف رجوع اور فریاد کرنی چاہیئے!

۳۱۔ کرب۔ گھبراہٹ اور مہمات الامور میں خدا کی طرف رجوع اور فریاد کرنی چاہیئے۔

۳۲۔ مشیت ایزدی اور ارادہ خداوندی کے آگے کوئی دم نہیں مار سکتا۔

Marfat.com

۱- معافی اور بخشش کے بعد دل میں کدورت نہیں رکھنی چاہیئے۔

حضرت حسان رض کے منہ سے بھی حضرت عائشہ رض کے متعلق نادرست بات نکل گئی
اس لئے ان پر حد قذف لگ گئی۔ اس کے بعد اگر کوئی حسان رض کو برا کہتا۔ تو سلطنت
کی ملکہ حضرت عائشہ رض سخت ناراض ہوتیں۔ اور فرماتیں تم اس شخص کو برا
و۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ شعر کہتا ہے ؎

فَإِنَّ أَبِي وَوَالِدَهُ وَعِرْضِي ۞ لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وِقَاءُ

یک میرے آباواجداد اور میری آبرو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آبرو پر قربان ہے"
ری شریف) اسی طرح مسطح بن اثاثہ بھی منافقوں کے پراپیگنڈے سے متاثر ہو کر حضرت
رض کی شان میں نازیبا کلمات کہہ بیٹھے تھے۔ اور پھر اسی درد سے پاک ہو گئے۔ یہ
غریب اور مفلس آدمی تھے۔ اور حضرت ابو بکر کے رشتہ دار تھے۔ حضرت ابو بکر رض
ان کی مالی امداد کرتے رہتے تھے۔ واقعہ افک کے بعد حضرت ابوبکر رض کہنے لگے۔
نے افک میں حصہ لے کر ہمیں بہت ایذا دی ہے۔ اس لئے اب میں بخدا اس کو
پانی تک نہ دوں گا۔ اس پر آیت ذیل نازل ہوئی۔ وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ
وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۔

النور) تم میں سے جو لوگ بزرگی اور وسعت والے ہیں (یعنی ابوبکر رض وغیرہ) انہیں اس بات
قسم نہیں کھانی چاہیئے۔ کہ وہ آئندہ رشتہ داروں اور مسکینوں اور راہ خدا کے مہاجروں سے
حسان وسلوک کریں گے۔ انہیں معافی اور درگزر سے کام لینا چاہیئے (مسلمانو!) کیا
نہیں چاہتے۔ کہ اللہ تمہارے قصور معاف کر دے۔ اور (واقعی) اللہ بخشنے والا
بان ہے۔ بسبب یہ آیت نازل ہوئی۔ تو حضرت صدیق اکبر رض نے قسم کو ختم کر دیا
کہا۔ وَاللّٰهِ يَا رَبَّنَا إِنَّا نُحِبُّ أَنْ تَغْفِرَ لَنَا۔ خدا کی قسم میری دلی آرزو ہے

Marfat.com

۳۴۔ مصیبت کے سمندر میں غم کی موجوں میں گھری ہوئی کو
اللہ کے سوا کوئی پار لگانے والا نہیں ہے!

اللہ کے سوا کوئی غیب دان نہیں

۳۵۔ واقعہ افک اسباق میں سے ایک سبق یہ بھی ملا۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غیب نہیں جانتے تھے۔ اگر جانتے تھے۔ تو پچاس دنوں تک حضرت عائشہ رض کے ... میں رنج وغم اور سوچ بچار میں مبتلا نہ رہتے۔ حضرت علی رض، حضرت اسامہ رض، حضرت زینب اور بریرہ وغیرہا سے حالات کی تفتیش ... اور نہ ہی تمام اہل مدینہ اندوہ وغم اور پریشانی کے پاٹوں میں پ... اور حضرت عائشہ رض کے والدین اور تمام رشتہ داروں کے ... اضطراب پر مرور ایام بھی نمک پاشی کرتا! سچ فرمایا خدا تعالیٰ نے

لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۔
تمام زمین اور آسمان والوں میں سے سوائے اللہ کے
کوئی غیب نہیں جانتا۔ (پ ۲۰ ع ۱)

جب خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا تو جو شخص یہ کہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ... تو وہ قرآن کی تکذیب کرتا اور واقعات کو جھٹلاتا ہے۔ اس میں کو... شک نہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے بے شمار غیب کی خبریں رسول اللہ ...

(بقیہ حاشیہ صـ۲۵۹) کہ خدا میرے قصور معاف کرے۔ طبرانی میں ہے کہ پھر حضرت ابوبکر صدیق رض نے اس آیت کے نزول کے بعد مسطح کو پہلے سے دوگنا دینا شروع کر دیا۔ (صادق)

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم کو (دینی اور دنیاوی مصالح کی بنا پر) بتائیں حضورؐ نے انہیں بیان فرمایا۔ اس بیان فرمانے کو غیب کا جاننا ں کہتے۔

یہودی بڑے شرارتی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نانا باتیں پوچھتے رہتے تھے۔ یا دوسروں سے پچھواتے تھے۔ ایک امتحان کے طور پر آپ سے اصحاب کہف کا حال پوچھا گیا۔ ورؐ نے فرمایا۔ کل بتاؤں گا۔ لیکن وحی نہ آئی۔ کل گزر گیا۔ اور پھر دن گذر گئے۔ آخر وحی آئی۔

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ۝ اِلَّا اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ۔ (سورہ کہف)

اور کسی چیز کے متعلق مت کہیں۔ کہ میں کل کروں گا۔
مگر (یوں کہیں کہ) خدا چاہے تو ۔ (سورہ کہف)

غور کریں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کے سوال کے جواب میں فرمایا۔ کل بتاؤں گا۔ اس خیال سے کہ وحی آہی جائیگی۔ لیکن وحی نہ آئی۔ کافر چہ میگوئیاں کرنے لگے۔ اور آپ کی ذات پر حرف لانے لگے۔ بالآخر وحی آئی۔ سارا قصہ اصحاب کہف کا بیان ہوا۔ اور ساتھ ہی حضورؐ کو تاکید آئی۔ کہ آئندہ انشاء اللہ کے بغیر کوئی قول و اقرار نہ کیا کریں۔ اس سے دو باتیں ثابت ہوئیں۔ ایک یہ کہ حضرت انورصلی اللہ علیہ وسلم غیب نہیں جانتے تھے۔ ورنہ ان کے سوال پر فوراً اصحاب کہف کا حال بتا دیتے۔ دوسری بات یہ کہ حضورؐ واقعی نبی اللہ کے پیغمبر تھے۔ کہ اصحاب کہف

Marfat.com

کا قصہ جب تک وحی سے معلوم نہ ہوا۔ بتا نہ سکے۔ اور کافرانِ
کو خوب جل بنتے تھے۔ کہ حضورؐ کو اصحاب کہف کا حال معلوم نہ
جبھی تو انہوں نے آپؐ سے پوچھا تھا۔ کہ آپ بتا نہ سکیں گے
پھر آپ کی کرکری ہوگی۔ لیکن وعدہ کا دن گزر جانے کے بعد) جب
نے بذریعہ وحی اصحاب کہف کا واقعہ تفصیل کے ساتھ بیان فرما دیا
آفتاب نبوت کی ضیا باری سے ان کی آنکھیں چندھیا گئیں
معاندین اپنا سا منہ لے کے رہ گئے !

یہ بھی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا۔ کہ حضر
یعقوب علیہ السلام تو ملک شام میں رہتے تھے۔ ان کی اولاد مصر
کیوں کر آ گئی۔ اس کے جواب میں بھی خدا نے سورہ یوسف ا
فرمائی۔ اور حضرت انورؐ کے علم غیب کی نفی اور نبوت کا اثبا
ان الفاظ میں کیا۔

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ
اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ
الْغٰفِلِيْنَ ۝ (پ ۱۲ ع ۱۱)

ہم تمہاری طرف وحی کے ذریعہ یہ (سورت) قرآن (کی)
بھیج کر تم کو ایک بہت اچھا قصہ سناتے ہیں۔ اور
تم اس (وحی) کے نازل ہونے سے پہلے (قصہ یوسف
سے) بے خبر تھے۔ (سورہ یوسف)

حضور انورؐ کو خدا کہہ رہا ہے۔ کہ آپ سورہ یوسف کے نا
ہونے سے پہلے قصہ یوسف سے بے خبر تھے۔ بے خبر ہوتا

علم غیب کی نفی پر دلالت کرتا ہے۔ اور جب آپ غیب نہیں جانتے تھے۔ تو پھر قصہ یوسف کی تفصیل آپ کو کیسے معلوم ہوئی؟ بذریعہ وحی! تو جس پر وحی اترے وہ کون ہوتا ہے؟ پیغمبر! معلوم ہوا۔ کہ حضور اکرم خدا کے برحق پیغمبر تھے ــ اور غیب نہ جانتے تھے!

حضرت مریم جب چھوٹی بچی تھیں۔ تو ان کی کفالت کے متعلق جھگڑا پڑ گیا۔ کہ انہیں کون پالے۔ دودمانِ طاہر کی اس طالعمند بچی کی پرورش کے لئے ہر کوئی بے تاب نظر آتا تھا۔ خدا تعالیٰ نے اس نزاع کو یوں ختم کیا۔ کہ سب امیدواروں کو حکم دیا ــ کہ وہ تورات لکھنے والے قلموں کو بہتے پانی میں ڈال دیں۔ جب سب نے اپنے اپنے قلم پانی میں ڈالے۔ تو سب کے قلم پانی کے بہاؤ پر بہنے لگے لیکن حضرت زکریا کا قلم الٹا بہہ نکلا۔ اس پر حضرت مریم[ؑ] انکی کفالت میں دے دی گئیں۔ اب ہزاروں سال پرانے واقعہ کو خدا قرآن میں بیان کر کے فرماتا ہے۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ط ــ

یہ (حضرت زکریا اور مریم کی باتیں) غیب کی خبریں ہیں

(حاشیہ صفحہ ۲۶۲) وفد بنو المنتفق حضرت الرسول کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وفد کے سردار حضرت عاصم بن لقیط نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ مَا عِنْدَكَ مِنْ عِلْمِ الْغَيْبِ ـ حضور! کیا آپ غیب جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ لَعَمْرُ اللّٰهِ اِعْلَمْ اَنِّیْ اَبْتَغِیْ السَّقَطَةَ ۔ اے بیت خداوندی کی قسم! مجھے تو گری پڑی چیز بھی ڈھونڈنی پڑتی ہے (زاد المعاد) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ (صادق)

جو بذریعہ وحی (اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) ہم تم کو پہنچاتے ہیں "

وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُوْنَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ص وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ٥ (پ ۳ ع ۱۳)

اور (اے پیغمبر!) تو ان (مریم کی سرپرستی کے دعویداروں) کے پاس موجود نہ تھا - جب وہ لوگ اپنے قلم (نہر میں) ڈال رہے تھے - کہ کون (قلم الٹا بہنے کی نشانی پر) مریم کا سرپرست بنے - اور نہ تم ان کے پاس اس وقت موجود تھے - جبکہ (بیت المقدس کے سردار) آپس میں جھگڑ رہے تھے " (آل عمران پ ۳)

ناظرین کرام! اس آیت سے بھی حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے انتفا اور رسالت کے اثبات کی دلیل ملتی ہے - خدا نے صاف کہا ہے - کہ یہ غیب کی خبریں بذریعہ وحی ہم تم کو پہنچاتے ہیں - ان لوگوں کے جھگڑنے اور قلموں کو پانی میں بہانے کے وقت تو وہاں موجود نہیں تھا - جس کا صاف صاف مطلب یہ ہے - کہ تو غیب دان نہیں - جو ہزاروں سال قبل کی سرگزشت جانتا ہو - بلکہ تو میرا سچا رسول ہے - جو بذریعہ وحی ماضی اور مستقبل کی خبریں - لوگوں کو سناتا ہے -

ایسے واقعات قرآن اور حدیث میں بکثرت موجود ہیں - جن سے پتہ چلتا ہے - کہ جناب خاتم النبیین، رحمت للعالمین —

Marfat.com

شفیع المذنبین، پیغمبر آخر الزماں، رسول دوراں، ہادی بحر و بر پیشوائے اسود و احمر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم — بغیر وحی[1] کے امورِ غیبیہ پر مطلع نہ ہوتے تھے۔ پس ہر مسلمان کا یہ ایمان ہونا چاہیئے۔ کہ غیب سوائے پروردگار کے کوئی نہیں جانتا —

ایک مردِ مومن نے کیا اچھا کہا ہے ؎

علم غیبی کس نمی داند بجز پروردگار!
ہر کہ گوید من بدانم تو ازو باور مدار
مصطفےٰ ہرگز نہ گفتے تا نہ گفتے جبرائیل
جبرائیلش ہم نہ گفتے تا نہ گفتے کردگار

رسولِ خدا کو غیب دان جاننے کے متعلق حنفی مذہب کا فتویٰ

برادران احناف کے نزدیک جو مرتبہ کتاب فقہ اکبر کا ہے۔ وہ

---

[1] اس سے بڑھ کر خدا کے ساتھ اور گہرا تعلق کیا ہو سکتا ہے؟ کہ بذریعہ وحی خدا نے آپ کو بے شمار خبریں بتائیں۔ آپ کی شان کی فلک الجلالی اور مرتبے کی کہکشاں گری اس سے آگے کیا ہے؟ کہ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحٰى کے ارشاد خداوندی نے آپ کی زبان کے ہر ہر لفظ (حدیث) کو وحی کا رتبہ عطا فرمایا ہے۔ ان حالات میں ہم صدق دل سے شہادت دیتے ہیں۔ کہ بعد از خدا بزرگ بنی آدم میں آپ ہی کی ذات پاک ہے۔

(صادق)

Marfat.com

محتاج بیان نہیں ہے۔ یہ کتاب عقائد سے متعلق ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ عقائد پر ہی ایمان اور مسلمانی کا دار و مدار ہے۔ شرح فقہ اکبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب دان جاننے کا عقیدہ رکھنے والے کی تکفیر آئی ہے۔ اصل الفاظ ملاحظہ ہوں:۔

صَرَّحَ عُلَمَاؤُنَا بِالتَّكْفِيْرِ بِاعْتِقَادِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُ الْغَيْبَ " (شرح فقہ اکبر)

علمائے احناف نے صاف صاف الفاظ میں اس شخص کو کافر کہا ہے۔ جس کا یہ عقیدہ ہو — کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غیب جانتے تھے۔
(شرح فقہ اکبر)

حنفی مذہب کی ایک اور نہایت معتبر کتاب بحر الرائق کا فتویٰ ملاحظہ ہو:۔

وَيَكْفُرُ بِاعْتِقَادِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُ الْغَيْبَ۔ (بحر الرائق)

وہ شخص کافر ہو جاتا ہے۔ جو یہ عقیدہ رکھے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے تھے"
(بحر الرائق)

Marfat.com

غیبت غیر محرمہ

غیبت گناہ ہے۔ حرام ہے۔ اور مانع بہشت ہے۔ اس سے پہلے آپ چغلی کی مذمت اور برائی میں بہت سی حدیثیں پڑھ چکے ہیں — سخن چینی کی خوفناک بدیوں، نحوستوں اور نقصانوں کا ذکر بھولے نہیں۔ بے شک غیبت بڑی زبون ہے۔ اور اس سے ہر حال میں حذر واجب ہے۔

غیبت غیر محرمہ کا عنوان دیکھ کر آپ سوچیں گے۔ کہ غیبت تو حرام ہے۔ یہ غیبت غیر محرمہ کیسی ہے۔ یعنی کوئی ایسی غیبت بھی ہے۔ جو حرام نہ ہو۔ بلکہ جائز ہو۔ اور اس کے کرنے کی شرعاً اجازت ہو؟ جی ہاں! ایک غیبت ایسی بھی ضرور ہے۔ جو حرام نہیں ہے۔ اور اس کے کرنے کی نہ صرف اجازت ہی ہے۔ بلکہ ضرورت بھی ہے۔ جب آپ ایک قسم کی سخن چینی کے جواز کا حال معلوم کریں گے۔ تو بے ساختہ پکار اٹھیں گے۔ کہ اسلام واقعی عالمگیر مذہب ہے۔ اس میں کوئی خامی نہیں ہے۔ اس نے تمام ضرورتوں کو پورا کیا ہے۔ اور کسی مسئلہ کو تشنۂ تکمیل نہیں چھوڑا۔

غیبت محرمہ کے متعلق قرآن کہتا ہے:-

وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ط اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ط

اور کوئی تم میں سے دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم

Marfat.com

میں سے کوئی یہ چاہتا ہے۔ کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے (ہرگز نہ چاہیں گے۔ بلکہ) تم ضرور اسے ناپسند کروگے۔" (الحجرات)

اس آیت میں غیبت کی ممانعت اور برائی بیان کی گئی ہے۔ بلکہ مسلمان کی غیبت کرنے کو مردہ بھائی کا گوشت کھانا قرار دیا گیا ہے۔ اب مندرجہ ذیل آیت ملاحظہ فرمائیں۔

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ۔ (پ ۶ نساء)

"خدا پسند نہیں کرتا کسی کی بری بات کو پکار کر کہنا (کسی کے عیب کو ظاہر کرنا)، مگر وہ شخص جس پر کسی نے ظلم کیا ہو۔ اور خدا تعالیٰ (سب کی باتوں کو) سننے والا۔ اور سب کی نیتوں کو جاننے والا ہے۔"

غیبت کے جواز کی صورتیں

اس آیت میں مظلوم کو اجازت دی گئی ہے۔ کہ ظالم کے مظالم بیان کرے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ مظالم بھی بدیاں اور برائیاں ہی ہوتی ہیں۔ مختلف قسم کے عیب اور گناہ ہی ہوتے ہیں۔ پس ظالم کی غیبت روا ہوئی۔ مظلوم اس کے عیبوں، گناہوں، بدیوں، اور برائیوں کو اگر چاہے۔ تو لوگوں سے کہہ سکتا ہے۔ تاکہ لوگ اس کی حمایت پر کمربستہ ہوں۔ اور ظالم کو ظلم کرنے سے باز رکھ سکیں! نیز عام لوگوں کو بھی پتہ چل جائے۔ کہ فلاں شخص ظالم ہے۔ اس نے زید کے روپے مار لئے ہیں۔ بکر کی امانت ہضم کر گیا ہے۔

محمود کو مشترکہ تجارت میں چل دے گیا ہے۔ ظلم کا مفہوم اور اطلاق بڑا وسیع ہے۔ وَضْعُ الشَّیْئِ فِیْ غَیْرِ مَحَلِّہٖ۔ ظلم کی تعریف ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ کسی چیز کو اس کے محل سے ہٹا کر رکھنا؛ اس تعریف کے رو سے ہر وہ کام، وہ سلوک وہ برتاؤ، وہ معاملہ، وہ رویہ — تمدنی، معیشی، معاشرتی — اخلاقی اور مذہبی زندگی کے دائرہ میں — جو قرآن اور حدیث کے خلاف ہو — یقیناً ظلم ہے۔ اور اسی ظلم کو ظالم کا نام لے کر بلا مبالغہ بیان کرنے کی قرآن ہی کی طرف سے رخصت ہے۔ تاکہ ایسے ظالم سے دوسرے لوگ بچ سکیں اور محتاط رہیں! یہ غیبت یعنی ظالم کی غیبت حرام نہیں ہیں۔ کہ اس غیبت سے مقصود اپنا بچاؤ اور دوسروں کی خیرخواہی ہے۔

جس غیبت میں دینی مصلحتیں، بھلائیاں اور مسلمانوں کی — خیرخواہیاں مضمر ہوں۔ وہ غیبت نہ صرف روا ہے۔ بلکہ ضروری ہے اسماء الرجال ایک مستقل فن ہے۔ اس میں حدیث کے راویوں پر جرح قدح کی گئی ہے۔ ان کی چھوٹے حیات کے آسباب رواں کو تنقید کی چھانی میں چھان کر رکھ دیا گیا ہے۔ اور حق یہ ہے۔ کہ راویوں کے عیب بیان کرنا واقعی ثواب ہے۔ ثواب اس طرح ہے کہ ائمہ جرح وتعدیل نے جس راوی کے متعلق یہ ثبوت بہم پہنچا دیا۔ کہ وہ جھوٹ بولا کرتا تھا۔ یا خائن تھا۔ یا داد وستد اور لین دین کا کھرا نہ تھا۔ تو پھر لامحالہ اس کی روایت نہ لی جائے گی۔ تو راوی کے ان عیبوں کو بیان کرنے سے دین کو یہ فائدہ پہنچا۔ کہ وہ ایک جھوٹے کی روایت سے محفوظ ہو گیا

Marfat.com

گواہ کے غیر معتبر اور جھوٹا ثابت ہونے سے شریعت کی ٹکسال ایک کھوٹا سکہ ڈھالنے سے بچ گئی۔ دیکھا راوی کی غیبت سے دین کی کس قدر بہتری ہوئی۔ رجال اور اسانید کے دفاتر میں راویانِ حدیث بزرگانِ دین اور محدثین و مجتہدین پر ائمہ جرح نے ایسی کڑی تنقید کی ہے۔ کہ ان کی زندگی کے حالات بلاکم وکاست دنیا کے سامنے آ گئے ہیں۔ مولانا حالی فرماتے ہیں ؎

کیا فاش راوی میں جو عیب پایا مناقب کو چھانا مثالب کو تایا
مشائخ میں جو قبح نکلا جتایا ائمہ میں جو داغ دیکھا بتایا

طلسم ورع ہر مقدس کا توڑا !
نہ ملّا کو چھوڑا نہ صوفی کو چھوڑا !

پس جب سلف صالحین تک کے مناقب چھانے گئے۔ مشائخ کے قبحوں اور ائمہ کے داغوں کو منظر عام پر لایا گیا۔ ہر پرہیزگار کی پرہیزگاری کا طلسم توڑنا دین کی خدمت سمجھی گئی۔ اور ہر ملّا۔ صوفی شیخ، درویش، قاضی، مفتی، مدعی کے نقدِ حیات کو بجایا اور پرکھا گیا۔ تو اس سے لازم آیا۔ کہ ہم بھی مولویوں، پیروں، گدی نشینوں واعظوں، خطیبوں، مفتیوں، درویشوں، صوفیوں، ہادیوں مرشدوں کی زندگی کا جائزہ لیں۔ ان کے تقدس کے عبادھوئیں اور پھر ان میں سے جو کوئی فی الواقع نیک، صالح، مخلص، متقی۔ حلال خور، اخلاق کا مجسمہ، کتاب و سنت کی شمع کا پروانہ ثابت ہو۔ ضرور ضرور اس کی صحبت کی اکسیر سے مس عیب کو سونا بنائیں۔ اس کی خاکِ پا کے کحل الجواہر کو آنکھوں میں لگائیں۔ اس کے

Marfat.com

ظلِ حیات کو سایۂ ہما پر ترجیح دیں۔ اور ادب و احترام میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں۔ اتنی چھان بین کی ضرورت اس لئے پڑی۔ کہ یہ لوگ شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے وارث ہیں۔ اگر ان کے اعمال صالح اور درست ہیں۔ تو بیشک یہ جائز وارث ہیں — اور بے حد عزت کے لائق ہیں۔ اور اگر بدکردار اور ظالم ہیں۔ شرک اور بدعت کی تعلیم دیتے۔ غلط مسائل بتاتے، دین فروشی کرتے — جھوٹ بولتے، دھوکہ دیتے اور اخلاقی امراض کا شکار ہیں۔ تو پھر یہ ہرگز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مسند پاک کے لائق نہیں ہیں۔ اس صورت میں یہ دین پر ظلم کرنے والے ہیں۔ اور مسلمانوں کو اس ظلم کے خلاف احتجاج کرنے کا حکم ہے۔ اگر ایسے موقع پر خاموشی اختیار کی جائے۔ تو دین رسوا اور مسلمان گمراہ ہو جائیں گے! پس ایسے علماء و مشائخ کی مذہبی قزاقیوں، تاریک خلوتوں اور دجل و فریب کے ہمرنگ زمیں جالوں کی حقیقت کو منظرِ عام پر لانا دینی مصلحت کا اقتضا ہے!

علامہ عماد الدین ابن کثیرؒ قرآن مجید کی متذکرہ صدر آیت — وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں —

وَالْغِيْبَةُ مُحَرَّمَةٌ بِالْإِجْمَاعِ وَلَا يُسْتَثْنٰى مِنْ ذٰلِكَ إِلَّا مَا رَجَحَتْ مَصْلَحَتُهُ، كَمَا فِي الْجَرْحِ وَالتَّعْدِيْلِ وَالنَّصِيْحَةِ۔

غیبت کے حرام ہونے پر اجماع ہے۔ مگر جہاں (دینی) مصلحت مقتضی ہو (وہاں ضروری ہے) جیسے حدیث

ـــــــــــــــــــ

لہ صفحہ ۲۷۲ پر

Marfat.com

کے راویوں پر جرح و تعدیل ہے۔ اور جہاں عام مسلمانوں کی خیر خواہی مطلوب ہو"۔

اب ہم مصلحت کے تقاضوں، مسلمانوں کے فائدوں اور ان کی خیر خواہی کے لئے (خاص ضرورت کے وقت) غیبت کی رخصت سنت سے بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت فاطمہ بنت قیس رضؓ حاضر ہوتی ہے۔ اور عرض کرتی ہے۔ حضورؐ! معاویہ رضؓ اور ابوجہم رضؓ نے مجھ سے نکاح کرنے کے لئے پیغام بھیجا ہے (مجھے مشورہ دیجئے کہ دونوں میں سے کس کے ساتھ ازدواجی تعلق قائم کروں؟)

حضور انورؐ نے فرمایا:-

اَمَّا مُعَاوِيَةُ فَصُعْلُوكٌ وَ اَمَّا اَبُوا الْجَهْمِ فَلَا يَضَعُ عَصَاهُ عَنْ عَاتِقِهِ۔

(فاطمہ سن!) معاویہ تو مفلس بے زر آدمی ہے۔ اور ابوجہم بہت مارنے پیٹنے والا ہے" (مسلم)

حضرت اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے معاویہ اور ابوجہم کے عیبوں کو فاطمہ بنت قیس کی بھی خواہی کی خاطر ظاہر کر دیا۔ تاکہ وہ دونوں کی عادات سے واقف ہو کر اپنے مستقبل پر غور کریں۔ اگر رحمت عالمؐ دونوں میں سے ایک کے فقر و فاقہ اور دوسرے کی سختی طبع کو ظاہر نہ

حاشیہ صفحہ ۲۷۱ صرف اس نیت سے بلا مبالغہ منظر عام پر لائیں۔ کہ مسلمان ان حضرات سے بچیں اگر نفسانی خواہش کی بنا پر ایسا کریں گے۔ تو نیکی برباد گناہ لازم آئے گا۔ اور اگر کسی عالم یا بزرگ پر بہتان لگا بیٹھے۔ تو سیدھے جہنم میں جائیں گے (صادق)

Marfat.com

کرتے۔ تو فاطمہ بنت قیس دونوں میں سے کسی ایک کے حبالہ نکاح میں آکر زندگی اجیرن بنالیتیں۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ جس غیبت سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچے۔ اور وہ نقصان اور ضرر سے بچ جائیں۔ وہ غیبت روا ہے۔ اور بعض حالات میں تو غیبت واجب ہو جاتی ہے۔ مثلاً۔ کسی شخص کے قتل کی سازش یا کسی کو زہر دینے یا چوری یا ڈاکہ، رہزنی اور اغوا وغیرہ کا دقبل از وقت، علم ہو جائے۔ تو مسلمانوں کی جان مال اور آبرو کو بچانے کے لئے انہیں ایسی خطرناک صورتوں سے فوراً آگاہ کرنا چاہیئے۔ پس یہ آگاہ کرنا ہی غیبت ہے۔ اور اس غیبت کی ضرورت اور اہمیت آپ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔

اگر کوئی فاسق فاجر شریر فسادی اور خطرناک انسان ہو۔ تو اس کی برائی سے بہ تقاضائے مصلحت لوگوں کو آگاہ کر دینا غیبت محرمہ میں داخل نہیں ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آنے کی اجازت چاہی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ائذنوا لہ بئس اخو العشیرۃ

آنے دو اسے، یہ آدمی بہت ہی بُرا ہے۔ اپنی قوم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھنے اور آنے جانے والے بڑے نیک، بڑے صالح، نہایت معتبر اور شریف انسان سمجھے جاتے تھے۔ ان کی دیانت، آدمیت، راستی، ایمان داری اور اعتماد کا تو دشمن بھی مانتے تھے جس شخص کو آپ نے اپنی مجلس اور صحبت میں آنے کی اجازت بخشی ۔۔۔ وہ چونکہ آپ کے دوستوں

یاروں اور صحبت کا فیض پانے والوں کی سی نیکیوں، خوبیوں اور حسنِ اخلاق سے عاری تھا — بلکہ اس کی زندگی کا سنسان صفات کے خارِ مغیلاں سے ہنوز بٹا پڑا تھا۔ اس لیے حضور نے اسے قوم کا برا آدمی کہہ کر عوام کو ہوشیار کر دیا۔ کہ بیت کر صحابہ کی طرح مجسمہ اخلاق سمجھ کر کوئی اس کے بھرے میں نہ آجائے۔ دین اور دنیا کے کسی امر میں دھوکا نہ کھا جائے۔ گویا حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک کے مسلمانوں کو سبق دیا۔ کہ وہ اپنے بھائیوں کی خیرخواہی کی غرض اور انہیں شر سے بچانے کی نیت سے — عیار پیروں — دنیاوی

(صفحہ ۳ کا حاشیہ) سلہ یہ شخص عیینہ بن حصن تھا۔ اپنی قوم کا رئیس — لیکن نہایت بدخلق اور بڑا سنگدل انسان تھا۔ حضرت انور کی زندگی میں بھی اور بعد میں بھی دین اور ایمان کی خرابیاں اور بربادیاں اس سے ظہور پذیر ہوئیں۔ رحمت عالم کی وفات کے بعد وہ مرتد ہو گیا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رض کے پاس قیدی بنکر آیا۔ اور پھر سے مسلمان ہو کر مرا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو برا کہا تو صرف اس لیے کہ لوگ اس کی جان پہچان کر لیں۔ اور اس کے دھوکا اور فریب میں آکر دین یا دنیا کا نقصان نہ اٹھائیں۔ خدا تعالیٰ حضرت اکرم پر بیشمار رحمتیں نازل کرے۔ آپ نے امت کی بہتری، بہبودی کا کوئی پہلو اور گوشہ تشنۂ تکمیل نہیں چھوڑا۔ زندگی کے ہر شعبہ میں رسالت کی شمعیں روشن ہیں۔

سلہ ۔ امام ابن حجر رح اس حدیث کی شرح میں تحریر کرتے ہیں۔ کُلُّ مَنِ اطَّلَعَ عَلٰی حَالِ شَخْصٍ الخ ہر شخص پر فرض ہے۔ کہ اگر وہ کسی شخص کی برائی سے واقف ہے۔ اور خوف ہو کہ کوئی اور شخص اس کی ظاہری درستگی اور آراستگی پر فریفتہ ہو کر اس کے فریب میں نہ آجائے تو خیرخواہی کی نیت سے اسے آگاہ کر دے۔ ایسا کرنا حرام غیبت میں داخل نہیں ہے۔ (فتح الباری)

مولویوں — بدعتی واعظوں — جاہل صوفیوں — بگلا بھگت پیروں — دین فروشوں — ایمان کے کیسہ بروں — معالوسی گدڑیوں — مکر کے خرقوں — سیاہ کار قباؤں — شرک زا عباؤں — اخلاقی دیوالیوں — گندم نما جو فروش محضرتوں" — کذابوں — فریبیوں — بدعہدوں — کم ماپنے تولنے والوں — اور خائنوں — کی (خدا کے خوف سے کانپ کر سچ سچ) نشاندہی[1] کردیا کریں۔ اور وہ ایسے لوگوں کی بپتہ کی سنانے میں غیبت محرمہ کے مرتکب نہیں ہوں گے!

طبرانی کبیر میں حضرت انورؐ فرماتے ہیں …

لَيْسَ لِفَاسِقٍ غِيْبَةٌ"

(دینی مصلحتوں، ضرورتوں اور مسلمانوں کی خیرخواہی کی غرض سے) فاسق کی (برائیاں بیان کرنی) غیبت ہی نہیں ہے"!

(طبرانی)

مجمع الزوائد میں معاویہ بن حیدہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ -

خَطَبَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ حَتّٰى مَتٰى تَرْعَوْنَ عَنْ ذِكْرِ الْفَاجِرِ اُذْكُرُوْهُ حَتّٰى يَحْذَرَهُ النَّاسُ ۔ (مجمع الزوائد)

---

[1] یعنی ایسے لوگوں کی پہچان کرانے میں صرف ایک دوبار بالکنایہ اظہار ہی کافی ہے۔ نہ کہ صبح سے شام تک ہمیشہ سخن چینی اور غیبت کو ہی گرد بڑہ ہی بنا لیا جائے۔ کہ ایسا کرنے سے فتنہ و فساد پھیلنے کا اندیشہ ہے۔ اور شارع علیہ السلام کا یہ مقصد ہے کہ غیبت مباح کو پیشہ بنالیا جائے (صدیقی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیا۔
اور فرمایا۔ کہ آخر کہاں تک اور کب تک تم بدکار لوگوں
(اور سیاہ کار علماء، مشائخ، حکام، وزراء، رؤساء) کی
برائیوں کو منظر عام پر لانے سے رُکے رہو گے؟ (دینی
مصلحتوں اور عوام کی بہبودی کے لیے) ان کے پردے
چاک کر دو۔ تاکہ لوگ اُن (کی سیاہ کاریوں) سے
ہوشیار ہو کر اپنا بچاؤ کر لیں۔" (مجمع الزوائد)

ملاحظہ:۔ یہ بات یاد رہے۔ کہ کسی کے ذمہ کوئی بدی گھڑ کر لگانا۔
جہنم کے شعلوں کی لپیٹ میں آنا ہے۔ اور جو بدیاں اور برائیاں فی الواقع
کسی میں پائی جائیں۔ وہ دو اور دو چار کی طرح درست ثبوت اور دوپہر
کے سورج کی مثل روشن تحقیق کے ساتھ دنیا کے سامنے رکھ دو۔ جبکہ
دینی اور قومی مصلحتیں اور عوام الناس کی فلاح و بہبود ان کے اظہار و
بیان کا تقاضا کریں!

"ان کے پردے چاک کر دو۔" اس فرمان نبوی میں یہ حکمت پوشیدہ
ہے۔ کہ جب مسلمان بدی کے پردوں کی چاکی کی تخویف سنیں گے۔ تو پھر
ہر پیر اور مرید امام اور مقتدی، استاد اور شاگرد، واعظ اور سامع،
آقا اور نوکر، راعی اور رعایا، چھوٹا اور بڑا، عورت اور مرد اور ہر کوئی
بدکاری کے تصور سے کانپ اٹھیں گے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں۔
کہ ان کے پردے پھاڑے جائیں گے۔ اور رسوائی ان کا منہ کالا کر دیگی
تو پھر وہ لامحالہ اپنے دامن کو آلودۂ گناہ نہ کریں گے۔ مبادا کوئی چاک
کر دے!!

Marfat.com

مولانا عبدالرحمٰن صاحب مبارک پوری اپنی مایہ ناز کتاب ''تحفۃ الاحوذی'' میں فرماتے ہیں:

وَهٰذَا كُلُّهُ إِذَا لَمْ يَكُنْ فِي النَّقْلِ مَصْلَحَةٌ شَرْعِيَّةٌ وَإِلَّا فَهِيَ مُسْتَحَبَّةٌ أَوْ وَاجِبَةٌ

اور ادھر کی بات ادھر اور ادھر کی بات ادھر پہنچانے (یعنی غیبت کرنے) میں جو مذمت حدیث میں آئی ہے۔ وہ اس صورت میں ہے۔ جبکہ پہنچانے میں کوئی شرعی مصلحت نہ ہو۔ اور اگر شرعی مصلحت ہو۔ تو پھر حرام نہیں۔ بلکہ مستحب یا (بعض اوقات) واجب بھی ہو جاتی ہے۔ (تحفۃ الاحوذی)

كَمَنْ أَخْبَرَ الْإِمَامَ أَوْ مَنْ لَهُ وِلَايَةٌ بِسِيْرَةِ نَائِبِهِ مَثَلًا فَلَا مَنْعَ عَنْ ذٰلِكَ.

اسی طرح بادشاہ، حاکم نائب متولی کو ان کے عمل کی باتیں پہنچانی منع نہیں ہیں اور یہ کام غیبت نومہ میں داخل نہیں ہے۔ (تحفۃ الاحوذی)

اس تصریح سے معلوم ہوا۔ کہ قوم، ملک، اسلام اور مسلمانوں کی بہتری اور بہبودی کے لئے جاسوسی اور خبر رسانی بھی جائز ہے ۔۔۔ خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کے دن حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو خبریں معلوم کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ اور امام طبری ؒ نے لکھا ہے۔

وَكَانَتْ لِعُمَرَ الْعُيُوْنُ فِيْ كُلِّ جَيْشٍ.

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام لشکروں میں

(خبریں حاصل کرنے کیلئے، جاسوس چھوڑ رکھے تھے؛

الحاصل — دینی، شرعی، قومی، ملکی اور عام مسلمانوں کی بہتری بھلائی، خیر خواہی اور بہبودی کے مواقع پر غیبت کے جواز میں کوئی کلام نہیں ہے۔

ہاں وہ غیبت جو کسی کو صرف بدنام اور رسوا کرنے کی خاطر ہو — شغل کے طور پر لوگوں کی بدیاں اور برائیاں بیان کی جائیں۔ فتنہ و فساد برپا کرنے کے لیے لگائی بجھائی کریں۔ مسلمانوں کے عیب... بے مقصد بیان کر کے لڑائی جھگڑے کی بنیاد رکھیں۔ ان کو صرف حقیر اور ذلیل کرنے کے لیے سخن چینی کریں — بے شک یہ غیبت حرام، کبیرہ گناہ اور جہنم میں لے جانے والی ہے۔ ایسی چغل خوری کے کبھی نزدیک نہ جائیں۔ بلکہ جہاں تک ہو سکے۔ اسے روکنے کی کوشش کریں۔ غیبت حرام کے احکام تفصیل سے آپ پہلے پڑھ چکے ہیں۔ ایک مرتبہ پھر انہیں مطالعہ کریں۔ اور مسلمانوں کی بے مقصد پردہ دری اور عیب گوئی کی پاداش کے تصور سے لرز جائیں!

Marfat.com

ظلم کی تاریکیاں

خرابی زبید او بلبید جہاں
چو بستاں حشم زباد خزاں (سعدیؒ)

ظلم ضد عدل ہے۔ لغت میں ظلم کے معنی ہیں — وَضْعُ الشَّیْءِ فِی غَیْرِ مَحَلِّہٖ — کسی چیز کو اس کے غیر محل میں رکھنا" اس کا تجاوز کرنا حد محدود سے، واقع ہونا ساتھ زیادتی یا نقصان کے — بے جا — بے وقت — بے موقع — بے محل کسی امر کا پیش آنا - اور یہی مفہوم شریعت میں کار فرما ہے۔ کہ ظلم اس کام کو کہتے ہیں - جو محل شرعی اور وجہ شرعی سے تجاوز کرے - ظلم کے برعکس عدل کہتے ہیں۔ وَضْعُ الشَّیْءِ فِی مَحَلِّہٖ - چیز کو اس کے محل اور ٹھکانے پر رکھنا" اس کا واقع ہونا بغیر زیادتی یا نقصان کے!

ہر چیز اپنے اصل محل اور مقام پر پہنچ کر درست، مفید اور کار آمد ہوتی ہے۔ اور بے ٹھکانا ہو کر نقصان دہ بن جاتی ہے گھڑی کی حالت پر ہی غور کیجئے کہ اگر اس کے تمام پرزے اپنے اپنے محل پر ہوں گے - تو مشینری چلے گی - اور گھڑی صحیح وقت دے گی لیکن وہی پرزے اگر بے محل رکھ دیئے جائیں۔ تو مشینری بے کار — اور وقت ناپید ہو جائے گا۔ اسی مثال پر تمام امور کو قیاس کر لیجئے

Marfat.com

کہ عدل جہان میں ہر چیز کی صحت وسلامتی اور قیام وحیات کا باعث ہے۔ اور ظلم فساد و بگاڑ اور تباہی و بربادی کا موجب ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اسلام میں تمام اوامر کی بنیاد عدل پر ہے۔ اور سب نواہی ظلم بردوش ہیں۔ جس قدر عدل بڑھتا ہے۔ ظلم گھٹتا ہے اور ظلم کی زیادتی سے عدل میں کمی واقع ہوجاتی ہے۔ اسی لئے ظلم کا ارتکاب تو درکنار ــــ ظلم کی طرف رجحان و میلان کی بھی سخت ممانعت کردی گئی ہے۔ کہ اگر تم ظلم کی طرف جھکو گے بھی تو آتش دوزخ کے شعلے تمہیں آلیں گے۔ ارشاد خداوندی ہوتا ہے

وَلَا تَرْكَنُوْا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَاۗءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۔ (پ ۱۲ هود)

اور مت جھکو ان لوگوں کی طرف کہ ظلم کرتے ہیں۔ پھر آلگے گی۔ تم کو بھی آگ۔ اور نہیں ہے تمہارے لئے خدا کے سوا کوئی مددگار پھر (ظالموں کی طرف جھکنے کی صورت میں) تم مدد نہیں دیئے جاؤ گے۔"

اس آیت میں خدا تعالیٰ نے وَلَا تَرْكَنُوْا ــ کے حکم سے ظلم کی طرف رغبت، رجحان، خمیدگی اور میلان قطعاً حرام کر دیا ہے۔ رکون کے معنی ہیں ــ تھوڑا سا جھکاؤ کسی چیز کی طرف خفیف اور ہلکا سا رجوع۔ میلان اور رغبت کرنا۔

اس حکم الٰہی سے معلوم ہوا۔ کہ ظلم کا ــــ واضح اور پورے طور پر ساتھ دینا تو رہا ایک طرف ــ صرف ظالم کی طرف خمیدگی

رغبت اور جھکاؤ ہی عذاب کے لئے کافی ہے۔ اعاذنا اللہ منہ

پھر جن ظالموں کی طرف جھکنے اور راغب ہونے سے خدا نے متنبہ فرمایا ہے اور ڈرایا ہے۔ ان سے کون لوگ مراد ہیں؟ یہ ظاہر ہے کہ سب سے بڑا ظلم شرک ہے۔ جیسا کہ خود خدا نے فرمایا — اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ۔ کہ شرک بڑا ظلم ہے۔ کیونکہ مشرک عبادت کو جو صرف اللہ ہی کا حق ہے۔ اسے غیراللہ کے لئے ثابت کرتا ہے۔ بے ٹھکانے عبادت کرتا ہے۔ اللہ کا حق چھین کر غیراللہ کو دیتا ہے۔ خدا کی قولی — بدنی — مالی عبادت میں غیروں کو شریک کرتا ہے۔

پس قرآن اور حدیث میں جتنی اقسام بھی شرک کی بیان کی گئی ہیں۔ وہ سب کی سب ظلم ہیں۔ اور ان کی طرف رکون و میلان یا ان کی رفاقت وحمایت نکال و وبال سے خالی نہیں۔ ان تمام اقسام شرک کے مرتکب بڑے ظالم ہیں۔ اور ان ظالموں کیطرف خدا تعالیٰ نے رغبت کرنے کی ممانعت کردی ہے۔

پھر خدا تعالیٰ نے اپنی خواہش کو معبود بنانے سے بھی قرآن مجید میں منع کر دیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

اَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـہَہٗ ھَوٰہُ (پ ۱۹ فرقان ع ۴)

کیا دیکھا تو نے اس شخص کو کہ پکڑا اس نے معبود اپنا —

خواہش اپنی کو"

ھوا — یعنی خواہش کی معبودیت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام و فرامین کے خلاف

Marfat.com

خواہش کو پورا کرنا۔ قرآن وحدیث کے برعکس نفس کی ماننا۔ شریعت مطہرہ مقدسہ کے مقابلہ میں اپنے دل کے اشارہ پر سر تسلیم خم کر دینا۔ واضح رہے کہ یہ — نفس کی اطاعت بھی — وسط اور عدل کی ضد — ظلم ہے !!

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِهٖ - (بخاری شریف)

"تم میں کوئی بھی پورا، مومن نہیں ہو سکتا۔ یہاں تک کہ اس کی خواہش میری لائی ہوئی شریعت کے تابع ہو"

یعنے جب تک مومن (ایمان کا دعویدار) اپنی تمام خواہشات کو خدا اور رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کے احکام کے تابع نہ کرے۔ وہ ہرگز مومن نہیں بن سکتا۔

معلوم ہوا کہ کتاب سنت کے مقابلہ میں خواہش کی پیروی کرنے والا خواہش کا پجاری ہے۔ پھر خواہش کی پوجا کیا ظلم نہیں ہے؟ اس سے یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ صرف شرک اور کفر ہی ظلم نہیں ہیں۔ بلکہ خدا اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی ہر نافرمانی ظلم ہے۔

ظلم کے افعال

یاد رہے۔ کہ شریعت کے احکام دو قسم کے ہیں۔ امر اور نہی! امر وہ کام ہے جس کے کرنے کو کہا گیا ہو۔ پس تمام اوامر عدل ہیں۔ اور نہی اس کام کو کہتے ہیں۔ جس کے کرنے سے شریعت نے منع کیا ہے۔ پس

Marfat.com

تمام نواہی — خدا اور رسول ؐ کی نافرمانیاں — ظلم ہیں - چھپ
(ل) اقسام شرک — کفر — بدعت — فسق — فجور — بدی —
ریاکاری — جھوٹ — فریب — مکر — دھوکا — بددیانتی
— خیانت — جنبہ داری — حق تلفی — خویش نوازی —
ناجائز سفارش — رشوت ستانی — بدعہدی — بدمعاملگی
— جھوٹے مقدمے — باطل امانتیں — جعلی بیت المال -
— بے اصل دارالاسلام — کرایہ کی دارالامان — خانہ ساز
بوتیں — پیری مریدی کے پیشے — پیشہ ورانہ مسندیں —
قوم ملک اور حکومت کی غداری — ہاتھ اور زبان کی ہر قسم کی
ایذائیں — مسلمانوں کی بدخواہی — تجارت اور لین دین میں
دغابازی — مسائل اور فتاوی کی تحریف — سطور قرآنی کی
چلیپائی — تمام اوامر خداوندی سے عدم امتثال — اور نواہی الٰہی کا
ارتکاب ظلم ہے -

ارشاد خداوندی ہوتا ہے :-

فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ (پ ۱۲ ھود)

پس سیدھا رہ (اسلام کی راہ عدل پر) (اے پیغمبرؐ) جیسا تم کو حکم دیا گیا ہے - اور وہ لوگ بھی (عدل پر قائم رہیں) جو (شرک و کفر سے توبہ کرکے) تیرے ساتھ (ہوئے) ہیں - اور (خبردار) حد (اعتدال) سے نہ بڑھو - بیشک جو کچھ بھی تم کرتے ہو - خدا دیکھ رہا ہے "!

اس آیت کا مفہوم یہ ہے۔ کہ احکام خداوندی پر ٹھیک ٹھیک قائم رہو۔ جادۂ مستقیم پر پوری حزم و احتیاط سے چلو۔ اپنی تمدنی معیشتی۔ معاشرتی اور اخلاقی زندگی کتاب وسنت کے مطابق بسر کرو۔ کہ یہی ظلم سے بچنے کی راہ عدل ہے۔ اور کسی بھی غرض سے مشرکوں یا عام ظالموں کی طرف ہرگز نہ جھکو۔ کیونکہ ایسا کرنے سے وہ آگ جو ان کو گھیرے ہوئے ہے۔ تم کو بھی ضرور چھوئے گی!

غور کرنے کا مقام ہے۔ کہ ظالم کی طرف جھکنے پر تو فرمایا۔ فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ۔ کہ تم کو بھی آگ چھوئے گی" تو پھر ظالم کے کاموں پر خوش ہونا۔ اس سے تعاون کرنا۔ ملنا جلنا۔ اور اختلاط و ارتباط رکھنا۔ تو آگ میں پوری طرح داخل ہوتا ہے۔ یہ تو ظالموں کی طرف جھکنے یا ان کے ساتھ ہم نوالہ وہم پیالہ ہونے کی سزا ہے۔ اور جو خود ظالم ہوں توحید نا آشنا فنافی الشرک ہوں۔ اور جنہوں نے عام ظلم کے کاموں پر کمر باندھی ہوئی ہو۔ خدا کے باغی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے طاغی۔ اسلام سے متنفر اور شرعی احکام کے ٹالنے والے ہوں۔ انہیں اپنی فانی زندگی کے انجام پر کچھ تو سوچ بچار کرنا چاہیئے۔

مسلمان بھائیو اور بہنو! دو باتوں کا آپ کو اچھی طرح خیال رکھنا چاہیئے ایک یہ کہ جس شخص کو آپ کتاب وسنت کے معیار سے ظالم پائیں۔ خواہ وہ حکام سے ہو یا عوام سے۔ اس کے اعمال ظلم اور افعال تغلب سے ہرگز ہرگز اشتراک و تعاون نہ کریں۔ بلکہ پورے طور پر مجتنب اور بے زار رہیں۔ اور دوسری بات یہ کہ اپنے تمام اقوال و افعال کا جائزہ لیتے رہیں۔ ان پر کڑا احتساب

رکھیں۔ کہ روشنئے زندگی ظلم کی آلودگی سے پاک رہے۔

اب ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کچھ احادیث بیان کرتے ہیں۔ تاکہ سعید روحیں ان سے سبق حاصل کریں۔ اور دین و دنیا میں سرخرو ہوں۔

ظلم کی نتیجہ خیزیاں

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِیَّاکَ وَالظُّلْمَ فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ (مسند امام اعظم)

حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظلم سے بچو۔ کیونکہ قیامت کے روز ظلم تاریکیوں کا سبب ہوگا۔

ملاحظہ:۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ظالم نزع کے وقت سے لے کر تا عبور پل صراط انواع و اقسام کے ہموم و غموم، نوائب و مصائب اور ناکامیوں اور پریشانیوں کے اندھیروں کا شکار رہے گا۔ ملک الموت کی گرفت اور ہیبت اس کی روح پر یاس و قنوط کا عالم طاری کر دے گی منکرین کی پرسش پر اس کا مطلع جواب ناکامیوں کے سیاہ اور دبیز بادلوں سے گھر جائے گا۔ قبر کے عبور کی دور میں جور و تظلم خوفناک اژدہے بن کر تا صور اسرافیل ظالم کو ڈسیں گے۔ وہ بہتیرا چیخے چلائے گا۔ لیکن اس کی ہائے وائے لحد کی ظلم تاریکی میں گم ہو کر رہ جائے گی۔ جفاکار کے لئے عرصہ محشر خوف و خطر اور ناکامی کی شب یلدا ہوگی۔ اس کے تاریک نامہ اعمال سے ہنگامہ وزن کوئی بھی

Marfat.com

امید کی شعاع نہ پھوٹے گی - حد وان وجفا کی ظلمات پل صراط پر ظالموں کو گھیر لیں گی - اور ان کا ایک قدم اٹھانا خود کو جہنم میں گرانا ہوگا -

ناظرین کرام! جبکہ معلوم ہو گیا - کہ ظلم آخرت کی ظلمات ہیں - ہمیں اپنی زندگی پر غور کرنا اور اپنی حالت کا جائزہ لینا چاہیئے - کہیں ظلم کے مرتکب تو نہیں ہو رہے ہیں - حقوق اللہ کے ایضاع یا حقوق العباد کے اتلاف سے ہم اپنی عاقبت کو تاریک تو نہیں کر رہے ہیں

ظلم کی معاونت

عَنْ کَعْبِ ابْنِ عُجْرَۃَ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُعِیْذُکَ بِاللّٰہِ مِنْ اِمَارَۃِ السُّفَہَاءِ قُلْتُ وَمَا ذَالِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اُمَرَاءُ سَیَکُوْنُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ مَنْ دَخَلَ عَلَیْہِمْ فَصَدَّقَہُمْ بِکِذْبِہِمْ وَاَعَانَہُمْ عَلٰی ظُلْمِہِمْ فَلَیْسُوْا مِنِّیْ وَلَسْتُ مِنْہُمْ وَلَنْ یَرِدُوْا عَلَیَّ الْحَوْضَ ۔ (ترمذی)

کعب بن عجرہ رضی روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا - کہ میں احمقوں کی امارت (حکومت) سے تیرے لیے خدا کی پناہ مانگتا ہوں - میں نے کہا - اے خدا کے رسول! وہ حکومت کیسی ہوگی؟ آپ نے ارشاد فرمایا - میرے بعد ایسے امیر (حاکم) آئیں گے - (سنو!) کہ جو ان کے پاس جا کر ان کے جھوٹ کی تصدیق کریں گے - اور ان کے ظلم

Marfat.com

رہے گا ، یہ ان کی مدد کریں گے ۔ وہ مجھ سے نہ ہوں گے اور نہ میں ان سے ہوں گا ۔ (یعنی میرا ان سے کوئی تعلق واسطہ نہیں ، اور نہ ہی وہ میرے پاس حوض کوثر پر آسکیں گے !

ظالم حاکموں کا انجام

ظالم حاکموں کی ستم رانیوں ، اور جھوٹی کارروائیوں کی تصدیق کرنے اور ان کی ہاں میں ہاں ملانے والوں ۔ ظلم کے حامیوں سے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیزاری کا اظہار فرمایا ہے ۔ اور حوض کوثر سے محروم رہنے کا اعلامیہ سنا دیا ہے ۔ پھر جو ظلم کرنے والے حاکم ہیں ایک لمحہ کے لئے سوچیں ۔ کہ ان کی عاقبت کس قدر تاریک ، اور انجام کتنا بھیانک اور خوفناک ہوگا ۔ دراصل ان باتوں پر وہی شخص سوچتا اور غور کرتا ہے کہ جس کا آخرت پر ایمان ہو ۔ اور خدا کے سامنے جا کر حساب دینے پر یقین ہو !

ظالم کا معاون

عَنْ اَوْسِ ابْنِ شُرَحْبِیْلِ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

یَقُوْلُ مَنْ مَشٰی مَعَ ظَالِمٍ لِیُقَوِّیَہٗ وَ ھُوَ یَعْلَمُ اَنَّہٗ ظَالِمٌ فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ

(مشکوٰۃ)

حضرت اوس بن شرحبیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ۔ کہ جو شخص ظالم کے ساتھ چلتا ہے ۔

Marfat.com

(اس کی تائید کرتا ہے، تاکہ اسے تقویت دے۔
حالانکہ وہ جانتا ہے۔ کہ وہ ظالم ہے۔ تو (اس پر)
وہ دائرۂ اسلام سے نکل جاتا ہے"۔

لمحۂ فکریہ امورِ ظلم میں ظالم کا ساتھ دینے۔ اس کی ہاں میں ہاں ملانے — اس سے تعاون کرنے — اور اسے تقویت پہنچانے والا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے بموجب تو اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ اور خود ظالم کے حال کا اندازہ لگالیں کہ وہ اسلام کی شاہ راہ سے بھٹک کر کتنا دور ہو جائے گا۔ اس پر کس قدر غضبِ الٰہی نازل ہوگا!

ظلم کی اقسام کا سلسلہ بہت دراز ہے۔ اصولی طور پر ہم اوپر بتا آئے ہیں۔ کہ ظلم کی جولان گاہ کہاں سے کہاں تک ہے۔ اور ویسے کون نہیں جانتا۔ کہ ظلم کیا ہوتا ہے؟ توحید اور ایمان کی بصیرت موجود ہو۔ تو انصاف کی آنکھ کو ہر وقت اور ہر جگہ ظلم کی تاریکی نظر آجاتی ہے۔ بعض امورِ ظلم کو ہم یہاں بیان کرتے ہیں۔ تاکہ ناظرین کی معلومات میں اضافہ ہو۔ اور پھر وہ توفیقِ الٰہی سے عمل کی راہِ صواب پر گامزن ہونے کی سعی کریں!

بعض امورِ ظلم یاد رہے کہ غیر اللہ کو سجدہ کرنا ظلم ہے۔ کسی پیر کو کیا جائے یا کسی قبر کو۔ سجدہ کرنے والا بھی ظالم اور پیرِ مسجود بھی ظالم ہے۔ اسی طرح ساجدِ قبر بھی ستمگار اور قبروں پر سجدہ ریزیوں کے حامی بھی جفاکار ہیں۔

غیر اللہ کے نام کی نذر نیاز ماننا اور پورا کرنا ظلم ہے۔ اس

کی وجہ یہ ہے ۔ کہ نذر عبادت ہے ۔ اور آپ جانتے ہیں ۔ کہ عبادت اللہ کے سوا کسی کی بھی جائز نہیں ۔ نہ صرف جائز ہی نہیں ۔ بلکہ شرک ہے ۔ پس نذر نیاز بوجہ عبادت ہونے کے غیر اللہ کے لئے حرام اور شرک ہوئی ۔ اور شرک بڑا ظلم ہے !

حنفی مذہب کا فتویٰ

وَ اَعْلَمْ اَنَّ النَّذْرَ الَّذِیْ یَقَعُ لِلْاَمْوَاتِ مِنْ اَکْثَرِ الْعَوَامِ وَمَا یُؤْخَذُ مِنَ الدَّرَاهِمِ وَالشَّمْعِ وَالزَّیْتِ وَ نَحْوِهَا اِلٰی ضَرَائِحِ الْاَوْلِیَاءِ الْکِرَامِ تَقَرُّبًا اِلَیْهِمْ فَهُوَ بِالْاِجْمَاعِ بَاطِلٌ وَّحَرَامٌ ۔ (رد المختار مصری جلد ثانی)

گوش ہوش سے سنو ! کہ عام لوگ جو مردوں کی نذر نیاز سے اور اولیائے کرام کا قرب ، اور خوشی ، چاہنے کے لئے ان کے مزاروں پر روپیہ ، پیسہ اور تیل (جلانے کے لئے) چڑھاتے ہیں ۔ حنفی مذہب کے تمام علماء کے نزدیک ایسی نذر نیاز حرام اور باطل ہے " (رد المختار مصری جلد ثانی)

نذر لغیر اللہ کیوں باطل ہے

لِوُجُوْهٍ مِنْهَا اِنَّهُ نَذْرٌ لِلْمَخْلُوْقِ وَ النَّذْرُ لِلْمَخْلُوْقِ لَا یَجُوْزُ لِاَنَّهُ عِبَادَةٌ وَالْعِبَادَةُ لَا یَکُوْنُ لِمَخْلُوْقٍ وَ مِنْهَا اَنَّ الْمَنْذُوْرَ لَهُ مَیِّتٌ وَالْمَیِّتُ لَا یَمْلِکُ وَ مِنْهَا اَنَّهُ ظَنَّ اَنَّ الْمَیِّتَ یَتَصَرَّفُ فِی الْاُمُوْرِ دُوْنَ اللّٰهِ تَعَالٰی

وَاِعْتِقَادُهٗ ذٰلِكَ كُفْرٌ۔ (ردالمختار مصری جلد ثانی)
نذر بغیر اللہ کے حرام ہونے کی ایک وجہ یہ ہے۔ کہ یہ نذر مخلوق کے لئے مانی جاتی) ہے۔ اور مخلوق کے لئے نذر نیاز جائز نہیں۔ اس لئے کہ نذر عبادت ہے۔ اور عبادت مخلوق کے لئے نہیں ہو سکتی۔ اور دوسری وجہ یہ ہے۔ کہ جس کے لئے نذر کی جاتی ہے۔ وہ میت ہے اور میت کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتی۔ تیسری وجہ یہ ہے۔ کہ نذر ماننے والا یہ سمجھتا ہے۔ کہ اللہ سے ورے یہ مزار والا نفع یا نقصان پہنچا سکتا ہے۔ (خبردار!) یہ اعتقاد کھلم کھلا کفر ہے۔ (ردالمختار)

ایمان افروز فتوی

اَمَّا لَوْ نَذَرَ زَیْتًا لِاِیْقَادِ قِنْدِیْلٍ فَوْقَ ضَرِیْحِ الشَّیْخِ اَوْفِی الْمَنَارَةِ كَمَا یَفْعَلُ النِّسَاءُ مِنْ نَذْرِ الزَّیْتِ لِسَیِّدِیْ عَبْدِ الْقَادِرِ وَ یُوْقَدُ فِی الْمَنَارَةِ جِهَةَ الْمَشْرِقِ فَهُوَ بَاطِلٌ۔

(ردالمختار مصری جلد ثانی)

لوگ جو نذر نیاز کا تیل کسی بزرگ کے مزار پر چڑھاتے ہیں۔ جس طرح حضرت شیخ عبدالقادرؒ کے مزار پر تیل جلانے کے لئے عورتیں نذر مانتی ہیں۔ اور وہ (تیل) چراغ (میں) شرقی مینار پر جلایا جاتا ہے۔

یہ نذر نیاز باطل اور حرام ہے۔"

حُرْمَةِ النَّذْرِ لِلْمَخْلُوْقِ وَلَا یَنْعَقِدُ وَ لَا یَشْتَغِلُ الذِّمَّةُ بِہٖ وَلِاَنَّہٗ حَرَامٌ بَلْ سُحْتٌ۔

(رد المحتار مصری جلد ثانی)

تمام امت کا اس بات پہ اجماع ہے۔ کہ خدا کے سوا اوروں کے نام نذر نیاز ماننا حرام ہے۔ ایسی نذر منعقد ہی نہیں ہوتی۔ اس لئے اس کا پورا کرنا لازم نہیں آتا۔ بلکہ حرام اور ضرور حرام ہے!

بحر الرائق کا فتویٰ

اَلْاِجْمَاعُ عَلٰی حُرْمَةِ النَّذْرِ لِلْمَخْلُوْقِ۔ (بحر الرائق)

تمام امت کا اجماع ہے۔ کہ خدا کے سوا مخلوق میں سے کسی کی بھی نذر ماننی حرام ہے۔"

مولانا عبد الحیؒ کا فتویٰ

وَالنَّذْرُ لِغَیْرِ اللّٰہِ حَرَامٌ وَ یَحْرُمُ الْمَنْذُوْرُ لِغَیْرِ اللّٰہِ۔ (مجموعہ فتاوی عبد الحیؒ)

اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو نذر نیاز ماننی حرام ہے اور (یاد رہے کہ) جو چیز غیر اللہ کے نام پر نذر کی جائے وہ بھی حرام ہو جاتی ہے۔"

قرآن و حدیث کے سوا ہم نے حنفی مذہب کی چوٹی کی کتابوں سے نذر لغیر اللہ کو حرام اور باطل ثابت کیا ہے۔ تاکہ برادرانِ احناف اور دوسرے محقق حضرات ازراہ انصاف غور فرمائیں

کہ جس نذر نیاز لغیر اللہ کو متونِ فقہ میں حرام لکھا ہے۔ جس کے باطل ہونے پر تمام علمائے احناف اور ساری امت کا اجماع ہے۔ وہی باطل نذر نیاز غیر اللہ کے نام دی جاتی ہے۔ بزرگانِ دین اور اولیاء اللہ کے مزاروں پر مصیبتوں سے نجات اور حاجتوں کے پورا ہونے پر نذریں نیازیں مانی جاتی ہیں۔ اور پھر جب بحکم اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۔ مصائب کی شب تار میں رحمت یزداں کا سپیدۂ سحر نمودار ہوتا ہے۔ تو ان نذروں نیازوں کو تربتوں اور مزاروں پر ۔ تیل چڑھانے، چراغ جلانے، دیگ پکانے، بکرا دینے، روپیہ پیسہ، آٹا، دانہ، دودھ، انڈہ، مرغی ۔ کی صورت میں پورا کرتے ہیں۔ ہزاروں لاکھوں روپیہ نذر لغیر اللہ کی شکل میں مزاروں پر چڑھایا جاتا ہے۔ اور عرسوں کے دنوں میں تو بزرگوں کی تربتوں پر ایسی نذر نیاز کا اتنا زور ہوتا ہے۔ کہ اموال و ارزاق کا شمار و احصا مشکل ہو جاتا ہے۔ تعصب اور ضد کے بت کو توڑ کر ایمانداری سے بتائیں۔ کہ یہ لاکھوں کروڑوں روپیہ اور بے شمار رزق ۔ جو مزاروں پر چڑھاوا چڑھایا جاتا ہے ۔ غیر اللہ کی نذر مان کر اسے پورا کیا جاتا ہے۔ کیا فقہ کی متذکرہ صدر کتب کے فتاوی کے رو سے غیر اللہ کی عبادت نہیں ہے؟ غیر اللہ کی عبادت ہو کر شرک[1] نہیں ہے؟

---

[1] حضرت ابن مسعود رض روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ جب یہ آیت اتری اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ ۔ (نجات پانے والے وہ لوگ ہیں، جو ایمان لائے۔ اور پھر نہ ملایا انہوں نے ظلم کو اپنے ایمان میں) یہ بات صحابہؓ پر بہت گراں گزری (انہوں نے خیال کیا۔ کہ ہم معصوم تو ہیں نہیں۔ کہ گناہ سے پاک ہوں

اور شرک کو قرآن نے ظلم عظیم کہا ہے - اور پھر اس مشرکیہ فعل کے سبب
ان تمام اشیاء کا چڑھاوا باطل اور مولانا عبدالحی حنفی رح کے فتویٰ کی —
رعایت سے ان کا کھانا حرام ہوا - خوب یاد رکھیں کہ بھولے بھالے مسلمانوں
کو جن نام نہاد حنفی — بدعتی ملانوں — نیاز خور پیروں — اور
گور پرست مجاوروں نے حاجت براریوں اور مشکل کشائیوں کا

(صـ ۲۹۲ سے آگے، پھر کس طرح ایمان گناہ کے ظلم سے آلودہ نہ ہوگا؟) حضور کی خدمت میں عرض کیا - ہم میں کون سا ایسا ہے - جس نے اپنے نفس پر ظلم نہیں کیا ہے؟ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا . لَیْسَ ذٰلِکَ - نہیں ہے یہ (یعنی ظلم سے مراد جو تم نے گناہ سمجھا ہے یہ مطلب نہیں . مَا اِنَّمَا هُوَ الشِّرْكُ اَلَمْ تَسْمَعُوْا قَوْلَ لُقْمَانَ لِابْنِهٖ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ . بلکہ (یہاں) ظلم سے مراد شرک ہے . کیا تم نے لقمان کا قول نہیں سنا کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو کہا تھا - پیارے بیٹے! (خبردار!) اللہ کے ساتھ (اس کی قولی، بدنی اور مالی عبادت میں، کبھی شرک نہ کرنا - کیونکہ شرک یقیناً بہت بڑا ظلم ہے" (بخاری و مسلم) - اس حدیث نبوی سے ثابت ہوا . کہ شرک کے برابر کوئی ظلم نہیں ہے - تمام اقسام کے ظلم شرک سے کم تر ہیں - پس جہاں آپ دوسرے تمام ظلموں سے بچیں وہاں ظلم شرک کے تصور سے کانپ اٹھیں - رحمت عالم کا ایک اور ارشاد سنیئے - حضرت عائشہ رضی روایت کرتی ہیں - کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - اَلدَّوَاوِيْنُ ثَلٰثَةٌ نامہ اعمال تین طرح کے ہیں - دِيْوَانٌ لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ الْاِشْرَاكَ بِاللّٰهِ - ایک وہ نامہ اعمال ہے کہ خدا اس کو ہرگز نہیں بخشتا . کیونکہ اس میں اللہ کے ساتھ غیر اللہ کو شریک کیا ہے (یعنی جس نامہ اعمال میں شرکیہ افعال و اقوال ہوں گے - خدا اس دیوان کو ہرگز نہیں بخشے گا - حضور نے فرمایا (پڑھو آیت اِنَّ اللّٰهَ لَا

(صـ ۲۹۴ پر)

Marfat.com

چھالسادے کرے مزاروں پر منت ماننا بتایا ہے۔ لکشمی دیوی کو رام کرنے کے لئے قبروں پر نیازیں ماننا سکھایا ہے ۔ یہ لوگ غیر اللہ کی عبادت کا سبق پڑھانے والے بہت بڑے ظالم ہیں۔ مسلمانوں کو متنبہ کرتے ہوئے قرآن ایسے ہی لوگوں کے متعلق فتویٰ دیتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۗ (پ ۱۰ ع ۱۱)

"اے ایمان والو! (سنو!) تحقیق بہت عالموں میں سے، اور فقیروں میں سے البتہ کھاجاتے ہیں مال لوگوں کے ساتھ جھوٹ کے اور روکتے ہیں (لوگوں کو) راہ خدا سے۔"

یعنی ــ علمائے سوء اور دینادی مشائخ لوگوں کو گھریلو مسئلے اور خانہ ساز فتوے بتا بتا کر ان کے مال ناحق طور سے ہتھیاتے ہیں قبروں کے عرس رچاتے مزاروں کے چڑھاوے اور نذریں نیازیں کھاتے

(صفحہ ۲۹۳ سے آگے) يُغْفَرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ۔ خدا ہرگز شرک کو نہیں بخشتا۔ دوسرا نامہ اعمال ہے۔ کہ خدا اسے ہرگز نہیں چھوڑے گا۔ اور وہ ظلم ہے بندوں کا آپس میں خدا قصاص دلائے گا۔ تیسرا نامہ اعمال ہے کہ خدا اس کی پرواہ نہیں کرتا چاہے اس کے موافق کرے چاہے نہ کرے) اور وہ ظلم ہے بندوں کا اپنے درمیان اور خدا کے درمیان فَذَالِكَ إِلَى اللَّهِ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ تَجَاوَزَ عَنْهُ۔ یہ دیوان حقوق اللہ کے قصور کا اللہ کے سپرد ہے۔ اگر چاہے عذاب کرے بندہ کو اور اگر چاہے درگزر کرے اس سے اور معاف کرے۔ (مشکوٰۃ باب الظلم)

Marfat.com

جلب زر کے لیئے قبر پرستی اور پیر پرستی کے جال بچھاتے اور کئی قسم کی بدعیہ رسموں پر شرع کا لیبل لگا کر مال کماتے ہیں۔ یہ ہے یہودیوں کی روش اور اس پر چلنے والے ہمارے بعض علما و مشائخ کے لچھن ۔ جن کے متعلق قرآن کہتا ہے " مسلمانو! (ہوشیار رہو!) کہ بہت سے عالم اور درویش لوگوں کے مال ناحق طریق سے ڈکارتے ہیں۔ پھر جب لوگ اندھے مقلد بن کر بلا دلیل ان کا کہنا مان کر شرک اور بدعت کی راہوں پر چل کر انہیں مال کھلاتے ہیں۔ تو نتیجہ کے طور پر خدا کی راہ ۔ صراطِ مستقیم سے باز رہتے ہیں۔ اس کو کہتے ہیں نیکی برباد گناہ لازم۔ یعنی جو کام انہوں نے نیکی سمجھ کر کیا تھا چونکہ عنداللہ اشراک واحداث ہے۔ اس لیئے برباد ہو کر گناہ بے۔ منتج ہوا۔ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ گویا عباد الدینار لوگوں کا مال بھی جل دے کر کھا گئے۔ اور انہیں راہ خدا سے بھی روک گئے۔ اخلاقیات میں یہ کتنی فرومایہ حرکت اور کس قدر بڑا ظلم ہے! بے شک خدا کی مخلوق پر بے شمار قسم کے ظلم ہو سکتے ہیں۔ جو سب کے سب حرام ہیں۔ لیکن اللہ کے دین پر ظلم کرنا اپنی جگہ ۔ خاص نوعیت کا ظلم ہے۔ یہ دین کی مظلومیت عرصۂ محشر میں ستم گاران ملت کا منہ عجب طور سے کالا کرے گی۔ قرآن پر ظلم ۔ احادیث پر جفا ۔ ستم بر سنن ۔ استغفر اللہ!

ع   زباں ہنکر شہیدوں کا لہو اک دن پکاریگا

حضرت الرسول نے فرمایا۔ اِيَّاكَ وَدَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ ۔ مظلوم کی بد دعا سے بچو۔ فَاِنَّمَا يَسْئَلُ اللّٰهَ حَقَّهٗ ۔ کہ وہ خدا سے

Marfat.com

اپنا حق مانگے گا۔ وَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَمْنَعُ ذَا حَقٍّ حَقَّهٗ ـــ اور خدا کسی حقدار کا حق نہیں روکتا (مشکوٰۃ)

غور کریں۔ کہ جب آیات قرآنی اور احادیث مصطفائی ﷺ کی غلط بیانیوں کی ستم کشتی داور محشر سے اپنا حق مانگے گی عدالت خداوندی میں "دلق" و "عمامہ" پر استغاثہ کرے گی۔ تو "عقابوں" کے نشیمن پر براجمان ہونے والے "زاغ" و "زغن" کیا جواب دیں گے؟

ترسم کہ صرفہ نبرد روز باز خواست
"نان حلال" شیخ ز "آب حرام" ما

ظلم نہ کرو

حضرت ابوذر رضی روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ ـــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے (حدیث قدسی ہے) اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کیا ہے۔ اور تمہارے لئے بھی ظلم کو حرام بنایا ہے۔ فَلَا تَظَالَمُوْا۔ پھر تم آپس میں ایک دوسرے پر کسی قسم کا ظلم نہ کرو۔"

(صحیح مسلم)

حشر میں ظالموں کا حال

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ فِيْنَا قَالُوْا الْمُفْلِسُ فِيْنَا مَنْ لَّا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِيْ مَنْ يَّأْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلٰوةٍ وَّصِيَامٍ وَّزَكٰوةٍ وَّيَأْتِيْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَ

Marfat.com

أَكَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَيُعْطٰى هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْضٰى مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ (رواہ مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم کو معلوم ہے کہ مفلس کسے کہتے ہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ (حضور!) ہم میں مفلس وہ ہے۔ کہ جو روپیہ، پیسہ اور سامان نہ رکھتا ہو۔ آپ نے فرمایا (سنو) میری امت میں مفلس وہ ہے جس کے پاس قیامت کے روز نماز، روزے اور زکوٰۃ (کے نیک اعمال کا) کافی ذخیرہ ہوگا۔ لیکن اس نے (دنیا میں) کسی کو گالی دی ہوگی۔ کسی پر تہمت لگائی ہوگی۔ کسی کا مال کھایا ہوگا۔ کسی کا خون بہایا ہوگا۔ کسی کو مارا ہوگا۔ پھر اس کی (نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، صدقات، خیرات کی) نیکیوں میں سے کچھ کسی مظلوم کو دیدی جائیں گی۔ کچھ کسی مظلوم کو۔ اگر اس کی نیکیاں اس کی ذمہ داریوں کے اختتام سے پہلے ختم ہوگئیں۔ تو مظلوموں کے گناہ اس پر لاد دیئے جائیں گے۔ تو پھر اس نمازی، روزہ دار حاجی، زکوٰتی، خیرات کنندہ، کو جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔"

ثہ

ستم سے باز آ ظالم

اس حدیث سے تو آپ کو معلوم ہو گیا۔ کہ کوئی شخص خواہ کتنا ہی نیک کیوں نہ ہو۔ نماز پڑھنے، روزہ رکھنے، حج کرنے، زکوٰۃ دینے والا ہو۔ تہجد گزار اور تقوٰی شعار ہو۔ اگر دنیا میں اس نے بندوں کے حق مارے ہوں گے۔ ہاتھ اور زبان سے لوگوں کو ایذائیں دی ہوں گی۔ بلا وجہ عوام کو ستایا ہوگا۔ دکھ دیا ہوگا۔ ان پر ظلم توڑے ہوں گے۔ چغلی غیبت، بہتان، خیانت، جھوٹی شہادت، سب وشتم، ایذ رسانی اور بدخواہی کا مرتکب ہوا ہوگا۔ تو اس کی دین داری پرہیزگاری اور حسنات وخیرات کے انبار عرصہ محشر میں اسکے مظلوموں اور دادخواہوں میں حصہ رسدی بانٹ دیئے جائیں۔ اور وہ کنگال دیوالیہ ہو جائے گا۔

مسلمان بھائیو! اور بہنو! اللہ کے حقوق پورے کرتے ہوئے خلق اللہ کے حقوق کی رعایت اور نگہداشت بھی لازمی جانو۔ خبردار کسی پر ظلم وستم اور جور وجفا روا نہ رکھو!

امانت کی ذمہ داریاں

آسماں بار امانت نتوانست کشید
قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند

امانت کے معنی — تحویل، تفویض، حوالگی اور سپردگی کے ہیں۔ کسی چیز کے سونپنے عہدہ کے نام اور دیانت داری کو کہتے ہیں۔ یوں سمجھیئے۔ کہ امانت ایک قسم کا قرض ہے۔ جس کے بار گراں سے سبکدوش ہونا ایمان کے تقاضوں سے ہے۔ بر بنائے مذہب اور اخلاق اس مال مستعار کو لوٹانا — ادھار کو چکانا اور لین دین کا حساب بیباق کرنا ازبس لابدی ہے۔ جو شخص سپردگی کے پھیرنے — امانت کے لوٹانے سے انکار و ایار یا کسر و کوتاہی کرتا ہے۔ وہ یقیناً جرم خیانت کا مرتکب ہوتا ہے۔ اور وہ اس کی پاداش میں دنیا کی ذلت کے علاوہ داور محشر کے حضور بھی ماخوذ ہوگا۔ اسی لئے تنبیہ کے طور پر قرآن مجید میں ادائے امانت سے متعلق ارشادِ خداوندی ہوتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ط اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ○ (پ۵ ع ۵)

بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے۔ کہ امانتیں

Marfat.com

اہل امانت کو پہنچا دو - اور جب (بھی) حکم کرو تم لوگوں کے درمیان (جھگڑوں اور قضیوں میں) تو پورے انصاف سے حکم (فیصلہ) کرو- خدا تعالیٰ تمہیں اچھی بات کی نصیحت کرتا ہے - لاریب خدا تعالیٰ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

امانت کی وسعتیں

بعض لوگ امانت کو نقدی اور زیور تک ہی محدود سمجھتے ہیں - لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ حوالگی مال سے متعدی ہو کر سیم و زر کی قید سے نکل کر حدود فراموش پہنائیوں اور وسعتوں میں سمائی ہوئی ہے - امانت کا اطلاق اپنے عالمگیر مفہوم کے لحاظ سے انسان کے عدل و انصاف، صداقت و دیانت اور سکون و مساوات کی شاہراہیں کھولتا ہے - اور سارے جہان میں استحقاق نوازی کا لازوال توازن قائم کر کے ـــــ ناجائز سفارش، رشوت ستانی، حق تلفی، اقربا نوازی، کام چوری، جانبداری، ظلم و عدوان اور بدتمدنی - معیشتی، معاشرتی، اقتصادی اور اخلاقی زندگی کی حق تلفیوں کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکتا ہے - سن لیں کہ امانت ایک بار ہے - بارگراں ہے - کہ جسے سوائے انسان کے کوئی نہ اٹھا سکا - قرآن کہتا ہے :-

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ ۖ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا (پ ۲۲)

بے شک ہم نے امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا - (کہ اس کی ذمہ داریوں کے

Marfat.com

ساتھ اسے اٹھاؤ، پھر انہوں نے اٹھانے سے انکار کر دیا۔ اور اس کی ذمہ داریوں کے بوجھ سے، ڈر گئے۔ اور پھر اس کو انسان نے اٹھا لیا۔ بیشک وہ اپنی جان پر، ستم کرنے والا انجان ہے۔

توحید کی امانت کو اس کی پوری ذمہ داریوں کے ساتھ اٹھانے سے آسمان، زمین اور پہاڑ کانپ اٹھے۔ اور لرزتے ہوئے اپنی کم ہمتی، کمزوری اور بے بضاعتی کی وجہ سے پہلو تہی کر گئے۔ لیکن حضرت انسان نے اپنے ضعیف کندھوں پر ساتوں آسمانوں کو چکنا چور کر دینے والے بوجھ کو اٹھا لیا۔ پہاڑوں کو ٹکڑے ٹکڑے اور زمین کا طبق الٹ دینے والی امانت کا — قرعہ فال — دیوانے انسان کے نام پڑ گیا ہے

میں گرچہ ناتواں ہوں لیکن بار کائنات
میرے سوا کسی سے اٹھایا نہ جائے گا

امانت کی جلوہ فرمائی یہ امانت کبھی توراۃ کی صورت میں اتری۔ کبھی زبور کی شکل میں نازل ہوئی کبھی انجیل کے نام سے جلوہ فرما ہوئی۔ اور آسمانی صحیفوں کی حالتوں میں بھی بنی نوع انسان سے اپنے تقاضے پورے کراتی رہی۔ حتیٰ کہ تمام آسمانی کتابوں اور صحیفوں کا نچوڑ — ایک لاکھ کئی ہزار پیغمبروں کی تبلیغ و تعلیم کا لب لباب اپنے جلو میں لئے ہوئے قرآن مجید کے نام سے ضو فشاں ہوئی۔ پھر جو شخص قرآن پر ایمان لے آیا۔ جس نے اسے الہامی اور آسمانی کتاب مان لیا۔ یقیناً اس نے خدا

Marfat.com

کی امانت لے بار قرآن کو اٹھا لیا۔ اور تمام قرآن کی چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیات پر عمل کرنے کی صورت میں امانت کو پورا کرنے کا خدا تعالیٰ عہد و پیمان باندھ لیا۔ جس کا ایفاء اخلاقی طور پر روح کی زندگی نقض، موت ہے!

ایمان بالقرآن کا مطلب

قرآن پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے۔ کہ اے میرے پروردگار میں قرآن پاک کو اس کی ذمہ داریوں کے ساتھ اٹھاتا ہوں۔ اس کے تمام احکام کی امانتوں کو پوری دیانت داری سے عملاً ادا کر دوں گا۔ تیس پاروں کے اندر جتنے اوامر اور نواہی ہیں ــ یہ سب تیری امانتیں ہیں۔ میں ان تمام امانتوں کو امتثال واجتناب کا لباس پہنا کر تیری بارگاہ قدس میں پیش کروں گا ــ ہر امر کو بجا لاؤں گا۔ اور ہر نہی سے مجتنب رہوں گا۔

قارئین کرام کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ قرآن مبین کے تمام احکام اور جناب خاتم النبیین رحمت للعالمین حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے سارے اقوال و افعال خدائے لایزال کی امانتیں ہیں۔ جو امت پر واجب العمل ہیں۔ ان پر خلوص و ایمان سے عمل کرنا۔ ان کا پورا کرنا ہے۔ جو مسلمان جس قدر قرآن اور خدا کے رسول کا نافرمان ہے۔ وہ اتنا ہی خدا کی امانتوں میں خیانت کرنے والا ہے اور ادائے امانات کے عہد کو توڑ کر نفاق کی راہ پر گامزن ہے!

گلہائے امانت کا تنوع

سب سے بڑی امانت توحید کی ہے۔ باقی تمام شرعی احکام و امانتیں، توحید

امانت کے ماتحت ہیں۔ توحید و رسالت کے اقرار کے بعد — نماز امانت ہے۔ روزہ، زکوٰۃ اور حج امانتیں ہیں۔ جو نماز نہیں پڑھتا روزہ نہیں رکھتا۔ صاحب نصاب ہو کر زکوٰۃ نہیں دیتا۔ اور مالدار ہو کر حج نہیں کرتا۔ وہ یقیناً بہت بڑا خائن ہے۔ اللہ کے دین کا چور ہے۔ قیامت کے روز بدترین خائنوں میں شمار ہو کر کیفر کردار کو پہنچایا جائیگا۔

علماء اور مشائخ کی خیانت

علماء اور مشائخ کے پاس اللہ کا دین امانت ہے۔ اگر انہوں نے دین کو ایمانداری سے صحیح صحیح لوگوں تک پہنچا دیا۔ قرآن اور حدیث کو سچ سچ سنایا۔ اور ہر قیمت پر کتاب و سنت کی روح مسلمانوں کے ایمان میں جان ڈالی۔ بلاخوف لومۃ لائم۔ اعلائے کلمۃ اللہ کا شرف حاصل کیا۔ تو بہشت کا دروازہ سب سے پہلے ان امینوں کے لئے کھلے گا۔ اور اگر اماموں، خطیبوں، واعظوں، عالموں، مفتیوں، پیروں، درویشوں، صوفیوں اور گدی نشینوں نے قرآن و حدیث کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنالیا۔ آیتوں اور حدیثوں کو موڑ توڑ کر اپنی مرضی کے مطابق بیان کرنے لگ گئے۔ روٹی کمانے کے لئے نئے نئے مسئلے گھڑ کر دین میں داخل کر دیئے۔ آیت اور حدیث کو نفسانی خواہش کے مطابق بنا کر سنانے لگے۔ جلب زر کی قربان گاہ پر مطالب قرآنی کو بھینٹ چڑھا دیا۔ اور روٹیوں کے عوض احادیث خیر البشر کو بیچ ڈالا۔ فرقہ بندیوں اور گروہ سازیوں کے لئے اسلام کو استعمال کیا۔ قرآن و حدیث کے معارض — اقوال

Marfat.com

رجال کی طرف لوگوں کو بلایا۔ افعال محدثہ کو کار ثواب بتا کر عوام سے ارزاق و اموال ہتھیاتے۔ یاد رہے کہ دوزخ میں سب سے پہلے یہی خائن جھونکے جائیں گے۔

حکومت خدا کی امانت ہے

حکومت خدا تعالیٰ کی عظیم الشان امانت ہے۔ حکومت کا ہر عہدہ امانت ہے۔ حکومت کے بے شمار محکمے اور ان میں کام کرنیوالے لاکھوں سرکاری ملازموں کے فرائض بھی اللہ کی امانتیں ہیں۔ اگر یہ سب لوگ عدل و انصاف، تندہی، راستی اور ایمان داری سے کام کریں گے۔ تو وہ خدا تعالیٰ کی امانتوں کو پورا کر کے بے حد اجر کے مستحق ہوں گے۔ اور اگر کام چوری، سستی، کاہلی، جانب داری، رشوت ستانی اور ظلم وغیرہ ان سے کام لیں گے۔ تو خدا کی امانت کو برباد کر کے خیانت کرنے والے قرار پائیں گے۔ گورنر جنرل سے لے کر ایک ادنیٰ چپڑاسی تک اپنے فرائض کو ایمانداری اور جفاکشی سے پورا کرنے والے خدا کے نزدیک بڑے امین ہیں۔ اور بے ایمانی اور کام چوری سے اپنے فرائض کو ذبح کرنے والے خدائے جبار کی نظر میں بڑے خائن اور نقب زن ہیں۔

اعضائے انسانی امانتیں ہیں

انسان کی آنکھیں، کان، زبان ہاتھ اور پاؤں ــــ اس کی صحت اور تندرستی یہ سب چیزیں خدا کی امانتیں ہیں۔ اگر یہ سب اعضاء خدا کے حکم کے مطابق کام کریں۔ تو عہد امانت کا ایفاء ہے۔ اور اگر یہی اعضا خدا کی نافرمانی کریں۔ ان کے افعال اور حرکات ــــ حدود

شریعت سے متجاوز ہوں۔ تو پھر یہ اعضاء قیامت کے دن خیانت کے جرم میں خود ہوں گے۔

حقوق العباد کی امانتیں ماں باپ کے اولاد پر، اولاد کے والدین پر، زوجین کے آپس ہیں، ہمسایوں کے ایک دوسرے پر، دوستوں، یاروں، غمگساروں، بھائیوں، بہنوں سہیلیوں استادوں، شاگردوں، رشتہ داروں، عام مسلمانوں اور راعی و رعایا، کے آپس میں شریعت کے بتائے ہوئے حقوق اللہ تعالیٰ کی امانتیں ہیں۔ جو کوئی اپنے اپنے ذمہ کے حقوق پورے کرے گا۔ وہ امین اور خدا کی جناب میں سرخرو ہے۔ اور جو کوئی حقوق کا فرض ادا نہ کرے گا۔ وہ عند اللہ خائن قرار پائے گا — کیونکہ اس نے حق تلفی کی ہے۔ خواہ باپ ہو یا بیٹا، حاکم ہو یا رعایا، استاد ہو یا تلمیذ — پیر ہو یا مرید — ایک دوسرے کی حق تلفی کرنے والے داور محشر کے سامنے ضرور ضرور پوچھے جائیں گے۔ کہ حق تلفی امانت میں خیانت ہے۔

حق سنانے — حق سننے والے — سچ بولنے — پورا تولنے — صحیح ناپنے — لین دین کے کھرے — زبان کے پکے — وعدہ کے پابند — اپنے پیشوں اور روزگاروں کے سندر — حق گو — راست باز — حقوق العباد کے عامل — خدا کے ہاں امانت دار اور فائز المرام ہیں!

فریضہ کسب حلال

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی !!

اسلام نے فرائض پنجگانہ کے بعد جس چیز پر زور دیا ہے وہ کسب حلال کی طلب ہے۔ کہ مسلمان حلال کی روزی کما کر اپنے اور اپنے اہل و عیال کے کھانے پینے اور دیگر ضروریات زندگی کے مصرف میں لائے۔ اور کسب حلال کی طلب اس لئے ضروری ہے۔ کہ جب تک رزق حلال اور طیب کھانا پیٹ میں نہ جائے۔ خدا تعالےٰ عبادت قبول نہیں کرتا۔ قوتِ حرام سے روح و نفس کثیف اور مکدر ہو جاتے ہیں۔ اعضاء اور جوارح کو صالح اعمال اور نیک خیال کی توفیق نہیں ملتی۔ ناپاک خون کی تولید ـــ مردہ دلی فاسد خیالات، اور گندی ذہنیت پر منتج ہوتی ہے۔ اور پھر انسان کا خدا کے ساتھ کسی طرح بھی رشتہ محبت و ولایت قائم نہیں ہو سکتا جا نکہ دنیا میں اس کی تخلیق کی علت ـ، قرب الٰہی کا پانا اور عبادتِ خداوندی میں زندگی گزارنا ہے۔

زمانۂ حمل میں رزقِ حلال

نیک عورتیں اگر زمانۂ حمل میں پاک اور رزقِ حلال کھائیں۔ نماز اور قرآن پڑھیں اپنے خیالات کو پاک رکھیں۔ اچھے لٹریچر اور اسلامی ادب کا مطالعہ کریں۔ اور ایام رضاعت میں اپنے بچوں کو حلال کی روزی سے پیدا شدہ دودھ پلائیں تو ایسے بچے نہایت نیک، خوددار، غیور، بہادر، اور حق پرست ہوں گے۔ کیوں کہ خوراک کا اثر طبیعت، مزاج، کردار، اخلاق، سیرت اور جذبات و خیالات پر ضرور ہوتا ہے۔

ایامِ رضاعت میں صالح دودھ

ظالم فرعون نے حکم دے رکھا تھا۔ کہ جو بچہ بنی اسرائیل کے گھر پیدا ہو اُسے فی الفور ذبح کر دیا جائے۔ اس کے حکم سے بیشمار بچے پیدا ہوتے ہی مارے

Marfat.com

گئے۔ اس دوران میں حضرت موسےٰ علیہ السلام نے بھی جہانِ آب و گل میں نزولِ اجلال فرمایا۔ ان کی والدہ نے خدا کے حکم سے پیدا ہوتے ہی انہیں صندوق میں بند کر کے دریا میں بہا دیا۔ فرعون نے دیکھا۔ کہ پانی میں ایک صندوق بہتا ہوا آ رہا ہے۔ خدام کو حکم دیا۔ کہ اسے پکڑ لائیں۔ انہوں نے صندوق لا حاضر کیا۔ فرعون نے جب اسے کھولا۔ تو اس میں چاند سا بچہ پایا۔ بڑا خوبصورت حد درجہ حسین ــــ آنکھیں درخشاں ــــ اور پیشانی عظمت و اجلال کے نور سے شعلہ بار۔ میاں بیوی اولادِ ذکور سے محروم تھے۔ دونوں نے مشورہ کر کے اس بچہ کو بیٹا بنا لیا۔ فرعون نے اسے اپنی گود میں لے لیا۔ اور شاہی محلات میں لے جا کر تخت پر لٹا دیا۔ معصوم شیر خوار بچے کو بھوک نے تنگ کیا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے شاہی حکم سے فرعون کی قوم قبط کی متعدد دودھ پلانے والی عورتیں ــــ محل میں پہنچ گئیں۔ ہر ایک نے دودھ پلانے کی انتہائی کوشش کی۔ خدا فرماتا ہے:۔

وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ (پ۲۰ ع ۴)

"ہم نے اس پر (قوم قبط کے) تمام دودھ حرام کر دیئے"

جو دایہ دودھ پلانے کی سعی کرتی، یہ بچہ دودھ کو منہ نہ لگاتا۔ آخر اس بچہ کی بہن نے جو وہاں جا پہنچی تھی ــــ کہا۔ اگر کہو تو میں ایک دایہ کا پتہ دوں؟ فرعون نے کہا۔ ہاں جاؤ۔ اور اُسے فوراً بلا لاؤ۔ یہ لڑکی اپنی ماں کو (جو بچہ کی بھی ماں تھی) بلا کر لے گئی۔ اس دایہ نے جونہی بچہ کو گود میں لیا۔ تو اس نے بڑی رغبت سے دودھ پینا شروع کر دیا۔ پھر یہی عورت دایہ مقرر کر دی گئی۔ جس کی گود میں بچے نے سارا زمانہ رضاعت گزارا!

اس قرآنی قصہ کے بیان سے ہماری غرض یہ ہے۔ کہ اگر یہ بچہ قوم قبط

کا دودھ پی لینا۔ تو بڑا ہو کر — أَنَا وَلَا خَيْرِيْ کا ڈنکہ بجانے — خدا کہلانے والے — طاغوتِ اعظم — ظالم فرعون کی خدائی کا تختہ الٹنے کی جرأت نہ پاتا۔ خدائے لایزال نے اپنے پیغمبر کو ایام رضاعت میں قوم فرعون کا فاسد دودھ نہیں پینے دیا۔ اس سے آپ صالح خوراک کی اہمیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں اور پھر خورد و نوشش کی راہِ عمل ہموار کر سکتے ہیں۔

کھجور منہ سے تھوکو! رحمتِ دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے زکوٰۃ کی کھجوریں (تقسیم کے لئے) لائی جاتی ہیں۔ حضرت امام حسن رضی چھوٹے بچے ہیں یہ ایک کھجور اٹھا کر منہ میں ڈال لیتے ہیں — رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی نظر پڑتی ہے — تو اپنی انگلی اس کے منہ میں ڈال کر کھجور نکال باہر پھینکتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں:۔

بیٹا! تھوکو — تھوکو!

اِنَّمَا هِیَ مِنْ اَوْسَاخِ النَّاسِ فَلَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَّ — لَا لِاٰلِ مُحَمَّدٍ ٥ (مشکوٰۃ)

یہ زکوٰۃ لوگوں (کے مال) کی میل کچیل ہے۔ جو محمدؐ اور اس کی آل پر حرام ہے"

حضورِ انورؐ نے ایک معمولی کھجور تک بچے کے پیٹ میں نہیں جانے دی۔ کہ رزقِ حرام سے بچے کی اٹھان اچھی نہیں ہو گی۔ صالحیت، تقوے، اور نیکی اس کی طبیعت میں جڑ نہیں پکڑیں گے۔ اس کے شباب کی نہر کے پانی سے خضوع و خشیت اور خلوص و ورع کے درخت سرسبز و شاداب اور ثمر بار نہیں ہوں گے۔

رزقِ حلال سے اخلاق پر اثر یہ بات یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ حلال کا

Marfat.com

رزق کھانے سے نیکیوں اور بھلائیوں کی توفیق ملتی ہے۔ اخلاق بلند ہوتے ہیں سیرت سنورتی ہے۔ اور کردار نکھرتا ہے۔ طبیعت میں حیا، تواضع، نرمی، بردباری، سخاوت، شجاعت، اخلاقی جرأت، حوصلہ، صبر، قناعت، رحم مروت، حق گوئی، توحید پرستی، شب خیزی اور راست گفتاری کے جوہر پیدا ہوتے ہیں۔ ہر مسلمان کو اپنے اپنے ذریعہ معاش کی طرف اچھی طرح خیال رکھنا چاہیئے کہ روزی حلال کی کمائی جائے۔ بلکہ حلال میں حرام کا شائبہ تک شامل نہ ہو۔ آمدنی کے دروازے پر خوف خط کا پہرہ بٹھلائے رکھیں۔

آمدنی کے ذرائع پر ایک نظر

ملازموں کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنی تنخواہ کی طہارت کو رشوت کی نجاست سے آلودہ نہ کریں۔ تاجر۔ سوداگر۔ بیوپاری۔ دوکاندار۔ اور لین دین کرنے والے یاد رکھیں۔ کہ خرید و فروخت اور معاملات کے اندر دھوکہ فریب کرنے جھوٹی قسم کھانے، مال کا عیب چھپا کر بیچنے۔ کم تولنے اور کم ماپنے سے روزی حرام ہو جاتی ہے۔ نجار۔ معمار۔ اور ہر قسم کے دستکار اگر ایک ہفتہ کے کام کو آمدنی بڑھانے کی غرض سے عمدًا دو یا ڈیڑھ ہفتہ میں ختم کریں تو ان کی یہ کمائی بھی حلال نہ رہے گی۔

پیشۂ وکالت کی آمدنی

جو وکلاء دانستہ جھوٹے مقدمے لے کر ان کی پیروی کرتے ہیں۔ اور جھوٹے، بے ایمان ظالم مؤکلوں سے محنتانے لے کر انہیں عدالت میں کامیاب کراتے ہیں ان کے جعلی گواہوں کو دانستہ جھوٹا بیان سکھاتے اور پڑھاتے ہیں۔ بڑے ادب سے عرض ہے۔ کہ ایسے وکیلوں کی یہ کمائی یقینًا ناجائز اور حرام ہے۔

Marfat.com

ظاہر ہے۔ کہ ان کی ایسی وکالت سے ملک میں ظلم وستم، دھوکہ فریب، بے ایمانی، حق تلفی، بے حیائی، بدی، فتنہ، فساد اور عداوت و طغیان پھیلتے، پھولتے اور پلتے ہیں۔

وکالت کے حلال محنتانے

اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ وکالت ایک نہایت شریف پیشہ ہے۔ جو وکلائے کرام تحقیق کر کے سچے مقدمے لیتے ہیں۔ وہ دراصل حق کی حمایت کرتے ہیں۔ مظلوموں، بے گناہوں، ستم کشوں، شریفوں اور جھوٹے الزام لگائے گئے لوگوں کے استغاثوں اور دعووں کی پیروی کرتے ہوئے خدا کو راضی کرتے ہیں۔ ان حضرات کے محنتانے نہایت پاک اور حلال ہیں۔ ایسی روزی کے کھانے سے طائر لاہوتی کی پرواز ولایتِ خداوندی کی فضا میں بہت تیز ہو جاتی ہے۔ خدا کے ان نیک بندوں کا بارگاہ قدس میں دن بدن قرب بڑھتا ہے۔ اور بہشت ایسے ہی اہل ایمان صالحین کی وراثت قرار دی گئی ہے۔

ڈاکٹری اور طبابت کا پیشہ

ڈاکٹری اور طبابت کس قدر معزز اور شریف پیشے ہیں۔ ڈاکٹر اور طبیب گرفتار آلام مرض کے مسیحا ہیں۔ خدا ان کے ہاتھوں مصیبت زدہ اور تڑپتے اور کراہتے مریضوں کو شفا بخشتا ہے۔ ان کی کمائی بھی نہایت درجہ حلال اور پاک ہے۔

لیکن اگر کوئی پست ذہنیت کا معالج مریض کی بیماری کو بہ این غرض طوالت دینے کی کوشش کرے۔ کہ "مرغ" دامِ علاج میں آپھنسا ہے۔ اس کے پر خوب نوچ لینے چاہئیں۔ اس سے سو پچاس بھی نہ کمائے

تو پریکٹس کیا ہوئی ۔ ۔ ۔ یہ کمائی کیسی ہے ۔۔۔ ؟ اس معالج کے ضمیر سے پوچھئے اور عرصئہ محشر میں حقوق العباد کے تصفیے چکانے والی عدالت بتلائے گی۔

پولیس اور کچہری کے ملازمین

پولیس اور کچہری کے ملازم حضرات خواہ، وہ بڑے سے بڑے افسر ہیں ۔۔۔ یا چھوٹے سے چھوٹے ماتحت ۔۔۔ اگر وہ عدل و انصاف کر رہے ہیں۔ سچ اور جھوٹ، حق اور ناحق، عدل اور ظلم میں تمیز کرتے ہوئے بندگان خدا کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ سچے چالان بنا رہے ہیں۔ ظالموں، بدمعاشوں، اور بے ایمانوں کو کیفر کردار تک پہنچانے کی سعی میں ہیں۔ اور تنخواہِ حلال پر اکتفا کرتے ہوئے رشوت کو جہنم کا دہکتا ہوا انگارہ سمجھتے ہیں۔ تو پھر یہ روزی انہیں اللہ والے بنا دے گی۔ ان کی عبادت قبول اور دعایئں مستجاب ہوں گی۔ اور وہ خدا کے نزدیک بڑے مرتبے والے ہوں گے۔

کسبِ حرام کے انبار

لیکن اگر ان کی نظر میں شریف اور معزز وہ ہے جو ان کے لئے رشوتوں کے دروازے کھولے۔ استحصالِ زر کے غیر شرعی ذرائع بہم پہنچائے۔ ان کی تمام ضرورتیں ناجائز طور سے پوری کرے۔ بے گناہ شریفوں سے من مانی رقمیں ہتھیانی چاہیئں ۔۔۔ ایسی روزی ۔۔۔ ؟ قبر کے اندھیرے میں رنگ لائے گی!!

سوچنا، سمجھنا اور غور کرنا چاہیئے۔ کہ یہ دنیا آنی، فانی اور ہنگامی ہے یہ مستعار زندگی کوئی دن کی مہمان ہے۔ وقت آنے والا ہے۔ کہ فرشتۂ اجل ترکیب عناصر کو پریشان کر دے گا۔ اعزہ واقارب پاس کھڑے بے بسی کے آنسو بہائیں گے۔ اس وقت توڑے ہوئے مظالم ۔۔۔ کھائی ہوئی رشوتیں ۔۔۔ اور کسبِ حرام کے انبار نعش پر یوں نوحہ زن ہوں گے ؎

Marfat.com

قریب ہے یار روزِ محشر، چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر
جو چپ رہے گی زبانِ خنجر، لہو پکارے گا آستیں کا!

پیری مریدی اور وعظ کی کمائی

واعظوں اور عالموں کا اپنے وعظ خطبہ کو ذریعہ معاش بنانا تقوے اور دینداری کے منافی ہے۔ مساجد کے اماموں — سجادہ نشینوں — صوفیوں — پیروں — سیّدوں — درویشوں — واعظوں — کی خدمت میں (جن کا ذریعہ معاش پیری، مریدی، بغیر اللہ کی نذریں، نیازیں، اور ختموں کی روٹیاں ہیں۔) نہایت ادب سے گذارش ہے۔ کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک بغور ملاحظہ فرمائیں۔ حضور انور فرماتے ہیں:۔

جو شخص اس طرح کا علم سیکھے۔ کہ جس کے ساتھ اللہ کی رضا طلب کی جاتی ہے۔ (یعنی دین کا علم، لیکن وہ رضائے الٰہی کی بجائے) اس لئے سیکھتا ہے۔ کہ اس کے ذریعہ متاعِ دنیا حاصل کرے۔ ایسا شخص قیامت کے روز بہشت کی خوشبو تک نہ پائے گا۔" (ابوداؤد)

اب آپ غور فرمائیں۔ کہ جس علم کے ساتھ اللہ کی رضا اور خوشنودی حاصل کی جاتی ہے۔ وہ کون سا علم ہے؟ ظاہر ہے کہ یہی قرآن اور حدیث کا علم ہی تو ہے۔ یہ تصوف[1] اور معرفت ہی ہے نا — جس کو اللہ کی رضا کیلئے حاصل کرنا تھا۔ اور پھر اس پر عمل کر کے — اللہ کی رضاجوئی کے لئے —

---

[1] تصوف اور معرفت وہی معتبر اور مقبول ہے جو کتاب و سنت کے مطابق ہو خانہ ساز فقر و درویشی عند اللہ مردود ہے!

Marfat.com

اس کی نشرو اشاعت کرنی تھی!

لیکن اس کے برعکس جب قرآن دانی کو ختموں اور مروجہ بدعتوں کا ہتھکنڈا بنا کر روٹیاں کمالیں۔ یہی قرآن شہر بہ شہر۔ قریہ بہ قریہ، سناتے ہوئے روپیہ پیسہ اور غلہ اکٹھا کر لیا۔ درویشوں، صوفیوں اور پیروں نے اپنی درویشی، تصوف اور معرفت کی مریدوں کے ہاتھ تجارت شروع کر دی۔ تو انصاف سے فرمائیے۔ کہ کیا اس علم کو دنیا کمانے کا ذریعہ نہیں بنایا گیا۔؟ تصوف — درویشی — اولیائی — شیخیت — اور مولویت نے، متاعِ دنیا — مال، اسباب روپیہ۔ زمینیں، کنوئیں، مربعے اور دولت کے انبار، مریدوں کی پسینے کی کمائی سے حاصل نہیں کئے؟

واقعات اور مشاہدات جب جواب اثبات میں دے رہے ہیں — تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا متذکرۃ صدر فرمان لرزتے اور کانپتے ہوئے پھر سنیں جس کے آخری الفاظ یہ ہیں:-

جو شخص اس (دین کے علم) کے ذریعہ متاعِ دنیا حاصل کرے تو ایسا شخص قیامت کے روز بہشت کی خوشبو تک نہ پائے گا۔" (ابوداؤد)

پھر غور فرمائیں کہ جو ذریعہ معاش بہشت کے قریب تک نہ آنے دے وہ (معاف رکھنا) کہاں تک درست ہو سکتا ہے۔ یہ تلخ حقیقت بیان کر کے آج ہم ہی گنہگار نہیں ہو رہے ہیں۔ بلکہ مفکرِ اسلام حضرت علامہ اقبالؒ بھی یہ رونا رو گئے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں ؎

نذرانہ نہیں سود ہے پیرانِ حرم کا
اس خرقۂ سالوس کے اندر ہے مہاجن

Marfat.com

ایک اور جگہ آپ نعرۂ حق یوں بلند کرتے ہیں :۔

یہی شیخ حرم ہے جو چرا کر بیچ کھاتا ہے
گلیم بوذرؓ و دلق اویسؓ و چادرِ زہراؓ

آپ متاعِ دنیا کے "لات و منات" کے راغبوں کو کیا کھری سناتے ہیں

شیخ ما از برہمن کافر تر است!
زاں کہ او را سومنات اندر سر است
از منات و لات و عزیٰ و ہبل
ہر یکے دارد بُتے اندر بغل

مریدوں کا ماس کھانے اور ان کا لہو پینے والوں کو زاغوں کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ کہ کما کر کھانے کی عادت نہیں

ورثہ میں ملی ہے انہیں مسندِ ارشاد!
ہیں زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

پیر کے لئے مرید کے گھر کا کھانا!

حضرت پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ارشاد فرماتے ہیں :۔

طَعَامُ الشَّيْخِ مُبَاحٌ لِلْمُرِيْدِ وَطَعَامُ الْمُرِيْدِ حَرَامٌ فِيْ حَقِّ الشَّيْخِ ۔ (غنیۃ الطالبین)

پیر کے گھر کا کھانا مرید کے لئے مباح اور حلال ہے۔ لیکن مرید کے گھر کا کھانا پیر کے لئے ناجائز اور حرام ہے۔"
(غنیۃ الطالبین)

اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ مرید کی کمائی مشکوک ہو سکتی ہے۔ اگر پیر کھائے گا۔
ن کی روحانیت میں فرق آجائے گا۔ لیکن پیر کا رزق اور طعام بوجہ احتیاط
کسب حلال کے یقیناً پاک اور طیب ہوگا۔ اس لئے مرید پیر کے گھر سے بے
ے کھائے۔ یمن و برکت حاصل ہوگی۔ یہ ارشاد ہے بڑے پیر صاحب اور
ل ولی اللہ کا۔ خدا کی ان پر بے شمار رحمتیں ہوں۔ کہ انہوں نے کلمہ حق فرمایا
ن یہاں عمل آپ کی تعلیم کے برعکس ہو رہا ہے۔ کیا ہمارے سجادہ نشین اور
حضرات حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی کے ارشاد پر عمل کرنے کو
ہیں؟ کہ مریدوں سے ایک پیسہ نہ لیں۔ اور خود اپنی کمائی سے انہیں عطا کریں
جہ حافظ شیرازی پیشہ ور مشائخ اور مہاجن علماء کو بروقت متنبہ کرتے ہیں

ترسم کہ صرفہ نبرد روز باز خواست
نانِ حلالِ شیخ ز آبِ حرامِ ما

ان بزرگوں کی خدمت میں یہ عرض ہے۔ کہ وہ کوئی سچ مچ کا ذریعہ معاش
ختیار کریں۔ تجارت کریں — دوکانداری کریں — دست کاری کریں —
کری کریں! نجاری — معماری — حدادی — خیاطی تک تو خدا کے پیغمبروں
ے کی ہے۔ یہ بھی کوئی نہ کوئی محنت، مشقت کرکے اپنا اور اپنے اہل و عیال
ا پیٹ پالیں۔ مرید اور مقتدی آئیں۔ تو ان کو بھی اپنے اس کسب حلال سے
کھلائیں۔ کہ اخلاقیات کے بانی حضرت انور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

"اونچا ہاتھ (دینے والا) پست ہاتھ (لینے والے) سے
بہتر ہے" (مشکوٰۃ)

سوچ تو دل میں لقب ساقی کا ہے زیبا تجھے
انجمن پیاسی ہے اور پیمانہ بے صہبا ترا

Marfat.com

شاعروں کے متعلق مشہور ہے۔ کہ شراب پیتے ہیں۔ اور ان کے بے
عام چرچے ہوتے ہیں۔ اور پھر علماء اور مشائخ ان کے پینے پر فتوے دیتے ہیں
لیکن پینے پر فتوی دینے والے اپنے "کھانے" پر دھیان نہیں کرتے
الا آبادی خدا ان پر رحمت کرے ـــ ان مقتداؤں اور پیشواؤں کو تعریض
کھری سنا گئے ہیں۔ کاش یہ بزرگ حضرات سمجھیں۔ آپ فرماتے ہیں ؎

عام الزام ہے اکبر پہ یہ بدنا کیوں ہے !!
اس کی پرسش نہیں ہوتی کہ یہ "کھانا" کیا ہے

صبر و توکل اور حرص

حرص ناگور رہتی ہے

دَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ
لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغَى ثَالِثًا
وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوبُ
اللّٰہُ عَلٰی مَنْ تَابَ ٥ (بخاری۔ مسلم)

روایت ہے ابن عباس رضؓ سے انہوں نے نقل کی رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا۔ اگر ابن آدم کے لئے مال
سے بھرے ہوئے دو جنگل (بھی) ہوں (بالفرض) تو البتہ ڈھونڈتا
ہے تیسرا جنگل مال کا۔ اور آدمی (اتنا حریص واقع ہوا ہے۔ کہ
اس) کے پیٹ کو صرف خاک (گور) ہی بھر سکتی ہے۔ اور
(حرص، مذموم سے) توبہ قبول کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ جس کسی

سے کہ چاہتا ہے"۔

ملاحظہ :۔ اس حدیث میں معلم تہذیب صلے اللہ علیہ وسلم نے ابن آدم کا عام حال بتایا ہے۔ کہ آدمی کی جبلت میں حرصِ مذموم پیوست ہے۔ ہر کوئی مال متاع اور اسباب ومنال کی کثرت ہی کثرت چاہتا ہے۔ ایک انبار کے بعد دوسرے انبار کی خواہش ہوتی ہے۔ اور دوسرے کے بعد تیسرے کی۔ حتیٰ کہ قبر میں جا پہنچتا ہے۔ اس حدیث میں انسان کو تنبیہہ کی گئی ہے۔ کہ وہ مذموم حرص سے باز آئے۔ اور صبر و قناعت کی زندگی گزارے۔ بیشک کمائے۔ لکھ پتی ہو جائے۔ لیکن "استسقائے مال" کے مرضِ کا شکار نہ ہو! حضرت شیخ سعدیؒ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

آں شنیدستی کہ در صحرائے غور!
بارسالارے بیفتاد از ستور
گفت چشم تنگ دنیا دار را
یا قناعت پُر کند یا خاک گور!

شاہی میں فقیری

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَعْضِ جَسَدِيْ فَقَالَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ وَعُدَّ نَفْسَكَ مِنْ اَهْلِ الْقُبُوْرِ (بخاری)

حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا بعض بدن (مونڈھے) پکڑ کر فرمایا۔ (ابن عمرؓ!) رہ تو دنیا میں اگرچہ کتنا بھی صاحب مال ومنال ہو گویا کہ مسافر ہے تو۔ یا (ایسے کہ) گزرنے والا ہے راہ کا۔ اور شمار کر تو

اپنے نفس کو اہل قبور (مردوں) سے ۔ !!

ملاحظہ :۔ جس طرح کوئی ضروری نصیحت کرتے وقت دوسرے کے کسی بالعموم بازو یا مونڈھے کو پکڑ کر کہا جاتا ہے ــــ بھائی ! ــــ سنو ! اسی دستور کے مطابق رحمت دو عالم نے ابن عمر کے مونڈھوں کو پکڑ کر ایک نہایت ضروری نصیحت فرمائی۔ کہ ابن عمرؓ ! یاد رکھ ! دنیا میں مسافر کی طرح زندگی گزارنا۔ یعنی جس طرح مسافر سفر میں جاتا ہے۔ تو اس کو اپنے وطن کا دھیان رہتا ہے۔ اور کوشش کرتا ہے۔ کہ سفر کو بخیر و خوبی ختم کر کے وطن کو مراجعت کرے۔ اسی طرح مسلمان کے لئے بھی ضروری ہے۔ کہ وہ اس دنیا کے سفر کو خدا کے حکم کے ماتحت پورا کر کے اپنے اصلی وطن (بہشت) میں پہنچنے کا فکر کرے جس طرح مسافر دوران سفر عارضی قیام کرتا ہے۔ اور ہر شئے کو وقتی طور پر استعمال کرتا ہے۔ کہیں دل لگا کر مستقل فرودگاہ نہیں بناتا۔ اسی طرح مرد مومن کو دنیا میں عارضی اور منگنی طور پر اقامت پذیر ہونا چاہیئے۔ اور دنیا کی ہر چیز کو بے ثبات، ناپائیدار، فانی اور مستعار جان کر اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اور ضروری ہے کہ ہر لحظہ اسے فکر آخرت دامنگیر رہے ــــ وطن کی محبت بے چین رکھے۔ بلکہ ــــ اس سے بھی بلند تخیل کے مانند زندگی گزارو۔ گویا کہ تم عابر سبیل ہو۔ گزرنے والے راہ گیر ہو۔ مسافر تو پھر کسی نہ کسی جگہ وقتی طور پر قیام کر لیتا ہے۔ لیکن راستے کا گزرنے والا چلتا ہی جاتا ہے۔ تاکہ شام سے پہلے منزل پر پہنچ جائے۔ دنیا کے مسافرو ! تم بھی دنیا کی راہ سے گزر رہے ہو۔ خبردار ! حرص و آز کے سایہ دار درختوں میں بیٹھ کر اپنا سفر کو نہ بھول جانا۔ عابر سبیل کے مانند دنیا کے لذائذ و نعم، مال و منال اور اہل و عیال کی محبت کے پھولوں کو سونگھتے اور انکی خوشبو سے ایمان کو معطر کرتے رواں دواں چلے چلو۔ اگر دنیا کی کسی چیز نے آپ کو خدا کی یاد سے غافل کر دیا۔ امتحان

Marfat.com

دامن کی راہ میں روڑا اٹکایا۔ تو جان لو۔ کہ آپ کے سفر کی کشتی کو منجدھار میں موجوں نے گھیر لیا ہے۔ اور پردیس کا خطرہ ناکامیوں کا پیغام لے کر آپہنچا ہے!

تکبر، خودی، ہنکار، غرور، سرکشی اور فرعونیت ایسے رذائل مٹانے کے لیے حضرت اکرم صؐ نے فرمایا۔ کہ تم اپنے آپ کو اہل قبور سے شمار کرو۔ مردوں سے گنو! یعنی ان کے مشابہ جانو! میت کی آنکھیں، کان، ہاتھ، زبان، پاؤں تمام اعضاء اور حواس سلب کر لیے جاتے ہیں۔ اسی طرح دنیا میں بسنے والے زندہ انسانوں کی یہ سب چیزیں خدا کی نافرمانی اور بدی کے وقت معطل اور بے کار ہونی چاہئیں۔ جیسے مردہ کوئی حرکت نہیں کر سکتا۔ ویسے ہی زندہ انسان کے یہ تمام اعضاء ہنگام جرائم میت کی طرح بے حس و حرکت ہونے چاہئیں۔ مرنے والا اپنے تمام اہل، اولاد، اقرباء، آشنا، احباب ــــ نوکر، چاکر، جانور، سواریاں، زمین، مکان، اسباب، آلات، زر کے انبار اور خزائن اموال ــــ سب کو چھوڑ جاتا ہے۔ اے زندہ انسان تجھے بھی اس دنیا و مافیہا کو باوجود استعمال کرنے اور برتنے کے ــــ دل سے چھوڑ دینا چاہیئے۔ ان کی محبت اور حرص میں جادہ مستقیم سے قدم ڈگمگانے نہ پائے۔ شاہراہِ آخرت پر چلتے ہوئے پاؤں میں لغزش نہ آئے۔ اس بھرے میلے کو چھوڑنے سے پہلے ہی چھوڑ دے۔ چھوڑ دینے کا مطلب یہ نہیں کہ رہبانیت اختیار کر لے۔ بلکہ چھوڑنے سے مراد یہ ہے۔ کہ احکام الٰہی کے اتباع و تسلیم میں سب کو چھوڑ دے۔ کوئی شئے تعبد و تذکر میں مانع نہ ہو۔ جھاڑ کے کانٹوں سے اٹے ہوئے راستہ سے گزرو، بھی ضرور ــــ لیکن دامن بچا کر ــــ

چیست دنیا از خدا غافل شدن
نہ قماش و نقرہ و فرزند و زن!

Marfat.com

خبردار! زندگی ہیں اپنے آپ کو مردہ سمجھنے میں ترک دنیا کی تعلیم
ہرگز نہیں ہے۔ ہاں تعلیم ہے اور صرف یہ ہے۔ کہ خدا کی بغاوت و سرکشی، جرائم
معاصی، اشراک و احداث، شر و طغیان، مظالم و مفاسد، بے حیائیوں
بدکاریوں، اور سینہ زوریوں کا لشکر اٹھاتے وقت اپنے آپ کو تختہ
غسل پر تصور کرو۔ اپنا جنازہ اٹھتا دیکھو۔ قبر کھدتی دیکھو۔ لحد
کے تنگ و تار زندان کا تصور کرو۔ تاکہ تم گناہوں کے ارتکاب سے بچ
جاؤ ۔

جا گورِ غریباں پر نظر ڈال بہ عبرت
کھل جائے گی تجھ پہ تیری دنیا کی حقیقت
پھر عبرت کیلئے ڈھونڈ کسی شاہ کی تربت!
اور پوچھ کدھر ہے وہ تیری شانِ حکومت
کل تجھ میں بھرا تھا جو غرور آج کہاں ہے
اے کاسۂ سر بول ترا تاج کہاں ہے (جوش)

امتِ رسول ﷺ کی عمریں

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْمَارُ اُمَّتِیْ مَا بَیْنَ السِّتِّیْنَ اِلَی سَبْعِیْنَ وَ اَقَلُّھُمْ مَنْ یَّجُوْزُ ذَالِکَ ٥ (ترمذی۔ ابن ماجہ)

حضرت ابی ہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اکثر عمریں میری امت کی ساٹھ ستر برس تک کے مابین ہیں — اور امت میری سے ایسے لوگ کمتر ہیں۔ جو ستر برس سے تجاوز کریں"

ملاحظہ :۔ رحمتِ دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان

لوگوں کا حال بتایا ہے۔ کہ وہ ساٹھ اور ستر برس تک عمریں پائیں گے۔ اور ستر برس سے اوپر جانے والے خال خال ہوں گے۔ اس میں رغبت دلائی گئی ہے کہ مسلمانوں کو اپنی عاقبت کی جلد فکر کرنی چاہیئے۔ اور زادِ آخرت کے لئے سنِ بلوغ سے ہی کوشش میں لگ جانا چاہیئے۔ جس قدر وقت کی رفتار تیز ہے۔ کوئی چیز اتنی سرعت کے ساتھ نہیں گزرتی۔ پچاس ساٹھ برس کا وقت ایسے گزر جاتا ہے۔ جیسے ایک خواب دیکھا ہے۔ اور کل کی بات ہے انسان اپنی ماضی کو یاد کر کے خون کے آٹھ آٹھ آنسو روتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ میرے چالیس پچاس برس آنکھ جھپکنے میں گزر گئے ہیں۔ بیس پچیس کے سن میں ابھی کل شادی ہوئی۔ چودہ پندرہ برس ازدواجی اختلاط، اور شغلِ اولاد میں ہوئے۔ اور رخشِ عمر چالیسویں منزل میں آ پہنچا۔ اولاد کی تعلیم و تربیت اور دوسرے فرائض ابھی تکمیل کو پہنچنے ہی والے ہیں۔ کہ عمرِ رفتہ کے ساٹھ برس نے بڑھاپے کا الارم بجا دیا۔ اور پھر اگلے دس سال ملک الموت کے انتظار میں ماہیِ بے آب کی طرح اضطراب میں گزر گئے۔ یہاں تک کہ ــ بانگ بر آید فلاں نہ ماند۔ ؎

كُلُّ امرئٍ يُصبحُ في أهله ؎
والموتُ أدنى من شراكِ نعلهِ !

حضرت ابی بکرہؓ کہتے ہیں۔ کہ ایک شخص نے حضورؐ سے پوچھا! اَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ۔ آدمیوں میں سے کون سا بہتر ہے؛ آپؐ نے

؎ ہر شخص اپنے اہل وعیال کیساتھ صبح کرتا ہے۔ اور موت اسکے تسمہ پاپوش کے قریب تر ہے منہ

Marfat.com

فرمایا۔ مَنْ طَالَ عُمْرُہٗ وَحَسُنَ عَمَلُہٗ ۔ جس کی عمر دراز ہو۔ اور اس کے عمل نیک ہوں۔ پھر اس شخص نے عرض کیا (حضورؐ) کون سا آدمی بدتر ہے؟ ارشاد ہوا۔ مَنْ طَالَ عُمْرُہٗ وَسَآءَ عَمَلُہٗ ۔ جس کی عمر دراز ہو۔ اور اس کے عمل بُرے ہوں"۔ (ترمذی)

بڑھاپے میں حرص کی جوانی

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَھْرَمُ ابْنُ اٰدَمَ وَیَشِبُّ مِنْہُ اثْنَانِ الْحِرْصُ عَلَی الْمَالِ وَالْحِرْصُ عَلَی الْعُمُرِ ۔ (بخاری)

حضرت انسؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آدمی بوڑھا ہوتا اور اس میں مال اور عمر کی حرص جوان ہو جاتی ہے"۔

ملاحظہ:۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ بڑھاپے میں آخرت کی تیاری کا سامان کرنا چاہیئے۔ نہ کہ مال جمع کرنے کی فکر اور پھر اس خزانے پر سانپ بن کر بیٹھنے کی تمنائے طولِ عمر! کسبِ حلال سے مال جمع کرنا بُرا نہیں۔ بلکہ محمود ہے۔ لیکن نہ حرص مذموم کے ساتھ کہ آخرت کو بھلا دے۔ اور ستر اسی برس کی عمر کو پہنچ کر خدا کی ملاقات کے شوق پر ٹالِ دنیا کی آغوش کو ترجیح دینا کتنا گھناؤنا خیال ہے۔ یہ سب حرصِ مذموم کے اثرات ہیں۔

مومن کے وارے نیارے ہیں

عَنْ صُھَیْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَجَبًا لِاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَہٗ کُلَّہٗ

Marfat.com

لَہٗ خَیْرٌ وَّلَیْسَ ذَالِکَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ اِنْ اَصَابَتْہٗ سَرَّآءُ وَشَکَرَ فَکَانَ خَیْرٌ لَّہٗ وَاِنْ اَصَابَتْہٗ ضَرَّآءُ صَبَرَ فَکَانَ خَیْرٌ لَّہٗ ۝ (مسلم)

حضرت صہیب روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مومن کی عجیب شان ہے اس کے ہر کام میں بہتری (ہی بہتری) ہے۔ اور یہ مقام سوائے مومن کے اور کسی کو حاصل نہیں۔ (سنو!) جب اس کو آرام پہنچتا ہے۔ تو وہ شکر کرتا ہے۔ اور اس میں اس کے لئے بہتری ہے۔ اور اگر (خدا نخواستہ) اس کو تکلیف پہنچتی ہے۔ تو وہ (دین پر ثابت قدم رہتے ہوئے) صبر کرتا ہے۔ تو اس میں بھی اس کے لئے بہتری ہے۔"

کامل توکل کا پھل

عَنْ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَوْ اَنَّکُمْ تَوَکَّلْتُمْ عَلَی اللّٰہِ حَقَّ تَوَکُّلِہٖ لَرَزَقَکُمْ کَمَا یَرْزُقُ الطَّیْرَ تَغْدُوْا خِمَاصًا وَّ تَرُوْحُ بِطَانًا۔ (ابن ماجہ)

حضرت عمرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تم خدا تعالےٰ پر پورا پورا توکل کرو۔ تو وہ تمہیں اسی طرح رزق پہنچائے جس طرح پرندوں کو پہنچاتا ہے۔ کہ وہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آجاتے ہیں۔"

Marfat.com

ملاحظہ:۔ توکل کا مقام بہت بلند ہے۔ اگر وہاں تک کسی کی رسائی ہو جائے۔ تو عجائبات خداوندی دیکھ کر حیران رہ جائے۔ ہرکس وناکس توکل کامل کی دولت سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا ہے۔ بے روح یقین وایقان کے سبب توکل کی بلندیوں پر چڑھتے وقت ہمارے پاؤں پھسل جاتے ہیں۔ اور پھر ہم ناکامی کی دلدل میں آگرتے ہیں۔

واضح رہے کہ توکل کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ انسان ہاتھ پاؤں توڑ کر اس خیال سے بیٹھ رہے۔ کہ اس کے سب کام آپ سے آپ ہو کر اس کی جھولی میں آپڑیں گے۔ یاد رکھیں۔ کہ توکل کی بنیاد جدوجہد اور محنت شاقہ پر رکھی گئی ہے۔ اس لئے مسلمان اپنے مطالب ومقاصد کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگائے۔ پوری کوشش کرے۔ اور ساتھ ہی اپنی مساعی کے بارآور ہونے کے لیئے اللہ تعالےٰ پر پورا پورا یقین رکھے۔ کہ وہ اگر چاہے تو مساعی کے لہلہاتے درختوں کو ثمربار بنا دے گا۔ کوشش کو نتیجہ خیز کرے گا۔ اس کی نظرِ کرم سے دوڑ دھوپ کا صحرا گلزارِ آرزو میں بدل جائے گا۔ فتح ونصرت کامیابی اور کامرانی اللہ کے پاس سے آتی ہے۔ اپنی سعی پر مان نہ کرے۔ بلکہ اس تگ ودو کے ماحصل کو اللہ کے قبضہ میں یقین کرے۔ اور اسی سے چاہے۔ بس جدوجہد کے پھل کو قادرِ لایزال سے چاہنا توکل کہلاتا ہے۔ اور توکل کے سوتے یقین وایمان کی حرارت سے پھوٹتے ہیں۔ اور یہ بات بھی یاد رکھیں کہ توکل کا فائدہ اخلاقیات میں یہ ہے۔ کہ انسان غیر اللہ کی اعتقادی غلامی، اور ذہنی شرک سے پاک ہو جاتا ہے۔

توکل کا فلک بوس پہاڑ

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. يَوْمًا فَقَالَ يَا غُلَامُ احْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ احْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ وَإِذَا سَأَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰهَ وَإِذَا سْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ جْتَمَعَتْ عَلٰى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ وَلَوِ جْتَمَعُوا عَلٰى أَنْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ رُفِعَتْ الْأَقْلَامُ وَجُفَّتِ الصُّحُفُ - (احمد۔ ترمذی)

حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ میں ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا۔ آپؐ نے فرمایا۔ لڑکے! نگاہ رکھ تو اللہ تعالےٰ (کی امر ونہی) کو، نگاہ رکھے گا خدا تعالےٰ تجھ کو (دنیا میں آفات و حوادث ــــ اور مکروہات سے اور آخرت میں ہر طرح کے عذاب و وبال سے) اور جب تو اللہ کے حقوق پورے کریگا۔ تو پائے گا تو اسس کو سامنے اپنے۔ اور جب (محتاجی کے وقت) ارادہ کرے تو سوال کا۔ پس سوال کر اللہ ہی سے۔ اور جب ارادہ کرے تو (دنیا اور آخرت کے امور میں) مدد چاہنے کا۔ تو مدد چاہ اللہ تعالےٰ ہی سے۔ اور (یقین کے ساتھ) جان تو کہ اگر تمام خلقت (خاص و عام انبیاء و اولیاء اور ساتوں آسمان اور زمین کی مخلوق) جمع ہوں۔ (بالفرض متفق ہوں)

Marfat.com

اس بات پر کہ نفع پہنچائیں تجھ کو ساتھ کسی چیز کے۔ تو یاد رکھ، نہیں نفع پہنچا سکیں گے تجھ کو ـــ مگر وہی چیز (پہنچے گی تجھ کو) کہ مقدر کی ہے وہ اللہ نے تیرے لئے۔ اور اگر جمع ہوں (تمام آسمان اور زمین کے رہنے والے) اس بات پر کہ نقصان پہنچائیں تجھ کو ساتھ کسی چیز کے۔ تو (یاد رکھ) نہیں نقصان پہنچا سکیں گے تجھ کو مگر وہی چیز (پہنچے گی تجھ کو) کہ مقدر کی ہے وہ اللہ نے تجھ پر (سن! خدا کی تمام مخلوق میں سے کوئی بھی نفع و نقصان کا مختار نہیں۔ کیونکہ) قلم اٹھائے گئے اور صحیفے خشک ہو گئے ہیں۔"

کوئی نعمت حقیر نہیں

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُنْظُرُوْا اِلٰی مَنْ هُوَ اَسْفَلَ مِنْکُمْ وَلَا تَنْظُرُوْا اِلٰی مَنْ هُوَ فَوْقَکُمْ فَاِنَّهٗ اَجْدَرُ اَنْ لَّا تَزْدَرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ (ابن ماجہ)

حضرت ابی ہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنے سے چھوٹے (کم حیثیت) کی طرف دیکھو۔ اور اپنے سے بڑے (زیادہ مالدار) کی طرف نہ دیکھو۔ تاکہ (اس طرح) تم اللہ کی نعمتوں کو جو تم پر ہیں حقیر نہ جانو۔"

ملاحظہ:۔ آپ کی جو حیثیت بھی ہو۔ کیسی ہی گزران ہو۔ ہمیشہ اپنے سے کم حیثیت شخص کی طرف دیکھا کریں۔ اس سے طبیعت کو یقیناً

ایک گونہ اطمینان آجائے گا۔ اور اگر اپنے سے بڑے مال و منال والوں کے کھانے پینے، پہننے، ان کی عمارتوں اور تجارتوں پر نظر کریں گے۔ تو حرص و آز، حسرت و یاس اور حسد کی آگ میں جلنے کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ کہتے ہیں۔ ایک شخص کو جوتی میسر نہ تھی۔ ننگے پاؤں جا رہا تھا۔ اور دوسرے لوگوں کو اچھے اچھے جوتے پہنے ہوئے دیکھ کر دل ہی دل میں کڑھ رہا تھا۔ اور کہہ رہا تھا۔ خداوندا! مجھے جوتی بھی حاصل نہیں۔ ذرا آگے بڑھا۔ تو کیا دیکھتا ہے۔ کہ ایک آدمی کے پاؤں ہی کٹے ہوئے ہیں۔ کانپ گیا۔ اور کہنے لگا ——— خداوندا! میری توبہ۔ میں جوتی نہیں مانگتا۔ میرے پاؤں کی نعمت کو سلامت رکھنا —!

ریاکاری

لوگوں کو دکھانے کے ارادہ سے نیکی کرنا ریاکاری ہے۔ اس نیت سے عبادت کرنا کہ لوگ دیکھ کر خوش ہوں۔ نیک جانیں اور عزت کریں — بیشک مکر و فریب اور نمود و ریا ہے۔ اور پھر یاد رہے۔ کہ ریا کا تعلق صرف ظاہری عمل سے ہے۔ عبادات سے ہی مخصوص ہے۔ اور اگر ریا ان امور میں ہو۔ جو عبادت کی قسم سے نہیں ہیں مثلاً — لباس فاخرہ میں ریا ہو۔ یا مال و دولت کی کثرت اولاد کی بہتات، زمین، جائداد، اعلےٰ مکان، نوکر چاکروں، عہدوں، سرداری، اور علم و ہنر کے حاصل ہونے پر — نمود و اظہار دکھانا سنانا ہو۔ تو اسے ریا نہیں کہتے۔ بلکہ تکبر، غرور، گھمنڈ، اور رعونت بولتے ہیں۔ بس ریا صرف عبادت کے دکھانے سنانے کا نام ہی ہوا۔

Marfat.com

عبادت صرف اللہ ہی کا حق ہے۔ صرف اسے ہی دکھانے کی غرض سے کرنی چاہیئے۔ پھر جو شخص عبادتِ خداوندی میں ریا کاری کے شرک سے ضمیر کو آلودہ، ایمان کو گندہ، اور سیرت کو ناپاک کرتا ہے۔ وہ اخلاقی طور پر نہایت مہلک مرض کا شکار ہے۔ اس کا باطن تاریک، روح سیاہ، تخیل مکدر، تصور دھندلا، اور دل و دماغ تشکیک اور تخمین کے دھند کاروں کا شکار ہیں۔ اعمالِ خیر کے ثمر بار درختوں اور لہلہاتے کھیتوں کو ریا کی آتش بدامن آندھی جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔ کس قدر خوفناک چیز ہے ریا؟ اور کتنا ضروری ہے اس سے بچنا! حضرت انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لئے اس برائی سے بچنے کی سخت تاکید فرمائی ہے۔ اس کے خوفناک انجام سے ڈرا کر لرزہ براندام کر دیا ہے۔ کانپ جانا چاہیئے، ریا کے نام سے۔ اور رونگٹے کھڑے ہو جانے چاہئیں اس کے تصور سے!

کون سے اعمال معتبر ہیں

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِكُمْ وَ اَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ (مسلم)

حضرت ابی ہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک اللہ تعالےٰ نہیں دیکھتا تمہاری صورتوں کی طرف (کہ کون خوبصورت ہے اور کون سیاہ فام)، اور نہیں دیکھتا تمہارے مالوں کی طرف (کہ کون امیر ہے اور کون غریب) لیکن دیکھتا ہے تمہارے دلوں کی طرف (کہ کس کا دل ریا کاری سے پاک ہے) اور دیکھتا ہے

Marfat.com

تمہارے (خلوص بھرے) عملوں کی طرف"۔

ریاکار کی رسوائی

وَعَنْ جُنْدُبٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ وَمَنْ يُرَائِيْ يُرَائِي اللّٰهُ بِهٖ۔ (بخاری مسلم)

حضرت جندب رضؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص عمل کرے لوگوں کو سنانے کے لئے (تاکہ اس کی شہرت ہو) تو خدا تعالےٰ اس کے عیب لوگوں کو سنا کر اسے رسوا کرے گا۔ (چاہے دنیا میں چاہے قیامت کے دن)

ریا بھی شرک کی قسم ہے

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَنَا اَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ فَمَنْ عَمِلَ لِيْ عَمَلًا اَشْرَكَ فِيْهِ غَيْرِيْ فَاَنَا مِنْهُ بَرِيْءٌ وَّهُوَ لِلَّذِيْ عَمِلَهٗ۔ (مسلم)

حضرت ابی ہریرۃ رضؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (حدیث قدسی ہے) کہ میں (لوگوں کے بنائے ہوئے) شریکوں میں سب سے زیادہ شریک سے بے نیاز ہوں۔ پھر جس نے میرے لئے کوئی عبادت کی۔ اور اس میں کسی کو میرے ساتھ (ریاکاری کی صورت میں) شریک کیا۔ تو میں اس

شخص سے بیزار ہوں۔ اور وہ عمل اسی کے لئے ہے۔ جسے اس نے (ریائی) شریک بنایا۔"

دکھاوے کی عبادت بے ثمر ہے

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ ابْنِ اَبِیْ فُضَالَۃَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا جَمَعَ اللّٰہُ النَّاسَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْہِ نَادٰی مُنَادٍ مَنْ کَانَ اَشْرَکَ فِیْ عَمَلٍ عَمِلَہٗ لِلّٰہِ اَحَدًا فَلْیَطْلُبْ ثَوَابَہٗ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ فَاِنَّ اللّٰہَ اَغْنَی الشُّرَکَاءِ عَنِ الشِّرْکِ (احمد)

ابی فضالہ کے بیٹے حضرت ابی سعیدؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ حضورؐ نے فرمایا جس وقت خدا تعالےٰ قیامت کے روز لوگوں کو (اعمال کی جزا کے لئے) جمع کرے گا۔ (یقین کرو کہ) اس دن کے آنے میں کوئی شک نہیں۔ پھر پکارے گا (عرصۂ محشر میں) پکارنے والا۔ (فرشتہ) جس شخص نے شریک کیا کسی کو سوائے خدا کے عمل میں، جو اس نے خدا کے لئے کیا۔ (ریاکاری کی صورت میں) پس چاہیئے کہ (وہ ریاکار) اپنے عمل کا ثواب اس غیر اللہ سے طلب کرے جس کو اس نے (عبادت دکھا کر) شریک کیا تھا۔ کیوں کہ خدا تعالےٰ بے نیاز ترین شریکوں کا ہے شرک سے۔"

ملاحظہ: "خدا تعالےٰ بے نیاز ترین شریکوں کا ہے شرک سے۔"

Marfat.com

اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ دنیا میں جو شرکاء ہیں۔ وہ شرکت کے محتاج ہیں۔ اور بصد جان شرکت (PARTNERSHIP) پر خوشی ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کو شرکت سے اپنا اپنا حصہ ملتا ہے۔ لیکن خدا تعالے ـــــ اللہ رب الارباب عبادت میں شرکت کے ساتھ ہرگز راضی نہیں ہوتا۔ وہ شرکت سے بے نیاز اور بے پرواہ ہے۔ اپنی عبادت میں کسی کو شریک نہیں دیکھنا چاہتا۔ وہ خلاق علے الاطلاق خالص عبادت صرف اپنے ہی لئے چاہتا ہے۔ جو لوگ دنیا میں ریاکار ہیں۔ غیر اللہ کے دکھلانے سنانے کو عبادت کرتے ہیں۔ حشر کے میدان میں ان سے کہا جائے گا۔ کہ جن کو دکھانے کے لئے تم نے عبادت کی تھی۔ آج انہیں سے جاکر ثواب طلب کرو۔

ریاکاری کی احادیث میں بہت مذمت آئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضؓ کی ایک روایت شعب الایمان میں آئی ہے۔ حضرت انور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جو شخص سنائے لوگوں کو عمل اپنے (یعنی مشہور کرے خود کو ان عملوں سے لوگوں میں) سنائے گا اللہ تعالے اس کے (ریائی) عمل خلقت کے کانوں کو۔ (یعنی خدا تعالے اس کو خلائق میں ریاکار مشہور کردے گا۔) وَحَقَّرَہٗ وَصَغَّرَہٗ ـ اور (دنیا و آخرت میں) اس کو حقیر ذلیل اور رسوا کرے گا"

مخلص اعمال پر شہرت مبارک ہے

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قِیْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرَاَیْتَ الرَّجُلَ یَعْمَلُ الْعَمَلَ مِنَ الْخَیْرِ وَیَحْمَدُہُ النَّاسُ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَیُحِبُّہُ النَّاسُ عَلَیْہِ قَالَ تِلْکَ

Marfat.com

عَاجِلُ بُشْرَىٰ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ (مسلم)

حضرت ابی ذرؓ سے روایت ہے۔ کہ کہا گیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے، کہ خبر دیجئے اس شخص کے متعلق جو نیک عمل (بغیر ریا کے) کرتا ہے۔ اور لوگ اس پر اس کی تعریف کرتے ہیں (کیا اس تعریف پر اس کا عمل باطل ہو جاتا ہے؟) اور ایک روایت میں ہے۔ کہ لوگ اس نیک کام کے سبب اس کو دوست رکھتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ (خلوص نیت سے نیک کام کرنے پر) جو لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں۔ اور دوست رکھتے ہیں اس کو، تو یہ جلدی خوشخبری دینی ہے (بہشت کی) مسلمانوں کو۔

عاجل بشریٰ اس حدیث پاک کا مطلب یہ ہے۔ کہ اگر کوئی خلوص نیت سے عمل صالح کرے۔ ریا سے بچ کر صرف اللہ ہی کی خوشنودی کی خاطر نیک کام کرے۔ اور اس پر لوگوں میں اس کی شہرت اور نیک نامی ہو جائے ۔۔۔ لوگ اس کو دوست رکھیں۔ اور اس سے محبت کریں تو یہ شہرت، نیک نامی اور مقبولیت کوئی بری نہیں ہے۔ بلکہ عاجل بشریٰ ہے یعنی دنیا میں اس کو آخرت کی خیریت اور بہشت کی بشارت سنادی گئی ہے عوام کی زبان سے ہی اسے فلاح آخرت کا مژدہ اسی جہان میں پہنچ گیا ہے

ریا بھی چھوٹا شرک ہے!

وَعَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ قَالَ الرِّيَاءُ ۔ (بیہقی)

محمود بن لبید روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہت خوفناک چیز جس کا مجھے تم پر ڈر ہے ۔ وہ چھوٹا شرک ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ! کیا ہے چھوٹا شرک ؟ آپ نے فرمایا۔ وہ ریا ہے "

ملاحظہ :۔ خدا کی قولی ، بدنی ، مالی عبادت میں قولاً یا فعلاً غیراللہ کو شریک کرنا شرک ہے۔ جس پر ہرگز نجات نہیں ہوگی۔ اسی طرح عبادت کو جو صرف اللہ ہی کو دکھانے سنانے کے لئے کرنی چاہیئے۔ اگر خدا تعالےٰ کے سوا وہ عبادت دوسرے کو دکھلانے سنانے کے لئے کی جائے۔ تو اس کو حضورؐ نے شرک اصغر فرمایا۔ خدا اس شرکِ اصغر سے بھی بچائے۔ کہ اس کے سبب وہ عبادت مردود ہو جاتی ہے۔ اور حشر کے میدان میں ریاکار عابد عبادت کے اجر سے پورا محروم ہو کر کفِ افسوس ملے گا۔

شعب الایمان للبیہقی میں ہے۔ کہ شداد بن اوس رضی اللہ عنہ آبدیدہ ہوئے ، روئے۔ اس پر آپ سے پوچھا گیا۔ کہ آپ کے رونے کا کیا سبب ہے۔ حضرت ابن اوس رضؓ نے کہا۔ کہ ایک بات نے رُلا دیا۔ جو میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی۔ حضور انورؐ نے فرمایا تھا۔ کہ ڈرتا ہوں میں اپنی امت پر شرک (خفی) سے۔ اور اچھی خواہش سے۔ میں (شداد بن اوسؓ) نے کہا۔ حضورؐ ! کیا آپ کی امت شرک کرے گی ؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں — ! خبردار ہو ! (سن !) تحقیق میری امت نہیں پوجے گی سورج کو ، اور نہ چاند کو ، اور نہ پتھر کو ، اور نہ بت کو۔ لیکن ان کے عمل دکھانے کے لئے ہوں گے۔ اور (دلوں میں ریاکاری کی) چھپی خواہشیں رکھیں گے"
(بیہقی)

Marfat.com

ابن ماجہ میں حضرت ابی سعیدؓ سے روایت ہے۔ کہ ایک روز ہم دجّال کا ذکر کر رہے تھے ۔ اتنے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ آپ نے فرمایا۔ کیا میں تمہیں ایک ایسی چیز کی خبر دوں۔ جو مسیح دجال کے فتنہ سے بڑھ کر خوفناک ہے۔؟ (تاکہ تم اس سے بچو) عرض کیا گیا۔ حضور فرمایئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ شِرکُ خَفِی یعنی پوشیدہ شرک۔ کہ آدمی کھڑا ہوتا ہے نماز پڑھنے کے لئے۔ فَیَزِیدُ صَلَاتَہٗ لِمَا یَرٰی مِنْ نَظَرِ رَجُلٍ پھر یہ معلوم کر کے کہ دیکھتا ہے۔ اُس (کی نماز) کو کوئی شخص، دراز کر دیتا ہے نماز کے رکوع و سجود، قومہ وجلسہ اور قیام و قعود) کو۔"

(نوٹ) نماز کو آرام سے پڑھنا، اس کے ارکان کی فرضیت کو بڑے اطمینان سے پورا کرنا قبول نماز کے لئے شرط ہے۔ اور آدمی کو ہر حال میں نماز گھر میں پڑھے یا مسجد میں، آہستہ آہستہ، ٹھہر ٹھہر کر، بڑے آرام اور اطمینان سے ادا کرنی چاہیئے۔ حدیث مذکور میں جس نمازی کا ذکر ہے۔ وہ ریا کار ــ اور دکھلاوے کی نیت سے نماز پڑھنے والے ــ شرک خفی کی نجاست سے آلودہ ایمان آدمی کا حال ہے۔ خوب سمجھ لیں!

ریاکار دلق پوش

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ رِجَالٌ یَّخْتِلُوْنَ الدُّنْیَا بِالدِّیْنِ یَلْبَسُوْنَ لِلنَّاسِ جُلُوْدَ الضَّاْنِ مِنَ اللِّیْنِ اَلْسِنَتُھُمْ

لہ و نعم ما قیل سہ کلید در دوزخ است آں نماز ہا کہ در پیش مردم گزاری دراز

لہ جلود الضان، ـ چمڑے دنبے، بھیڑ وغیرہ کے، مراد اس سے لباس صوف مثل کمبل، پشمینہ وغیرہ۔ (صادق)

اَحْلٰے مِنَ السُّکَّرِ وَ قُلُوْبُھُمْ قُلُوْبُ الذِّیَابِ یَقُوْلُ اللّٰہُ اَبِیْ یَغْتَرُّوْنَ اَمْ عَلَیَّ یَجْتَرِءُوْنَ

— (ترمذی)

حضرت ابی ہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ نکلیں گے کئی لوگ آخر زمانہ میں طلب کریں گے دنیا کو ساتھ (بیچنے) دین کے، پہنیں گے واسطے (دکھانے) لوگوں کے لباس صوف کا (مانند کمبل پشمینہ وغیرہ تاکہ لوگ انہیں صوفی، درویش، عابد اور زاہد گمان کریں) اور پہنیں گے) واسطے اظہار نرمی اور تواضع کے (تاکہ لوگ بکثرت مرید اور معتقد ہوں) اور ان کی زبانیں شکر سے زیادہ شیریں ہونگی (میٹھی میٹھی باتوں سے لوگوں کو رام کریں گے) پر ان کے دل بھیڑیوں کی طرح ہوں گے۔ (مریدوں کا لہو چوسیں گے اور قرآن وحدیث پر عمل کرنے والوں، اہل تقوٰے سے دشمنی[1] رکھیں گے) فرماتا ہے خدا تعالےٰ (ایسے دین پوش ریائی درویشوں اور صوفیوں کو) کیا بسبب میرے مہلت دینے کے (خرقہ سالوس میں مہاجنی کرنے والے) مغرور ہوتے ہیں۔ اور میری مخالفت کی جرأت — کرتے ہیں — (ترمذی)

اس حدیث پاک سے امور ذیل کی طرف غور فرمایئں۔

Marfat.com

(۱) اخیر زمانہ میں بھیڑ، دنبہ کے چمڑوں، صوف، پشمینہ کی گدڑیاں اور
وغیرہ کئی لوگ بزرگی اور درویشی کے نشان کے طور پر پہنیں گے۔ جو مکار اور ریا کار
ہوں گے ۔ اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰہ

(۲) وہ لوگ دین کی تجارت کر کے اس کے عوض جیفہ دنیا کمائیں گے
یعنی دین کا ڈھونگ رچا کر خانہ ساز مسئلوں، بدعیہ اور شرکیہ رسموں کو دین
چیز کہہ کر اموال وارزاق اکٹھا کریں گے۔ دین کا ڈھونگ رچانا — ہم نے اس
لئے کہا ہے۔ کہ قرآن اور حدیث کو ایمانداری کے ساتھ صحیح صحیح بیان کرنے
بجائے دنیا کمانے سے کچھ ہاتھ سے دینا پڑتا ہے۔ اور اس کے سوا بجائے عوام
کی واہ واہ اور پھولوں کے ہاروں کے زندگی تکالیف، مصائب اور پریشانیوں
جنگل میں گزرتی ہے۔ جو لائمین کی ملامت اور طعن و تشنیع کی خار دار جھاڑیوں
سے اٹا پڑا ہو۔ اس بات کی تصدیق کے لئے انبیاء علیہم السلام، صحابہؓ، اہل اللہ
اور مجددینؒ کی دکھوں بھری زندگی مطالعہ فرمائیں —!

(۳) وہ لوگ بظاہر میٹھی میٹھی باتوں سے عوام کا دل موہ لیں گے۔ اور پھر
ان کو مرید بنا کر ان کا لہو چوسیں گے۔ زبانوں کا شکر سے زیادہ میٹھا ہونا — ا
بھیڑیوں کے سے دل رکھنا۔ یہی معنے رکھتا ہے۔ کہ ان کی زبانیں گفتگو کا جام شیریں
پلائیں گی۔ لیکن یہ ساقی جذب زر کی خاطر ان لوگوں کی نسلوں تک کو پیری مریدی
کی چھری سے ذبح کرتے رہیں گے۔

(نوٹ) متذکرۃ الصدر حدیث میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
ان مکار اور ریا کار صوفیوں، پیروں اور درویشوں کی نشان دہی فرمائی ہے۔
وا ستہ صوف کی گدڑیاں، کمبلیوں، اور رنگ دار کپڑوں کے ٹخنوں تک لمبے
کرتوں کو پہنتے ہیں۔ تاکہ سینکڑوں آدمیوں میں اس امتیازی درویشی لباس

Marfat.com

سے پتہ چل جائے۔ کہ یہ درویش مرد ہے۔ ولی اللہ ہے۔ اور پھر لوگ اس لباس کو دیکھ کر درویشی اور ولایت کے معتقد ہو کر رجوع کریں۔ آپ نے ایسے سینکڑوں "اولیاء" دیکھے ہوں گے۔ کہ ان میں کسی نے سرخ رنگ کا، کسی نے زرد، کسی نے سبز، کسی نے سیاہ یا نیلے رنگ کا لباس پہن رکھا ہے۔ کسی نے درویشی کے اشتہار کے لئے سیاہ کمبل اوڑھ رکھا ہے۔ کسی کی گدڑی ــ اپنی ولائیت کا ڈھنڈورا پیٹتی ہے ـــ آخر سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اس دنیا سے نرالے امتیازی درویش نما لباس سے کیا مقصد ہے؟ اس کا جواب سرورِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیث مذکور میں دے دیا ہے۔ یَلْبَسُوْنَ لِلنَّاسِ جُلُوْدَ الضَّانِ مِنَ اللِّيْنِ ۔ یہ لوگ صوف (اور رنگ رنگ) کے لباس لوگوں کو دکھانے کے لئے (ریاکارانہ) پہنیں گے۔ اور (ریاکاری) کے طور پر) اس لباس سے نرمی، عاجزی، تواضع، انکساری، اور مسکینی ٹپکائیں گے"! ہم اپنے مسلمان بھائیوں کی خدمت میں بڑے ادب سے گزارش کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنے وردوں، وظیفوں، تسبیحوں، تہلیلوں، ذکروں، فکروں، قولی بدنی، مالی عبادتوں اور ہر قسم کی چھوٹی بڑی نیکی کو حتی الامکان لوگوں سے مخفی رکھیں[1]۔ آپ کی نیت میں صرف اللہ ہی کو دکھانا سنانا پیوست

---

[1] بعض عبادتیں ایسی ہیں۔ کہ ان کا عوام سے پوشیدہ رکھنا ناممکن ہے۔ مثلاً نماز پڑھنے مسجد میں جائیں۔ تو سب لوگ دیکھیں گے۔ حج کیلئے بیت اللہ جائیں۔ تو ساری دنیا کی نظر پڑے گی زکوٰۃ صدقات کے دیتے وقت بھی کم از کم جس کو دینگے وہ جانیگا۔ اسیطرح اور کئی نیکیاں ایسی ہیں جن میں اظہار ناگزیر ہے۔ تو ان صورتوں میں اپنی نیت پر اخلاص اور تقویٰ کا پہرہ رکھیں۔ بار بار دل کو ٹٹولتے جائیں۔ کہ کسی کونے گوشے اور سوراخ میں کہیں ریا کا پانی تو نہیں مر رہا ہے۔ اگر ایسا شبہ پڑے۔ تو فوراً نیت کی اصلاح کر کے عمل کو خالص کرلیں۔ (محمد صادق)

Marfat.com

ہو۔ عبادات کی حُور وشوں اور حسنات کی عذراؤں کو کوئی غیر محرم نہ دیکھے۔ آپ کے اقوال وافعال، حرکات وسکنات اور انوکھے لباسوں کے رنگ ڈھنگ سے خبردار! خبردار! کبھی بہ نیت اظہار تقدس اور نمود عبادت نہ ہو!

اُمت کے خطیب اور آگ کی قینچیاں

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَیْتُ لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِیْ رِجَالًا تُقْرَضُ شِفَاھُھُمْ بِمَقَارِیْضَ مِنْ نَّارٍ قُلْتُ مَنْ ھٰؤُلَآءِ یَا جِبْرَائِیْلُ قَالَ ھٰؤُلَآءِ خُطَبَآءُ مِنْ اُمَّتِکَ یَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَیَنْسَوْنَ اَنْفُسَھُمْ ٥ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ معراج کی شب کو میں نے کئی آدمی دیکھے جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جاتے تھے۔ میں نے جبریل سے دریافت کیا۔ یہ کون لوگ ہیں؟ اس نے کہا۔ کہ یہ آپ کی امت کے خطیب ہیں۔ جو لوگوں کو نیکی کرنے کا حکم (وعظ) کرتے ہیں۔ اور خود اس پر عمل نہیں کرتے۔"

نوٹ:۔ معلوم ہوا۔ کہ وعظ کرنا بھی تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ پل صراط پر قدم رکھنا ہے۔ جتنا وعظ لوگوں کو سنایا جائے۔ جن جن باتوں کے کرنے اور نہ کرنے کی نصیحت کی جائے۔ اگر واعظ اور خطیب خود اس پر عمل نہ کرے گا۔ تو یہی وعظ اور خطبہ قیامت کے روز اس کے لئے باعث عذاب بن جائے

Marfat.com

وعظ کرنے والوں کو کوشش ہوش سے وعظ کرنا چاہیئے ۔ اور خطیبوں کو پہلے اپنے حال پر نظر کر کے لوگوں کو خطبہ سنانا چاہیئے ۔ حافظ شیرازیؒ فرماتے ہیں۔ ؎

مشکلے دارم زدانشمند مجلس باز پرس
توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کم تر میکنند

ریاکار عالموں کا دوزخ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ جُبِّ الْحُزْنِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا جُبُّ الْحُزْنِ قَالَ وَادٍ فِیْ جَهَنَّمَ یَتَعَوَّذُ مِنْهُ جَهَنَّمُ کُلَّ یَوْمٍ اَرْبَعَ مِائَةِ مَرَّةٍ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنْ یَّدْخُلُهٗ قَالَ اُعِدَّ لِلْقُرَّاءِ الْمُرَائِیْنَ بِاَعْمَالِهِمْ وَاِنَّ مِنْ اَبْغَضِ الْقُرَّاءِ اِلَی اللّٰهِ الَّذِیْنَ یَزُوْرُوْنَ الْاُمَرَاءَ۔
— (ابن ماجہ)

حضرت ابی ہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (لوگو!) جُبِّ حُزن سے خدا کی پناہ مانگا کرو۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسولؐ! جُبِّ حُزن کیا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ یہ دوزخ میں ایک وادی ہے۔ اس وادی سے دوزخ بھی ہر روز چار سو بار خدا کی پناہ مانگتا ہے۔! صحابہؓ نے (گھبرا کر) پوچھا۔ حضور! اس وادی میں کون (بدبخت) داخل ہوگا؟ آپ نے ارشاد فرمایا۔ یہ وادی ریاکار عالموں کے

لئے تیار کی گئی ہے۔ اور (سنو! میری امت کے لوگو!) خدا کے نزدیک
بُرے وہ عالم ہیں۔ جو (چاپلوسی اور نفسانی اغراض کیلئے) امیروں
(بادشاہوں، حاکموں) کی ملاقات کو جاتے ہیں۔"

استیذان کا بیان

اگر کسی بہن، بھائی، دوست، یار، اور رشتہ دار وغیرہ کے گھر جانے کا اتفاق ہو۔ تو شپاشپ اندر نہیں چلے جانا چاہیئے۔ بلکہ باہر کے دروازے پر کھڑے ہو کر مسنون طریق سے اجازت لے کر گھر میں داخل ہونا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے گھر کی عورتیں کسی ایسی حالت میں لیٹی یا بیٹھی ہوں۔ جس میں کسی غیر محرم کو دیکھنا روا نہیں۔ یا میاں بیوی کا اختلاط خلوت کا متقاضی ہو۔ اس کے علاوہ اور کئی حجاب ... کی صورتیں گھروں میں موجود ہوتیں ہیں۔ تو ان حالات میں اگر کوئی اچانک اندر آ موجود ہو۔ تو گھر والوں کے لئے یہ صورت حال نہایت ناگوار مکروہ اور رنجیدہ ہوگی۔ اس لئے شریعت نے بلا اذن کسی کے گھر داخل ہونے پر قدغن (PROHIBITION) لگا دی ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہوتا ہے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ
حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤی اَهْلِهَا ؕ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ
لَّکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِیْهَاۤ
اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰی یُؤْذَنَ لَکُمْ ۚ وَ اِنْ قِیْلَ
لَکُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْکٰی لَکُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ۝ (پ ۱۸ ع ۸)

اے ایمان والو! (سنو!) اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں مت داخل ہوا کرو۔ جب تک ان گھروالوں سے (اندر جانے کا) اذن نہ لے لو۔ اور (باہر کھڑے کھڑے) ان پر السلام علیکم نہ کہہ لو۔ یہ اجازت لے کر اور سلام کہہ کر اندر جانا تمہارے لئے بہتر ہے۔ تاکہ تم یاد رکھو۔ (اور بغیر اجازت کے کسی کے گھر داخل ہونے کی جرأت نہ کرو) پھر اگر (معلوم کرو کہ) ان گھروں میں کوئی نہیں ہے (اندر سے کوئی جواب نہیں مل رہا) تو پھر بھی اجازت کے بغیر اندر نہ جاؤ۔ اور اگر اندر سے جواب آئے۔ کہ (اس وقت فرصت نہیں) لوٹ جایئے۔ تو (خندہ پیشانی سے) واپس چلے جاؤ۔ یہ (واپس جانا) تمہارے لئے بڑا کھرا پن ہے۔ اور تمہارے عمل (اور نیت) کو اللہ جانتا ہے۔"

تین بار اجازت مانگیں!

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ اَتَانَا اَبُوْ مُوْسٰی قَالَ اِنَّ عُمَرَ اَرْسَلَ اِلَیَّ اَنْ اٰتِیَهٗ فَاَتَیْتُ بَابَهٗ فَسَلَّمْتُ ثَلٰثًا فَلَمْ یَرُدَّ عَلَیَّ فَرَجَعْتُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَاْتِیَنَا فَقُلْتُ اِنِّیْ اَتَیْتُ فَسَلَّمْتُ عَلٰی بَابِكَ ثَلٰثًا

لہ اگر آپ ملاقات کا وقت متعین کئے بغیر کسی کے مکان پر کسی کام یا ملاقات کے لئے جائیں۔ اور وہاں سے آپ کو جواب ملے کہ اس وقت فرصت نہیں۔ پھر فلاں وقت تشریف لے آنا۔ تو آپ بغیر رنج و ملال اور گلہ و شکوہ کے واپس آجائیں۔ اور دل میں ہرگز برا نہ منائیں۔ کیونکہ خدا نے فرمایا ہے۔ اِرْجِعُوْا۔ لوٹ آؤ۔ هُوَ اَزْكٰی لَكُمْ۔ یہ لوٹ جانا تمہارے لئے صفائی اور عمدہ تہذیب ہے۔ (صادق)

فَلَمْ تَرُدُّوا عَلَيَّ فَرَجَعْتُ وَ قَدْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَاذَنَ اَحَدُکُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ یُؤْذَنْ لَہٗ فَلْیَرْجِعْ فَقَالَ عُمَرُ اَقِمْ عَلَیْہِ الْبَیِّنَۃَ قَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ فَقُمْتُ مَعَہٗ فَذَھَبْتُ اِلٰی عُمَرَ فَشَھِدْتُّ (بخاری)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت ابوموسےٰ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے بلا بھیجا تھا۔ میں ان کے دروازے پر گیا۔ اور تین مرتبہ سلام کیا۔ (اور اجازت چاہی) کوئی جواب نہ آیا۔ تو میں واپس آگیا۔ حضرت عمرؓ (یہ سمجھ کر کہ میں نے تعمیل حکم نہیں کی) فرمایا۔ کہ ہمارے پاس کیوں نہیں آئے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ حاضر ہوا تھا۔ اور آپ کے دروازے پر (کھڑے ہوکر) تین بار سلام عرض کیا تھا۔ جب جواب نہ ملا۔ تو میں واپس لوٹ آیا۔ کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا تھا (امت کے لئے مسئلہ بنایا تھا) کہ جب تم میں سے کوئی بھی تین بار (اندر آنے کی) اجازت مانگے۔ اور جواب نہ ملے۔ تو اسے واپس ہو جانا چاہیئے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ کہ اس حدیث پر گواہ لاؤ۔ (کہ واقعی یہ رسول اللہ کا فرمان ہے) چنانچہ میں (ابوسعید خدریؓ) حضرت ابوموسےٰ کے ساتھ ہولیا۔ اور حضرت عمرؓ کے پاس جاکر اس حدیث کی گواہی دی تھی!

ملاحظہ :- اس حدیث سے ثابت ہوا۔ کہ کسی کے مکان پر جا کر باہر کھڑے ہو کر اونچی آواز سے (جتنی کہ گھر والے سن سکیں) السلام علیکم پکارنی چاہیئے۔ اگر جواب ملے کہ اندر آجاؤ۔ تو اندر چلے جائیں۔ اور اگر کوئی جواب نہ آئے۔ تو پہلی سلام کے بعد دوبارہ اور سلام کریں۔ یعنی تین مرتبہ تک اجازت لینے کے لیئے سلام پکاریں۔ اگر اب بھی جواب نہیں ملا۔ تو پھر بلے تامل واپس ہو جائیں!

ایک اور اہم امر اس حدیث سے واضح ہوا۔ کہ بغیر دلیل کے مذہب کی کوئی بات نہیں ماننی چاہیئے۔ آپ نے حدیث میں پڑھ ہی لیا ہے۔ کہ جب ابو موسےٰ نے حضرت عمرؓ کو کہا۔ کہ میں نے رسولِ خدا سے سنا تھا۔ کہ تین بار سلام کرنے اور اجازت چاہنے پر اگر کوئی جواب اندر سے نہ ملے۔ تو واپس آجاؤ"! اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ اَقِمْ عَلَیْہِ الْبَیِّنَۃَ۔ "اس حدیث پر گواہ [1] پیش کرو"! پھر جب حضرت ابو موسےٰؓ نے ابو سعید خدریؓ کو بطور گواہ پیش کیا۔ اور گواہ نے گواہی دی۔ کہ میں نے یہ حدیث رسولِ خدا سے سنی تھی۔ تو پھر حضرت عمرؓ نے مان لیا۔ کہ واقعی یہ حدیث ہے۔ اور اس حدیث کی رُو سے تین [2] بار اجازت بہ سلام طلب کرنی چاہیئے۔ پھر اگر جواب نہ ملے تو واپس ہو جانا چاہیئے۔ غور فرمائیں۔ کہ مسئلہ استیذان کے لئے حضرت عمرؓ ایک

---

[1] یہ گواہی طلب کرنی بطور احتیاط کے تھی۔ تاکہ کوئی حدیث وضع کرنے کی جرأت نہ کرے۔ ورنہ خبر واحد بالاتفاق مقبول ہے۔ خاص کر حضرت ابو موسیٰؓ جیسے بلند پایہ صحابی کی روایت! [2] تین مرتبہ سلام اسلیئے کرتے ہیں۔ کہ پہلا سلام تعریف کے لیئے، دوسرا تامل کیلیئے، اور تیسرا اجازت یا عدم اجازت کے لیئے!

Marfat.com

صحابی سے حدیث رسولؐ پر شہادت طلب کرتے ہیں۔ لیکن آجکل جس عالم، صوفی، پیر، درویش اور امیر جماعت کے منہ سے جو مسئلہ بلا دلیل نکلتا ہے۔ عقیدت مند آمنّا وصدّقنا کہہ کر اسے دین سمجھ لیتے ہیں۔ کوئی نہیں پوچھتا۔ کہ اس کا ثبوت کیا ہے؟ آیت ہے؟ کسی کا قول ہے؟ ایجاد بندہ ہے؟ یا گمراہی ہے؟ خبردار! حضرت عمرؓ سے سبق سیکھو۔ اور دین سے متعلق کوئی بات قرآن یا حدیث کے استدلال کے بغیر مت مانو!

میں ہوں میں ہوں نہ کہو

عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دَيْنٍ كَانَ عَلَى أَبِي فَدَقَقْتُ الْبَابَ فَقَالَ مَنْ ذَا فَقُلْتُ أَنَا فَقَالَ أَنَا أَنَا كَأَنَّهُ كَرِهَهَا۔ (بخاری۔ مسلم)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ میں اپنے باپ کے قرض کے سلسلہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے دروازہ کو دستک دی۔ آپؐ نے فرمایا۔ کون ہے یہ؟ میں نے جواب دیا۔ میں ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ (کیسی فضول بات ہے) میں ہوں، میں ہوں۔ گویا برا جانا حضورؐ نے اس بات کو!

ملاحظہ:۔ آپ جب کبھی کسی کے مکان پر جاکر آواز دیں مسنون طریق پر سلام پکاریں۔ تو اگر اندر سے آواز آئے۔ کون صاحب ہیں۔ تو یہ نہ کہیں کہ میں ہوں۔ بلکہ اپنی کنیت، عرفیت، تخلص، لقب یا نام بتائیں۔ کیونکہ "میں ہوں" کہنے سے ابہام پیدا ہوتا ہے۔ جو صاحب خانہ کے لئے اذن یا

رم اذن کے جواب سے پہلے ایک نئی " دردسر" بن جاتی ہے۔ پہلے وہ "میں ہوں"
آواز کی تشخیص کی الجھن میں گرفتار ہوگا۔ پھر کہیں جاکر شخصیت کا تعارف
ئے گا۔ تو کیوں نہ آپ اپنا اسم گرامی بتا دیں۔ !

سلام اور اذن کیلئے لوٹا دیا

کلدہ بن حنبل روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ صفوان بن امیہ نے مجھے دودھ، دو ہرن کا بچہ دے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ آپ مکہ کی ایک بلند جانب (مقام معلا) میں اترے ہوئے تھے۔ میں جب حضورؐ کے پاس (سیدھا شپاشپ) چلا آیا۔ نہ تو میں نے (آپ پر داخل ہوتے وقت) سلام کہا۔ اور نہ ہی اجازت طلب کی (یہ دیکھ کر) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِرْجِعْ فَقُلِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ. أَأَدْخُلُ —

واپس جاؤ (دروازے پر) اور کہو۔ السلام علیکم، کیا اندر آسکتا ہوں۔" (ترمذی)

(نوٹ) حضورؐ نے کلدہ کو جو واپس دروازے پر بھیجا۔ اور فرمایا سلام کرو۔ اور اذن لے کر آؤ۔ تو یہ امت کے لئے تعلیم بھی ہے۔ اور داخل ہوتے وقت سلام اور اذن کے مسئلہ کی اہمیت کو بھی واضح کرتا ہے۔

معلوم ہوا۔ کہ جب کسی کے گھر جائیں۔ تو السلام علیکم پکاریں — اور ساتھ ہی یہ کہیں۔ اجازت ہے۔ یعنی اس طرح۔ السلام علیکم — اجازت ہے؟

اپنے گھروں میں سلام پکارو

حضرت عطاء بن یسارؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک شخص نے

Marfat.com

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ کیا میں اپنی والدہ کے ہاں جاتے وقت بھی اجازت مانگوں۔ (یعنی السلام علیکم کہہ کر اذن لے کر جاؤں)۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں۔ وہ بولا۔ میں اپنی والدہ کے ہمراہ ایک ہی گھر میں رہتا ہوں۔ ارشاد ہوا۔ پھر بھی اجازت لے لینی چاہیئے۔ اس نے عرض کیا۔ میں (اکثر) والدہ کی خدمت میں رہتا ہوں۔ (ہر وقت آنا جانا پڑتا ہے) آپ نے فرمایا۔ پھر بھی اجازت لے لیا کرو۔ کیا تم اپنی والدہ کو ننگا دیکھنا پسند کرتے ہو۔؟ اس نے کہا۔ نہیں! ارشاد فرمایا۔ فَاسْتَأْذِنْ عَلَيْهَا۔۔۔ پھر اجازت ضروری ہے۔"

(رواہ مالک مرسلا)

ملاحظہ:۔ اس حدیثِ پاک سے معلوم ہوا۔ کہ ہمیں اپنے گھروں میں بھی آتے وقت کھانس کر اور السلام علیکم پکار کر داخل ہونا چاہیئے۔ کیوں کہ گھروں میں بہوئیں، بھاوجیں، بیٹیاں، مائیں اور بہنیں ہوتی یا ہوسکتی ہیں تاکہ سلام کی آواز سن کر وہ غفلت وغیرہ دور کرلیں۔ اور ویسے بھی سنت ہے جب کوئی بھی۔۔۔ گھر آئے۔ تو السلام علیکم کہہ کر اندر داخل ہو۔ یہ مسئلہ آپ پچھے السلام علیکم کے باب میں پڑھ آئے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو۔ کہ بڑوں کے علاوہ اگر چھوٹے بچے کبھی گھر آئیں۔ تو وہ بھی السلام علیکم کہہ کر اندر آئیں اور جو بچہ بغیر سلام کے اندر آئے۔ آپ اس کو واپس لوٹائیں۔ اور کہیں کہ سلام کر آؤ۔ بچہ کو سلام کے لئے لوٹانا استیذان کی خاطر نہیں ہے۔ بلکہ السلام علیکم کی سنت پر عمل کرنے اور برکت پانے کی غرض سے ہے۔!

خوشامد، لجاجت اور مدح سرائی

خوشامد، چاپلوسی، جھوٹی تعریف، لجاجت اور مبالغہ آمیز مداحی نہایت کمینی حرکت ہے۔ فرومایہ اور ذلیل کام ہے۔ خوشامدی جھوٹی تعریف کے پل باندھ باندھ کر ممدوح کو خوش کرتا ہے۔ معمولی صِلے کے لئے اس کے گیت گاتا، اور اسے خوشامد کے آسمانوں پر بٹھاتا ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ مدح سرائی اور خوشامد سے خودداری مٹ جاتی ہے۔ لجاجت کے مسموم جھونکوں سے خودی کا عطر بیز پھول مرجھا کر جل جاتا ہے۔ اور خوشامدی میں غلامانہ ذہنیت پیدا ہو کر اُسے صبر و ضبط رکھ رکھاؤ، قناعت، حفاظتِ نفس، جوانمردی اور عالی ہمتی ایسے اوصاف سے یکسر محروم کر دیتی ہے۔ خوشامدی غلام کے ایمان اور ضمیر کا کچھ اعتبار نہیں وہ بہرحال جھوٹ اور سچ ملا کر دوسرے کو خوش کرتا ہے۔ اس کی روح مردہ، ضمیر مجروح، تخیل پست اور رائے ہلکی ہوتی ہے۔ شاعروں کا ممدوحوں کی تعریف میں زمین و آسمان کے کلابے ملانا اور مریدوں کا پیروں کی مدح سرائی میں مبالغہ آمیزی کی حدیں پھاندنا نہایت افسوسناک امر ہے۔ خوشامد اور لجاجت چونکہ اخلاقی رذائل ہیں۔ اس لئے اسلام نے ان کی بے حد مذمت کی ہے۔ اور ان سے بچنے کی سخت تاکید فرمائی ہے۔ قارئین کرام حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات بغرضِ عمل ملاحظہ فرمائیں۔

خوشامدیوں کے منہ میں مٹی ڈالو

عَنِ الْمِقْدَادِ ابْنِ الْاَسْوَدِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَیْتُمُ الْمَدَّاحِیْنَ

فَاحْثُوْا فِیْ وُجُوْهِهِمُ التُّرَابَ ۔ (صحیح مسلم)

حضرت مقداد بن اسود روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں ــــ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔" جب خوشامدی تعریف کرنے والوں کو دیکھو۔ تو ان کے منہ میں مٹی ڈالو "!

ملاحظہ :۔ غور فرمائیں۔ کہ لجاجت، خوشامد اور مداحی مبالغہ آمیز اس قدر خطرناک اور زہریلی چیز ہے۔ کہ رحمت دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم اسے برداشت نہیں کر سکے۔ اور فرمایا۔ کہ ان خوشامدیوں (کرایہ کے ٹٹوؤں ضمیر فروشوں) کے منہ میں مٹی ڈالو۔ یعنی جس منہ سے خوشامد کے الفاظ نکل رہے ہیں۔ وہ منہ مٹی سے بھرنے کے لائق ہے۔ آپ نے سنا ہوگا۔ کہ جب کوئی نہایت مہذب پاکیزہ اور صدق وصفائی سے کلام کرتا ہے۔ تو کہتے ہیں۔ کہ اس کا منہ اس لائق ہے۔ کہ موتیوں سے بھریں۔ لیکن خوشامدی کے منہ میں بروئے حدیث مٹی ڈالنی چاہیئے۔ مسلمان بھائیو ــــ یاد رکھو۔ کبھی کسی کی خوشامد نہ کرنا۔ چاپلوسی اور لجاجت سے کام نہ لینا ــــ ہرگز کسی کی بڑھا چڑھا کر تعریف کر کے شریعت کے ہاتھوں منہ میں مٹی نہ ڈلوانا ــــ!

منہ پر تعریف کی ممانعت

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ایک شخص نے دوسرے شخص کی تعریف کی۔ یہ سن کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا۔ وَیْحَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ تو نے اپنی ساتھی (ممدوح) کی گردن کاٹ دی ہے۔ پھر فرمایا۔ جب کوئی تم میں سے کسی کی (فی الواقع) تعریف کرنی چاہے۔ تو

Marfat.com

صرف یہ کہے۔ میں اسے (نیک) گمان کرتا ہوں۔ (اس کی نیکی پر قطعی حکم نہ لگائے۔ کیونکہ) اس کی نیکی پر قطعی حکم لگانا خدا پر حکم لگانا ہے (فی الواقع خدا ہی جانتا ہے۔ کہ کون صحیح معنوں میں نیک ہے)

ملاحظہ:۔ منہ پر تعریف کرنے والے کو حضورؐ نے فرمایا۔ تو نے اس کی گردن کاٹی ہے" اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ممدوح جب اپنی تعریف سنتا ہے تو خوش ہوتا ہے۔ پھر متکبر اور مغرور ہو جاتا ہے۔ اور جس دل میں رائی برابر تکبر ہو حدیث میں آیا ہے کہ وہ بہشت میں نہ جائے گا۔ جب وہ بہشت میں نہ گیا۔ تو اس کی گردن کاٹی گئی۔ اور ویسے بھی جس کے منہ پر اس کی بے حد تعریف کریں۔ اس میں ضرور فخر و کبر اور غرور و بڑائی انگڑائیاں لینے لگتی ہے۔ جس سے اس کی روحانیت تاریک ہو جاتی ہے۔

شاباش! یہ لو تمغہ

شعراء تو بادشاہوں، وزیروں، نوابوں اور امیروں کے حق میں قصیدے پڑھتے ہی آئے ہیں۔ انکی بے حد تعریفیں کر کر تھکے نہیں ہیں۔ کہا جا سکتا ہے۔ کہ شعراء کوئی مذہب کے پیشوا نہ تھے۔ دین کے امام نہ تھے۔ ان سے تو انعاموں اور صلوں کے حاصل کرنے کے لئے ممدوحوں کی تعریفیں ہوئیں ــــ لیکن حیرت تو ان وارثانِ منبر رسولؐ اور قابضانِ مسند پیغمبرؐ پر ہے۔ جو مریدوں اور نعت خوانوں سے اپنی تعریف آپ سنتے ہیں۔ اپنی مدح سرائی میں زمین و آسمان کے قلابے ملتے دیکھتے ہیں اور پھر جب مرید انہیں اڑا کر ساتویں آسمان تک لے جاتے ہیں ــ تو ارشاد ہوتا ہے ــــ تو ہمارے مداحوں میں ہو گیا۔ شاباش! یہ لو تمغہ!

عرش کانپ جاتا ہے

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

(بقایا صفحہ نمبر ۳۵۰ پر ملاحظہ ہو)

اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ اِذَا مُدِحَ الْفَاسِقُ غَضِبَ الرَّبُّ تَعَالٰی وَاهْتَزَّ لَہُ الْعَرْشُ (مشکوٰۃ)

حضرت انسؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب فاسق کی (سامنے یا غیر حاضری میں) تعریف کی جاتی ہے۔ تو اللہ تعالےٰ غضبناک ہوجاتا ہے۔ اور (مارے دہشت کے) عرش کانپ جاتا ہے"۔ (مشکوٰۃ شریف)

ملاحظہ :- بے نمازوں، بے روزوں، زکوٰۃ نہ دینے والوں، مشرکوں — بدعتوں — زانیوں — شرابیوں — ظالموں — بے حیاؤں — بے غیرتوں — ریاکار عالموں — بدعتی درویشوں اور صوفیوں — فاسق فاجر وزیروں — اور حاکموں — کی مدح اور تعریف کرنا، خدا کے غضب کو جوش میں لاتا ہے! اَللّٰہُ اَکْبَرُ! مسلمانوں کے منہ سے فاسق وفاجر کی تعریف نکلے۔ تو پھر مارے غصہ کے کیوں نہ عرش الٰہی کانپ جائے —!

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

لہ (بقیہ صفحہ ۳۴۹) حضورؐ نے فرمایا۔ جب تم خوشامدی مداحوں کو دیکھو۔ تو انکے منہ میں مٹی ڈالو (مسلم) لیکن جبکہ خوشامدی مداح کے منہ میں مٹی ڈالنے کی بجائے اسے تمغہ دیا جائے۔ فرمایئے یہ مادح اور ممدوح قیامت کو خدا کے سامنے کون سا منہ دکھائیں گے!

Marfat.com

والدین کے حقوق

وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ
اِحْسَانًا ؕ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَآ
اَوْ کِلٰھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا
قَوْلًا کَرِیْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَۃِ
وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ۝ (پ ۱۵ ع ۳)

اور تمہارے رب نے تم کو (قطعی) حکم دے دیا ہے۔ کہ اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا۔ اور والدین کے ساتھ نیکی کرنا۔ (سنو!) اگر والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچیں۔ تو ان کے آگے اُف (ہوں) بھی نہ کرنا۔ اور نہ ہی انہیں جھڑکنا۔ اور ان کے ساتھ ادب سے بات کرنا۔ اور بچھا دونوں کے لئے بازو ذلت کا مہربانی سے (یعنی محبت اور خاکساری سے پیش آیا کرنا) اور ان کے لئے) دعا کرتے رہنا۔ کہ اے میرے پروردگار جس طرح انہوں نے میرے چھوٹے سے کو (بڑی محبت سے) پالا ہے۔ تو بھی اسی طرح (میری دعا مان کر) ان پر رحم فرمائیو!

اس آیت میں خدا تعالےٰ نے والدین کے ساتھ نیکی اور احسان کرنے کی سخت تاکید کی ہے۔ نیکی اور احسان کرنے کے علاوہ پھر دلی محبت اور خاکساری سے پیش آنے کا حکم دیا۔ ذلت کا بازو جھکائے رکھنے کا ارشاد فرمایا جھڑکنے

Marfat.com

اور کلمہ اُف تک بولنے سے زبان بند کردی ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ ان کے لئے
تعالےٰ سے رحم و کرم کی دعا کرتے رہا کرو۔ اور جب بھی ان کے ساتھ بات کرنے
کا موقعہ آئے۔ تو بڑے ادب سے بات کیا کرو۔ گویا انہیں کھلاؤ، پلاؤ
پہناؤ، بیماریوں، دکھوں، دردوں میں ان پر تن من دھن نچھاور کرو
انہیں آرام و آسائش پہنچانے کے لئے ہر امکانی کوشش بروئے کار لا
کتاب وسنت پر عمل کرنے کی خاطر انہیں سہولتیں مہیا کرو۔ پھر ان کی
خدمت واطاعت، ان کے ادب واحترام اور عزت وتعظیم کا دامن کبھی ہاتھ
سے نہ چھوٹنے پائے۔ مبادا کوئی کلمۂ درشت منہ سے نکل کر آپ کے
کرائے پر پانی پھیر دے۔ عاقبت میں آپ کو لے ڈوبے۔ قرآن مجید
خدائے قدوس نے احسان بالوالدین کا بار بار حکم دیا ہے۔ اور اس
مضمون کو بار بار دہرایا ہے۔ اور عمل کے لئے اس پر زور دیا ہے۔ اسی طرح
احادیث میں بھی یہی صورت کار فرما ہے۔ ماں باپ کے حقوق کو بہت بلند
مقام دیا گیا ہے۔

کون نہیں جانتا کہ والدین کو اولاد کی تربیت اور پرورش میں کس قدر
تکالیف اور مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ پیدائش سے لے کر سنِ بلوغ کی منزل
تک اولاد کو پہنچانے میں انہیں کتنی پل صراطوں سے گزرنا اور کتنی تلواروں
دھاروں پر چلنا پڑتا ہے۔ وہ لاکھوں بار ان کے غم کی موت مرتے اور
امید کی زندگی جیتے ہیں۔ بچوں کے پروان چڑھانے میں ان کی صحت
عمر، آرام وچین اور عیش ونشاط کے ہزاروں پر لوٹتے ہیں۔ اُن کے حسن
و شباب اور بلندیوں کا شاہین ــ ان کی آرزوؤں کے بیشمار طیور دعا
نوچ کر اڑنا سیکھتا ہے۔ اور پھر جب یہی بچے دولہا دلہن بنتے ہیں۔ تو

Marfat.com

سرتوں اور خوشیوں کا فلک بوس محل والدین ہی کے پنجر کی ہڈیوں پر استوار ہوتا ہے۔ ماں باپ ہی کے گوشت پوست اور خون و استخوان کے اینٹ گارے سے تعمیر پاتا ہے۔ پھر تف اس اولاد پر جو ایسے ماں باپ کی ضرورتوں کا خیال نہ کرے۔ ان کی خوشی کو اپنی خوشی پر ترجیح نہ دے۔ ان کی خواہشات اور حوائج کو درخور اعتنا نہ جانے۔ ان کی فرمانبرداری اور اطاعت (معروف ہیں)، بجا لاکر بہشت حاصل کرے۔ صحیح ابن حبان میں حدیث ہے کہ ایک روز حضرت جبریل تشریف لائے۔ اور انہوں نے حضورؐ کے منبر پر چڑھتے وقت یکے بعد دیگرے تین دعائیں کیں۔ اور ہر دعا پر حضورؐ انور نے آمین کہی۔ ان تین دعاؤں میں سے ایک یہ تھی۔

وَمَنْ اَدْرَكَ وَالِدَيْهِ اَوْ اَحَدَهُمَا فَدَخَلَ النَّارَ فَاَبْعَدَهُ اللّٰهُ۔

جو اپنے ماں باپ کو یا ان میں سے ایک کو پائے۔ پھر (ان کی نافرمانی کے سبب) دوزخ میں جائے۔ اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آمین!"

اب آپ غور فرمائیں۔ کہ والدین کے جس نافرمان، بے ادب، گستاخ حقوق فراموش پر حضرت جبریل علیہ السلام لعنت بھیجیں۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آمین فرمائیں۔ اس کا کیا حشر ہو گا؟ والدین یا دونوں میں سے ایک کو زندہ پانے والو! خدا سے ڈر جاؤ۔ والدین کی فرمانبرداری کرو۔ ان کی خدمت کرو۔ اور دیکھو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات والدین کے بارے میں کیا ہیں:-

نماز کے بعد نیکی

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاَعْمَالِ

Marfat.com

أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ قَالَ الصَّلٰوةُ عَلٰى وَقْتِهَا قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ ۝ (بخاری شریف)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ (حضور!) خدا کے نزدیک سب سے محبوب عمل کون سا ہے؟ آپؐ نے فرمایا نماز کا وقت پر ادا کرنا! میں نے پوچھا۔ اس کے بعد؟ ارشاد ہوا۔ ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا۔"

ذلیل اور خوار ہوں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَغِمَ أَنْفُ ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُ ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُ مَنْ أَدْرَكَ أَبَوَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ أَحَدَهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ ۝ (مسلم شریف)

حضرت ابی ہریرہؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ذلیل و خوار ہو! ذلیل و خوار ہو! ذلیل و خوار ہو! وہ شخص، جو والدین یا دونوں میں سے ایک کو بڑھاپے میں پائے۔ اور (ان کی خدمت و فرمانبرداری کر کے) بہشت میں نہ جائے۔"

سب سے زیادہ مستحق احسان

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَنْ أَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِي قَالَ أُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ أُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ أُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ

Marfat.com

قَالَ اَبُوْكَ o (بخاری)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا۔ اے اللہ کے رسولؐ! میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ آپ نے فرمایا۔ تیری والدہ۔ اس نے کہا۔ پھر کون؟ تیری والدہ! اس نے عرض کیا۔ اس کے بعد؟ تیری والدہ! — وہ بولا۔ (حضورؐ!) پھر کون ہے؟ حضور انورؐ نے فرمایا۔ پھر تیرا والد۔

ملاحظہ:۔ اس حدیث پاک سے معلوم ہوا۔ کہ ماں بہ نسبت باپ کے حسن سلوک کی تین گنا زیادہ حقدار ہے۔ اور کیوں نہ ہو۔ کہ نو مہینے بچہ کو حمل میں اٹھائے پھرتی ہے۔ اس بوجھ کی تکلیف اور پھر زمانۂ حمل کی امراض کا خطرہ اور کبھی بیمار رہنے کی زحمت برداشت کرتی ہے۔ اور پھر وضع حمل کی پل صراط سے بھی گزرتی ہے۔ اس کے بعد بچہ کو دودھ پلانے کی مشقت اٹھاتی ہے۔ اور پھر شب و روز اس کی مامتا میں بے چین و مضطرب رہتی ہے — یہ وجہ ہے کہ حسن سلوک میں اس کا حق باپ سے بڑا ہے۔ اور نیکی اور احسان کرنا اس پر واجب تر! البتہ یہ بات ضرور ہے۔ کہ اطاعت اور فرماں برداری میں باپ کا حق فائق ہے۔ خوب سمجھ لیں۔ یعنی نیکی، احسان، خدمت اور انعام میں والدہ کو ترجیح ہے۔ اور اطاعت میں باپ کو فوقیت ہے۔

اور آداب والدین میں یہ بات مشترک ہے۔ کہ تواضع، تملق، اور خاکساری سے پیش آئے۔ مباح چیزوں میں اطاعت واجب جانے، بے ادبی اور گستاخی، تکبر اور غرور سے پیش نہ آئے۔ اپنی آواز اُن کی آواز سے بلند نہ کرے۔ ان سے باتیں کرتے وقت عاجزی، انکساری اور تواضع مد نظر رکھے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ضرور کرے۔ لیکن قولِ لین پر

کاربند رہے۔

والدہ کو ایزا دینا حرام

عَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّهَاتِ ۔ (بخاری)

حضرت مغیرہ رضی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تحقیق اللہ نے ماؤں کو (ہر قسم کی) ایذا دینی تم پر حرام کر دی ہے۔"

والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہ ہے

عبد اللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنے والدین کو گالی دینی گناہِ کبائر سے ہے۔ صحابہ رضی نے پوچھا۔ (حضور!) کوئی اپنے والدین کو بھی گالی دیتا ہے۔! آپ نے فرمایا ہاں (کبھی حقیقت میں بھی واقعہ ہوتا ہے۔ اور اکثر اس طرح کہ) يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَيَسُبُّ اُمَّهٗ فَيَسُبُّ اُمَّهٗ۔ گالی دیتا ہے کسی آدمی کے باپ کو۔ پس (جواب میں) وہ گالی دیتا ہے اس کے باپ کو۔ اور گالی دیتا ہے کسی کی ماں کو۔ پس گالی دیتا ہے وہ اس کی ماں کو۔" (بخاری مسلم)

ملاحظہ:۔ ایک تو یہ مسئلہ معلوم ہوا۔ کہ والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہ ہے۔ کوئی بڑا ہی لعنتی اور جہنمی ہو گا۔ جو اپنے ماں باپ کو گالی دیتا ہے پھر گالی دینے کی اس حقیقی صورت کے علاوہ ایک صورت والدین کو گالی دینے کی حضورؐ نے یہ بتائی۔ کہ جو کوئی دوسرے کے والدین کو گالی دیتے ہیں

Marfat.com

ابتدا کرے گا۔ اور پھر اس کے جواب میں دوسرا اس کے ماں باپ کو گالی دے گا۔ تو یہ دوسرے شخص کا گالی دینا، پہلے کا آپ اپنے والدین کو گالی دینا ہے۔اس سے معلوم ہوا۔ کہ جو دوسرے کے ماں باپ کو گالی دے کر ان سے اپنے والدین کو گالی دلواتے ہیں۔ گویا وہ خود اپنے ماں باپ کو گالی دینے کے جرم میں کبیرہ گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔ سبحان اللہ! اسلام کی اخلاقی تعلیم کتنی بلند اور کتنی پاکیزہ ہے۔

حارثہ بن نعمان کی قرآن خوانی کا آواز بہشت میں!

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ فِيهَا قِرَاءَةً فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا حَارِثَةُ ابْنُ النُّعْمَانِ كَذَالِكُمُ الْبِرُّ كَذَالِكُمُ الْبِرُّ وَكَانَ اَبَرَّ النَّاسِ بِاُمِّهٖ ہ

(شرح السنۃ للبغوی)

میں بہشت میں داخل ہوا۔ (خواب[1] میں) پس سنی میں نے اس میں آواز قرآن پڑھنے کی، پھر پوچھا میں نے۔ کون ہے یہ قرآن پڑھتا؟ فرشتوں نے کہا۔ یہ (آپ کا بلند مرتبہ صحابیؓ) حارثہ بن نعمانؓ ہے۔ پھر حضورؐ نے (ان کی بزرگی کا سبب بیان

---

[1] یہ روایت بیہقی میں بھی موجود ہے۔ اس کے شروع میں حضورؐ یوں فرماتے ہیں۔ میں سو گیا۔ پھر میں نے اپنے آپ کو بہشت میں دیکھا . . . . . . الخ پھر آگے پوری حدیث اسی طرح ہے۔ یاد رہے کہ پیغمبر کا خواب بھی وحی ہی ہوتی ہے۔ (صادق)

کہتے ہوئے) فرمایا. ایسا ہی ہے ثواب (والدین سے) نیکی کرنے کا. اور حارثہ اپنی ماں کے ساتھ بہت نیک سلوک کرنے والا تھا۔"

والدین کو دیکھنے سے حج کا ثواب

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَامِنْ وَلَدٍ بَارٍّ یَنْظُرُ اِلٰی وَالِدَیْہِ نَظْرَۃَ رَحْمَۃٍ اِلَّا کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ بِکُلِّ نَظْرَۃٍ حَجَّۃً مَّبْرُوْرَۃً قَالُوْا وَاِنْ نَظَرَ کُلَّ یَوْمٍ مِائَۃَ مَرَّۃٍ قَالَ نَعَمْ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ اَطْیَبُ ہ (شعب الایمان)

حضرت عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا. اپنے والدین سے نیکی کرنے والا فرزند اگر ماں (یا) باپ کی طرف محبت کی نظر سے دیکھے۔ تو خدا تعالیٰ اس کی ہر نظر (یعنی ہر بار دیکھنے) کے بدلے حج مقبول کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا (حضورؐ!) اگر وہ دن میں سو بار دیکھے۔ ارشاد ہوا۔ ہاں (اگر دن میں سو بار دیکھے۔ تو سو حج کا ثواب پائے گا. کہ) اللہ تعالیٰ (تمہارے وہم وگمان سے) بہت بڑا ہے اور بہت پاکیزہ ہے۔"

باپ کی مستجاب دُعا

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا. تین دعاؤں کے قبول ہونے میں کوئی

شک نہیں ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔ دَعْوَۃُ الْوَالِدِ
عَلٰی وَلَدِہٖ۔ باپ کی دعا بیٹے کے حق میں۔" (ترمذی)

تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اَنْتَ وَمَالُکَ لِاَبِیْکَ ۵ (مسند امام اعظم)

حضرت جابرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔"

ملاحظہ: حضورؐ نے اس حدیث میں باپ کا ایک عظیم الشان حق بتایا ہے۔ کہ بیٹا مثلاً لاکھ پتی ہو گیا ہے۔ وہ اس روپیہ کا واحد مالک ہے۔ کوئی اس سے لے نہیں سکتا۔ لیکن حضور انورؐ نے فرمایا۔ کہ اس کا یہ لاکھ روپیہ اس کے باپ کا ہے۔ نہ صرف وہ روپیہ ہی۔ بلکہ روپیہ کا مالک (بیٹا) بھی اپنے باپ کی چیز ہے۔ یعنی والد کو شرعاً یہ حق حاصل ہے۔ کہ وہ اپنے بیٹے اور بیٹے کے لاکھ روپیہ کو جہاں چاہے۔ جب چاہے۔ جس طرح چاہے (بروئے شرع) استعمال کر سکتا ہے۔ بیٹے کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنی جان اور تمام مال اپنے باپ کے حوالہ کر دے۔

البتہ اس بات پر غور کر لینا چاہیئے۔ کہ اگر کوئی باپ بہت بوڑھا ہونے یا ارذل العمر کو پہنچنے کے سبب اختلال حواس کا شکار ہو گیا ہو۔ اور اس کی باتیں اختلال کی وجہ سے درست نہ ہوں۔ تو پھر اس کے بیٹے کو حکمت عملی سے، نرمی، عاجزی اور انکساری سے اس کی نا درست باتوں اور غلط فرمائشوں کو ٹال دینا چاہیئے۔ مثلاً ایک بوڑھا باپ اپنے متمول بیٹے کو کہے۔ کہ مجھے پانچ ہزار روپیہ دو۔ میں نے فلاں مزار پر گنبد بنوانا ہے۔ یا کسی ستر سالہ

Marfat.com

بوڑھے کا مذاق اڑانے کے لئے چند من چلے اُسے کہیں۔ کہ ہم آپ کی شادی کرتے ہیں۔ اپنے بیٹوں سے چار پانچ ہزار روپیہ لاؤ۔ اس پر وہ اپنے متمول بیٹوں کو مجبور کرے۔ کہ مجھے شادی کے چار پانچ ہزار روپیہ دو۔ ان حالات میں اگر بیٹے باپ کے ایسے مطالبوں کو پورا نہ کریں گے۔ تو وہ باپ کے نافرمان نہیں ہوں گے ہاں! باپ کے اختلال حواس کے زمانے میں اولاد کو باپ کی بے حد دلجوئی اور حوصلہ افزائی کرنی چاہیئے۔ اور حتی الامکان انہیں راضی رکھنے کی سعی کرنا ضروری ہے۔

باپ کے دوستوں سے احسان

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَبَرِّ الْبِرِّ صِلَةُ الرَّجُلِ اَهْلَ وُدِّ اَبِيْهِ بَعْدَ اَنْ يُّوَلِّيَ۔ (مسلم)

حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ آدمی کی نیک ترین نیکیوں سے یہ ہے۔ کہ وہ اپنے باپ کے مرنے کے بعد اس کے دوستوں سے احسان کرے۔"

ملاحظہ:۔ قربان جایئے اسلام کی اخلاقیات پر۔ کہ باپ کے مر جانے یا سفر میں چلے جانے کے بعد اس کے دوستوں سے نیکی، خیر خواہی، بھلائی، عزت اور احترام کرنے کا اولاد کو حکم دیا گیا ہے!

قرابت کے حقوق

قرابت کی خدا سے فریاد

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَلَقَ اللّٰہُ الْخَلْقَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْہُ قَامَتِ الرَّحِمُ فَاَخَذَتْ بِحَقْوِی الرَّحْمٰنِ فَقَالَ مَہْ قَالَتْ ھٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِکَ مِنَ الْقَطِیْعَۃِ قَالَ اَلَا تَرْضَیْنَ اَنْ اَصِلَ مَنْ وَصَلَکِ وَ اَقْطَعَ مَنْ قَطَعَکِ قَالَتْ بَلٰی یَا رَبِّ قَالَ فَذَاکِ ۝ (بخاری مسلم)

حضرت ابی ہریرہ رضہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول، اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدا تعالےٰ نے خلق کو اپنے علم ازلی میں) پیدا کیا۔ پس جب فارغ ہوا پیدا کرنے سے تو (اس کی خلق سے فریاد کرنے کے لئے) ناتا (RELAT-IONSHIP) کھڑا ہوا۔ اور رحمٰن کی کمر پکڑی (یعنی خدا کے دامن عظمت کو تھاما۔ جیسے کہ فریادی کھڑا ہوتا ہے) خدا تعالےٰ نے فرمایا۔ کیا کہنا ہے تو؟ ناتے نے عرض کیا۔ یہ ہے جگہ کھڑے ہونے پناہ پکڑنے والے کی ساتھ تیرے کاٹنے سے (یعنی میں تیرا دامن عزت پکڑ کر اس جگہ تیری پناہ پکڑتا ہوں اس بات سے کہ کوئی مجھے کاٹے یعنی قطع رحمی کرے) خدا تعالےٰ نے فرمایا۔ کیا (اے ناتواں!) تو اس بات پر راضی نہیں ہے۔ کہ میں ملاؤں گا اس کو (یعنی میں اس کے ساتھ احسان سلوک اور رحم کروں گا۔) جو ملائے گا تجھ کو۔ (یعنی جو تجھ سے سلوک کرے گا۔ صلہ رحمی کرے گا۔) اور کاٹوں گا اس کو۔ (یعنی اس پر احسان، انعام اور رحم نہ کروں گا۔) جو کاٹے گا تجھ کو۔ (یعنی

جو تجھ سے نیک سلوک نہ کرے گا۔ قطع رحمی کرے گا۔) کہا ناتے نے ہاں راضی ہوں ہیں۔ اے میرے پروردگار۔ پھر خدا تعالٰے نے فرمایا پس یہ (میرا) وعدہ تیرے لئے ثابت ہے۔"

ملاحظہ :۔ یہ حدیث شریف قرابت کے حقوق اور رشتہ ناتا کی ذمہ داریوں کی اہمیت واضح کرنے کے لئے ایک زبردست اور جامع مانع درس اخلاق ہے۔ اس فرمانِ مصطفویؐ کا مفہوم یہ ہے۔ کہ جب خدا تعالٰے نے خلق کو پیدا فرمایا۔ تو رحم (WOMB) نے خدا کے دامنِ عظمت وجلال کو تھام کر عرض کیا۔ کہ دنیا میں میرے ہی وجود سے اولادِ آدم میں رشتہ ناتا کا ظہور ہوگا۔ میری ہی ذات قرابت کا باعث ہوگی۔ گویا میں خود ناتا ہوں۔ چاہتا ہوں۔ کہ دنیا میں ناتا ملا رہے۔ صلہ رحم ہو۔ اور ناتا کے ٹوٹنے یعنی قطع رحم سے میں تیری جناب میں پناہ پکڑتا ہوں۔ یعنی رشتہ ناتا قطع کرنے سے مجھے) اپنی پناہ میں لے لے۔ کوئی مجھے کاٹے نہیں۔ قطع نہ کرے۔ اس پر خدا نے رحم (قرابت، ناتے) سے وعدہ کیا۔ کہ جو تجھے کاٹے گا۔ اس کو میں بھی (اپنی رحمت نعمت اور احسان سے) کاٹ دوں گا۔ قطع تعلق کر لوں گا۔ اور جو تجھے ملائے گا۔ صلہ رحمی رکھے گا۔ اس کو میں بھی (اپنی رحمت، نعمت، احسان سے ملاؤں گا۔ اس سے میل ملاپ اور لگاؤ رکھوں گا۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ دنیا میں جو شخص (بلا عذر شرعی) رشتہ داروں سے بول چال، میل ملاپ قطع کرتا ہے۔ وہ سن لے۔ کہ خدا تعالٰے بھی اس سے اپنا تعلق واسطہ قطع کر لیتا ہے۔ اور خدا اس پر سخت ناراض اور غضبناک ہو جاتا ہے۔ خدا ان قرابتوں رشتہ داروں کو دیکھنا نہیں چاہتا۔ جنہوں نے (بغیر عذر شرعی) نفسانی خواہش

Marfat.com

رنجشوں ، دلی کدورتوں ، اور حسد و بغض کی بنا پر آپس میں ملنا جلنا چھوڑ دیا ہو
سلوک ترک کر دی ہو ۔ ایسے تمام لوگ خدا کے معتوب اور اس کے غضب
میں ۔ اگر آخرت کی نجات چاہتے ہیں ، اپنے حج ، زکوٰۃ اور نماز ، روزہ کو
میدان حشر میں بار آور دیکھنا چاہتے ہیں ۔ تو آج ہی تائب ہو کر آپس میں بول
شروع کر لیں ۔ میل ملاپ بحال کر کے ایک دوسرے کے گلے لگ
لیں ۔ اور ایک دوسرے کے گھروں میں آنے جانے کی راہ (راہِ بہشت) کھول
لیں !

رحم رحمٰن سے مشتق ہے

وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الرَّحِمُ شَجْنَةٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَنْ وَّصَلَكِ وَصَلْتُهٗ وَمَنْ قَطَعَكِ قَطَعْتُهٗ ٥ (بخاری)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں ۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ رَحِمَ (بہ معنی بچہ دان) رحمٰن سے مشتق ہے (یعنی لفظ رحمٰن سے رحم لیا گیا ہے) پس فرمایا خدا (رحمٰن) نے (رحم کو) جو شخص تجھے ملاوے (تیرے حقوق کی رعایت کرے) ملاؤں گا میں اس کو (اپنی رحمت و نعمت اور فضل و احسان سے) اور جو شخص کاٹے تجھے (یعنی تیرے حقوق منقطع کرے) کاٹوں گا میں اس کو (اپنی رحمت و بخشش سے محروم کر کے) !

رحم عرش سے معلق ہے

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الرَّحِمُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَقُوْلُ مَنْ وَصَلَنِیْ وَصَلَهُ اللّٰہُ وَمَنْ قَطَعَنِیْ قَطَعَهُ اللّٰہُ ۔
(بخاری مسلم)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رحم (بچہ دان مراد ناتا) عرش کے ساتھ لٹکا یا گیا ہے اور بطور دعا کے کہتا ہے۔ جو شخص ملائے مجھ کو (سلسلہ قرابت قائم رکھے) ملائے گا اس کو اللہ (اپنی رحمت سے) اور جو شخص کاٹے مجھ کو (رشتے ناتے توڑے) کاٹے گا (اپنی رحمت سے) اس کو اللہ۔

نوٹ :- رحم لٹکا یا گیا ہے عرش سے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ رحمٰن کے عرش کو پکڑے ہوئے ہے۔ فریاد کرنے کے لئے، قطع رحمی سے مانگتا ہے رب العرش کی جناب میں اور ساتھ ہی قطع اور وصل کے اجر بھی دیتا ہے۔ اپنے خالق کے حکم سے! فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ

قاطع رحم بہشت میں نہ جائے گا

وَعَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعُ رَحِمٍ ۔ (بخاری مسلم)

حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رحم کا کاٹنے والا

Marfat.com

بہشت میں داخل نہیں ہوگا"۔

ملاحظہ :۔ رحم کا کاٹنے والا یعنی (بغیر شرعی عذر کے) رشتہ داروں کو
ی کدورتوں اور ذاتی بغض وعناد کی وجہ سے نہ ملنے والا۔ قطع رحمی کی حرمت
نتے ہوئے، بلا وجہ رحم کاٹنے والا، دولت، مال، اور عزت وجاہ کے گھمنڈ
زیب ناتے داروں کو چھوڑنے والا ۔۔۔ اول نجات پائے ہوؤں کے ساتھ
ت میں داخل نہیں ہوگا۔ حاجیو! نمازیو! روزہ دارو! زکوٰۃ دینے والو!
ج ہی اپنی عاقبت کی اصلاح کی فکر کرلو! ۔۔۔ اور بدعمل مسلمانو! تم اپنی
ی اصلاح کے لئے تگ ودو کرلو۔ کتاب وسنت کے عامل بنو ۔۔۔ اور
ہ ناتے ملا لو!

محدث بیہقیؒ شعب الایمان میں عبداللہ بن ادفیٰ کی روایت لائے ہیں
ول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَا تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ عَلٰى قَوْمٍ فِيهِمْ قَاطِعُ رَحِمٍ۔

اس قوم پر رحمت نہیں اترتی جس میں ناتے کا کاٹنے والا ہو"۔

اور ابوداؤد میں عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی
علیہ وسلم نے فرمایا:۔

کہ اللہ برکت والا بلند قدر فرماتا ہے۔ میں ہوں اللہ اور میں ہوں
رحمٰن۔ میں نے رحم (ناتے) کو پیدا کیا۔ اور نکالا میں نے (لفظ) رحم
اپنے نام (رحمٰن) سے۔ پھر جو کوئی ملاوے رحم کو، ملاؤنگا میں
اس کو، اور جو کوئی کاٹے اس کو، کاٹوں گا میں اس کو ۔۔۔"

ناتے میل جول کا ثمر

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

Marfat.com

مَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّبْسَطَ لَهٗ فِيْ رِزْقِهٖ وَيُنْسَاَ لَهٗ اَثَرِهٖ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ ـ (بخاری)

حضرت انس رضؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص اپنے رزق میں وسعت اور اپنی عمر میں برکت چاہتا ہے۔ اسے اپنے رشتہ داروں کیساتھ حسن سلوک کرنا چاہیئے۔"

برائی کا جواب نیکی سے دو!

حضرت ابی ہریرہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ کہ میرے کچھ رشتہ دار ہیں۔ میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں۔ اور وہ مجھ سے قطع رحمی کرتے ہیں۔ میں ان سے نیکی کرتا ہوں۔ اور وہ مجھ سے برائی سے پیش آتے ہیں۔ میں ان سے نرمی کرتا ہوں اور وہ مجھ پر سختی کرتے ہیں۔ (اب مجھے کیا کرنا چاہیئے؟) حضورؐ نے فرمایا۔ اگر تو درست بیان کر رہا ہے۔ تو تو اُن کو گرم راکھ کھلا رہا ہے۔ (یاد رکھ) خدا تعالےٰ کی مدد ان کے شر سے بچانے کے لیئے ہمیشہ تیرے شامل حال رہے گی۔ جب تک کہ تو اس سلوک کو جاری رکھے گا۔" (مسلم)

مزاح اور خوش کلامی

اچھی بات صدقہ ہے

حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

Marfat.com

اَلْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ۔

اچھی بات (کہنی) بمنزلہ صدقہ کے ہے" (بخاری)

ملاحظہ:۔ اس حدیث کا یہ مطلب ہے۔ کہ گفتگو میں نرمی، لینت اور شیریں پن کا ہونا صدقہ یعنی نیکی ہے۔ خدا تعالےٰ خوش کلامی سے راضی ہوتا ہے وہ بندے خدا کو پیارے لگتے ہیں۔ جو میٹھی زبان سے بات کرتے ہیں۔ جن کے منہ سے ہنگام کلام پھول جھڑتے ہیں۔

کلام خیر کی ترغیب

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ لِیَصْمُتْ ٥ (بخاری)

حضرت ابی ہریرہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کا خدا اور قیامت کے دن پر ایمان ہے۔ اسے چاہیئے۔ کہ اچھی بات کہے۔ ورنہ خاموش رہے"

اسلام میں خوش کلامی

عَنْ عَمْرِو ابْنِ عَبَسَةَ قَالَ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِسْلَامُ قَالَ طِیْبُ الْكَلَامِ۔ (مسند امام احمد)

عمر بن عبسہ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا۔ اے اللہ کے رسول! (فرماؤ) اسلام کیا چیز ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا۔

Marfat.com

خوش کلامی "

نوٹ:۔ اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ ایک دین دار متقی مسلمان کے اسلام کا تقاضا یہ ہے۔ کہ وہ خوش گفتار ہو۔ نرم کلام اور شیریں زبان ہو۔ صرف اتنی بات سے ہی اسلام کی معراج نہیں حاصل ہو جاتی۔ کہ نماز پڑھ لی۔ روزہ رکھ لیا۔ اور تسبیح پھیر لی۔ لیکن جب کسی سے بات کرنے کا موقع آیا۔ تو زبان کی ذرتی سے گفتار کے وہ پتھر پھینکے۔ کہ دوسرے کے آئینہ دل کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ بد زبانی اور بد کلامی اسلام کو زیب نہیں دیتی۔ مسلمانوں کو اپنے اخلاق کی اصلاح کی طرف بہت توجہ کرنی چاہیئے۔

خوش کلامی سے آگ کا بجھنا

عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَۃٍ فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ فَبِکَلِمَۃٍ طَیِّبَۃٍ۔ (بخاری)

عدیؓ بن حاتم روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دوزخ کی آگ سے (صدقہ کرکے) بچو۔ اگرچہ صدقہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی ہو۔ اور اگر اتنا بھی میسر نہ آئے۔ تو اچھی بات کہہ کر (اسی صدقہ سے ہی) دوزخ کی آگ سے بچ جاؤ۔"

ملاحظہ:۔ قرآن مجید میں بھی اچھی بات کہنے کے لئے خدا کا ارشاد موجود ہے۔ وَقُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ ہِیَ اَحْسَنُ۔ اور (اے پیغمبرؐ!) میرے بندوں کو کہہ دے۔ کہ وہ اپنے منہ سے وہ بات نکالیں جو (میٹھی شیریں، نرم اور سراسر) اچھی ہو۔" اس سے معلوم ہوا۔ کہ شیریں کلامی

نرم گفتاری مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ جبھی تو خدا نے اسے قرآن میں تمثل کے لئے بیان کیا ہے۔ ہم لیاقت کی ڈینگیں تو بہت مارتے ہیں۔ لیکن کردار کے لحاظ سے انسانیت بہت اونچی ہے۔! بڑے بڑے بزرگوں اور شہرہ آفاق ناموں۔ (اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہ) کے حال اور عوام کے ان کے ساتھ سابقہ اس بات پر شاہد ہیں۔ کہ ان کے علم و ورع کے چشمہ کے ارد گرد بداخلاقی کے مار و کژدم کچھ اس طرح پھنکارتے ہیں۔ کہ کوئی رستم کے لگے کا ماں کا جایا بھی قریب نہیں پھٹک سکتا ہے ــــ کیا مجال کہ کوئی زبان کی تیغ "جوہر دار" کی تاب لا سکے! بھائیو اور بہنو! یاد رکھو! اپنی گفتگو کو اتنا شیریں، نرم اور دلنشیں بناؤ، کہ جو کوئی بھی آپ سے ایک مرتبہ مل کر جائے۔ تا زیست آپ کی میٹھی باتیں اس کو یاد رہیں!

خوش طبعی کی حقیقت

ترمذی باب المزاح میں ہے۔ کہ صحابہؓ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ (حضورؐ!) آپ ہم سے خوش طبعی فرماتے ہیں۔! (صحابہؓ نے تعجب سے پوچھا!) آپ نے فرمایا۔ لَا اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا۔ (بے شک لیکن) میں سچی بات کے سوا اور کچھ نہیں کہتا"

ملاحظہ:۔ حدیث بالا کا مفہوم یہ ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو مزاح یعنی خوش طبعی فرماتے تھے۔ آپ کی اس گفتگو میں حق ہی حق ہوتا تھا۔ جھوٹی باتیں بنا کر اور مبالغہ آمیز قصے گھڑ کر لوگوں کو ہنسانا بہت بڑا گناہ ہے جس کا حال آپ پیچھے پڑھ آئے ہیں۔ خوش طبعی بھی صرف وہی جائز ہے۔ جس میں جھوٹ اور مبالغہ آمیزی ہرگز نہ ہو۔ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم گاہے گاہے حقیقت وصداقت پر مبنی خوش طبعی فرمایا کرتے تھے۔ اس سے

(بقیہ صفحہ نمبر ۳۷۰ پر ملاحظہ ہو)

Marfat.com

مراد یہ تھی کہ آدمی ہر وقت منہ سوجے ماتھے پر شکن ڈالے نہ بیٹھا رہے کیونکہ عبوسی چہرے لوگوں کو بجائے نزدیک لانے کے دور کرتے ہیں۔ اور نفرت پیدا کرتے ہیں۔

دو کان والے

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ يَا ذَا الْاُذُنَيْنِ ۔ (ابو داؤد۔ ترمذی)

روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا۔ اے دو کان والے"۔

نوٹ:۔ اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے۔ کہ انس رضی اللہ عنہ کے دو کان تھے۔ پھر انہیں کہنا "اے دو کان والے"! اس سے طبیعت کے دریا میں ظرافت کی ہلکی ہلکی لہریں اٹھنے لگتی ہیں۔ اور مزاج کے رکاؤ میں روانی سی آجاتی ہے اور غور کریں۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ حضرت انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دو کان والے کہہ کر ان کی سماعت، ذہانت، زیرکی اور عقل و شعور کی تعریف بھی کی ہے۔ گویا **ذَا الْاُذُنَيْنِ** میں مزاح بھی ہے۔ اور انس رضی اللہ عنہ کی تعریف بھی!

لہ (حاشیہ صفحہ ۳۶۵) مزاح اس خوش طبعی کو کہتے ہیں جس میں ایذا نہ ہو کسی کا دل نہ دکھے۔ بری نہ لگے افراط تفریط سے پاک ہو۔ اور اس پر مداومت نہ کی جائے اور پھر اس میں جھوٹ اور خلاف واقعہ کوئی بات نہ ہو۔ پس یہ مزاح مباح ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بھی فرماتے تھے۔ اور آپ کی مزاح میں سوائے حق کے اور کوئی بات نہ ہوتی تھی۔ ایسی مزاح کو ہم سنت مستحبہ کہہ سکتے ہیں۔ افسوس ہماری آجکل کی خوش طبعی عام طور پر اخلاق اور تہذیب کی قیود سے آزاد ہوتی ہے۔ جھوٹ، مبالغہ، ادب و اخلاق کے خلاف باتیں ہماری مزاح کا لازمہ ہیں۔ اور بعض اوقات ہماری خوش طبعی بڑھتے بڑھتے ہاتھا پائی تک نوبت لے آتی ہے۔ مسلمان بھائیو!! اعتدال کی راہ اختیار کرو۔ (محمد صادق)

Marfat.com

ابو عمیر کیا ہوئی نغیر

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اِنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُخَالِطُنَا حَتّٰى يَقُوْلَ لِاَخٍ لِّيْ صَغِيْرٍ يَا اَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ كَانَ لَهٗ نُغَيْرٌ يَلْعَبُ بِهٖ فَمَاتَ ٥ (بخاری مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے خوش طبعی کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ فرماتے میرے چھوٹے بھائی سے مزاح کے طور پر۔ اے ابو عُمیر کیا ہوئی نُغیر! اور نغیر (سرخ چونچ کی چڑیا) میرے چھوٹے بھائی کے پاس تھی۔ جس سے وہ کھیلتا تھا۔ پھر وہ چڑیا مر گئی۔

ملاحظہ :- حضرت انس رض کا ایک چھوٹا ماں شریک بھائی کبشہ بن ابو طلحہ زید بن سہل انصاری تھا۔ اس کے پاس نغیر یعنی سرخ چونچ کی خوبصورت چڑیا تھی جس سے وہ کھیلا کرتا تھا۔ اور ہاتھ میں لے کر حضرت انور کے پاس آیا کرتا تھا۔ وہ چڑیا اچانک مر گئی۔ پھر جب وہ لڑکا (انس رض کا بھائی) حضور کے پاس آتا۔ تو آپ خوش طبعی کے طور پر اسے فرماتے۔ ابو عمیر کیا ہوئی نغیر — ! گویا نغیر کے مقابلہ میں اس کی کنیت ابو عمیر فرما کر اس کی خوش طبعی کا سامان پیدا کرتے۔ اس پر وہ لڑکا مسکرا دیتا۔

سواری کے لئے اونٹنی کا بچہ

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا اِسْتَحْمَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ حَامِلُكَ عَلٰى وَلَدِ نَاقَةٍ فَقَالَ مَا اَصْنَعُ بِوَلَدِ النَّاقَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَلْ تَلِدُ الْإِبِلَ إِلَّا النُّوقُ ۔ (ترمذی ۔ ابوداؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری طلب کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تجھے سواری کے لئے اونٹنی کا بچہ دوں گا۔ اس نے کہا۔ (حضور!) میں اونٹنی کے بچہ کو لے کر کیا کروں گا؟ (بچہ نے سواری کا کام تھوڑا دینا ہے؟) آپ نے فرمایا۔ اونٹ بھی تو اونٹنی کا بچہ ہی ہوتا ہے۔"

بوڑھی عورتیں بہشت میں نہ جائیں گی

وَعَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِامْرَأَةٍ عَجُوزٍ إِنَّهُ لَا تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَجُوزٌ فَقَالَتْ وَمَا لَهُنَّ وَكَانَتْ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَقَالَ لَهَا أَمَا تَقْرَئِينَ الْقُرْآنَ إِنَّا أَنْشَأْنٰهُنَّ إِنْشَاءً فَجَعَلْنٰهُنَّ أَبْكَارًا ۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (از راہِ خوش طبعی) ایک بوڑھی عورت کو فرمایا۔ (جب کہ اس نے بہشت کے لئے دعا کی درخواست کی) بہشت میں کوئی بوڑھی عورت داخل نہ ہوگی۔ اس نے (حیران ہوکر) کہا۔ کیوں داخل نہ ہوں گی بہشت میں (جب کہ وہ قرآن پڑھنے والی مسلمان ہوں گی) اور تھی وہ عورت قرآن پڑھی ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا۔ کیا تو نے قرآن میں

Marfat.com

(یہ) نہیں پڑھا۔ اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ــــ تحقیق پیدا کریں گے ہم بہشت کی عورتوں کو۔ پس کریں گے ہم ان کو کنواریاں "۔ (یعنی قیامت کے دن ہم بڑھیوں کو بھی باکرہ اٹھائیں گے۔ اور بھرپور جوانی میں انہیں بہشت میں داخل کریں گے۔ پس بڑھیاں بڑھاپے کی صفت کے ساتھ بہشت میں نہ جائیں گی ــــ دوشیزگی اور شباب کے عالم میں بہشت کی زینت بنیں گی "۔

رحمتِ دو عالم نے کولے بھرے

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص زاہر بن حرام گاؤں کا رہنے والا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے (شہر آتا تو) تحفہ باہر کا (ساگ، ککڑی، کدو وغیرہ) لے آتا۔ اور جب وہ (مدینہ سے) باہر (اپنے گاؤں کو) جانے لگتا۔ تو حضور انورؐ بھی اس کا سامان سفر درست کر دیتے۔ (کچھ شہر کی چیزیں اسے دے دیتے) اور اس کے حق میں (مزاحًا) فرماتے۔ زاہر ہمارا باہر کا گماشتہ ہے۔ (کہ ہمارے لئے باہر کی چیزیں لاتا ہے) اور ہم اس کے شہر کے گماشتے ہیں (کہ ہم اسے شہر کی چیزیں دیتے ہیں) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بڑی محبت تھی۔ اور تھا وہ بظاہر کریہ النظر (ILL-LOOKING) ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (بازار) آئے۔ تو دیکھا۔ کہ زاہر اپنا (باہر سے لایا ہوا) اسباب بیچ رہا تھا۔ حضورؐ نے اس کی نظر بچا کر پیچھے سے ہو کر کولے بھرے۔ (یعنی اس کے پیچھے بیٹھ کر دونوں ہاتھ اپنے اس کی بغلوں کے

پیچھے سے نکال کر اس کی دونوں آنکھوں پر رکھ دیئے. تاکہ پہچان نہ سکے. (اس پر) زاہر نے کہا اَرْسِلْنِیْ مَنْ هٰذَا ۔ چھوڑ دے مجھ کو کون ہے یہ ؟ پھر اس نے کنکھیوں سے دیکھا. تو پہچان لیا کہ یہ تو حضرت مُحَمَّدْ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ ہیں. پھر تو اپنی پیٹھ کو حضرت انورؐ کے سینہ پاک سے چپکانے کے لئے لگا جتن کرنے. پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (ازراہِ خوش طبعی زاہر سے متعلق) فرمایا مَنْ یَشْتَرِی الْعَبْدَ ۔ ہے کوئی خریدار (اس اللہ کے) غلام کا ؟ زاہر نے عرض کیا. اے اللہ کے رسول! وَاللّٰہِ تَجِدُنِیْ کَاسِدًا ۔ بخدا! پائیں گے آپ مجھ کو ناکارا (یعنی مجھ بدشکل بے ہنر کو کون خریدے گا) حضرت انورؐ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لٰکِنْ عِنْدَ اللّٰہِ لَسْتَ بِکَاسِدٍ لیکن خدا کے نزدیک تو ناکارہ (اور بدشکل) نہیں۔ (تیری خدا کے ہاں بڑی قیمت ہے۔)

میرا تمام بدن آئے

عوف بن مالک اشجعی روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں. کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں غزوہ تبوک میں حاضر ہوا. حضرت انورؐ ایک چمڑے کے (چھوٹے سے) خیمہ میں تشریف فرما تھے میں نے سلام عرض کیا. آپ نے فرمایا۔ اندر آجاؤ۔ میں نے (بطریق خوش طبعی) عرض کیا. حضورؐ! اَکُلِّیْ ۔ میرا تمام بدن آئے ؟ قَالَ کُلُّکَ ۔ آپ نے فرمایا. ہاں! تمام بدن تیرا ۔

نوٹ :۔ خیمہ بہت چھوٹا تھا. اس لئے عوف نے کہا. کہ میرا تمام بدن

اندر آئے ؟ اس سے بڑی لطیف مزاح اور خوش طبعی ہو گئی۔ نیز معلوم ہوا کہ مقام بے تکلفی میں صحابہؓ بھی حضرت اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے خوش طبعی کرتے تھے اور اس سے رخصت نکلی۔ کہ تلامذہ اور ارادات کیش اپنے اساتذہ اور مشائخ سے اور احباب واعزہ آپس میں گاہے گاہے معتدل مزاح کر سکتے ہیں۔ البتہ جھوٹی، ایذارساں اور مبالغہ آمیز مزاح (مسخرہ) ہرگز روا نہیں۔ حضرت انورؐ نے فرمایا۔ لَا تُمَارِ اَخَاكَ وَلَا تُمَازِحْهُ وَلَا تَعِدْهُ مَوْعِدًا فَتُخْلِفَهٗ — اپنے بھائی سے (ناجائز) جھگڑا نہ کر۔ اور نہ (ایذادہ) مزاح کر اس سے۔ اور نہ ایسا وعدہ کر اس سے کہ خلاف کرے تو اس کو۔ (ترمذی)

ہمسایوں کے حقوق

ہمسایوں کی عزت کرو

عَنْ اَبِیْ شُرَیْحٍ الْکَعْبِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ جَارَہٗ (بخاری)

ابو شریح کعبیؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کا اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے۔ اس کو چاہیئے۔ کہ ہمسایہ کی عزت کرے"

ملاحظہ:۔ اللہ تعالےٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والے کو ہمسایہ کی عزت کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ ہمسایہ کی عزت اور احترام نہ کرنے والوں کا ایمان اللہ اور قیامت پر پورا نہیں ہے چونکہ ہمسایوں

Marfat.com

کو تکلیف دینے اور انہیں بے آبرو کرنے والوں کو خدا نے قیامت کے روز لوچھا ہے۔ اس لئے پڑوسیوں کے ساتھ وہی نیک سلوک کرتا اور ان کی عزت و حرمت بجالاتا ہے جس کا آخرت پر یقین ہو۔ اور اللہ پر ایمان ہے ہمسایوں کو ستانے والو ـــــ کل داورِ محشر کو کون سا منہ دکھاؤ گے۔؟

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهٗ ـــــ

جو شخص خدا اور روزِ جزا پر ایمان رکھتا ہے۔ (اسکے ثبوت میں اسے) چاہیئے۔ کہ اپنے ہمسایہ کو (کسی قسم کی) ایذا نہ دے "۔ (بخاری)

نوٹ :۔ ایذا زبان سے بھی دی جا سکتی ہے۔ گالی، گلوچ، طعنہ، اہانت، احسان جتانا، غیبت کرنا، بہتان لگانا، ناحق بدنام کرنا، الزام تراشنا، اس کے خلاف جھوٹی گواہی دینا وغیرہ ـــــ سب زبان کی ایذائیں ہیں اور دھول دھپا، ہاتھاپائی، چوٹ، ضرب، دھکا، مار دھاڑ، زدوکوب وغیرہ ہاتھ کی ایذائیں ہیں مسلمانو! خدا سے ڈر جاؤ۔ اور ہاتھ اور زبان کی ایذاؤں سے ہمسایوں کو ستا کر اللہ کے باغی اور آخرت کی پرسش سے بے خوف نہ ہو جاؤ!

خدا کی قسم وہ ایمان نہیں لایا

عَنْ اَبِیْ شُرَیْحٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَا یُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا یُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا یُؤْمِنُ قِیْلَ وَمَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِیْ لَا یَاْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ ۔ (بخاری)

Marfat.com

حضرت ابی شریح روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدا کی قسم وہ (خدا اور روزِ جزا پر) ایمان نہیں لایا۔ خدا کی قسم وہ ایمان نہیں لایا۔ خدا کی قسم وہ ایمان نہیں لایا! (ہمسایوں کو ایذا دینے والو! سنو!) صحابہؓ نے پوچھا کون اے اللہ کے رسولؐ؟ آپ نے فرمایا جس کی ایذاؤں سے اس کا ہمسایہ امن میں نہ ہو۔"

ملاحظہ:- غور کریں: کہ اس حدیث میں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تین بار خدا کی قسم کھا کر کہہ دیا ہے۔ کہ جس کی ایذاؤں اور بدسلوکیوں سے اس کا ہمسایہ امن میں نہ ہو۔ وہ ایمان نہیں لایا۔ اب ہمسایوں کو ایذا دینے ستانے، ان کی بے عزتی، بے حرمتی کرنے اور ان سے بدسلوکی اور فتنہ و فساد سے پیش آنے والوں کو یقین کر لینا چاہیئے۔ کہ وہ ہنوز اللہ اور آخرت کے بارے میں بے ایمان ہیں۔ پھر جس کا ایمان خوفِ خدا اور پرسشِ روزِ جزا سے بے جان ہو۔ رسولِ خدا ہمسایہ کے ایسے بدسلوک کے متعلق خدا کی حلف اٹھا کر فرما چکے ہیں۔ کہ وہ ایمان نہیں لایا۔ تو پھر ایسے بدبخت کا وجود انسانی معاشرے میں اسلام کے نام پر ایک بدنما داغ ہے پڑوسیوں کو ناحق ایذا دینے والے شیطان صفت لوگوں کو اسلام ہرگز برداشت نہیں کرتا۔

ہمسایوں کو ایذا اور دکھ دینا انہیں ستانا اور بے آبرو کرنا تو بہت بڑا گناہ ہے۔ حضور انورؐ نے یہاں تک فرما دیا۔

لَیْسَ الْمُؤْمِنُ بِالَّذِیْ یَشْبَعُ وَجَارُہٗ جَائِعٌ اِلٰی جَنْبِہٖ - وہ شخص (بھی) پورا مومن نہیں۔ جو آپ تو پیٹ

بھر کر کھالے۔ اور اس کا ہمسایہ اس کے پہلو میں فاقہ کش ہو"۔ بیہقی۔

قیامت میں ہمسایوں کے فیصلے

عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ خَصْمَیْنِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ جَارَانِ ہ۔ (مسند امام احمد)

حضرت عقبہ بن عامرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ قیامت کے دن (حقوق العباد کے سلسلہ میں) سب سے پہلے ہمسایوں کے جھگڑے چکائے جائیں گے"۔

ملاحظہ، مشہور حدیث ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ ؎

روزِ محشر کہ جاں گداز بود
اوّلین پرسش نماز بود

یعنی سب سے پہلے قیامت کے روز نماز کا حساب ہو گا۔ اور حدیث بالا میں ہے۔ کہ سب سے پہلے ہمسایوں کے تنازعات کے فیصلے ہوں گے۔ ان کی تقدیم و تاخیر کی یہ صورت ہے۔ کہ حقوق اللہ میں سب سے پہلے نماز کی پرسش ہوگی اور حقوق العباد میں سب سے پہلے ہمسایوں کا معاملہ بارگاہِ خداوندی میں پیش ہوگا۔ تو گویا اللہ کے حقوق میں نماز کی اہمیت معلوم ہو گئی۔ اور بندوں کے حقوق میں ہمسائیگی کا رشتہ سرِ فہرست رہا۔ ہمسایو! ایک دوسرے کے حقوق کو نگاہ رکھو۔ اللہ سے ڈرو۔ اگر قیامت پر ایمان ہے۔ اور دل مانتا ہے۔ کہ خدا کے سامنے پیش ہونا ہے۔ تو آپس میں ایک دوسرے کے مال

اور عزت و آبرو کے نگہبان رہو۔ پڑوسیوں کی عزت و حرمت کو اپنی آبرو ،
اموس جانو۔ ان کی خیر خواہی اور ہمدردی کو ایمان کا لازمہ سمجھو ـــ ایک
رے کے پسینے کی جگہ اپنا خون بہاؤ۔ اور کوئی ایسی حرکت نہ کرو۔ کہ جس سے
ایہ کا دل دکھے۔ اور اسے ایذا پہنچے !

رائیل کی ہمسایوں کے متعلق تاکید

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا زَالَ جِبْرِیْلُ یُوْصِیْنِیْ بِالْجَارِ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّہٗ سَیُوَرِّثُہٗ۔ (ابن ماجہ)

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہمیشہ مجھے پڑوسیوں کے حقوق کی نگہداشت کی تاکید کرتے رہتے تھے۔ حتیٰ کہ مجھے خیال گزرا۔ کہ شاید عنقریب پڑوسی کو (پڑوسی کی) وراثت کا حق بھی مل جائے گا۔"

نوٹ:۔ حضرت جبرائیل کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو (تعلیم
ت کے لئے) ہمسایوں کی خیر خواہی اور ان کے حقوق کی حفاظت کی ہمیشہ
یشہ تاکید کرتے رہنا ـــ ہمسایوں کے تعلقات کو استوار اور پائیدار رکھنے
ـــ دلالت کرتا ہے۔ پڑوسیوں کے درمیان رشتہ موالات و موخات مضبوط
ستحکم کرنے کا حکم دیتا ہے۔ غور کریں۔ کہ ہمسایوں کے حقوق کتنی بلند مرتبہ
ہے جس کی مسلمان پروا تک نہیں کرتے ؟

Marfat.com

مہربانی اور توازن و مواخات

بنی آدم اعضائے یک دیگر اند

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ اَلْمُؤْمِنُوْنَ كَرَجُلٍ وَّاحِدٍ اِنِ اشْتَكٰی عَيْنُہٗ اِشْتَكٰی كُلُّہٗ وَاِنِ اشْتَكٰی رَاْسُہٗ اِشْتَكٰی كُلُّہٗ ٥ (مسلم)

نعمان بن بشیرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمام مسلمان مانند (اعضا) ایک شخص کے ہیں۔ (اس طرح کہ) اگر دکھتی ہے آنکھ اس کی ـ تو بے چین ہوتا ہے تمام بدن اس کا۔ اور اگر درد کرتا ہے سر اسکا تو دکھتا ہے تمام بدن اس کا۔"

ملاحظہ :۔ اس مثالی حکم سے تمام مسلمانوں کو لازم ہے کہ وہ مسلمان بھائیوں کے دکھ درد، غم و رنج، اور تنگی ترشی میں دل وجان شریک ہوں۔ جس طرح آنکھ یا سر کے درد کرنے سے سارا جسم بے چین اور ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ایک آدمی کی تکلیف سے سارے انسانی معاشرہ آتش زیر پا ہو جانا ضروری ہے۔ اور یہ بات مسلمانوں کے ایمان و اسلام تقاضوں سے ہے۔

بخاری مسلم میں ایک روایت نعمان بن بشیر سے آئی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پاؤ گے تم (کامل)

Marfat.com

مسلمانوں کو (ایمانی برادری کے سبب) ایک دوسرے پر رحم کرنے والے آپس میں محبت کا دم بھرنے والے، اور عطوفت و مہربانی کرنے والے مانند حال بدن کے۔ کہ جب درد کرتا ہے، ایک عضو، بلاتے ہیں ایک دوسرے کو باقی اعضائے بدن (تاکہ ماؤف عضو کی مدد کریں، جیسا کہ مرض) بیداری اور تپ (کی تکلیف) میں ہوتا ہے"۔

حضرت ابی موسےٰ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ ۝ (بخاری)

مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے ایک عمارت کے مانند ہے۔ جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو مضبوط رکھتا ہے۔ پھر آپ نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کیا۔ (مثال دیتے ہوئے)

نوٹ:- جس طرح عمارت ایک ایک اینٹ کے ملنے جڑنے اور باہم پیوست نے سے بنتی ہے۔ اور اس کی مضبوطی اینٹوں کے اتحاد اور ضبط پر دارومدار رکھتی ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کی زندگی من حیث القوم آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ کامل متحد اور منظم ہونے میں ہے۔ شیر و شکر رہنے میں ہے۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ اسلام کے حکم کے مطابق مسلمانوں کو آپس میں ایک دوسرے کے خیرخواہ، ہمدرد، جانثار، دکھ درد اور رنج و غم میں کام آنے والا، مونس اور غمگسار بن کر رہنا چاہیئے۔

Marfat.com

مسلمان بھائی ہے مسلمان کا

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمُسْلِمُ اَخُ الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهٗ وَلَا يُسْلِمُهٗ وَمَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهٖ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (بخاری مسلم)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسلمان (دین کا) بھائی ہے مسلمان کا (اس کو لازم ہے کہ) نہ ظلم کرے اپنے مسلمان بھائی پر اور نہ کسی اور کو اس پر ظلم کرنے دے۔ (یعنی مظلومیت پر اس کی مدد کرے) پھر جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کی (تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ کے ماتحت) ضرورت پوری کرتا ہے۔ خدا تعالےٰ اس کی (اپنے خاص فضل سے) حاجت روائی کرتا ہے۔ اور جو شخص مسلمان سے کوئی سختی (انسانی کوششوں سے) دور کرتا ہے خدا تعالےٰ اس سے قیامت کے دن (بہت بڑی) سختی دور کرے گا (کہ جس کے ٹلنے کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی) اور جو کوئی ڈھانکے کسی مسلمان کا عیب۔ خدا قیامت کے روز اس کے عیبوں پر پردہ ڈالے گا۔"

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُ اَخُ الْمُسْلِمِ لَا

يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ اَلتَّقْوٰى هٰهُنَا وَيُشِيْرُ اِلٰى صَدْرِهٖ ثَلٰثَ مِرَارٍ بِحَسْبِ اِمْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ اَنْ يَحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهٗ وَمَالُهٗ وَعِرْضُهٗ ۔ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا (دینی) بھائی ہے۔ (پھر اُسے میں خدا کا حکم سناتا ہوں کہ) نہ ظلم کرے اس پر، اور نہ (نیکی میں) اس کی مدد ترک کرے۔ اور نہ حقیر جانے اس کو۔ (زبانی پرہیزگاری کا دعویٰ کرنے والو، سنو!) پرہیزگاری اس جگہ ہے۔ اور اشارہ کیا آپ نے (جگہ بتانے کے لئے) اپنے سینہ مبارک کی طرف تین بار (پھر فرمایا) مسلمانوں کے لئے یہ برائی کافی ہے۔ کہ حقیر جانے وہ اپنے مسلمان بھائی کو۔ (گوش ہوش سے سنو! کہ) مسلمان کی سب چیزیں مسلمان پر حرام ہیں۔ اس کا خون بھی۔ اس کا مال بھی اور اس کی آبرو بھی"

جوامع الکلم سے اعجازی حدیث

یہ حدیث نصیحت و ہدایت کا ایک سمندر ہے۔ جسے کوزہ میں بند کر کے پیش کیا گیا ہے۔ اگر مسلمان اس اخلاق آموز حدیث پر عمل پیرا ہو جائیں۔ تو ان کی دنیا بھی سنور جائے اور آخرت بھی کامیاب ہو جائے اور ہر مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے خدا کی رحمت بن جائے۔ غور فرمائیں۔ اس حدیث

Marfat.com

میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔ انہیں دل میں جگہ دیں۔ کبھی نہ بھولیں اور عمل میں لاکر اخلاق کے تقاضے پورے کریں۔

(۱) اسلامی بھائی چارہ۔

(۲) ظلم کی ممانعت۔

(۳) امداد باہمی۔

(۴) مسلمان کے خون کی حرمت۔

(۵) مسلمان کو حقیر نہ جانو۔

(۶) مسلمان کے مال کی حرمت۔

(۷) مسلمان کی آبرو کی حرمت۔

(۱) مسلمان کو مسلمان کا دینی بھائی قرار دے کر شریعت میں ایک دوسرے کے حقوق متعین کردیئے گئے ہیں۔ اسے اسلامی بھائی چارہ کہتے ہیں۔ اس سلسلہ مواخات کے رو سے ہر مسلمان کو اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی بات پسند کرنی چاہیئے۔ جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ اور ہر وہ بدی یا برائی جو اپنے لئے بری جانتا ہے۔ دوسرے کے لئے بھی بری جانے۔ بخاری مسلم شریف میں حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا یُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهٖ۔

قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جان میری اس کے ہاتھ میں ہے۔ (سنو!) ایمان نہیں لایا وہ بندہ (یعنی اس کا ایمان کامل نہیں ہوتا) یہاں تک کہ دوست رکھے مسلمان بھائی کے لئے

Marfat.com

وہ چیز کہ دوست رکھتا ہے واسطے اپنے "

پس اسی ارشاد نبویؐ میں سارے جہان کی خیرخواہیاں اور ہمدردیاں آگئیں۔ جو مسلمانوں کو مسلمان کے ساتھ کرنی لازمی ہیں۔ ہر خیر خواہی، ہمدردی نیکی، خوبی اور بھلائی جو اپنی ذات اور اپنے اہل و عیال کے لئے ہونی چاہیئے بالکل وہی سب کچھ دوسرے مسلمان کی ذات اور اس کے اہل و عیال کے لئے پسند کرے ـــ پھر کہیں جاکر ایمان تکمیل کی حدود تک پہنچتا ہے۔ آپ پیچھے پڑھ آئے ہیں۔ کہ حضور نے تین بار فرمایا۔ وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ، خدا کی قسم وہ ایمان نہیں لایا۔ نہیں لایا۔ نہیں لایا۔ (کون؟) اَلَّذِیْ لَایَأْمَنُ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ۔ وہ شخص کہ جس کا ہمسایہ اس کی شرارتوں اور برائیوں، سے امن میں نہیں ہے" معلوم ہوا۔ کہ صرف نماز روزہ سے ہی بہشت کا اجازہ (PERMIT) نہیں مل جاتا۔ بلکہ بہشت میں جانے کے لئے حقوق العباد کے کئی "غاروں"، "کھڈوں"، "گھاٹیوں"، اور خاردار "جنگلوں" سے گزرنا پڑتا ہے۔

(۲) پھر رحمت دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لَا یَظْلِمُہٗ۔ کہ نہ ظلم کرے اپنے بھائی پر" نہ قولاً نہ فعلاً کسی طرح اور کسی قسم کا جور و ظلم نہیں کرنا چاہیئے۔ گویا جتنے قسم کے ظلم ہو سکتے ہیں ـــ سب کی ممانعت فرمادی ہے!

(۳) وَلَا یَخْذُلُہٗ کے ارشاد پاک سے مسلمان کی (مصائب و ظلم میں) امداد کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ خلوص دل سے تعاون کرنے کو کہا گیا ہے اور پورے طور پر اس کا ساتھ دینے کی تاکید کی گئی ہے۔ کہ امداد باہمی کا کوئی پہلو چھوٹ نہ جائے۔

Marfat.com

(۴) چونکہ ہر موحّد، کتاب و سنت کا عامل و پابند اللہ کے نزدیک بہت معزز اور پیارا ہے۔ اس لئے وَلَا یَحْقِرُهٗ کے حکم سے کسی مسلمان کو حقیر سمجھنے سے منع کیا گیا ہے۔ نفرت کرنے سے روکا گیا ہے۔ اس حکم کی رو سے ہر مسلمان کو دوسرے مسلمان کی عزت کرنی چاہیئے۔ بڑی محبت، اخوت اور عزت و اکرام سے پیش آنا چاہیئے۔ اسلامی برادری میں سب سے بڑھ کر مسلمان بھائی ہی عزت و حرمت کے لائق ہو سکتا ہے۔ شرک و بدعت کے بتوں کو توڑنے والے، قرآن و حدیث کی شمع کے پروانے۔ مسلمان بھائی کی خاطر ہی دیدہ و دل فرشِ راہ ہو سکتے ہیں۔

(۵) پھر حضور انور ؐ نے مسلمان کے خون کو مسلمان پر حرام کر دیا ہے۔ یعنی مسلمان کی خون ریزی حرام اور خدا کے غضب کو جوش میں لانے والی ہے کیونکہ خونِ مسلم اللہ کے نزدیک بے حد حرمت و عزت اور بزرگی کے لائق ہے ایسے پاک اور حرمت والے خون کی عزت و حفاظت کرنی چاہیئے۔ نہ کہ اُسے رائگاں بہانا اور ضائع کرنا چاہیئے۔

(۶) ایسے ہی مسلمان کا مال مارنا بھی دوسرے مسلمان پر ناجائز اور حرام ہے۔ بلکہ مسلمان کے مال کی حفاظت اور خیر خواہی کرنی لازم ہے۔ لین دین بیع و بیوپار، تجارت، دوکانداری وغیرہ میں کسی کا مال دھوکا فریب میں کھانا یا اڑانا حرام ہے۔

(۷) جس طرح چھ باتوں کو حقوق العباد کی جان بتایا گیا ہے۔ ایسے ہی ساتویں بات بھی یاد رکھیں۔ کہ کوئی مسلمان کسی مسلمان کی ہتک عزت نہ کرے۔ آبرو ریزی نہ کرے۔ یعنی اس سے کوئی بات ایسی سرزد نہ ہو۔ کہ جس سے اسلامی بھائی کے وقار، عزت، آبرو میں فرق آئے۔ خبردار! اکرام مسلم کا آئینہ بے حرمتی

اور بے وقری کی ٹھوکروں سے ٹوٹنے نہ پانے

مسلمان بھائی کی آبرو بچانا

حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی آبرو کو (غیبت بہتان وغیرہ سے) بچائے گا۔ خدا تعالیٰ پر حق ہے۔ کہ اس سے قیامت کے روز دوزخ کی آگ دور کر دے۔"

پانچ خیر خواہیاں

وَعَنْ تَمِيْمِ الدَّارِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ ثَلٰثًا قُلْنَا لِمَنْ قَالَ لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ (مسلم)

تمیم داریؓ سے روایت ہے۔ کہ تحقیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دین خیر خواہی کا نام ہے۔ یہ بات تین بار فرمائی۔ ہم (صحابہؓ) نے عرض کیا۔ (حضورؐ!) یہ خیر خواہی کس کے لئے ہے؟ ارشاد ہوا۔ یہ خیر خواہی واسطے اللہ کے ہے، اور اس کی کتاب کے لئے ہے۔ اور اس کے رسولؐ کے لئے ہے۔ اور مسلمانوں کے اماموں (حاکموں، عالموں) کے لئے ہے! اور سب مسلمانوں کے لئے ہے۔"

قطرہ میں دجلہ کا اعجاز

یہ حدیث بھی رسولِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے اعجازی ارشاد سے ہے۔ پانچ خیر خواہیوں میں سارا دین بیان کر دیا گیا ہے۔ ان خیر خواہیوں کو ہم اختصار کے ساتھ بیان

Marfat.com

کرتے ہیں:۔

(۱) **اللہ کی خیر خواہی** — یہ ہے۔ کہ اس کی توحید اور صفات پر ایمان لائے۔ اور اس کی قولی بدنی اور مالی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔ اور نہ ہی عبادت میں ریا کو دخل ہو۔ واجب الاطاعت مطاع حقیقی صرف اسی کو جانے۔ اسی کا بندہ اور غلام ہونے کا اقرار کرے۔ اس کا مقام کسی کو نہ دے۔ اس سے بڑھ کر نہ کسی سے ڈرے۔ اور نہ ہی اس سے زیادہ کسی کی محبت کا دم بھرے۔ اس کی فرماں برداری کرے۔ اور اس کے حکم کے معارضہ میں ہر کسی کے حکم کو ٹھکرا دے۔ توحید کی اشاعت اور شرک کا استیصال کرے۔ اللہ کی نعمتوں اور بخششوں کا شکر بجا لائے۔ الحب للہ والبغض للہ پر عمل پیرا رہے۔ زندگی کو امتثالِ اوامر اور اجتناب نواہی کے سانچے میں ڈھالے۔

(۲) **اللہ کی کتاب کی خیر خواہی** — یہ ہے۔ کہ قرآن کو الہامی اور منزل من اللہ مانے۔ اور پھر قرآن اپنے ماننے والے پر جو ذمہ داریاں عائد کرتا ہے۔ ان سے بخوشی عہدہ برآ ہو۔ اس کی محبت اور خلوص سے تلاوت کرے۔ اس کا ترجمہ سیکھے۔ اور پھر اس پر عمل کرے۔ اپنے تمام اہل وعیال کو قرآن پڑھائے۔ اور اس کے معنی سکھائے۔ جن کاموں سے قرآن منع کرے باز رہے۔ اور جن کاموں کے کرنے کا حکم دے۔ انہیں ہر قیمت پر بجا لائے جب کلام الہٰی کو پڑھے۔ تو ایسی محبت اور خلوص ورجوع سے پڑھے۔ کہ گویا اللہ تعالیٰ سے باتیں کر رہا ہے۔ قرآن کی خلاف ورزی کرنیوالوں سے ناراضگی کا اظہار کرے۔ اور اس کے محبوں اور عاملوں سے محبت کرے۔ مساجد میں اس کے درس کا انتظام اور اس کے احکام و مطالب کی تبلیغ واشاعت کرے

قرآن پر اعتراض کرنے والوں کو جواب دے۔ جلب زر کی خاطر جو پیشہ ور واعظ اور مہاجنی کمانے والے مشائخ اس کی سطور کو چلیپا بنائیں۔ آیتوں کو موڑ توڑ کر، خواہش کے مطابق سنائیں۔ تو خیر خواہِ قرآن ایسے لوگوں کی غلط بیانی کی تردید کریں بالبراہین والدلائل!

(۳) اللہ کے رسولؐ کی خیر خواہی — کا مطلب یہ ہے۔ کہ آپ کی نبوت پر ایمان لائیں۔ آپ کو خاتم النبیین مانیں۔ آپ کے بعد تا قیامت مدعی نبوت کو دجال اور کذاب جانیں۔ رحمتِ دو عالمؐ کی ذات اقدس کو ہدایت خداوندی اور وحی الٰہی کا سرچشمہ سمجھیں۔ حضورؐ کو اپنی جان، مال اہل و عیال، ماں، باپ اور سارے جہان سے زیادہ پیارا، اور محبوب جانیں — اس عملی ثبوت کے ساتھ کہ آپ کی سنت اور حدیث کو اپنانے اور عمل میں لانے کی صورت میں کوئی بھی مانع نہ ہو۔ "قَالَ الرَّسُوْلُ" کے مقابلہ میں ہر چیز دب کر گردِ راہ ہو۔ حضورؐ کی اطاعت واجب جانیں اور یقین کریں۔ کہ ہر قسم کی عبادت صرف آپ کے طریقہ پر بجا لائی ہوئی ہی خدا کے ہاں قبول ہو سکتی ہے۔

(۴) ائمہ المسلمین کی خیر خواہی — یہ ہے۔ کہ مسلمان بادشاہوں حاکموں کی معروف میں فرماں برداری کریں۔ ان کی عزت و حرمت مدنظر رکھیں۔ ان پر خروج نہ کریں۔ اور نہ ہی ان کے نظم و نسق میں خرابی لائیں۔ اور جب وہ اپنے فرائض سے غافل اور بے راہ ہوں۔ تو انہیں خبردار کریں۔ اور احسن پیرایہ میں انہیں کتاب و سنت کا راستہ دکھائیں۔

(۵) مسلمانوں کی خیر خواہی — سے مراد ان کو قرآن و حدیث سنانا، صراط مستقیم کی طرف بلانا، دین و دنیا کی بھلائیوں سے

Marfat.com

آگاہ کرنا۔ ان کو فائدے پہنچانا اور ضرروں سے بچانا ہے جس طرح اپنی جان مال، اہل و عیال، اور مال و منال کی حفاظت و عزت پیاری ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کی ان سب چیزوں کی نگرانی و آبرو بھی عزیز ہونی چاہیئے

خداوندا! جس قدر تیرا علم وسیع ہے۔ تو اتنی ہی اپنی رحمتیں حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پر بھیج۔ کہ انہوں نے ہمیں پانچ خیرخواہیوں (FIVE GOOD WILLS) کی تعلیم سے سارا دین سکھا دیا ہے۔ اور حدیث کیا ہے۔ ؟ "اُوْتِیْتُ جَوَامِعُ الْکَلِمِ" کا مہر نیمروز ہے۔ جو ختم المرسلین کی شان سے ہمیشہ ضو فشاں رہے گا۔

توقیر بزرگاں و شفقت خورداں

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا ۔ (ترمذی)

حضرت انس بن مالک رض روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو (بڑا) ہمارے چھوٹوں پر رحم (شفقت و مہربانی) نہ کرے اور جو (چھوٹا) بڑوں کی توقیر نہ کرے۔ وہ ہم (اہل ملت) سے نہیں ہے"

ملاحظہ:۔ باپ، دادا، پردادا، چچا، ماموں، خالو، بڑا بھائی برادری، پڑوس، محلہ، شہر، اور کسی جگہ کا ہر واقف و ناواقف بزرگ۔ ماں، دادی، پردادی، خالہ، چچی، ممانی، بڑی بہن، اپنی، پرائی کوئی بڑی

Marfat.com

بوڑھی ۔۔ یہ سب بہ مقابلہ چھوٹوں کے بزرگ اور بڑے کہلاتے ہیں حضرت الورمی نے حکم دیا ہے۔ کہ تمام چھوٹے اپنے بڑے بزرگوں کا ادب کریں۔ ان سے نرمی اور تواضع سے پیش آئیں۔ نہایت مودبانہ طور پر کلام کریں۔ ان کے مرتبے کا لحاظ کرتے ہوئے عزت سے بٹھائیں۔ ان کی بات کا پوری شائستگی سے اور تمیز سے جواب دیں۔ عزت و تکریم کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں۔ ان کا کوئی کام ہو۔ تو کر دیں۔ اُن کے پاس کوئی چیز ہو تو اٹھا کر انہیں گھر تک چھوڑ آئیں۔ غرض اپنے وقت، ہمت، فرصت اور توفیق کے پیشِ نظر جتنی عزت و توقیر اور ادب و خدمت آپ کر سکتے ہیں۔۔ دریغ نہ کریں!

افسوس! بعض بڑوں، بوڑھوں اور بوڑھیوں کا بچے ۔۔ بدبخت اور نابکار بچے مذاق اڑاتے ہیں۔ انہیں گالیاں دینے، ٹھٹھا کرنے، تالیاں مارتے اور ستاتے ہیں۔ ایسی اولاد کے والدین کو شرم آنی چاہیئے۔ اور انہیں اپنی پہلی فرصت میں ایسے شریر بچوں کی خبر لینی چاہیئے۔ انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ رسولِ رحمت نے فرمایا ہے۔ کہ" جو ہمارے بڑوں کا ادب نہیں کرتا ۔۔ لَیْسَ مِنَّا ۔۔ وہ ہماری ملت، جماعت اور معاشرے سے نہیں ہے۔

اسی طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بزرگوں کو سنا دیا ہے۔ کہ اگر وہ چھوٹوں پر رحم اور شفقت نہ کریں گے۔ بلاوجہ سختی، زیادتی بے رحمی، اور ظلم کریں گے۔ خواہ چھوٹے ان کے اپنے ہوں۔ یا بے گانے، اس صورت میں یہ بڑے بزرگ بھی لَیْسَ مِنَّا ۔۔ کے عتاب سے نہیں بچ سکیں گے پس ہر بڑے کو ہر چھوٹے پر محبت[1]، شفقت اور رحم کرنا

(1) صفحہ ۳۹۲ پر ملاحظہ ہو۔

Marfat.com

چاہیئے۔ زبان میں مٹھاس، شیرینی اور نرمی لازمی ہے۔ پیار، سلوک اور مہربانی سے بلانا ضروری ہے۔ حیثیت کے مطابق انہیں اچھا پہنانے، کھلانے، پلانے اور محبت کے باغوں میں سیر کرانے سے خدا تعالےٰ کو خوش کرنا چاہیئے۔ اِلّا اصلاح کے لیئے ادب کی لاٹھی اٹھانہ رکھیں!

بڑھاپے میں عزت کی امید

حضرت انس رضؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو جوان بڑھاپے کی وجہ سے کسی بوڑھے کی عزت کرتا ہے۔ تو خدا تعالےٰ اس کے لئے ایک ایسا آدمی کو مقرر کر دیتا ہے ــــ مَنْ یُکْرِمُہٗ عِنْدَ سِنِّہٖ ــــ جو اس (جوان) کی اس کی پیری کے وقت اس کی عزت کرے۔" (ترمذی)

حضرت انور صلے اللہ علیہ وسلم نے بوڑھے مسلمان کی عزت وادب کی خاطر ارشاد فرمایا۔

اِنَّ مِنْ اِجْلَالِ اللّٰہِ اِکْرَامَ ذِی الشَّیْبَۃِ الْمُسْلِمِ۔

بوڑھے مسلمان (کتاب وسنت کی شمع کے پروانے) کا اِکرام (عزت کرنا) خدا تعالےٰ کی تعظیم ہے۔" (مشکوٰۃ)

لہ (بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۹۱) حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا۔ (حضورؐ!) آپ تو بچوں کا بوسہ لیتے ہیں۔ ہم تو کبھی ان کا بوسہ نہیں لیتے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ جب کہ خدا تعالےٰ نے تیرے دل سے محبت نکال لی ہے۔ تو پھر میں کیا کر سکتا ہوں۔" (بخاری)

Marfat.com

نوکروں اور خادموں کیساتھ برتاؤ

حضرت ابو سعیدؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تم (بضرورت) اپنے خادم (نوکر) کو مارنے لگو۔ اور وہ کہہ دے۔ خدا کے واسطے مجھے چھوڑ دو۔ فَارْفَعُوْا اَیْدِیَکُمْ — تو تم اپنے ہاتھ (مارنے سے) اٹھا لو"۔ (ترمذی)

ساتھ بٹھا کر کھلاؤ

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تمہارا نوکر تمہارے لئے کھانا پکا کر سامنے لائے۔ تو اس کو بھی پاس بٹھا کر کھلاؤ۔ اور اگر کھانے والے زیادہ ہوں اور کھانا کم ہو۔ تو پھر نوکر کو علیحدہ طور پر تھوڑا کھانا دے دو۔ کیونکہ کھانا پکاتے وقت اس نے آگ کی گرمی اور دھوئیں کی تکلیف اٹھائی ہے"۔ (مسلم)

خادم تمہارے بھائی ہیں

حضرت ابو ذرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارے بھائی ہی ہیں۔ جنہیں خدا نے تمہارے ماتحت کر دیا ہے۔ پھر خدا نے جس کے بھائی کو اس کا خادم بنا دیا ہو۔ اسے چاہیئے۔ کہ جو خود کھائے وہی اسے کھلائے اور جو خود پہنے، وہی اسے پہنائے۔ اور خادم کو اس کام کی،

Marfat.com

تکلیف نہ دے۔ جو وہ نہ کر سکے۔ اور اگر کسی مشکل کام کی تکلیف دے۔ تو اس کام میں آپ اس کی مدد کرے۔" (بخاری)

خادم کی غلطیاں معاف کردو

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں۔ کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں باریابی کا شرف پا کر پوچھا۔ کَمْ نَعْفُوْا عَنِ الْخَادِمِ۔ (حضورؐ!) خادم کی کتنی غلطیاں ہمیں معاف کرنی چاہیئں۔ آپ نے جواب نہ دیا۔ اس نے پھر عرض کیا؟ حضورؐ اب بھی خاموش رہے۔ جب اس نے تیسری مرتبہ درخواست کی۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ اُعْفُوْا عَنْہُ کُلَّ یَوْمٍ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً۔ دن میں ستّر بار معاف کرو۔" (ابوداؤد)

(نوٹ) ستّر بار سے مراد یہ ہے۔ کہ حتی الامکان معاف ہی کرتے جانا اچھا ہے۔ جتنی زیادہ مرتبہ معاف کروگے۔ اتنا ہی بہتر ہے۔

نقصان تقدیر میں ہوتا ہے ملامت نہ کرو

حضرت انسؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ میں آٹھ برس کا تھا۔ جب مجھے آپؐ کی خدمت میں رہنے کا شرف حاصل ہوا۔ دس برس میں نے حضورؐ کی خدمت میں گزارے۔ (اس دوران میں) اگر میرے ہاتھ سے کچھ نقصان ہوتا۔ تو آپ کبھی مجھے ملامت نہ کرتے۔ فَاِنْ لَامَنِیْ لَائِمٌ مِّنْ اَھْلِہٖ۔ پھر آپ کے گھر والوں سے اگر کوئی مجھے ملامت کرتا۔ تو آپ فرماتے۔ چھوڑ دو اسے! فَاِنَّہٗ لَوْ قُضِیَ شَیْئٌ کَانَ۔ اس لئے۔ کہ جو چیز (ضائع ہونی) تقدیر

Marfat.com

میں ہو۔ وہ ہو کر رہتی ہے۔" (ترمذی)

عیادت کے فضائل

مریض کی تسلّی کے الفاظ حضرت ابن عباس رض روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب مریض کی عیادت کے لئے اس کے پاس جاتے۔ تو اُسے فرماتے :-

لَا بَاسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی ۔ (بخاری)

فکر نہ کرو۔ خدا نے چاہا تو یہ بیماری (گناہوں سے) پاکیزگی کا باعث ثابت ہوگی"۔

(نوٹ) آپ بھی عیادت کے لئے جائیں۔ تو مریض کے پاس بیٹھ کر اس کو تسلی دیا کریں۔ اور کہا کریں۔

لَا بَاسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی (بخاری)

کچھ فکر نہیں انشاء اللہ یہ بیماری گناہوں سے پاک کر دیگی"۔

مرض سے گناہ دُور اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ مرد مومن کو جو تکلیف اور ایذا دنیا میں پہنچتی ہے۔ وہ اُس کے گناہوں کو مٹاتی اور درجے بلند کرتی ہے۔ حضرت ابو سعید رض روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَا يُصِيْبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَّلَا وَصَبٍ وَّلَا هَمٍّ وَّلَا حُزْنٍ وَّلَا اَذًى وَّ لَا غَمٍّ حَتَّى الشَّوْكَةُ يُشَاكُهَا

اِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ۔ (بخاری مسلم)

نہیں پہنچتا مسلمان کو کوئی رنج اور نہ کوئی دکھ، اور نہ کوئی فکر اور نہ ہمّ، اور نہ ایذا، اور نہ غم، یہاں تک کہ کانٹا پہنچایا جاتا ہے۔ اس کو، مگر جھاڑتا ہے اللہ تعالےٰ بسبب اس کے گناہ اس کے۔"

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں۔ کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ بخار میں تھے۔ میں نے اپنا ہاتھ انہیں لگایا اور (بدن کو بہت گرم پاکر) کہا۔ اے اللہ کے رسولؐ! آپ کو سخت بخار ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ یہ اس لئے ہے کہ آپ کو دو گنا اجر ملے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔! پھر فرمایا:۔

مَامِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ اَذًى مِنْ مَرَضٍ فَمَا سِوَاهُ اِلَّا حَطَّ اللّٰهُ بِهٖ سَيِّاٰتِهٖ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا۔

جس مسلمان کو مرض سے یا اس کے سوا کسی اور چیز سے ایذا پہنچی ہے۔ تو خدا تعالےٰ اس (ایذا) کے سبب اس کے گناہ دور کرتا ہے جیسے درخت اپنے پتے جھاڑتا ہے۔" (بخاری)

مسلمان کی مصیبتوں کی مثال

وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الزَّرْعِ لَاتَزَالُ الزَّرْعُ تُمِيلُهُ وَلَا يَزَالُ الْمُؤْمِنُ يُصِيبُهُ الْبَلَاءُ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ شَجَرَةِ الْاَرْزَةِ لَا تَهْتَزُّ حَتّٰى تُسْتَحْصَدَ۔ (بخاری مسلم)

Marfat.com

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مثل مومن (موحد صالح) کی مانند کھیتی (ہری بھری) کے ہے۔ ہوائیں ہمیشہ اسکو جھکاتی رہتی ہیں۔ اور (اسی طرح) ہمیشہ مومن کو بھی تکلیفیں پہنچتی رہتی ہیں۔ اور مثال منافق کی مانند درخت صنوبر کے ہے نہیں ہلتا۔ یہاں تک کہ (یک بارگی بن و بیخ سے) اکھاڑا جاتا ہے۔"

ملاحظہ:۔ مطلب یہ ہے۔ کہ مومن کو دنیا میں جو دکھ، درد، رنج، غم، مرض کرب وغیرہ تکالیف پہنچتی رہتی ہیں۔ وہ سعادت اور نیک بختی کی نشانیاں ہیں۔ بشرطیکہ وہ پورے صبر و ضبط اور شکر و رضا کے ساتھ برداشت کرے — کھیتی کی طرح — کہ ہوائیں اس کو اِدھر اُدھر لرزاتی، گراتی، ہلاتی — اور جھکاتی رہتی ہیں۔ حتےٰ کہ ہوا کے ان ہی جھونکوں اور تھپیڑوں کو سہتے سہتے پک جاتی ہے۔ مومن صابر کے ایمان کی کھیتی بھی بلاؤں کی آندھی کے دھکوں جھڑپوں، اور تھپیڑوں میں ہی پکتی اور نکھرتی ہے۔

عبادت پر ستر ہزار فرشتوں کی دعا

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَامِنْ مُّسْلِمٍ یَعُوْدُ مُسْلِمًا غُدْوَۃً اِلَّا صَلّٰی عَلَیْہِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ حَتّٰی یُمْسِیَ وَاِنْ عَادَہٗ عَشِیَّۃً اِلَّا صَلّٰی عَلَیْہِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ حَتّٰی یُصْبِحَ وَکَانَ لَہٗ خَرِیْفٌ فِی الْجَنَّۃِ۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

Marfat.com

حضرت علی رضہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ کہ جو کوئی مسلمان عیادت کرے مسلمان کی اوّل روز (قبل دوپہر) تو ستر ہزار فرشتے اس کے لیئے شام تک (رحمت اور مغفرت کی) دعا کرتے ہیں۔ اور جو کوئی عیادت کرے اس کی آخر روز (بعد دوپہر) تو ستر ہزار فرشتے اس کے لئے صبح تک (رحمت اور مغفرت کی) دعا کرتے ہیں۔ اور بہشت میں اس کے لئے باغ تیار ہوتا ہے۔"

حضرت انس رضہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص سنوار کر وضو کرے۔ اور پھر عیادت کرے مسلمان بھائی کی۔ بغرض اجر و ثواب، تو دوزخ سے دور کیا جاتا ہے۔ ساٹھ برس کی مقدار کے برابر۔"

نوٹ :۔ وضو کر کے عیادت کے لئے جانا اس لئے فرمایا۔ کہ عیادت بھی خدا کی عبادت ہے۔ اور وضو سے عبادت کامل اور مقبول ہوتی ہے وضو کی حالت میں جب بیمار کے لئے دعا کرے گا۔ تو قبول ہو گی عیادت کے لیئے وضو کی مسنونیت میں یہی راز ہے۔ کہ بیمار پرسی کرنے والے کی دعا یقینی طور مستجاب ہو! اور خدا اس کو اپنے فضل سے صحت عاجل عطا فرمائے۔ ! گویا وضو بھی مریض کی خیر خواہی کے لئے کرایا گیا ہے۔ کہ باوضو مریض کے لئے دعا کی جائے اور دعا عبادت ہے۔

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّے اللّٰهُ

Marfat.com

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَائِدُ الْمَرِیْضِ فِیْ مَخْرَفَۃِ الْجَنَّۃِ حَتّٰی یَرْجِعَ۔ (مسلم)

حضرت ثوبان رضؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیمار پرسی کرنے والا جب تک بیمار کے پاس رہتا ہے۔ وہ (اتنے وقت تک) باغِ بہشت میں ہوتا ہے"

حضرت جابر رضؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کوئی کسی کی عیادت کے لئے جاتا ہے۔ تو وہ رحمت کے دریا میں داخل ہوجاتا ہے۔ اور پھر جب مریض کے قریب بیٹھ جاتا ہے۔ تو دریائے رحمت میں ڈوب جاتا ہے" (موطا امام مالک)

مریض سے دعا کراؤ

وَعَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰی مَرِیْضٍ فَمُرْہُ یَدْعُوْلَکَ فَاِنَّ دُعَائَہٗ کَدُعَاءِ الْمَلَائِکَۃِ۔ (ابن ماجہ)

حضرت عمر بن خطاب رضؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تو مریض کے پاس جائے تو اس کو کہہ کہ تیرے لئے دعا کرے۔ کیونکہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کی مانند ہے"

نوٹ :۔ بیمار پرسی کرنے والا مریض کے پاس جاکر خدا کے نزدیک بڑے رتبے والا ہوجاتا ہے۔ خدا کی رحمتوں اور بخششوں کے دریا میں غوطے لگاتا ہے۔ پھر اسے چاہیئے۔ کہ اس مریض کی شفا کے لئے دعا کرکے خدا کے پاس

Marfat.com

اور ماجور ہو۔ جب دعا کرے گا۔ تو مریض کی خیر خواہی کے سبب خدا اس پر خوش ہو گا۔ پھر ہو سکتا ہے۔ کہ خود اس کو بھی کسی غرض کے لئے دعا ضرورت ہو۔ حضرت انورؒ نے فرمایا۔ عیادت کرنے والے! اب مریض سے اپنے حق میں تو بھی دعا کرا لے۔ کیوں کہ مریض کی دعا ملائکہ کی دعا کے مثل ہو گئی ہے۔ اس لئے کہ دوران مرض میں وہ گناہ سے بچتا رہا ہے۔ خدا پکارتا اور عاجزی، زاری، التجا، اور آہ و بکا میں شب و روز گزارتا رہا۔

مریض کے لئے دعائے شفا

حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو کوئی مسلمان عیادت کرے مسلمان بیمار کی اور پھر سات بار (ان الفاظ کے ساتھ) دعا کرے۔ تو وہ بیمار شفا دیا جاتا ہے۔ بشرطیکہ موت کا وقت نہ آگیا ہو۔ (وہ دعا یہ ہے۔ مریض کے پاس سات بار پڑھیں۔)

اَسْاَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ

سوال کرتا ہوں میں اللہ بزرگ پروردگار عرش عظیم سے

اَنْ یَّشْفِیَکَ (ابوداؤد۔ ترمذی)

کہ (اے بھائی میرے) وہ شفا دے تجھ کو۔"

کھانے اور پینے کے احکام

عمر بن ابی سلمہ رضؓ سے روایت ہے کہ کہا انہوں نے، میں لڑکپن میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پرورش میں تھا۔ اور کھانا کھاتے وقت میرا ہاتھ رکابی میں جولانی کرتا تھا۔ (یعنی میں رکابی میں ہر طرف ہاتھ مارتا تھا) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

سَمِّ اللّٰہَ وَ کُلْ بِیَمِیْنِکَ وَ کُلْ مِمَّا یَلِیْکَ (بخاری مسلم)

بسم اللہ کہہ۔ اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھا۔ اور اپنے آگے سے کھا"

نوٹ:۔ یاد رکھیں۔ کہ کھانا کھاتے وقت شروع میں بسم اللہ ضرور پڑھ لیا کریں۔ اگر شروع میں یاد نہ رہے تو کھانے کے دوران میں جب یاد آئے اسی وقت یوں پڑھ لیں۔ بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ ــ " یاد رکھیں۔ کھانا کھاتے وقت ضرور بسم اللہ پڑھ لیا کریں۔ ورنہ شیطان شریک طعام ہو جاتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ اَنْ لَّا یُذْکَرَ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ ــ

تحقیق شیطان حلال جانتا ہے کھانے کو، بسبب اس کے کہ نہ نام لیا جائے اللہ کا اس پر" (مسلم)

لہ بروایت حضرت عائشہ ترمذی اور ابو داؤد میں ہے۔

Marfat.com

یعنی جس کھانے کے شروع میں بسم اللہ پڑھی جائے۔ تو شیطان کو اتنی قدرت ہو جاتی ہے۔ کہ وہ ایسے کھانے میں شریک ہو سکتا ہے۔ اور پھر اس کھانے کی برکت، یمن اور خوبی لے جاتا ہے۔

دائیں ہاتھ سے کھاؤ پیو

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَأْكُلْ بِيَمِيْنِهٖ وَإِذَا شَرِبَ فَلْيَشْرِبْ بِيَمِيْنِهٖ۔

جب کوئی تمہارا کھانے لگے۔ تو اپنے دائیں ہاتھ سے کھائے اور پینے لگے۔ تو اپنے دائیں ہاتھ سے پیئے" (مسلم)

نوٹ:- ہر مسلمان کو لازم ہے۔ کہ وہ دائیں ہاتھ سے ہی کھائے اور پیئے۔ صحیح مسلم میں ایک روایت آئی ہے۔ حضورؐ فرماتے ہیں۔ کوئی تم میں سے اپنے بائیں ہاتھ سے نہ کھائے اور نہ پیئے۔ کیوں کہ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهٖ وَيَشْرِبُ بِهَا۔ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے"

برتن صاف کرو

حضرت جابرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا۔ کہ کھانے کے بعد انگلیاں[لہ] اور رکابی چاٹو۔ یعنی صاف کرو" (مسلم)

لہ أَمَرَ بِلَعْقِ الْأَصَابِعِ وَالصَّحْفَةِ۔ (مسلم) حضورؐ نے حکم دیا انگلیاں اور رکابی چاٹنے کا:

Marfat.com

تین انگلیوں سے کھاؤ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ بِثَلٰثَةِ أَصَابِعَ وَيَلْعَقُ يَدَهٗ قَبْلَ أَنْ يَمْسَحَهَا۔ (مسلم)

کعب بن مالکؓ سے روایت ہے۔ کہا انہوں نے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تین انگلیوں کے ساتھ کھاتے تھے۔ (یعنی انگوٹھا، شہادت کی انگلی، اور بیچ کی انگلی کے ساتھ) اور، (کھانے سے فارغ ہوکر) ہاتھ چاٹتے تھے۔ پہلے (رومال وغیرہ کے ساتھ) پونچھنے کے"۔

تکیہ لگاکر نہ کھاؤ حضرت ابو جحیفہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا آكُلُ مُتَّكِئًا۔ میں تکیہ لگاکر نہیں کھاتا"۔ (بخاری)

ملاحظہ :۔ تکیہ لگاکر کھانے سے تکبر پایا جاتا ہے۔ اس لئے حضورؐ نے منع فرمایا۔ تکیہ کی ایک صورت تو ظاہر ہے۔ کہ دیوار یا کسی اور چیز سے پیٹھ لگاکر بیٹھیں۔ یہ صورت بھی منع ہے۔ دوسری صورت تکیہ کی یہ ہے۔ کہ ایک پہلو زمین پر رکھ کر کھائیں۔ تیسری حالت یہ ہے کہ چار زانو ہوکر کھائیں۔ چوتھی وضع ایک ہاتھ زمین پر ٹیکنا اور دوسرے سے کھانا ہے۔ یہ سب صورتیں تکیہ لگا کر کھانے کی ہیں۔ جو منع ہیں۔

کھانے کی صورتیں کھانا کھاتے وقت یا تو دو زانو بیٹھ کر کھائیں۔ یا اقعا[لہ] کی صورت میں یعنی چوتڑ ٹیک کر اور دونوں زانو، کھڑے کرکے کھائیں۔ یا دونوں پاؤں پر بیٹھ جائیں۔ یعنی اکڑوں، یا دائیاں

(لہ بر صفحہ)

زانو کھڑا رکھیں۔ اور بائیں زانو پر بیٹھ جائیں۔ ان ہیئتوں پر بیٹھ کر کھانا کھانا چاہئے

کھانے سے قبل و بعد ہاتھ دھوئیں

حضرت سلمان رضؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بَرَکَۃُ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ قَبْلَہٗ وَ الْوُضُوْءُ بَعْدَہٗ ۔۔ برکت کھانے کی وضوء (ہاتھ دھونا) ہے پہلے کھانے کے اور وضوء (ہاتھ دھونا) ہے پیچھے اس کے"۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

(نوٹ) اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ کھانے سے قبل اور بعد ہاتھ دھو لینے چاہئیں۔ کہ یہ کام باعث برکت ہے کھانے کیلئے"۔

جوتی اتار کر کھانا کھاؤ

حضرت انس رضؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اِذَا وُضِعَ الطَّعَامُ فَاخْلَعُوْا نِعَالَکُمْ فَاِنَّہٗ اَرْوَحُ لِاَقْدَامِکُمْ ۔۔ جب کھانا رکھا جائے۔ تو جوتیاں (پاؤں سے) نکال دو۔ کیونکہ جوتیوں کا اتارنا تمہارے پاؤں کو بہت راحت بخشنے والا ہے"۔ (مشکوٰۃ)

تین سانس میں پانی پئیں

حضرت انس رضؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں:۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَنَفَّسُ

لہ (بقیہ حاشیہ ص۳) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُقْعِیًا یَاْکُلُ تَمْرًا ۔ (مسلم) حضرت انس رضؓ روایت کرکے کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا کو دیکھا۔ کہ آپ ہیئت اقعا پر کھجوریں کھاتے تھے

فِي الشَّرَابِ ثَلَاثًا ؎
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پانی پینے کے درمیان تین بار دم لیتے تھے۔" (بخاری)

کھانے کے بعد کی دعا

حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تمہارا کھانا کھائے۔ پھر (بعد طعام) اسے یہ کہنا چاہیئے۔

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَاَطْعِمْنَا خَيْرًا مِّنْهُ۔

خداوندا! برکت دے ہمارے لئے اس کھانے میں اور کھلا ہم کو بہتر اس سے۔" ـــ "اور اگر دودھ پیے کوئی تمہارا۔ تو یہ پڑھے"

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ۔ (ترمذی)

یاالٰہی! برکت دے ہمارے لئے اس دودھ میں، اور زیادہ دے ہم کو اس سے۔"

ابی امامہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ جب رسولِ خدا کھانا کھا چکتے تو فرماتے۔ (یہ پڑھتے)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا۔

؎ اور صحیح مسلم میں اتنا زیادہ آیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ تین بار دم لے کر پینا خوب سیراب کرتا ہے۔ اور پیاس دور کرتا اور بہت صحت بخشتا ہے۔" (محمد صادق)

Marfat.com

(ترجمہ) سب تعریف اللہ کے لئے، تعریف بہت پاکیزہ (ریا و سنانے سے پاک)، بابرکت، نہ کفایت کی گئی، اور نہ چھوڑی گئی، اور نہ بے پرواہی کی گئی، اس سے اے پروردگار ہمارے (قبول کرلے)

حضرت ابوسعیدؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسولِ خدا جب کھانے سے فارغ ہوتے۔ تو یہ فرماتے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَ جَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

سب تعریف اس اللہ کیلئے ہے۔ کہ جس نے کھلایا ہم کو اور پلایا ہم کو اور کیا ہم کو مسلمان۔

گداگری

گداگری کا حشر

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا یَزَالُ الرَّجُلُ یَسْئَالُ النَّاسَ حَتّٰی یَاْتِیَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ لَیْسَ فِیْ وَجْہِہٖ مُضْغَۃُ لَحْمٍ۔ (بخاری مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص مانگتا رہتا ہے۔ لوگوں سے (اس کا یہ حال ہوگا کہ) آئے گا دن قیامت کو کہ نہ ہوگی اس کے منہ پر بوٹی گوشت کی!

نوٹ:۔ یعنی خدا تعالیٰ گداگر کو حشر کے میدان میں ذلیل کرے گا۔ جو لوگوں

Marfat.com

سے مانگتا رہتا ہے۔ اس کے چہرہ پر گوشت کا نام تک نہ ہوگا۔ بدشکل چہرہ ہڈیوں ہی کا ہوگا۔ ایسے شخص سے مراد دریوزہ گر تو ہے ہی۔ لیکن جو نعت خوان اور پیشہ ور واعظ جن کا ذریعہ معاش ہی نعت خوانی اور وعظ گوئی ہے اور اسطرح وہ لوگوں سے مانگتے پھرتے ہیں۔ یقیناً یہ گداگر بھی وعید حدیث میں داخل ہیں عام گداگر بھی مختلف قسم کی صدائیں لگاکر روٹی مانگتے ہیں اور وعظ گو وغیرہ بھی اپنی اپنی "صداؤں" سے رزق کماتے ہیں۔ نتیجہ دونوں صداؤں کا مانگنا ہی ہے کسی نے "فضل مولا" کہہ کر شام تک دو سیر آٹا جمع کر لیا۔ اور کسی پیشہ ور نے (بغرض گدا) قصہ کربلا سنا کر، عورتوں کو رُلا کر کان کی بالیاں اتروا لیں!

مانگنے اور سوال کرنے کو پیشہ بنانے والوں کا حال تو آپ نے اوپر پڑھ لیا ہے۔ پھر جو لوگ سوال کر کر مال جمع کرتے ہیں۔ ایسے ظالموں کے متعلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ سَأَلَ النَّاسَ اَمْوَالَهُمْ تَكَثُّرًا فَاِنَّمَا يَسْأَلُ جَمْرًا فَلْيَسْتَقِلَّ اَوْ لِيَسْتَكْثِرْ۔ (مسلم)

جو شخص مانگتا ہے لوگوں سے مال ان کے بڑھانے کے لئے، سوائے اس کے نہیں کہ مانگتا ہے وہ انگار آگ کا۔ چاہے کم مانگے یا بہت مانگے۔" (نری آگ ہی ہے)

ملاحظہ: جس قدر اسلام نے گداگری کی مذمت کی ہے اور اُسے دنیا و دین کی ذلت اور رسوائی بتایا ہے کسی مذہب اور تہذیب نے اتنی شدت کے ساتھ اس کی مخالفت نہیں کی۔ لیکن افسوس! کہ جس قدر گداگر مسلمانوں میں پائے جاتے ہیں کسی قوم میں نہیں پائے جاتے۔ مسلمان قوم کے لئے

ان دریوزہ گروں کا وجود باعث ننگ ہے۔ قوم سے ہماری مراد اب اپنی قومی حکومت ۔ حکومت پاکستان ہے۔ ریاست کا فرض ہے۔ کہ جہاں وہ دوسری برائیوں کا قلع قمع کرے۔ وہاں گداگری کی روک تھام اور مانگنے والوں کے پیٹ کا انتظام کرے۔

کما کر کھانے کی تعلیم

حضرت زبیر بن عوام رضؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر کوئی تم میں سے رسّی لے۔ اور (جنگل سے) لکڑیوں کا گٹھا اپنی پیٹھ پر (لادکر) لائے۔ اور اُسے (بازار میں) بیچ دے۔ اور خدا اس (مزدوری) کے سبب اس کی آبرو (مانگنے کی ذلت سے) بچالے۔ تو یہ بہتر ہے اس بات سے کہ وہ لوگوں سے مانگے، پھر وہ اسے دیں یا نہ دیں۔" (بخاری)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَذْكُرُ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ عَنِ الْمَسْئَلَةِ اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَالْيَدُ الْعُلْيَا هِيَ الْمُنْفِقَةُ وَالسُّفْلٰى هِيَ السَّائِلَةُ۔ (بخاری۔ مسلم)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کہ آپ منبر پر تھے۔ اور ذکر کر رہے تھے صدقہ (دینے) کا اور سوال سے بچنے کا۔ (آپ نے فرمایا، سنو!) اونچا ہاتھ بہتر ہے ہاتھ نیچے سے۔ اور اونچا ہاتھ وہ ہے خرچ

Marfat.com

کرنے والا اور نیچا ہاتھ وہ ہے سوال کرنے والا۔"

ملاحظہ:۔ گداگروں کا تو ذکر ہی چھوڑیئے۔ گدائی کی رذالت اور دنایت سے کون متنفر نہیں؟ منگتوں کا ہاتھ ہمیشہ نیچے اور دینے والوں کا اونچا ہوتا ہے۔ پھر اونچے ہاتھ والا انسان بہتر اور نیچے ہاتھ والا ضرور گھٹیا ہوا۔ اب مذہبی بزرگوں اور پیشواؤں کا وہ طبقہ جس کا کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے دوسرے لوگوں کی طرح وہ بھی اہل و عیال اور اعزہ و اقربا والے ہیں۔ تصوف اور درویشی کی گدیوں پر بیٹھ کر صرف مریدوں کی نذر و نیاز کی آمدن سے اپنا اور بال بچوں کا پیٹ پال رہے۔ غور فرمائیں کہ جب یہ بزرگ حضرات مریدوں سے روپیہ، پیسہ، آٹا، دانا، کپڑا اور اثمار و فواکہ لیتے ہیں۔ تو ازراہ انصاف بتائیے۔ کہ کس کا ہاتھ اونچا ہوتا ہے۔ اور کس کا نیچا؟ مرید ہی دیتے ہیں نا! تو پھر مریدوں کا ہاتھ اونچا ہوا۔ اور اونچے ہاتھ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بہتر فرمایا ہے۔ تو پھر مرید ہی بوجہ دینے کے (بطور پنشنیہ لینے والے) پیر سے بہتر ہوئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر قربان جائیں۔ خدا کا آپ پر بے شمار درود و سلام ہو۔ کس لطیف اور حکیمانہ پیرایہ میں دست بالا (ید العلیا) کو دست زیریں (ید السفلیٰ) کے مقابلہ میں بہتر کہہ کر ہر رنگ میں مانگنے ۔ لینے، سوال کرنے سے منع کیا ہے۔ مرید کی طرح کما کر کھانے، کھلانے، اور ہاتھ اونچا کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ یَدُ السُّفلےٰ ۔ کی عبرت کے تازیانہ سے ۔ سفلی ذہنیت کو ضرب لگائی ہے ۔ خودی جگائی ہے!

خلق سے ناامید ہونا تونگری ہے

(عَنْ عُمَرَ قَالَ تَعْلَمُنَّ اَیُّھَا النَّاسُ اَنَّ الطَّمَعَ فَقْرٌ وَّ اَنَّ الْاَیَاسَ غِنًی وَّ اَنَّ الْمَرْءَ اِذَا

يَئِسَ عَنْ شَيْءٍ اِسْتَغْنٰى عَنْهُ ـ (مشکوٰۃ)

حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ جانو تم اے لوگو! بیشک طمع (ہی) محتاجگی ہے۔ اور (خلق خدا سے) نا امید ہونا تونگری ہے۔ اور جب آدمی ایک چیز سے مایوس ہوتا ہے۔ تو اس سے بے پرواہ ہو جاتا ہے"۔

نوٹ :- حضرت عمرؓ نے دل کی تونگری اور دولت مندی کا راز بتایا ہے۔ اور مانگنے اور سوال کرنے سے بڑی حکمت اور دانائی سے روکا ہے۔ فرمایا۔ کہ طمع فقر (POVERTY) ہے۔ یعنی طمع سے فقر و افلاس پیدا ہوتا ہے۔" اور طمع کے معنی یہ ہیں۔ کہ اس تنک پر کسی مال پر ناحق نگاہ رکھنا۔ کہ شائد مل جائے۔ پس مال ملنے کی خام آرزو اور موہوم خیال ہی محتاجگی، افلاس اور فقر کی بنیاد ہے۔ یعنی طمع سے احتیاج جنم پاتی ہے۔ پس احتیاج یا محتاجگی سے بچنے کے لئے طمع سے اجتناب لازمی ہے۔ پھر یاد رکھیں۔ کہ جس طرح طمع، سے فقر پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح خلق سے نا امید ہونا فقر کی ضد۔ تونگری پیدا کرتا ہے۔ یہ بات روزمرہ کے تجربہ میں ہے۔ کہ جب آدمی کسی چیز سے مایوس اور نا امید ہو جاتا ہے۔ تو اس سے بے پروا ہو جاتا ہے۔ پس اسی بے پرواہی کو ہی تونگری اور غنا کہتے ہیں۔ پھر جو شخص تونگر اور غنی ہونے کا خواہشمند ہو۔ اسے چاہیئے کہ خلق سے مایوس اور نا امید رہے۔ جتنا زیادہ لوگوں سے نا امید ہوگا۔ اتنا ہی غنا زیادہ ہوگا۔ حتےٰ کہ خدا کی تمام مخلوقات سے شکستہ دلی اور نا امیدی سب سے بڑی بادشاہی ہے۔ اور مرد مومن جب فقر[1] کے اس بلند مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ تو پھر اسباب کی حدود بھی پھاند جاتا ہے۔ ؎

[1] فقر کے معنی محتاجی کے ہیں۔ ہر انسان چھوٹا، بڑا، پیغمبر، امتی، خدا کا محتاج ہے۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے۔ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَ اللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ
(باقی صفحہ پر)

گرہ اللہ الصمد دل بستند
از حدِ اسباب بیروں جستند (اقبال)

(حاشیہ صفحہ ۴۱۰) الحمید۔ (پ ۲۲ ع ۱۵) اے لوگو! تم (سب بنی آدم) محتاج ہو طرف
اللہ کی۔ اور (صرف) اللہ وہی ہے بے احتیاج تعریف کیا گیا!! معلوم ہوا کہ مومن و موحد
وہی ہے۔ جو تمام مخلوق خداوندی سے ناامید و بے آس ہو کر صرف اللہ ہی کا محتاج ہو۔
انہی معنوں میں پہلے نیک لوگ اپنے آپ کو فقیر الی اللہ کہا کرتے تھے۔ اسمیں کوئی شک
نہیں کہ جسطرح فقیر الی الخلق (گداگری) نہایت مذموم اور دین و دنیا کی ذلت کا باعث ہے
اسی طرح مخلوق سے پورا پورا بے تعلق فقر الی اللہ دل کی بادشاہی اور دارین میں عزت
کا سبب ہے جب انسان خلق اللہ سے پورے طور پر بے نیاز و بے پرواہ، بے آس و آسرا
ہو جاتا ہے۔ فقر خانقاہی کے اندوہ و دل گیری سے نجات پالیتا ہے۔ تو پھر حقیقی فقر
کی دولت سے اس کا دل مالا مال ہو جاتا ہے۔ اسے قلب سلیم کہتے ہیں۔ سوائے اللہ کی
احتیاج اور محبت کے ایسے دل میں اور کچھ نہیں ہوتا۔ جب یہ فقر دل میں گھر کر لیتا ہے
پھر اس سے اسرار جہانگیری کھلنے لگتے ہیں۔ غیر اللہ کا ڈر، خوف، حاجت و احتیاج
دور ہو جاتا ہے۔ اور پھر ؎
فقر جنگاہ میں بے ساز و یراق آتا ہے ؂ ضرب کاری ہے اگر سینے میں ہو قلب سلیم (اقبال)
خلیل الرحمٰن حضرت ابراہیم کو بھی فقر ہی بے ساز و یراق بے پرواہ وار آتش نمرود میں لے
گیا۔ اور پھر اسی کی بدولت ہی آگ کا صحرا بہشت کی کیاریوں میں تبدیل ہو گیا۔ دراصل فقر ہی
توحید ہے اور توحید کو ہی فقر کہتے ہیں۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہیں ایسی توحید یا فقر
حاصل ہے۔ علائق ماسوی اللہ سے بے نیاز و مایوس اور واحد القہار کو نرگسی آنکھ سے
دیکھنے کے مشتاق ہیں بس فقر الی اللہ شاہی ہے۔ اور فقر الی الخلق گدائی ہے گدائی
طمع سے پھوٹتی ہے اور شاہی استغنائے خلق سے حاصل ہوتی ہے۔ (صادق)

Marfat.com

عدم سوال پر بہشت کی ضمانت

حضرت ثوبان رضؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ يَتَكَفَّلُ لِيْ اَنْ لَّا يَسْئَلَ النَّاسَ شَيْئًا فَاَتَكَفَّلُ لَهٗ بِالْجَنَّةِ ۔ (ابوداؤد۔ نسائی)

جو شخص میرے ساتھ یہ عہد کرے کہ نہ مانگے گا لوگوں سے کچھ، پس ضامن ہوتا ہوں میں اس کے لئے بہشت کا۔

نوٹ:۔ غور فرمایئں۔ کہ اسلام نے مسلمان کو کتنا خود دار اور غیور ہے۔ استغنائے خلق کی کتنی اونچی تعلیم دی ہے۔ اور ہر حال میں لوگوں سے سوال سے بچنے والے کو خاتمہ بالخیر (بہشت) کی ضمانت دی ہے۔ ایک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر رضؓ کو بلا کر کہا۔ میرے سے دو باتوں کی شرط کر۔ پہلی یہ کہ۔ اَنْ لَّا تَسْاَلَ النَّاسَ شَيْئًا۔ کہ مانگنا لوگوں سے کچھ! دوسری یہ کہ۔ وَلَا سَوْطَكَ اِنْ سَقَطَ مِنْكَ فَتَنْزِلَ اِلَيْهِ فَتَاْخُذَهٗ ۔ (سوال سے یہاں تک بچے کہ) اگر تیرا چابک (سواری سے) گر پڑے۔ تو خود اتر کر اس کو اٹھا لے"۔ (رواہ احمد) ترک سوال میں کمال مبالغہ پایا گیا ہے۔ حالانکہ کسی کو کہنا۔ کہ میرا چابک گر پڑا ہے پکڑا دو۔ یہ کوئی مانگنا نہیں ہے۔ اس سے مراد فی الواقع سوال کی ذلت سے بچنے کی تعلیم دینا ہے!

تین آدمیوں کو سوال کی اجازت

حضرت قبیصہ بن مخارق رضؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے قبیصہ!

سوال کرنا صرف تین آدمیوں کو جائز ہے۔ پہلا وہ شخص جس نے کسی کے قرضہ کی ضمانت دی۔ پس اسے قرضہ کی مقدار کے برابر سوال کرنا جائز ہے۔ دوسرا وہ آدمی جس پر کوئی آفت جائے۔ اور اس کا مال ضائع ہو جائے۔ وہ بھی ضرورت بھر سوال کر سکتا ہے۔ تیسرا شخص وہ ہے۔ جسے اس قدر فاقہ پہنچے اور اس کی یہ تنگ دستی اتنی مشہور ہو جائے۔ کہ اس کی قوم کے (کم از کم) تین دانا آدمی کھڑے ہو کر بیان کریں۔ کہ واقعی اس کو سخت ناداری اور فاقہ کشی پہنچی ہے۔ ایسے شخص کے لئے بھی سوال کرنا جائز ہے۔ فَمَا سِوَاهُنَّ مِنَ الْمَسْئَلَةِ يَا قَبِيصَةُ سُحْتٌ يَاكُلُهَا صَاحِبُهَا سُحْتًا — قبیصہ ان تین صورتوں کے سوا سوال کرنا حرام ہے۔ اور سوال کرنیوالا حرام کھانے والا ہے۔" (صحیح مسلم)

لباس کے آداب!

لباس انسان کے لئے نہایت ضروری چیز ہے۔ اس کے ننگ کو چھپانا، ان کو ڈھانپنا اور جسم کو زینت بخشتا ہے۔ بندوں کو خدا تعالیٰ کا بیحد شکر کرنا چاہیئے۔ کہ اس نے ان کے لئے بیشمار قسم کی نعمتیں پیدا کی ہیں۔ اگر کوئی گننا چاہے۔ تو شمار نہیں کر سکتا۔ ان تمام نعمتوں میں سے لباس بھی ایک نعمت عظمیٰ ہے جس کیلئے شکر واجب ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیا کپڑا زیب تن فرماتے تو یہ پڑھتے۔

Marfat.com

نیا کپڑا پہننے کی دعا | اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ مَا

أُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَيَاتِیْ

(ترمذی) سب تعریف واسطے اللہ کے ہے جس نے پہنایا مجھ کو وہ کپڑا کہ چھپاتا ہوں میں ساتھ اس کے ستر اپنا، اور زینت کرتا ہوں میں ساتھ اس کے اپنی زندگانی میں۔"

لہ معاذ بن انس روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص پہنے کپڑا۔ پھر کہے (یہ) تو اس کے اگلے پچھلے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ (دعا یہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ هٰذَا وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّ (ابوداؤد) سب تعریف اس اللہ کے لئے ہے۔ کہ جس نے پہنایا مجھ کو یہ کپڑا۔ اور کو یہ بغیر حیلے اور قوت میری کے"

حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نیا کپڑا پہنتے۔ تو اس کا نام لے کر (مثلاً) پگڑی۔ کرتہ یا چادر (یہ دعا پڑھتے) اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا كَسَوْتَنِيْهِ اَسْئَلُكَ خَيْرَهٗ وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهٗ وَاَعُوْذُ بِكَ مِ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهٗ — (ترمذی۔ ابوداؤد) خداوندا! تیرے ہی لئے ہے اس پر کہ پہنایا تو نے مجھ کو یہ کپڑا۔ یا الٰہی میں تجھ سے اس کپڑے کی بھلائی ہوں۔ (کہ میرے بدن پر بعافیت رہے) اور مانگتا ہوں بھلائی اس چیز کی کہ جس لئے یہ کپڑا بنایا گیا ہے۔ (کہ اسے پہنے ہوئے تیری عبادت کروں) اور پناہ ما ہوں ساتھ تیرے اس کپڑے کی برائی سے۔ اور اس چیز سے کہ جس کے لئے یہ بنایا گ (یعنی اسے زیب تن کر کے گناہ کا ارتکاب نہ کروں)"

نعمتِ الٰہی کا اظہار

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے روایت کرتے ہوئے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم نے فرمایا:۔

مَنْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ نِعْمَةً فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يُرٰى اَثَرُ نِعْمَتِهٖ عَلٰى عَبْدِهٖ۔ (رواہ احمد)

جس کو خدا تعالےٰ نعمت عطا کرے بس خدا تعالےٰ دوست رکھتا ہے۔ اس بات کو کہ اس کی نعمت کا اثر اس کے بندے پر دیکھا جائے۔"

نوٹ:۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا یہ مطلب ہے کہ جب اللہ تعالےٰ اپنے بندے پر مال و دولت وغیرہ کا انعام کرے۔ تو اس آدمی کو خدا کی اس نعمت کے اثر کو ظاہر کرنا چاہیئے۔ اور اظہار اثر کی صورت یہ ہے۔ کہ اپنی حیثیت کے مطابق لباس پہنے، اور کھائے پیئے۔ اگر خدائے قدوس نے کافی دے رکھا ہے۔ تو یہ نہ کرے۔ کہ (از راہ امساک و بخل) انار دانہ اور پیاز کی چٹنی پر بسر اوقات کرے۔ پیسے بچانے کی خاطر سالن وغیرہ نہ پکائے۔ اہل و عیال کو کھلانے، پلانے اور پہنانے میں دانستہ تنگ رکھے۔ خود بھی روکھی سوکھی کھائے۔ اور میلے کچیلے کپڑوں میں گزارہ کرے۔ یہ روش خدا کو ہرگز پسند نہیں ہے۔ کیونکہ ایسا شخص خدا کی نعمت کا ناشکرگزار ہے۔ کہ اللہ کے دیئے ہوئے مال اور رزق میں جان بوجھ کر تنگی

(بقیہ صفحہ ۴۱۰) نوٹ:۔ کپڑا پہننے کی تینوں دعائیں یاد کرلیں۔ اور جب نیا کپڑا پہنیں۔ تو ان کو ضرور پڑھ لیا کریں۔ ایسا کرنا بے شمار برکتوں کا موجب ہوگا۔ (صادقی)

کا اظہار کرتا ہے۔ جو اخفائے نعمت ہے، حالانکہ اسے اپنی مالداری اور تمول کے لحاظ سے خود بھی اچھا کھانا اور عمدہ لباس پہننا چاہیئے۔ اور اپنے گھر والوں کے لئے بھی بہتر ملبوسات اور عمدہ ماکولات بہم پہنچانے چاہیئں۔ تاکہ خدا تعالے کی نعمت کا اثر ظاہر ہو ۔۔۔ اسلام کی ان معقول رخصتوں کے پیش نظر اس پر قربان جاؤ۔ کہ وہ ہر شخص کو اس کی حیثیت کے مطابق معیار زندگی قائم رکھنے کا حکم دیتا ہے۔

لباس میں اسراف نہ ہو

روایت ہے عمرو بن شعیب سے اس نے نقل کی اپنے باپ سے اس نے اپنے دادا سے، کہا اس نے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے۔

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَتَصَدَّقُوْا وَالْبَسُوْا مَالَمْ يُخَالِطْ اِسْرَافٌ وَّلَا مَخِيْلَةٌ۔

کھاؤ اور پیئو (ضرورت کے موافق) اور (جو فالتو ہو اس میں سے) للہ دو۔ اور (حسب حیثیت) پہنو کہ نہ ہو اسراف اور نہ تکبر۔ (نسائی۔ ابن ماجہ)

مردوں کو ریشم حرام ہے

وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّے اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَّشْرَبَ فِيْ اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ وَاَنْ نَّاْكُلَ فِيْهِمَا وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَاَنْ نَّجْلِسَ عَلَيْهِ۔ (بخاری۔ مسلم)

حضرت حذیفہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ منع کیا ہم کو

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چاندی اور سونے کے برتنوں میں کھانے اور پینے سے ، اور منع کیا پہننے ریشم اور دیباج (ریشمی کپڑا ہے) سے اور ریشمی کپڑے پر بیٹھنے سے "

قمیص دائیں طرف سے پہنو

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّے اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا لَبِسَ قَمِيْصًا بَدَأَ بِمَيَامِنِهٖ ۔ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قمیص پہنتے تو شروع کرتے ساتھ دائیں طرف قمیص کے "

جبریل نے ریشمی قبا اتروادی

حضرت جابر رضؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ (ریشم کی نہی کے نزول سے قبل) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک روز ریشمی قبا پہنی۔ جو حضورؐ کو ہدیہ دی گئی تھی۔ پھر آپ نے اسے جلد ہی اتار کر حضرت عمرؓ کی طرف بھیج دیا۔ صحابہؓ نے دریافت کیا۔ اے اللہ کے رسول ! آپ نے قبا کو اتنی جلدی اتار دیا ؟ حضورؐ نے فرمایا۔ نَهَانِیْ عَنْهُ جِبْرِيْلُ ۔ جبریل نے (خدا کے حکم سے) اس کے پہننے سے مجھے منع کیا۔ (یہ سن کر) حضرت عمرؓ روتے ہوئے آئے۔ اور عرض کیا۔ كَرِهْتَ اَمْرًا وَ اَعْطَيْتَنِيْهِ ۔ آپ نے ایک چیز کو ناپسند جانا۔ (یعنی قبا کے پہننے کو) اور اسے مجھے (پہننے کو) دے دیا۔ ! (ہائے میرا کیا

حال ہوگا) آپ نے ارشاد فرمایا۔ اِنِّی لَمْ اُعْطِکَہٗ تَلْبَسَہٗ اِنَّمَا اَعْطَیْتُکَہٗ تَبِیْعُہٗ ۔ میں نے تجھے قبا پہننے کے لئے نہیں دی تھی۔ سوائے اس کے نہیں کہ میں نے تجھے بیچ ڈالنے کے لئے دی تھی۔! فَبَاعَہٗ بِاَلْفَیْ دِرْھَمٍ پھر حضرت عمرؓ نے وہ قبا دو ہزار درہم کے بدلے فروخت کردی "(صحیح مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ مِنَ الْاِزَارِ فِی النَّارِ ۔ (بخاری)

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ جو چیز از قسم اِزار (کپڑا۔ تہبند۔ شلوار، پاجامہ وغیرہ) ٹخنوں سے نیچے ہو۔ وہ آگ میں ہے"

نوٹ:۔ یعنی ٹخنوں سے نیچے جتنے حصہ تک کپڑا لٹکتا ہے۔ وہ حصہ دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ واضح رہے۔ کہ ٹخنوں سے نیچے کپڑا کرنا۔ زمانہ جاہلیت کے متکبروں کا دستور ہے۔ اور اسلام میں تکبر کی سزا دوزخ مقرر کی گئی ہے۔ اس لئے کپڑے کا ٹخنوں سے نیچے لٹکانا تکبر کا نشان ہونے کے باعث حرام اور موجب آتش قرار دیا گیا ہے۔ حضرت ابن عمرؓ سے ایک روایت بخاری مسلم میں موجود ہے۔ حضورؐ نے فرمایا:۔

مَنْ جَرَّ ثَوْبَہٗ خُیَلَاءَ لَمْ یَنْظُرِ اللّٰہُ اِلَیْہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ۔

جو شخص دراز کرے کپڑا اپنا (ٹخنوں پر) یہاں تک کہ گھسٹتا

Marfat.com

جائے (زمین پر) ازراہِ تکبر کے، تو نہیں دیکھے گا خدا تعالےٰ (بخشش کی نظر سے) طرف اس کے قیامت کے دن ۔"

اسی طرح ایک اور متفق علیہ حدیث حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ حضور انورؐ نے فرمایا :-

لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلٰى مَنْ جَرَّ اِزَارَهٗ بَطَرًا ـ

جو شخص تکبر اور اترانے کے طور پر اپنی ازار (تہ بند، دھوتی، شلوار) ٹخنوں سے نیچی کرتا ہے۔ خدا قیامت کے روز اسکی طرف (رحمت کی نظر سے) نہیں دیکھے گا۔"

ان احادیث سے معلوم ہوا۔ کہ کپڑے کا ٹخنوں سے نیچے ہونا مردوں کے لئے نہائیت خطرناک اور باعث عذاب ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں۔ کہ ٹخنوں سے نیچے وہ ازار باعثِ عذاب ہوگی۔ جو تکبر کی نیت سے لٹکائی جائے اور جو اترانے کے خیال سے نہ ہو۔ اس کا مضائقہ نہیں۔ ہماری گزارش یہ ہے۔ کہ ٹخنوں سے نیچے کپڑے کا لٹکانا بروئے شرع چونکہ خطرے سے خالی نہیں۔ اور اس فعل پر دوزخ کی وعیدیں آئی ہیں۔ اس لئے بہرحال ہر قسم کا لباس ٹخنوں سے ضرور اوپر ہی رہنا اچھا ہے۔ بہ تقاضائے احتیاط ٹخنے ضرور ضرور ننگے رہنے چاہئیں۔ تکبر کی نیت سے ازار لٹکانا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق باعث عذاب ہے ہی۔ اور بغیر نیت تکبر کے لٹکانا اہل نار سے مشابہت کرنا بھی کسی صورت میں گوارا نہیں ہو سکتا!

مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ میں صحیح حدیث موجود ہے۔ کہ ایک شخص ٹخنوں سے نیچے ازار لٹکائے ہوئے نماز پڑھتا تھا۔ حضورؐ نے اسے حکم دیا۔ کہ وضو بھی

Marfat.com

پھر کر اور دوبارہ نماز پڑھ!" تو کتنا خطرناک ہوا ٹخنوں پر پاجامہ و شلوار کا لٹکانا کہ نماز بھی باطل ہوگئی۔ اور وضوء بھی از سر نو کرنا پڑا۔

غضب و تکبر اور حسد

غصہ خرابی ایمان ہے

وَعَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْغَضَبَ لَيُفْسِدُ الْإِيمَانَ كَمَا يُفْسِدُ الصَّبِرُ الْعَسَلَ ۔ (مشکوٰۃ)

بہز بن حکیم سے روایت ہے۔ اس نے اپنے باپ سے نقل کی۔ اس نے نقل کی بہز کے دادا سے، اس نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق غصہ البتہ خراب کرتا ہے ایمان کو جس طرح خراب کرتا ہے ایلوا (مصبر) شہد کو"

ملاحظہ:- غضب یعنی غصہ طبیعت کی ایک حالت کا نام ہے حرکت نفس بجانب خارج کے سبب پیدا ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ غصہ حالت میں چہرہ سرخ ہوجاتا ہے۔ اور رگیں پھول جاتی ہیں آوازیں جوش خروش پیدا ہونا اور ہاتھوں کی حرکت میں غیر معمولی تیزی آجاتی ہے۔ اور پھر حال غضب میں انسان زبان سے بالعموم ایسی ناجائز باتیں نکالتا ہے۔ اور اسکے اع وہ غیر پسندیدہ حرکتیں کرتے ہیں۔ کہ جو بروئے شرع سراسر ناجائز اور شیطانی ہو

Marfat.com

ہیں۔ حتیٰ کہ بعض اوقات انسان کے افعالِ غضب سے ابلیس بھی پناہ مانگنے لگتا ہے۔ کہ طبیعت اعتدال کا توازن کھو کر بے راہ رَو ہو جاتی ہے ایسی حالت انسان کے ایمان کو خراب اور برباد کر دیتی ہے۔ اسی لئے بانیٔ اخلاق حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ غصہ ایمان کو بگاڑتا اور خراب کرتا ہے۔ شہد کتنی میٹھی، شیریں، پاک اور لذیذ چیز ہے۔ اگر اس میں مصبر پیس کر ملا دیا جائے تو یہی شہد منہ ڈالتے ہی طبیعت تھوک دے گی۔ ایسے ہی ایمان جو بڑا میٹھا اور پیارا ہے غصہ کی حالت میں بجز مکر نہایت کڑوا، کسیلا، بدمزہ اور بُودار ہو جاتا ہے۔ خدا اسے کراہت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ غصہ بہت بُری چیز ہے عدل وانصاف کا خون کراتا، منہ سے واہی تباہی نکلواتا۔ اور ایمان کے لئے موجب فساد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی اخلاقیات میں غصہ رذائل میں داخل ہے!

ترکِ غضب کی وصیت

حضرت ابوہریرہ رضؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ مجھے کوئی وصیت فرمایئے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ لَا تَغْضَبْ۔ غصہ مت کر۔ اس

ؔ غصہ جو دین اور حمایت حق کے لئے ہو۔ وہ محمود ہے اور حکومت کے مقصود سے ہے گناہوں، بدیوں، برائیوں، اور غیر شرع باتوں کو دیکھ کر اپنی عزت وعصمت پر ناروا حملوں کو پاکر غصہ کرنا اور اعتدال پر چلتے ہوئے منکرات ومکروہات کو دفع کرنا غیرت ایمانی کا ثبوت دینا ہے ان صورتوں میں غصہ نگران ہیں منتظم سیاست، اور محافظ بدن اور سبب بقائے زندگی ہے کیونکہ یہاں کہ روح حیوانی اگر حمایت حق میں خارج کی طرف برق رفتاری سے کوندے تو سراسر رحمت ہے اور اگر نفس کے انتقام کی طرف جھپٹے۔ تو یہ غصہ بالکل شیطانی حرکت ہے۔ (صادق)

Marfat.com

نے پھر (وصیت کے لئے) درخواست کی کئی بار آپ نے (بار بار) یہی فرمایا۔ کہ غصہ مت کر۔" (غالباً اس شخص میں صفت غضب غالب ہوگی۔)

پہلوان کون ہے؟

حضرت ابی ہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَیْسَ الشَّدِیْدُ بِالصُّرْعَةِ اِنَّمَا الشَّدِیْدُ الَّذِیْ یَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ۔

پہلوان وہ نہیں ہے جو پچھاڑے (اور اکھاڑے میں گرائے) لوگوں کو، سوائے اس کے نہیں کہ (درحقیقت) پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو پائے۔" (بخاری مسلم)

غصہ کے گھونٹ کی فضیلت

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا تَجَرَّعَ عَبْدٌ اَفْضَلُ عِنْدَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ جُرْعَةِ غَیْظٍ یَکْظِمُهَا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰہِ تَعَالٰی۔ (رواہ احمد)

ابن عمرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدائے بزرگ و برتر کے نزدیک اس غصے کے گھونٹ سے کوئی گھونٹ افضل نہیں ہے۔ جو صرف خدا کی رضامندی کے لئے بندہ پیتا ہے۔"

غصہ میں وضو کرو!

عطیہ بن عروہ سعدیؓ روایت کرتے ہوئے

Marfat.com

کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّ الْغَضَبَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَاِنَّ الشَّيْطَانَ خُلِقَ مِنَ النَّارِ وَاِنَّمَا تُطْفَأُ النَّارُ بِالْمَاءِ فَاِذَا غَضِبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ ۔

بیشک غصہ (جو نفس کیلئے ہو) شیطان (کے بہکانے) سے ہے۔ اور شیطان یقیناً آگ سے پیدا کیا گیا ہے۔ اور آگ پانی سے بجھائی جاتی ہے۔ پھر جب تمہیں غصہ آئے۔ تو اسے وضو کرنا چاہیئے"۔ (ابوداؤد)

ملاحظہ:۔ بخاری شریف میں سلیمان بن صرد کی ایک روایت میں غصہ کو دور کرنے کیلئے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ط پڑھنا بھی آیا ہے۔ اس لئے غیظ و غضب کی حالت میں پہلے اَعُوْذُ .... پڑھے۔ پھر وضو[1] کرے۔ اور ٹھنڈا پانی بھی پیئے۔ انشاءاللہ غصہ کی آگ بجھ جائے گی!

حشر میں متکبروں کی ذلت

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُوْنَ اَمْثَالَ الذَّرِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيْ صُوَرِ الرِّجَالِ يَغْشَاهُمُ الذُّلُّ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ يُسَاقُوْنَ اِلٰى سِجْنٍ فِيْ جَهَنَّمَ يُسَمّٰى بُوْلَسَ تَعْلُوْهُمْ نَارُ الْاَنْيَارِ يُسْقَوْنَ مِنْ عُصَارَةِ اَهْلِ النَّارِ طِيْنَةِ

[1] ترمذی میں ابوذرؓ کی روایت ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ غصہ کی حالت والا اگر کھڑا ہو تو بیٹھ جائے۔ پھر بھی اگر غصہ فرو نہ ہو تو لیٹ جائے!

الخبال ۔ (ترمذی)

روایت ہے عمرو بن شعیب سے، اس نے نقل کی اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے، اس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے، کہ قیامت کے روز تکبر کرنے والے چھوٹی چیونٹیوں کی مانند اکٹھے کئے جائیں گے۔ بصورت مردماں ہر جگہ سے ذلت (جمع ہو ہو کر) ان کو ڈھانکے گی پھر وہ دوزخ کے ایک قید خانہ کی طرف جس کا نام بولس ہے ہانکے جائینگے جہاں ان پر آتشوں کی آتش غالب آئے گی اور انہیں دوزخیوں کا نچوڑ (کچ لہو اور پیپ) پینے کو دیا جائے گا۔ جس کا نام طینۃ الخبال ہے۔"

• ملاحظہ ۱۔ جو شخص دوسرے مسلمانوں کو حقیر سمجھ کر ان کے مقابلہ میں بڑائی غرور گھمنڈ، اور دماغ کرتا ہے۔ لوگوں کو بے قدر اور بے وقار جان کر اپنے نفس کو مقابلتہً اچھا، اونچا، اور برتر سمجھتا ہے۔ ان پر سبقت اور بلندی ازراہ کبر چاہتا ہے۔ تو ایسا شخص بے شک متکبر ہے۔ اور متذکرۃ الصدر حدیث کی زد میں ہے۔ حشر کے روز خدا تعالے تمام متکبروں کو جو دنیا میں غرور کی راہ سے لوگوں میں اونچائی چاہتے تھے۔ چیونٹیوں کی مانند چھوٹے حقیر اور ذلیل بنائے گا۔ اور اہل محشر انہیں روندیں گے۔ پامال کریں گے۔ اور عجب و کبر کی پاداش میں پاؤں سے مسلیں گے۔ ان گردن فرازوں، مغروروں سرکشوں اور متکبروں کو محشر کے کونے کونے سے ذلت و رسوائی آ دھانپے گی پھران ذلت کے پتلوں کو فرشتے پکڑ کر جہنم کے قید خانہ بولس میں لے جائیں گے۔ اور وہاں ان پر نار الانیار یعنی آتشوں کی آتش مسلط ہوگی اور پینے کے

لئے ان کو طینۃ الخبال دیا جائیگا۔ عصارہ اہل نار — یعنی دوزخیوں کے بدن سے نکلا ہوا کچ لہو اور پیپ! (خداوندا ہم تیرے عذابوں سے تیری پناہ چاہتے ہیں)

تکبر کرنے والوں کو اتنی سنگین سزا دینے کی یہ وجہ ہے۔ کہ تکبر صرف خدا ہی کو سزاوار ہے۔ اسی کی خاص صفت ہے۔ صرف خدائے واحد القہار ہی اپنی عاجز مخلوق کے مقابل ردائے کبر اوڑھ سکتا ہے۔ اور انسان کی شان، اور عظمت آن اسی میں ہے۔ کہ وہ خالق برتر کے سامنے اپنی انتہائی پستی اور عاجزی کا ثبوت دے۔ اور عجز و صغر کا ثبوت یہ ہے۔ کہ وہ خدا کی ردائے کبر چھیننے کی کوشش نہ کرے۔ اس کے لباس تکبر کو اپنے قامت فانی پر یونہی فٹ نہ کرتا پھرے۔ اور پروردگار عرش عظیم کی شان کبریائی میں شرکت کا دم نہ مارے پھر جو شخص تواضع کے برعکس تکبر کی دو آتشہ پیتا ہے۔ عجب کے نشہ میں بندگان خدا کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے، بڑا مولوی اپنے علم کے گھمنڈ میں کم علم مولویوں کو حقیر سمجھتا، اور عام مسلمانوں کو ملنے سے نفرت کرتا ہے۔ مالدار کو دولت کے غرور سے غریب عوام مکھی، مچھر، دکھائی دیتے ہیں۔ پہلوان قوت کی لے میں زمین پر پاؤں مارتا اور گردن فرازی کرتا ہے۔ "بوٹ"، "پاپوش" سے نافر "سوٹ"، "تہ بند" پر خندہ زن — شہری کو دیہاتی سے گھن۔ اور گلفام کو حسن کی نشہ پر "کالے رنگ" سے متلی آئے ... یاد رہے کہ ایسے تمام گردن کش

لہ نار الانیار کے معنی ہیں آتشوں کی آتش۔ اور آتشوں کی آتش سے مراد وہ آگ ہے جو دوسری ہر قسم کی آتشوں کو جلا کر راکھ سیاہ کر دیتی ہے جس طرح عام آگ دوسری، چیزوں کو جلا دیتی ہے۔ بالکل اسی طرح نار الانیار دوسری تمام آگوں کو بھسم کر دیتی ہے۔ یہ ظالم آگ متکبروں پر مسلط ہوگی۔ (صادق)

Marfat.com

اور متکبر خدا کی رداے کبر کو کھینچتے ہیں۔ اس کی شانِ کبریائی میں شریک ہوتے ہیں یہ وجہ ہے کہ محشر کو شدید عذاب کے پالوں میں پسیں گے۔ مخصوص قید خانہ اندر نار الانیار کے جنگل میں اہل نار کا دھوون پئیں گے۔ مسلمان بھائیو اور بہنو توبہ کرو۔ تا زیست تکبر اور غرور نہ کرنا۔ اس آگ سے بچنا۔ پھر بچنا۔ اور بار بار بچنا کہ کبر ذلتِ محشر، موجب بوس و نیران ہے!

رائی بھر تکبر کا انجام

ابن مسعودؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِّنْ كِبْرٍ ـــ

نہیں داخل ہو گا (سابقین کے ہمراہ) بہشت وہ شخص کہ جس کے دل میں دانہ رائی کے برابر بھی تکبر ہو۔" (مسلم)

حسد سے نیکیاں برباد

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّ الْحَسَدَ يَاْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَاْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ ـــ

حسد سے بچو، کیونکہ حسد نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو!" (ابوداؤد)

ملاحظہ: کسی کے علم، ہنر، دولت، مال، مکان، تجارت، زمین، گائے، بھینس، موٹر، حسن و جمال، اچھا لباس، زیور اور دیگر نعمتیں دیکھ کر ان کا زوال چاہنا، اور دل میں جلنا اور کڑھنا حسد کہلاتا ہے۔ یہ اتنی بری چیز ہے کہ آگ کی مانند نیکیوں کو مٹاتا اور جلاتا ہے۔ چونکہ حاسد لوگوں کو اچھے حال میں

Marfat.com

نہیں دیکھنا چاہتا۔ بلکہ اچھے حال کا زوال چاہتا ہے۔ اس لئے خدا اس کی دوسری نیکیوں کو حسد کی سزا میں قبول نہیں کرتا۔ کتنی بری چیز ہے حسد! اور کس قدر کمینی اور رذیلی صفت ہے یہ! حسد کی مذمت میں خدا نے فرمایا۔ اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ — کیا وہ لوگوں پر حسد کرتے ہیں اس چیز پر کہ اللہ نے ان کو اپنے فضل سے دی ہے۔" مسلمانو! حسد سے بچو! اپنے بھائیوں کو اچھے حال میں دیکھ کر خوش ہوا کرو۔ اور اپنے لئے بھی خدا سے اچھے حال کی دعا کیا کرو!

عفو و حیا اور شکر گذاری

سب سے عزت والا

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ

حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے پوچھا۔ یَا رَبِّ مَنْ اَعَزُّ عِبَادِكَ عِنْدَكَ۔ میرے پروردگار! تیرے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا کون ہے؟ قَالَ مَنْ اِذَا قَدَرَ غَفَرَ — خدا نے جواب دیا۔ وہ شخص کہ جو بدلہ لینے کی طاقت رکھتا ہو۔ اور معاف کردے۔" (مشکوٰۃ)

ملاحظہ! کسی کی بدی، برائی سختی، زیادتی، گالی گلوچ، ظلم وستم کو باوجود قادر الانتقام ہونے کے معاف کر دینا اخلاق کی بہت بڑی بلندی پر دال ہے۔ خدا کے نزدیک معزز ہونا، اور اس کا قرب پانا ہے۔ ہمیں کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ ایک دوسرے کی خطاؤں اور غلطیوں کو معاف کر دیا کریں۔ صحیح

Marfat.com

مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ وَمَا زَادَ اللّٰہُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا۔ جو شخص کسی کی غلطی معاف کر دے۔ خدا اس کی عزت بڑھاتا ہے۔"

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ وہ فرماتی ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم برائی کے عوض برائی نہ کرتے تھے۔ بلکہ معاف فرما دیتے تھے۔ اور درگزر کرتے۔" (ترمذی)

جنابہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت ابو داؤد میں ہے کہتی ہیں:۔

مَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِہٖ فِیْ شَیْءٍ اِلَّا اَنْ یُّنْتَھَکَ حُرْمَۃُ اللّٰہِ فَیَنْتَقِمُ لِلّٰہِ بِھَا۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی سے اپنے نفس کے لئے بدلہ نہیں لیا۔ ہاں خدا کے دین کی بے حرمتی پر ضرور خدا کے حکم سے انتقام لیتے۔ (یعنی حدیں اور تعزیریں لگاتے)۔"

حیا سب سے عمدہ خلق ہے

زید بن طلحہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ لِکُلِّ دِیْنٍ خُلُقًا وَخُلُقُ الْاِسْلَامِ الْحَیَاءُ۔

بے شک ہر دین کے لئے ایک (نفیس اور قابل تعریف) خلق ہے۔ اور اسلام کا (وہ نفیس اور غالب خلق) حیاء ہے۔" (مشکوٰۃ)

نوٹ:۔ اس حدیث کا یہ مطلب ہے۔ کہ جتنے دین ہم سے پہلے ہو

Marfat.com

گزرے ہیں۔ ان میں ایک نہ ایک اچھی خصلت نمایاں طور پر موجود رہی ہے سوائے حیا کے، یعنی حیا کو اسلام کے اندر تمام اخلاق میں جو بلند مقام اور غالب حیثیت حاصل ہے۔ وہ پہلے ادیان میں نہ تھی۔ اسلام سے قبل اگر حیا ستارہ بن کر چمکتی تھی۔ تو اسلام میں اسے آفتاب کا درجہ حاصل ہے۔ حیا کی اس نمایاں مقدرت اور اہمیت نے مسلمانوں کو توجہ دلائی گئی ہے۔ کہ جہاں وہ دوسرے اخلاق حسنہ کو اپنائیں۔ ان میں حیا کو امتیازی درجہ دیں۔ اخلاق میں حیا سر فہرست ہو!

حیا کا مطلب

ہر بدی اور برائی سے نفس کے انقباض کو حیا کہتے ہیں یعنی حیا ایک حالت ہے۔ جو بدی کو دیکھ کر خدا کے خوف سے طبیعت پر وارد ہوتی ہے۔ اور پھر انسان اس سے بچتا ہے۔

زنا کاری، شراب خواری، جوا، پرائی عورتوں کو شہوانی جذبات سے قصداً دیکھنا۔ جھوٹ بولنا، عمداً وعدہ خلافی کرنا، مسلمانوں کی ہتک عزت کرنا، انہیں لین دین اور معاملہ داری میں دھوکہ دینا، گالیاں نکالنا، مغلظات بکنا۔ اور تمام غیر شرع برائیوں پر دھڑلے سے عمل کرنا ــ بے حیائی ہے! اور ان تمام بدیوں سے طبیعت کا جھینپنا ــــ کنی کترانا ــــ کنارہ پکڑنا، اور بچنا فی الواقع حیا ہے۔ یہ حیا ہی تو ہے۔ جو انسان کو خدا کی نافرمانیوں ــ سرکشیوں، بغاوتوں، قانون شکنیوں، اور تمام جرائم و معاصی سے روکتی ہے اس سے آپ بہ آسانی اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں۔ کہ واقعی حیا اخلاقیات میں ریڑھ کی ہڈی کا درجہ رکھتی ہے۔ سیرت کے فلک بوس ایوان کی بنیاد، اور اصل واساس ہے۔ اور اخلاق حسنہ کے تاج میں جگمگاتا ہیرا ہے۔ اگر حیا ہے تو دوسرے فضائل بھی ہو سکتے ہیں۔ اور اگر یہ نہیں ہے۔ تو کسی اچھائی کا اعتبار

Marfat.com

نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ ۔۔۔ حیاء ایمان کا جزو ہے۔
وَالْاِیْمَانُ فِی الْجَنَّۃِ ۔۔۔ اور ایمان بہشت میں لے جاتا ہے ۔۔۔ وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ ۔۔۔ اور بے حیائی بدکاری ہے ۔۔۔ وَالْجَفَاءُ فِی النَّارِ ۔۔۔ اور بدکاری دوزخ میں لے جاتی ہے۔" (ابن ماجہ)

حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت انورؐ نے فرمایا:
اِنَّ الْحَیَاءَ وَالْاِیْمَانَ قُرَنَاءُ جَمِیْعًا ۔۔۔ حیا اور ایمان اکٹھے کئے گئے ہیں۔ فَاِذَا رُفِعَ اَحَدُھُمَا ۔۔۔ پھر جب ان میں سے ایک اٹھ جاتا ہے۔ رُفِعَ الْاٰخَرُ ۔۔۔ تو دوسرا بھی (خود بخود) چلا جاتا ہے۔" (مشکوٰۃ)

بے حیا باش ہر چہ خواہی کن

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ انبیائے سابقین سے یہ بات لوگوں تک پہنچی ہے کہ اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ۔ جب تو حیا نہیں کرتا۔ تو پھر جو چاہے کر۔ یعنی جب حیا نہ رہی تو ایمان بھی نہ رہا۔ اور جب ایمان و حیا دونوں اٹھ گئے۔ تو پھر کھلی چھٹی ہوئی۔ جو چاہے بے حیا کرتا پھرے۔ کیونکہ حیا ہی بدیوں سے روک تھی۔ جب حیا نہ رہی تو روک جاتی رہی۔"

محسن کی شکر گذاری کا ارشاد

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

Marfat.com

وَسَلَّمَ مَنْ لَّا يَشْكُرُ النَّاسَ لَا يَشْكُرُ اللّٰهَ۔ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو (احسان کرنے والے) لوگوں کا شکر نہیں کرتا۔ وہ خدا کا شکر بھی نہیں کرتا"

ملاحظہ:۔ اسلام کی اخلاقی تعلیم اتنی پاکیزہ، کامیاب، مقبول اور ہمہ گیر ہے۔ کہ اس میں محسن کی شکرگزاری کو مذہبی درجہ حاصل ہے۔ جو شخص آپ کی خیر خواہی کرے۔ آپ کا کوئی کام کر دے۔ آپ کے ساتھ کسی قسم کی نیکی احسان کرے۔ تو آپ کا اخلاقی طور پر فرض ہے۔ کہ اس محسن بھائی کا شکریہ ادا کریں۔ جزاک اللہ کہیں۔ تبسم ریز شکریہ کے پھول پیش کریں۔ ایسا کرنے سے ایک تو محسن کے کام کی قدر دانی پائی جائے گی۔ اور دوسرے تشکر و امتنان کے الفاظ سے اس کا دل خوش ہو جائے گا۔ پھر محبت اور الفت کا رابطہ اور بڑھیگا محسن کی اس شکر گزاری پر خدا بھی خوش ہوگا۔ اور اگر اس صورت کے برعکس کوئی کسی کی خیر خواہی کی قدر نہ جانے۔ اس کے منہ پر خوشی کا اظہار نہ کرے نہ اس کو دعا دے اور نہ شکر کے الفاظ منہ سے نکالے۔ تو ایسا شخص خدا کا ناشکر گزار ہے نیکی اور احسان کا ناقدر دان ـــ عجب و غرور کا شکار ہے۔ خدا تعالیٰ ایسے ناقدر شناس خیر کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتا۔ بھائیو! یاد رکھو! اگر کوئی آپ کا معمولی سا کام بھی کر دے۔ تو نہایت خندہ پیشانی سے اس کی شکر گذاری کرو۔ اُسے خوش کرو۔ کہ محسن کی شکرگذاری کو اسلام نے خدا کی شکر گذاری کہا ہے۔

لے حضورؐ فرماتے ہیں۔ جو شخص (کم از کم) اپنے محسن کو جَزَاکَ اللّٰہُ خیراً کہدے تو اس نے اپنے محسن کی تعریف کا پورا حق ادا کر دیا" (ترمذی)

Marfat.com

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جس شخص کو کچھ عطیہ دیا جائے۔ اُسے چاہیئے۔ کہ اگر ہو سکے۔ تو اس کا بدلہ (عطیے کی شکل میں) دے۔ اور اگر عطیہ نہ پائے۔ فَلْيُثْنِ بِهٖ۔ تو معطی کی تعریف کر دے۔ فَمَنْ اَثْنٰی بِهٖ فَقَدْ شَكَرَهٗ ۔ کیوں کہ اس کی تعریف کر دینے سے اس کی شکر گزاری کا حق ادا ہو جائیگا وَمَنْ كَتَمَهٗ فَقَدْ كَفَرَهٗ ۔ اور (خبردار! عطیہ نہ دے سکنے کی صورت میں) جس نے معطی کی تعریف بھی نہ کی تو اس نے کفران نعمت کا ارتکاب کیا۔" (ابوداؤد)

حضرت انور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر کوئی شخص تمہارے ساتھ نیکی کرے۔ تو تم بھی بدلہ میں اس کے ساتھ نیکی کرو۔ اور اگر تم ایسا نہ کر سکو۔ تو اپنے محسن کے حق میں (بظاہر شکریہ ادا کرنے کے علاوہ) دعا ہی کر دو۔ یہاں تک کہ تم کو تسلی ہو جائے۔ کہ تم نے احسان کا کچھ معاوضہ دے دیا ہے۔" (ابوداؤد)

عورتوں کا کفران نعمت

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے (دوران نماز کسوف میں) دوزخ کو دیکھا۔ اور جس ہولناک صورت میں آج دیکھا پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ (سنو!) میں نے دوزخ میں اکثر عورتوں کو دیکھا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا۔ (حضور!) اس کی وجہ؟ آپ نے فرمایا۔ بِكُفْرِهِنَّ ۔ عورتیں اپنے کفر کی وجہ سے بکثرت دوزخ میں ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پھر عرض کیا۔ يَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ ۔ کیا وہ خدا کی منکر

ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ نہیں (بلکہ) اپنے خاوندوں کا کفران نعمت کرتی ہیں۔ اور ان کی احسان فراموش ہوتی ہیں۔ لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَىٰ إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرِ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ — اگر تو ساری عمر عورت کے ساتھ نیکی اور احسان کرتا رہے۔ پھر اگر وہ تجھ سے ایک بات بھی اپنی مرضی کے خلاف دیکھے۔ تو (ساری عمر کے کیئے کرائے پر پانی پھیر کر) کہتی ہے۔ میں نے کبھی تجھ سے کوئی بھلائی نہیں دیکھی " (بخاری شریف)

ملاحظہ:۔ ہم اپنی معزز بہنوں کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں۔ کہ اپنے خاوندوں کی پوری پوری فرماں برداری کیا کریں۔ جو کچھ وہ کما کر لائیں۔ اور آپ کو اس سے کھلائیں پلائیں اور پہنائیں۔ آپ ان کا بے حد شکریہ ادا کیا کریں۔ ان کے حق میں بکثرت دعائیں مانگا کریں۔ اور ان کی خیر خواہی اور خدمت گزاری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں۔ ان کی ہر بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی نیکی اور احسان کی پوری قدر کیا کریں — اور خبردار! یہ کلمہ کبھی منہ سے نہ نکالیں۔ میں نے تیرا کیا دیکھا ہے! یہ کلمہ ہی سب سے بڑھ کر کفران نعمت کا موجب ہے۔ اور عورتوں کو دوزخ میں لے جانے کا باعث!

رفق و حلم اور انکسار

رفق موجب عطا ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ وَّ يُعْطِيْ عَلَى الرِّفْقِ مَالَا يُعْطِيْ عَلَى الْعُنْفِ۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ رفیق (نرمی کرنے والا) ہے۔ اور جو کچھ وہ رفق (نرمی) پر عطا فرماتا ہے۔ وہ سختی پر عطا نہیں کرتا"۔

نرمی اور بردباری کی برکت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو نرمی اور بردباری (رفق و حلم) سے حصہ ملا۔ اُسے دنیا و آخرت کی بھلائی سے حصہ مل گیا۔ اور جو شخص نرمی اور بردباری کے حصہ سے خالی رہا۔ وہ دنیا اور آخرت کی بھلائی کے حصہ سے محروم رہا"۔ (مشکوٰۃ)

دوزخ کی آگ حرام

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِمَنْ يَحْرُمُ عَلَى النَّارِ وَ بِمَنْ تَحْرُمُ النَّارُ عَلَيْهِ عَلٰى كُلِّ هَيِّنٍ لَيِّنٍ قَرِيْبٍ سَهْلٍ۔ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں تمہیں وہ شخص نہ بتاؤں کہ حرام ہو آگ پر، اور وہ شخص کہ آگ حرام

Marfat.com

ہو اس پر (دسنو!) حرام ہے آگ ہر آہستہ مزاج، نرم طبیعت ملنسار اور نرم خو پر"

نوٹ: معلوم ہوا کہ آہستہ مزاجی، نرم طبعی، ملنساری، حوصلہ مندی، بردباری اور برداشت خدا کو بہت پسند ہیں۔ دراصل یہ اوصافِ حمیدہ اور خصائلِ پسندیدہ، سیرت کی دلہن کا سنگار ہیں۔ کہ مومن موحّد کو حلیم و رفیق اور متحمل و بردبار ہونا اخلاق کے تقاضوں سے ہے۔ ایک اور حدیث بطریق ارسال حضرت مکحول کی روایت سے ترمذی میں ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

اَلْمُؤْمِنُوْنَ هَيِّنُوْنَ لَيِّنُوْنَ كَالْجَمَلِ الْاَنِفِ اِنْ قِيْدَ انْقَادَ وَاِنْ اُنِيْخَ عَلٰى صَخْرَةٍ اِسْتَنَاخَ ـ

مومن نرم خو، بردبار اور منقاد ہوتے ہیں۔ مثل اونٹ مہاردار کے، اگر (اونٹ کو) کھینچا جائے تو کھچ جائے۔ اور اگر پتھر پہ بٹھایا جائے تو بیٹھ جائے"۔

نوٹ:۔ اس حدیث میں مومن کی پہچان بردباری، فرماں برداری، اور نرم خو ہونا بتایا گیا ہے۔ اور شریعت کی تابعداری میں وہ مثل اونٹ کے ہے کہ جدھر مہار موڑی، ادھر ہی مڑ گیا۔ جس طرح مہار کے اشارہ سے اونٹ ادھر ادھر مڑتا، اٹھتا بیٹھتا، اور چلتا پھرتا ہے۔ اسی طرح مومن بھی جس کی نکیل شریعت کے ہاتھ میں ہے۔ اشاروں پر چلتا ہے۔ اسوۂ رسول کی پیروی میں نہایت خلیق، شگفتہ مزاج، نرم خو، اور شیریں کلامی سے بیگانوں کو اپنا بنانے والا ہوتا ہے۔

انکسار اختیار کرو

عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ الْمُجَاشِعِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ

سَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰی اِلَیَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰی لَا یَفْخَرَ اَحَدٌ عَلٰی اَحَدٍ۔ (ابن ماجہ)

عیاض بن حمار جاشعی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ خدا تعالےٰ نے میری طرف وحی (خفی) بھیجی کہ تم (سب لوگ) انکسار و تواضع اختیار کرو۔ یہاں تک کہ کوئی شخص کسی شخص پر (علم، ہنر، مال، طاقت، حسن، اولاد، سرداری میں) فخر نہ کرے"۔

رحمۃ للعالمینؐ کا انکسار

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ جنگ بدر کے روز (سواری کے لئے) تین تین آدمیوں کے لئے ایک ایک اونٹ تھا۔ اور ہم باری باری (ایک اونٹ پر) سوار ہوتے تھے حضرت ابولبابہؓ، حضرت علیؓ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شریک تھے۔ (چلتے چلتے) جب حضرت انورؐ کی پیادہ چلنے کی باری آئی۔ تو آپ کے ہمراہیوں نے عرض کیا (آپ سوار رہیں) ہم آپ کی جگہ پیدل چلتے ہیں۔ آپ نے (اونٹ سے اتر کر) فرمایا۔ مَا اَنْتُمَا بِاَقْوٰی مِنِّیْ وَمَا اَنَا بِاَغْنٰی عَنِ الْاَجْرِ مِنْکُمَا۔ — ابولبابہؓ، علیؓ (سنو) تم دونوں مجھ سے کوئی زیادہ طاقتور نہیں ہو۔ اور میں تم دونوں میں سے اجر و ثواب کا کسی سے کم محتاج نہیں ہوں"۔ (مشکوٰۃ)

ملاحظہ :- عالموں، واعظوں، خطیبوں، پیروں، صوفیوں، گدی نشینوں سرداروں اور سب مسلمانوں کو حضرت انور صلے اللہ علیہ وسلم کے متذکرہ

Marfat.com

الصدر انکسار کی طرف غور کرنا چاہیئے۔ کہ شمع رسالت کے پروانے آپ کی باری، میں پیدل چلنا چاہتے ہیں۔ لیکن رحمتِ دو عالمؐ فرماتے ہیں۔ اور کیسی حکمت اور آئینہ دلی سے ان کی درخواہی کرتے ہوئے ان کو سفر کی مشقت سے بچاتے ہیں۔ کہ تم کوئی مجھ سے زیادہ طاقتور نہیں ہو!۔ کہ تم پیدل چلو۔ اور میں سوار ہی رہوں۔ نہیں! بلکہ اب تم اپنی باری سے سوار ہو جاؤ۔ اور میں پیدل چلوں گا اور یہ بھی ارشاد فرمایا۔ کہ میں ثواب کا تم سے کم محتاج نہیں ہوں! خداوندا!۔ ایسے غمخوارِ امت اور ہمدرد بےکساں رسول صلے اللہ علیہ وسلم پر درختوں کے پتوں، بارش کے قطروں اور آسمان کے ستاروں برابر اپنی رحمتیں نازل فرما۔ درود وسلام کی برکھا برسا۔

حضرت عبداللہ بن اوفیٰ رضؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں ۔ کہ (حضورؐ ازراہِ تواضع)، بیوہ اور مسکین کے ساتھ چلنے یا ان کا کام کرنے میں عار نہیں کرتے تھے۔" (نسائی شریف)

کتّے اور سوٗر سے خوار تر

حضرت عمرؓ نے برسر منبر فرمایا۔ لوگو! تواضع اور انکسار اختیار کرو۔ کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ کہ جو شخص خدا کی خوشی کے لئے تواضع کرتا ہے۔ خدا اس کا رتبہ بلند کر دیتا ہے۔ حالانکہ وہ اپنی نظر میں خود کو چھوٹا (حقیر) سمجھتا ہے۔ لیکن وہ لوگوں کی نظروں میں بڑا عزت والا ہوتا ہے۔ اور جو اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے۔ اور اس میں اپنی عزت جانتا ہے وہ درحقیقت لوگوں کی نظروں میں ذلیل و خوار ہوتا ہے حتیٰ کہ جب وہ بڑا مغرور اور متکبر ہو جاتا ہے۔ تو) لوگ اسکو کتے اور سوٗر

Marfat.com

سے بھی زیادہ ذلیل سمجھنے لگ جاتے ہیں۔" (مشکوٰۃ)
نوٹ :۔ تواضع اور انکسار کے متعلق ارشادِ خداوندی ہوتا ہے :
وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ـــ اے پیغمبر! ایمان والوں کے لیئے اپنا بازو (بازوئے رحمت) جھکا دیجئے۔" (الحجر)
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن میں مسلمانوں کے لیے تواضع اور انکسار کا ارشاد ہو رہا ہے۔ تو اس سے امت کو تواضع کی اہمیت پر غور کرنا چاہیئے اور پھر تا زیست سراپائے انکسار بن کر زندگی گزارنی چاہیئے۔

ارسالِ ھدایا اور مہمان نوازی

ارمغان سے کینے دور

وَعَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَهَادَوْا فَإِنَّ الْهَدِيَّةَ تُذْهِبُ الضَّغَائِنَ۔ (ترمذی)
حضرت عائشہ رضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کر کے روایت کرتی ہیں۔ کہ حضورؐ نے فرمایا۔ (مسلمانو!) آپس میں (ایک دوسرے کو) تحفے بھیجا کرو۔ کہ تحفے بھیجنا کینوں کو دور کرتا ہے۔"
ملاحظہ :۔ دل کی رنجشوں، کدورتوں، کینوں، اور بغض و عناد کو دور کرنے کیلئے تحفہ سب سے بڑا تریاق اور علاج لامثال ہے۔ تحفہ نہ صرف دل کے ان روگوں کو مٹاتا ہے۔ بلکہ آپس میں الفت و محبت اور یگانگت پیدا کرتا ہے۔ ایک دوسرے کے درمیان میل ملاپ اور محبت کی راہیں کھولتا ہے

Marfat.com

مسلمانوں کو چاہیے۔ کہ وہ اپنے رشتہ داروں اور دینی بھائیوں، اور دوستوں آشناؤں کو ضرور ضرور تحفے بھیجا کریں۔ اور اس نیک پاک مسنون طریق کو سماج میں رواج دیں۔ ارسال ہدایا کی رسم کو عام کریں۔ شجرۃ العطایا کے میٹھے پھل بکثرت کھایا کھلایا کریں۔ تاکہ اسلامی معاشرہ سینے کی بیماریوں سے پاک ہو جائے اور الفت و اتحاد کی نسیم جانفزا سے پھلے پھولے، بڑھے اور ترقی کرے۔ اور قوم کی ترقی کی راہ میں سنگ میل ثابت ہو۔

خوشبودار پھل کا تحفہ

پھر یہ ضروری نہیں۔ کہ تحفہ بڑا قیمتی ہی ہو۔ بلکہ کم قیمت تحائف اچھے رہتے ہیں۔ کہ نہ لینے والے پر گراں گزرتے ہیں۔ اور نہ دینے والے کی جیب پر بوجھ پڑتا ہے۔ حضرت انورؐ نے فرمایا: تحفے بھیجا کرو۔ کہ وہ سینوں کے کینوں کو دور کرتے ہیں۔ اگر ایک پڑوسن دوسری پڑوسن کو بکری کے کھر کا ایک ٹکڑا (مراد نہایت کم قیمت) تحفہ بھیجے تو اسے حقیر نہ جاننا چاہیے۔" (ترمذی)

معلم کتاب و حکمت بانی اخلاق، پیغمبر آفاق حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

مَنْ عُرِضَ عَلَيْهِ رَيْحَانٌ فَلَا يَرُدَّهُ فَإِنَّهُ خَفِيفُ الْمَحْمِلِ طَيِّبُ الرِّيحِ ۔ (مسلم)

جس شخص کو خوشبودار پھول (تحفہ) دیا جائے۔ تو اسے واپس نہیں کرنا چاہیے۔ کیوں کہ اس میں احسان تھوڑا ہے اور خوشبو بہت ہے"

مہمان نوازی کے آداب

جب کوئی مہمان گھر میں آئے تو دل و جان کے ساتھ اسکا استقبال، بڑی محبت سے اس سے

Marfat.com

مصافحہ اور دیسے ملیں تو معانقہ بھی کرنا چاہیئے۔ پھر اسے بڑی عزت سے اچھی جگہ بٹھا کر خیریت و عافیت پوچھیں۔ رشتہ دار، دوست، آشنا ہو۔ تو دوسرے متعلقین کی خیریت بھی دریافت کریں۔ اور یہ سب باتیں ایسی محبت، خوشی اور خندہ پیشانی سے بجالائیں۔ کہ اس حسن سلوک اور نیاکانہ ملاپ سے اس کی بھوک پیاس ایک حد تک فرو ہو جائے۔ اور وہ محسوس کرے۔ کہ کسی صاحب اخلاق، محبت کے پتلے اور مروت و اخوت کے مجسمے سے ملا ہے۔ پھر موسم، وقت، حالت اور ضرورت کے مطابق اس کے لئے چائے یا پانی کا انتظام کریں۔ پھر وقت پر اسے اچھا کھانا کھلائیں۔ اور جہاں تک ہو سکے۔ مہمان کی خاطر تواضع میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں۔ اور اس کی عادت اور معمول کے مطابق اس سے سلوک کریں۔ اور نہایت کوشش کریں۔ کہ اس کے مزاج کے خلاف آپ سے کوئی حرکت سرزد نہ ہو مبادا اسے کسی قسم کی تکلیف پہنچے! عبادت وغیرہ کے لئے اسے مناسب سہولتیں بہم پہنچائیں۔ مسجد میں اسے اپنے ساتھ لے کر جائیں۔ الحاصل مہمان نوازی کے دوران میں اس کا پورا پورا خیال رکھیں!

مہمانی تین دن تک ہے!

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص خدا اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے۔ اسے ضرور ہے کہ مدت تکلف میں مہمان کی خاصی عزت کرے۔ صحابہ نے عرض کیا۔ کہ مدت تکلف کتنی ہے؟ آپ نے فرمایا۔ يَوْمٌ وَ لَيْلَةٌ۔ ایک دن اور ایک رات وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ — اور مہمانی تین دن تک ہے۔ — فَمَا بَعْدَ ذَالِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ عَلَيْهِ — اور تین دن کے بعد مہمانی نہیں صدقہ ہے! — وَلَا يَحِلُّ

لَنَا اَنْ یَّثْوِیَ عِنْدَہٗ حَتّٰی یُحْرِجَہٗ ——— اور مہمان کو نہ چاہیئے۔ کہ وہ میزبان کے پاس اتنا عرصہ ہرا جمان رہے۔ کہ وہ تنگ آجائے" (بخاری)

نوٹ:- یہ جو حضورؐ نے فرمایا۔ کہ تین دن تک مہمانی ہے۔ اس کے بعد صدقہ ہے" اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ تین روز تک مہمان کی خوب خاطر مدارات کرنی چاہیئے۔ اس کا اجر اور ثواب بہت زیادہ ہے۔ کیونکہ یہ تین دن اچھا کھلانے کے لئے شریعت نے حکم دیا ہے۔ اس کے بعد جو کھانا کھلایا جائے گا۔ اس کا ثواب صدقہ کا ہے۔ عام نیکی کرنے کا ہے۔ اپنی خوشی سے کھلائی کرنے کا درجہ رکھتا ہے۔ جو ثواب میں پہلے تین دن کے اجر کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور یاد رہے کہ اس کا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ تین دن کے بعد مہمان کو میزبان کے ہاں سے کھانا (صدقہ کھانا) ناجائز ہے!

مہمان کا اکرام

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ فطرت سلیمہ کا تقاضا ہے کہ میزبان (رخصت کرتے وقت) اپنے مہمان کے ہمراہ گھر کے دروازے تک جائے" (ابن ماجہ)

ہمیں بھوک نہیں ہے

حضرت اسماء بنت یزیدؓ روایت کرتی ہیں۔ کہ ایک بار رسولِ خدا کے روبرو کھانا لایا گیا۔ اور ہمارے آگے بھی کھانا رکھا گیا۔ ہم نے (بھوک رکھتے ہوئے) کہہ دیا۔ ہمیں بھوک نہیں ہے۔ آپ نے (قرینے یا وحی سے معلوم کرکے) فرمایا۔ لَا تَجْتَمِعْنَ جُوْعًا وَّکِذْبًا ——— بھوک اور جھوٹ کو اکٹھا نہ کرو" (ابن ماجہ)

Marfat.com

بخل و امساک اور سخاوت و خیرات!

بخیل کون ہوتا ہے

جو شخص مالدار، صاحب نصاب ہو کر زکوٰۃ نہ دے اس کو بخیل کہتے ہیں۔ یہ بخیل بے رحم، سنگ دل، تنگ خیال، بے مروت، ناسپاس، حق تلف، اور قوم کش ہو کر خدا کے نزدیک معتوب اور مسلمانوں کے ہاں مطرود ہے۔ ارشاد خداوندی ہوتا ہے۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ط بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ط سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط

جن لوگوں کو اللہ نے اپنے فضل سے مال دیا ہے۔ اور وہ اس کے ساتھ بخل کرتے ہیں، (زکوٰۃ و خیرات نہیں دیتے) انہیں یہ نہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ ایسا کرنا ان کے حق میں بہتر ہے۔ بلکہ (یہ بخل) ان کے لئے بُرا ہے۔ عنقریب قیامت کے روز اسی بخل کئے گئے (بے زکوٰۃ) مال کو طوق بنا کر ان کی گردن میں ڈالا جائے گا۔" (آل عمران)

بخیل کا انجام

ظاہر ہے۔ کہ جو شخص مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا۔ صدقہ فرض سے کنارہ کش ہوتا ہے۔ وہ نافلہ طور پر کس طرح صدقات و خیرات دے سکتا ہے۔ اسلام نے بخل اور امساک کی سخت مذمت کی ہے۔ اور ایسے کنجوس، طامع، حریص اور تنگ دل انسان کو سخت جھنجھوڑا ہے۔ گونماگوں کی خدا کے عذابوں سے ڈرایا ہے۔ خود حضرت انورؐ نے بخل سے پناہ مانگتے ہوئے امت کو اس رذالت سے بچنے کا سبق دیا ہے۔ ارشاد نبویؐ ہوتا ہے

Marfat.com

للّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ ـــــ مِنَ الْبُخْلِ ـــــ خداوندا! میں بخل سے تیری
باب میں پناہ چاہتا ہوں۔" پھر حضورؐ نے فرمایا ـــــ اَلسَّخِیُّ قَرِیْبٌ مِّنَ اللّٰہِ
قَرِیْبٌ مِنَ الْجَنَّۃِ قَرِیْبٌ مِّنَ النَّاسِ بَعِیْدٌ مِّنَ النَّارِ ـــــ سخی
(زکوٰۃ، خیرات، صدقات دینے والا) نزدیک ہے اللہ تعالیٰ کے، نزدیک
ہے بہشت کے، نزدیک ہے لوگوں (کے دلوں) کے، اور دور ہے دوزخ
سے۔ وَالْبَخِیْلُ بَعِیْدٌ مِّنَ اللّٰہِ بَعِیْدٌ مِّنَ الْجَنَّۃِ بَعِیْدٌ مِّنَ النَّاسِ قَرِیْبٌ
مِّنَ النَّارِ۔ اور بخیل (زکوٰۃ، خیرات، صدقات نہ دینے والا) دور ہے اللہ
تعالیٰ سے، دور ہے بہشت سے، دور ہے لوگوں (کے دلوں) سے، نزدیک
ہے دوزخ کے ـــــ وَالْجَاھِلُ السَّخِیُّ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ عَابِدٍ
بَخِیْلٍ ـــــ اور جاہل مخیر خدا کے نزدیک عابد کنجوس سے زیادہ محبوب ہے۔
(ترمذی)

صدقہ آگ سے بچاتا ہے

حضرت عدی بن حاتمؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا نے فرمایا۔ اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَۃٍ۔ صدقہ کر کے آگ سے بچو خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی ہو۔ (نسائی)

صدقات وخیرات کا وقت

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ کونسا صدقہ ثواب میں سب سے بڑھ کر ہے آپ نے فرمایا۔ وہ صدقہ جو تندرستی کی حالت میں کیا جائے جبکہ مال اکٹھا کرنے کی تجھے حرص ہو۔ افلاس کا خوف اور مالداری کی امید ہو! نہ اس وقت کہ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ لِفُلَانٍ کَذَا وَلِفُلَانٍ کَذَا

Marfat.com

وَقْتَدْ کَانَ لِفُلَانٍ۔ جب جان نکل رہی ہو۔ تو تو کہے یہ چیز فلاں شخص کو دیدو۔ اور یہ مال فلاں کیلئے ہے۔ حالانکہ یہ سب چیزیں (اور مال و دولت) خود بخود اس وقت دوسروں کی ہو جاتی ہیں "۔ (بخاری)

پردہ پوشی اور ذکرِ رفتگان

پردہ پوشی کا شرعی حکم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَسْتُرُ عَبْدٌ عَبْدًا اِلَّا سَتَرَهُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص دنیا میں کسی کے عیب پر پردہ ڈالتا ہے قیامت کے روز خدا اس کی پردہ پوشی کرے گا"۔

مسلمان بھائیوں کے عیب چھپاؤ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ سَتَرَ عَوْرَةَ اَخِیْهِ الْمُسْلِمِ سَتَرَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَمَنْ کَشَفَ عَوْرَةَ اَخِیْهِ الْمُسْلِمِ کَشَفَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ حَتّٰی یَفْضَحَهُ بِهَا فِیْ بَیْتِهِ۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیب پر پردہ ڈالتا ہے۔ قیامت کے روز خدا اس کے عیب پر پردہ ڈالے گا۔ اور جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیب کو ظاہر کرتا ہے۔ (کہ رسوا ہو)

Marfat.com

خدا تعالیٰ اس کے عیب کو ظاہر کرے گا۔ یہاں تک کہ اس کے گھر میں اس کو رسوا کر دے گا۔"

زندہ گاڑی ہوئی لڑکی کا احیا

حضرت عقبہ بن عامرؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَنْ رَاٰی عَوْرَۃً فَسَتَرَھَا کَانَ کَمَنْ اَحْیَا مَوْءُودَۃً

جس شخص نے دیکھا کسی کا عیب، پھر پردہ ڈالا اس پر، اس کو اتنا ثواب ہے کہ گویا اس نے زندہ گاڑی ہوئی لڑکی کو قبر سے نکال کر جان بچائی۔"

نہ عار دلاؤ نہ عیب ڈھونڈو

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (ایک دن) منبر پر چڑھے اور بلند آواز سے (نہایت اہم وعظ فرمایا۔ اے لوگو! جو زبانی تو ایمان لائے ہو۔ لیکن دل پر ایمان نہیں اترا۔ (سنو!) تم مسلمانوں کو (کسی قسم کی) ایذا نہ دو۔ انہیں عار نہ دلاؤ۔ ان کے عیب نہ ڈھونڈو۔ ان کی پوشیدگیوں کے پیچھے (بلاوجہ) نہ پڑو۔ ان کی لغزشیں (انہیں ذلیل کرنے کی غرض سے) نہ ٹٹولو۔ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیب تلاش کرتا ہے۔ اللہ اس کے عیبوں اور پوشیدگیوں کے پیچھے پڑ جاتا ہے۔ اور جس کے عیبوں کے پیچھے اللہ پڑ جائے۔ خدا اسے بدنام کر کے رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے گھر میں بھی اس کی بدنامی اور رسوائی ہو جاتی ہے۔

ملاحظہ:۔ اس حدیث سے پتہ چلا۔ کہ جو شخص مسلمانوں کو ایذا دیتا ہے انہیں عار دلاتا ہے۔ ان کے عیب ڈھونڈتا ہے۔ وہ نام کا مسلمان ہے۔ اس کا دل نورِ ایمان سے خالی ہے!

مرے ہوؤں کو نیکی سے یاد کرو

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُذْکُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتَاکُمْ وَکُفُّوْا عَنْ مَسَاوِیْھِمْ۔ (ابوداؤد)

حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مرے ہوؤں کی نیکی کا ذکر کیا کرو۔ اور ان کی برائیوں کے ذکر سے زبان بند رکھو!"

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ کہ ایک مرے ہوئے کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے برائی سے یاد کیا گیا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ لَا تَذْکُرُوْا ھَلْکَاکُمْ اِلَّا بِخَیْرٍ۔ اپنے مرے ہوؤں کو ہمیشہ نیکی سے یاد کیا کرو!" (نسائی)

جنابہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لَا تَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ فَاِنَّھُمْ قَدْ اَفْضَوْا اِلٰی مَا قَدَّمُوْا۔ مرے ہوؤں کو (خبردار) برا نہ کہو۔ اس لئے کہ وہ اپنے کئے کو پہنچ چکے ہیں!" (نسائی)

تجسس اور بدظنی

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا

Marfat.com

وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰہِ اِخْوَانًا
وَّفِیْ رِوَایَۃٍ وَّلَا تَنَافَسُوْا۔ (بخاری مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ گمانِ بد سے بچو، کیونکہ گمانِ بد دروغ ترین گفتار ہے۔ اور خبریں نہ نکالا کرو۔ اور کھوج نہ کیا کرو۔ اور بدی پر اکسایا نہ کرو۔ اور آپس میں حسد نہ کرو۔ اور نہ آپس میں بغض رکھو۔ اور نہ ایک دوسرے کی غیبت کرو۔ اور ہو جاؤ بندے اللہ کے بھائی بن کر۔ اور ایک روایت میں یہ بھی ہے۔ اور (خدا سے غافل ہو کر) نہ ریجھ جاؤ دنیا میں"

کچھ ممانعتیں یہ بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جوامع الکلم سے ایک اعجازی حدیث ہے۔ جو دروسِ اخلاق میں ایک بلند مرتبہ رکھتی ہے۔ اگر مسلمان اس ایک حدیث پر ہی عمل کریں۔ تو اُن کے سینے کے سینکڑوں اخلاقی روگ مٹ سکتے ہیں۔ اور ایک مطمئن زندگی کی مولاتی برکات اور مواخاتی نعمتوں سے سارا معاشرہ مستفیض ہو سکتا ہے۔ حضرتِ انورؐ نے آٹھ باتوں سے منع فرمایا ہے۔ ہم انہیں آپ کے عمل کی خاطر بالتشریح بیان کرتے ہیں۔

(۱) گمان بد سے اجتناب:۔ حضورؐ نے گمانِ بد کو اکذب الحدیث فرمایا ہے۔ گویا بدگمانی تمام بری اور جھوٹی باتوں میں سب سے بڑھ کر جھوٹ ہے۔ اور قرآن نے بھی اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ کہہ کر گمانِ بد سے بچنے کا حکم دیا ہے۔ نفس جب کسی پر کچھ گمان کرتا ہے۔ کہ فلاں ایسا ہے۔ اور درحقیقت وہ ویسا نہیں ہوتا۔ تو پھر وہ گمان جھوٹ اور شیطانی القا ہوا۔ اور جس گمان کو اکذب الحدیث کہا ہے۔ اور اس سے بسختی منع کیا ہے۔ مراد اس سے وہ بُرا ظن ہے

Marfat.com

جو دل میں مضبوط، پختہ اور مصمم ہو۔ بغیر کسی قرینہ و دلیل کے بد گمانی سے عام طور پر اجتناب کا حکم ہی آیا ہے۔ جب تک کوئی بات یقین کے درجہ کو پہنچ جائے۔ قرائن اور دلائل کے ساتھ۔ اس وقت تک ہر مسلمان پر نیک گمان رکھنے کا ہی حکم ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ حُسْنُ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَةِ۔ نیک گمان رکھنا حسن عبادت سے ہے۔" (ابو داؤد)

(۲) تجسس کی ممانعت: تجسس کا مطلب یہ ہے۔ کہ لوگوں کے عیبوں اور پوشیدہ باتوں کی (بلا ضرورت شرعی) چھان بین کرنا، دریافت اور جستجو میں کھوج اور سراغ لگاتے رہنا، بذاتِ خود مسلمانوں کے عیبوں کا تفحص کرنا شریعت میں ایسا کرنے کی ممانعت آئی ہے۔ کسی مسلمان کو روا نہیں کہ وہ دوسرے مسلمانوں کے عیبوں کی ٹوہ میں رہے۔ بدیوں کو تلاش کرتا پھرے۔ اس سے بغض و عناد بڑھتا ہے۔ اور فتنہ و فساد کے شعلے بلند ہوتے ہیں!

(۳) تجسس کی بندش: تجسس اور تحسس کے دونوں کے ایک ہی معنی ہیں خبریں نکالنا۔ جاسوس اور حاسوس خبریں ڈھونڈنے والے کو کہتے ہیں۔ جاسوس وہ ہے جو دوسرے کی خاطر خبریں ڈھونڈ کر لائے۔ اور حاسوس اپنے لیے سراغ لگاتا، اور کھوج نکالتا ہے۔

(۴) تناجش سے کنارہ کشی: نجش کے معنی کسی کو بدی اور شرارت پر اکسانا اور ورغلانا۔ تو نجش سے نہی کا یہ مطلب ہوا۔ کہ کوئی مسلمان کسی مسلمان کو کسی قسم کی بدی، برائی، شرارت اور غیر شرعی بات پر نہ اکسائے۔ نہ رغبت دلائے نہ ورغلائے اور نہ آمادہ کرے۔ اور نجش کے ایک معنی یہ بھی ہیں۔ کہ ایک چیز کی قیمت زیادہ لگانی بغیر خریدنے کے ارادہ کے، تاکہ اور لوگ دیکھا دیکھی اس قیمت پر خرید لیں۔ اس مرض میں مسلمان بکثرت مبتلا ہیں۔ نیلاموں، منڈیوں، اور

Marfat.com

بازاروں میں خرید و فروخت کے وقت اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ مالکوں نے اپنے آدمی چھوڑ رکھے ہوتے ہیں۔ جو دوسروں کو ورغلانے اور پھنسانے کے لئے فرضی طور پر مال کی قیمت بڑھا کر آواز دے دیتے ہیں۔ اور اس طرح دھوکہ فریب کے ذریعہ مال کے بڑے دام وصول کرتے ہیں۔ یہ تناجش ہے۔ جس کی ممانعت کر دی گئی ہے اخلاقی عیب ہے۔ اور اس طرح کی کمائی پاکیزہ نہیں ہو سکتی!

(۵) تحاسد سے احتراز:۔ حسد بڑی بُری بیماری ہے۔ کہ اسکا مریض دوسرے (غیر ظالم) کی خوشحالی، حسن و جوانی، مال و دولت اور انعام و اکرام کو دیکھ کر زوال چاہتے ہوئے اپنے لئے خواہش کرتا ہے۔ یاد رہے کہ حسد حد درجہ اخلاقی برائی اور بدی ہے۔ جبھی تو حدیث میں آیا ہے۔ کہ حسد ایمان کو کھا جاتا ہے۔ بالکل جس طرح لکڑی آگ کو"

(۶) بغض سے علیحدگی:۔ بغض دل میں کسی کے متعلق کینہ، نفرت اور بیر رکھنے کو کہتے ہیں۔ اس مرض سے قوم میں افتراق و انتشار اور فتنہ و فساد کے شعلے بھڑکتے ہیں۔ انسانی ہمدردی اور بھائی بندی کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے اسلام نے بغض (نہ بغض اللہ) سے سختی کے ساتھ منع کیا ہے۔ حضرت انورؐ نے فرمایا۔ اَلْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ هِيَ الْحَالِقَةُ لَا اَقُوْلُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ وَلٰكِنْ تَحْلِقُ الدِّيْنَ ۔ حسد اور بغض مونڈنے والے ہیں۔ میں نہیں کہتا کہ بالوں کو مونڈتے ہیں۔ بلکہ دین کو مونڈتے ہیں! (ترمذی)

تین دن سے زیادہ ترک ملاقات حرام ہے

حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کسی شخص کے لئے یہ حلال نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ ترکِ ملاقات کرے

کہ جب (آتے جاتے) دونوں ملیں پھر منہ پھیر لے یہ ایک طرف اور منہ پھیر لے وہ دوسری طرف۔ اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو کہ ابتدا کرے سلام کے ساتھ۔" (مسلم)

رشوت خیانت اور مشورہ

راشی مرتشی ملعون ہیں

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الرَّاشِیْ وَالْمُرْتَشِیْ - (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رشوت دینے والے (راشی) اور رشوت لینے والے (مرتشی) پر خدا کی لعنت و پھٹکار ہو۔"

نوٹ۱۔ خدا کی لعنت نہایت شدید بدعا اور غضب خدا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جب کفار مکہ نے احد کے میدان میں سخت ایذا پہنچائی طائف میں جب آپ پر معاندین نے پتھر برسائے۔ اور آپ کا جسم لہو لہان ہو گیا۔ تو دوستوں نے عرض کیا۔ حضورؐ ان پر بدعا (لعنت) کرو۔ آپ نے فرمایا۔ اِنِّیْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَّ لٰکِنْ بُعِثْتُ رَحْمَۃً ۔ خدا نے مجھے لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا۔ بلکہ لوگوں کے لئے رحمت بن کر آیا ہوں۔ غور کریں کہ کافروں اور مشرکوں پر ان کے کمال ظلم کی حالت میں حضورؐ نے کبھی لعنت نہیں فرمائی۔ لیکن راشی، مرتشی پر آپ لعنت فرما رہے ہیں

اس سے رشوت کی برائی کی سنگینی اور سختی کا آپ اندازہ لگا سکتے ہیں!

سفارش کے عوض تحفہ لینا

حدیث شریف میں ایک دوسرے کی طرف تحفے بھیجنے کا ارشاد ہوا ہے۔ کہ اس سے محبت بڑھتی اور دل صاف ہوتا ہے۔ لیکن یہی تحفہ جب کسی سفارش جائز کے عوض قبول کیا جائے۔ تو ناجائز ہو جاتا ہے۔ حضرت الود فرماتے ہیں "جو کسی کی سفارش کرے۔ اور سفارش کے عوض وہ اسے تحفہ بھیجے اور وہ قبول کر لے۔ تو وہ سود کے دروازوں میں سے ایک بڑے دروازے میں داخل ہوا۔" (ابوداؤد)

مسلمان خیانت نہیں کرتا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا یَخُوْنُهٗ ۔ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مسلمان بھائی ہے مسلمان کا، پھر وہ (بحیثیت مسلمان) اپنے مسلمان بھائی سے خیانت نہیں کرتا۔"

خیانت سے خدا کی بیزاری

حضرت ابوہریرہؓ مرفوعاً روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَنَا ثَالِثُ الشَّرِیْکَیْنِ مَالَمْ یَخُنْ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهٗ ——— میں دو (کاروباری) شریکوں کے ساتھ تیسرا شریک ہوتا ہوں۔

جب تک کہ وہ ایک دوسرے کی خیانت نہیں کرتے۔ فَاِذَا خَانَهٗ خَرَجْتُ مِنْ بَیْنِهِمَا ۔ پھر جب ایک شریک دوسرے کی خیانت کرنے لگتا ہے۔ تو میں اس شرکت سے نکل جاتا ہوں!"

نوٹ:۔ دو شریکوں میں اللہ کے شریک ہونے کا یہ مطلب ہے۔ کہ جب دو شریک ایمانداری اور راست بازی سے کاروبار کرتے ہیں۔ تو تیسرا اللہ ان میں شامل ہو کر اس کام کی خیریت و برکت اور یمن و سعادت کا باعث ہوتا ہے۔ پھر جب ان دونوں میں کوئی خیانت کرتا ہے۔ تو خدا اس سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ اور اس کی جگہ شیطان آجاتا ہے۔ پھر وہ کاروبار بے برکت اور برباد ہو جاتا ہے!

مشورہ امانت ہے

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ ۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابن مسعودؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس شخص سے مشورہ پوچھا جائے۔ وہ بمنزلہ امین کے ہوتا ہے۔"

نوٹ:۔ یعنی مشورہ پوچھنے پر اگر کسی نے دیانت داری سے صحیح صحیح مشورہ دے دیا۔ تو اس نے امانت مشورہ ادا کر دی۔ اور اگر جان بوجھ کر غلط مشورہ دیا۔ تو اس نے جرم خیانت کا ارتکاب کیا۔ وہ قیامت کے روز پوچھا جائے گا۔ حضورؐ نے فرمایا:۔

اِذَا اسْتَشَارَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُشِرْ عَلَيْهِ ۔

تم میں سے جب کوئی اپنے بھائی سے مشورہ چاہے تو اسے چاہیئے
کہ اس کو دایمان داری سے نیک) مشورہ دے" (ابن ماجہ)

صلح وصفائی

صلح کروانے کا درجہ

حضرت ابی درداءؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِاَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّیَامِ وَالصَّدَقَةِ وَالصَّلٰوۃِ ـــ کیا میں تمہیں وہ چیز بتاؤں۔ کہ جس کا درجہ روزے، نماز اور صدقے کے درجہ سے افضل ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا۔ ضرور ارشاد فرمایئے اے اللہ کے رسولؐ! آپ نے فرمایا۔ اِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَیْنِ دو آدمیوں کے درمیان صلح کرا دینا۔ اور (سنو!) فَسَادُ ذَاتِ الْبَیْنِ هِیَ الْحَالِقَةُ ـــ دو آدمیوں کے درمیان، فتنہ و فساد ڈالنا دین کو مونڈتا ہے" (ابوداؤد)

حضرت عمرو بن عوف مزنیؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسلمانوں کے درمیان ایسی صلح کرانا جائز نہیں۔ جو حلال کو حرام کردے۔ اور حرام کو حلال کردے" (ابن ماجہ)

ملاحظہ:۔ صلح کروانے کا بیشک بڑا درجہ ہے۔ دو ناراض آدمیوں یا برادریوں کو آپس میں ملا دینا اجر عظیم کا موجب ہے۔ لیکن صلح کے لئے اگر

Marfat.com

کوئی فریق غیر شرعی شرط پیش کرے۔ یا کسی کو کسی کفریہ یا شرکیہ رسم و رواج پر عمل کرنے کیلئے مجبور کیا جائے۔ تو ایسی صلح کرنا یا کرانا ناجائز ہے۔

حیوانوں پر رحم

بدکار عورت کی بخشش

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ غُفِرَتْ لِامْرَأَةٍ مُومِسَةٍ۔ ایک بدکار عورت بخش دی گئی۔ (کیسے؟) اس نے ایک کنوئیں کے قریب ایک کتے کو دیکھا۔ جو زبان نکال رہا تھا۔ اور پیاس کے مارے مرنے کے قریب تھا۔ اس عورت نے (پاؤں سے) اپنا موزہ نکال کر اپنے دوپٹے سے باندھ کر کنوئیں سے پانی نکالا اور کتے کو پلایا۔ اس پر خدا نے اس کو بخش دیا۔ صحابہؓ نے دریافت کیا۔ کیا حیوانوں پر رحم کرنا بھی کار ثواب ہے؟ آپ نے فرمایا۔ فِي كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ اَجْرٌ۔ ہر ایک حیوان پر رحم کرنے سے خدا اجر دیتا ہے۔" (بخاری مسلم)

ایک عورت عذاب میں

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے قبیلہ حمیر کی ایک گندمی رنگ کی عورت کو دوزخ میں دیکھا جو اس وجہ سے عذاب دی جا رہی تھی۔ کہ اس نے (دنیا کی زندگی میں) ایک بلی کو باندھ رکھا تھا۔ اور کھلانے

Marfat.com

کو کچھ نہ دیا۔ اور نہ ہی اسے کھولا کہ وہ حشرات الارض اور چوہے وغیرہ کھا لیتی۔" (مسند امام اعظم)

بے زبان حیوانوں کا حق

حضرت سہل بن حنظلیہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم (ایک دفعہ) ایک اونٹ کے پاس سے گزرے۔ جس کی پیٹھ (کمزوری کی وجہ سے) اس کے پیٹ کے ساتھ مل گئی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ اِتَّقُوا اللّٰهَ فِيْ هٰذِهِ الْبَهَائِمِ الْمُعْجَمَةِ ان بے زبان حیوانوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو۔ فَارْكَبُوْهَا صَالِحَةً وَاتْرُكُوْهَا صَالِحَةً" — سواری کرو ان پر۔ جب تک طاقت ور اور قوی ہوں۔ اور ابھی طاقت ور، اور مضبوط ہی ہوں تو انہیں چھوڑ دو۔" (ابوداؤد)

جانوروں کو آپس میں نہ لڑاؤ!

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّحْرِيْشِ بَيْنَ الْبَهَائِمِ۔
حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو آپس میں لڑانے سے منع فرمایا۔" (ابوداؤد)

آدابِ محفل

جگہ فراخ کر دو

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول

Marfat.com

اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (آداب مجلس کے متعلق) فرمایا کوئی شخص کسی شخص کو اٹھا کر اس کی جگہ پر نہ بیٹھے۔ ہاں (جب کوئی آجائے) تو کھل جاؤ اور فراخ کر دو جگہ کو۔" (مسلم)

دو آدمیوں کی مجلس

حضرت عبداللہ بن عمرو رضؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لَا یَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ یُّفَرِّقَ بَیْنَ اِثْنَیْنِ اِلَّا بِاِذْنِہِمَا۔ (ترمذی)

دو آدمیوں کے درمیان جا کر بیٹھ جانا بغیر ان کی اجازت کے جائز نہیں ہے۔" (ترمذی)

قیام تعظیمی کی ممانعت

وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُتَّکِئًا عَلٰی عَصًا فَقُمْنَا لَہٗ فَقَالَ لَا تَقُوْمُوْا کَمَا یَقُوْمُ الْاَعَاجِمُ یُعَظِّمُ بَعْضُہَا بَعْضًا۔ (ابوداؤد)

حضرت ابو امامہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ عصا پر سہارا کیے ہوئے (ہماری مجلس میں) تشریف لائے۔ ہم آپ کی خاطر تعظیماً کھڑے ہو گئے۔ آپ نے فرمایا۔ عجمیوں کی طرح کھڑے نہ ہوا کرو۔ کہ بعض ان کا بعض کی تعظیم کرتا ہے۔"

نوٹ :۔ کسی بزرگ، عالم یا سردار کی آمد پر اہل مجلس کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یاد رہے کہ یہ قیام تعظیمی حرام ہے۔ رسول خدا نے جب اپنے لیے اس

Marfat.com

قیام سے صحابہؓ کو منع کر دیا۔ تو پھر امت میں سے اور کون اس قیام کے لائق ہو سکتا ہے۔ حضرت انورؐ نے یہاں تک فرما دیا:

مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَّتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ - (ترمذی)

جس شخص کو یہ بات پسند ہو۔ کہ لوگ اس کے سامنے تعظیماً کھڑے رہیں۔ تو اسے اپنی جگہ آگ میں بنا لینی چاہیئے۔"

ترمذی میں حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہ صحابہؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی کو عزیز نہ جانتے تھے۔ پھر جب آپ تشریف لاتے، تو صحابہؓ آپ کے لیے کھڑے نہ ہوتے تھے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے۔ کہ حضورؐ اس بات کو پسند نہیں فرماتے ہیں:

منتہائے مجلس میں بیٹھئے

حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے۔ کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں شرف باریابی پاتے۔ تو منتہائے مجلس میں بیٹھ جاتے تھے: (مسند امام اعظم)

نوٹ:۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب کوئی مجلس میں آئے۔ تو منتہائے مجلس میں ہی بیٹھ جائے۔ یہ کوشش نہ کرے۔ کہ آگے ہی جا کر بیٹھے۔ یہ بات تہذیب اور اخلاق کے خلاف ہے۔

دوسرے کی جگہ پر نہ بیٹھو

حضرت نافعؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا۔ ایک آدمی دوسرے

Marfat.com

آدمی کو اٹھا کر اس کی جگہ پر نہ بیٹھے۔ حضرت نافعؓ سے پوچھا گیا۔ یہ حکم نماز جمعہ کے لئے ہے؟ آپ نے فرمایا۔ جمعہ کے لئے بھی اور اس کے سوا بھی۔" (بخاری)

محفل کے درمیان آ بیٹھنے کی ممانعت

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ مَلْعُوْنٌ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَعَدَ وَسْطَ الْحَلْقَةِ۔

حضرت حذیفہؓ روایت کرتے ہیں۔ حضورؐ اس شخص پر لعنت بھیجتے تھے۔ جو حلقہ مجلس کے درمیان آکر بیٹھ جاتا۔" (ترمذی)

نوٹ:۔ حلقہ مجلس کے درمیان آکر بیٹھ جانا نہایت معیوب اور متکبرانہ فعل ہے۔ اس سے بچنا چاہیئے۔

اٹھ کر جگہ نہ دو

حضرت سعید بن ابو الحسنؓ سے روایت ہے۔ کہ ایک دفعہ حضرت ابو بکر صدیقؓ شہادت دینے کے لئے ہماری مجلس میں تشریف لائے۔ ایک آدمی اٹھ کھڑا ہوا۔ اور اپنی جگہ ان کے لئے خالی کر دی۔ حضرت ابو بکرؓ نے اس کی جگہ پر بیٹھنے سے انکار کر دیا۔ اور فرمایا۔ اَنَّ النَّبِيَّ نَهٰى عَنْ ذَا حضرت انورؐ نے اس بات سے منع کیا ہے۔" (ابو داؤد)

دعوتِ طعام

ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اَیُّ الْاِسْلَامِ خَیْرٌ۔ اسلام کی کون سی خوبی بہتر ہے ؟ آپ نے فرمایا

تُطْعِمُ الطَّعَامَ ۔ کھلانا طعام کا۔" (بخاری) یعنی آپس میں ایک
دوسرے کو کھانے کھلایا کرو۔ اس سے اسلامی اخوت، محبت، پیار اور ہمدردی
بڑھتی ہے۔ باہمی تعلقات مضبوط ہوتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ وَيُجِيبُهُ إِذَا
دَعَاهُ۔ جب کوئی کھانے کے لئے بلائے۔ تو اس کی دعوت قبول کرو۔ (مشکوٰۃ)
پس مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں کو بالعموم کھانے کھلایا کریں
ایک صاحب چند دوستوں کو بلا کر کھانا کھلا دیں۔ کل دوسرے صاحب
دو چار احباب کو اپنے دسترخوان پر بلالیں۔ مہینے میں ایک دو بار ہر مومن
چاہیئے۔ کہ وہ دعوت کی برکت و سعادت سے اپنے گھر کو خدا کی رحمتوں سے
معمور کیا کرے۔ اس نسخہ موالات پر عمل کر کے دیکھو۔ کہ کس حیرت انگیز طور
آپس میں برادرانہ اور دوستانہ تعلقات پیدا ہوتے ہیں۔ ایسے تعلقات کہ
رشتہ داری کے روابط ان کے سامنے ہیچ ہوں گے!

حدیث میں آتا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلاموں کی دعوت
بھی قبول فرما لیا کرتے تھے۔" (ابن ماجہ)

دعوت ولیمہ کے متعلق آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ جب تم کو
شادی کے کھانا پر بلایا جائے۔ تو قبول کر لینا چاہیئے (ابن ماجہ)
اور یہ بھی فرمایا۔
مَنْ لَمْ يَأْتِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللهَ وَرَسُولَهُ
جو شخص دعوت (ولیمہ) قبول نہیں کرتا، وہ خدا اور اس
کے رسول کا نافرمان ہے۔" (ابو داؤد)

Marfat.com

شعر و شاعری

مقفّٰی اور مسجّع کلام کو، کہ کہنے والے نے موزونیت کا قصد کیا ہو شعر کہتے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے روبرو شعر کا ذکر کیا گیا۔ (یعنی آپ سے پوچھا گیا۔ کہ شعر اچھا ہے یا برُا) آپ نے فرمایا۔ هُوَ كَلَامٌ فَحَسَنُهٗ حَسَنٌ وَ قَبِيحُهٗ قَبِيحٌ (شعر بھی) کلام ہے پس اچھا اس کا اچھا ہے اور برُا اس کا برُا ہے (دارقطنی) اس کا مطلب یہ ہے کہ عام کلام کی طرح شعر بھی ایک کلام ہے اگر اس کا مضمون اچھا ہے۔ تو شعر بھی اچھا ہے۔ بہتر ہے۔ جائز ہے۔ اس کے کہنے سنانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور اگر شعر کا مضمون برا ہے۔ فحش، غلیظ گندہ، جھوٹ اور مبالغہ آمیزی سے بھرا ہوُا ہے۔ تو ایسا شعر برا ہے خراب ہے نکما، ناقص، ناشائستہ، مکروہ اور ناجائز ہے۔ ایسے شعر کے کہنے سنانے میں اخلاق کی خرابی اور بربادی ہے!

برُی شاعری کا نشان

ایک دفعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سفر میں جا رہے تھے۔ تو مقام عرجؔ میں ایک شاعر سے حضورؐ کا سامنا ہوُا۔ وہ شاعر (بڑی بیباکی سے) فحش شعر پڑھ رہا تھا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خُذُوا الشَّيْطَانَ۔ پکڑو اس شیطان کو (یعنی منع کرو۔ اس کو ایسے شعر پڑھنے سے) لَاَنْ يَّمْتَلِئَ جَوْفُ رَجُلٍ

ؔ ایک بستی کا نام ہے۔ جو کہ مکہ مکرمہ کے راستے میں آتی ہے۔ (منہ)

Marfat.com

قَيْحًا يُرِيْهِ خَيْرٌ مِنْ اَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا ۔ البتہ آدمی کا
پیٹ اس کے لئے پیپ سے بھرنا بہتر ہے۔ بہ نسبت اس کے
کہ بھرے ساتھ (ایسے گندے) شعر کے ۔ (صحیح مسلم)

اس حدیث میں گندے، غلیظ اور فحش شعروں کو پیپ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ بلکہ ایسے شعروں سے پیپ کو بہتر کہہ کر فحش کلامی کے براز سے نفرت دلائی گئی ہے۔ یعنی جس کے اندر سے ایسے ناپاک مضمون کے اشعار نکلیں ان اشعار سے تو پیٹ کا پیپ سے بھرا ہونا بہتر ہے۔ سرور دو عالم کی شعر سے متعلق اس تصریح سے معلوم ہوا۔ کہ ہمارے اسلامی شعراء کا کلام لچریات، لغویات، فحاشی، عریانی، جھوٹ اور مبالغہ آمیزی سے قطعاً پاک ہونا چاہیئے۔ نہ حصول زر کی خاطر ان کے اشعار میں لجاجت اور خوشامد ہونی چاہیئے۔ اور نہ نہیں کسی کی شہ پر یا نفس کے اشارہ سے کسی کی ہجو کرنی چاہیئے۔ مسلمان شعراء کو اپنے (خُم) کلام سے صرف شراب طہور کی سقایت ہی زیب دیتی ہے۔ نہ کہ "میتھی لٹیڈ سپرٹ" کی۔

پھر جس طرح عریاں اور فحش شاعری کا مواد پیپ سے بدتر ہے اور اس سے بچنا چاہیئے۔ اسی طرح وہ کلام جس میں جھوٹ اور مبالغہ بھرا ہوا ہو۔ جو شرک اور بدعت کے میلے کی سنڈاس (L A R I N E) ہو۔ اس سے گریز و اجتناب بھی واجب ہے۔ بہت سے اشعار ــــ نعتیں، نظمیں، غزلیں ــــ مدحیں اور قصیدے ایسے ہیں۔ جن میں کتاب و سنت کی تعلیم کے برعکس شرکیہ خیالات اور بدعیہ عقائد بیان کئے گئے ہیں۔ اگر ایسے تمام اشعار کو ہم اکٹھا کریں۔ تو علیحدہ رسالہ ترتیب دیا جا سکتا ہے۔ آپ کو چاہیئے کہ فحش اور عریاں اشعار سے نفرت کرنے کی طرح جو نعتیں اور نظمیں توحید کے عقائد کے

Marfat.com

منافی اور قرآن وحدیث کی خالص تعلیم کے برعکس ہوں ۔۔۔ ان کے سنانے سے بھی بچیں۔ اور یقین کریں۔ کہ عریاں شاعری سے عقائد بگاڑ کلام بدرجہا خطرناک اور مہلک ہے۔ مثلاً مندرجہ ذیل اشعار ایک مرید قادیانی کے حق میں کہتا ہے۔ اور مرزا صاحب انہیں سن کر پسند کرتے ہیں کلام کو ملاحظہ فرمائیں ۔

محمدؐ پھر اُتر آئے ہیں ہم میں : اور پہلے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان
محمدؐ دیکھنے ہوں جس نے اکمل : غلام احمد کو دیکھے قادیان

(اخبار البدر قادیان ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

دیکھا آپ نے کہ صاف الفاظ میں مرزا قادیانی کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیا ہے۔ بلکہ پہلے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں بیان کر کے مرزا کے مرتبہ کو حضرت سیدنا المرسلین رحمۃ للعالمین خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے درجے سے بڑھا دیا اس کو کہتے ہیں ۔۔۔ اندھی ارادت۔ ایسی ارادت دین اور ایمان لے ڈوبتی ہے۔

اسی طرح ایک اور شعر ملاحظہ ہو۔ مرید اپنے پیر صدر دین صاحب بارے میں کہتا ہے۔

برائے چشم بینا از مدینہ بر سر ملتان
بشکل صدر دین خود رحمۃ للعالمین آمد

حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ سے چل کر پیر صدر دین صاحب صورت میں ملتان آگئے ہیں۔

پیارے بھائیو، اور معزز بہنو! کیا آپ کا ایمان یہ گواہی دیتا ہے

جناب محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ، شافع روز جزا، صلے اللہ علیہ وسلم کی صورت اور سیرت کا کوئی انسان ہو سکتا ہے؟ توبہ معاذ اللہ! اس سید البشر کے برابر کوئی نہیں ہو سکتا۔ تو پھر کسی بزرگ صدر دین صاحب کو رحمت للعالمین قرار دینا کس قدر اخلاقی اور ایمانی پستی ہے۔ اور یہ سب عقیدت عمیارکے کے لچھن ہیں۔ بھائیو! سوچو سمجھو! اور ہر ایک کے مرتبے کا لحاظ رکھو۔ خدا سے ڈرو۔ اور بزرگوں اور ولیوں کو ان کے صحیح مقام پر ہی رہنے دو۔ کہ اسی میں جانِ ایمان کی سلامتی ہے۔

اسی طرح ایک شاعر اپنے پیشوا کے گاؤں کا مرتبہ ان الفاظ کے ساتھ بیان کرتا ہے۔ کہتا ہے ؎

مدینہ کا ٹکڑا علی پور ہے بے شک
وہاں چل تو اسے دل گھر بار ہو گا!

(لمعات الصوفیہ جون ۱۹۵۲ء)

بھائیو! یہ تو آپ جانتے ہی ہیں۔ کہ مدینہ منورہ حرم ہے اور روئے زمین پر کوئی جگہ حرم مدینہ کے ہم پلہ نہیں ہے جس طرح رسول اکرم کے مرتبہ کا جواب نہیں ہے۔ اسی طرح ارضِ مدینہ کی شرافت و عظمت لا مثل ہے۔ پھر جو شخص اپنے پیر کے گاؤں کو مدینہ کا ٹکڑا کہتا ہے۔ اس کے دل میں مدینہ اور علی پور کی زمین میں کیا فرق رہا؟ یہ ہے وہ شاعری جو اندھی محبت اور تاریک تخیل کی پیداوار ہے۔ ایک اور شعر ہے۔ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں کہا گیا ہے۔ ذرا غور کریں!

وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر
اتر پڑا مدینے میں مصطفیٰ ہو کر

Marfat.com

اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ خدا جس کی صفت استوی علے العرش ہے وہی مصطفےٰ بن کر مدینے میں آگیا۔ یعنی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم دراصل خدا تھے۔ آپ احمدؐ بلا میم اور عرب بلا عین تھے۔ حقیقت میں خدا ہی انسانی جامہ میں آیا تھا۔ فرمایئے یہ شاعری کیسی ہے۔ جس میں رسولِ خدا کو خدا کہا گیا ہے؟ خدا نے قرآن میں فرمایا ہے:

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ (پ ع)

جنہوں نے کہا کہ مسیح ابن مریم خدا ہے وہ کافر ہو گئے۔"

بھائیو! سوچو! عیسائیوں نے محبت میں حضرت مسیح کو خدا کہا۔ تو وہ خدا کہنے سے کافر ہو گئے۔ اور اگر ہم اپنے پیغمبر حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا کہیں۔ تو کس طرح مسلمان رہ سکتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ ایسی شاعری کو اسلام برداشت نہیں کر سکتا جس کا مضمون قرآن و حدیث اور اسلامی معتقدات کے خلاف ہو!

مبالغہ آمیز شاعری

عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ الْبَلِيْغَ مِنَ الرِّجَالِ الَّذِيْ يَتَخَلَّلُ بِلِسَانِهٖ كَمَا يَتَخَلَّلُ الْبَاقِرَةُ بِلِسَانِهَا۔

تحقیق اللہ دشمن رکھتا ہے اس شخص کو، جو مبالغہ کرے فصاحت کلام میں (شعر و شاعری میں) وہ جو پھیرے اپنی زبان کو (مبالغہ گوئی کرتے ہوئے اظہار بلاغت کے لئے) جیسے کھاتی ہیں گائیں چارہ اپنی زبان کے ساتھ۔" (ترمذی۔ ابوداود)

نوٹ:۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ وہ کلام جو بقدر ضرورت اور حاجت کے، حقیقت اور صداقت پر مبنی ہو۔ شریعت کے مطابق ہو۔ بہت اچھا ہے ایسی شاعری محمود ہے۔ اور جو مبالغہ آمیزی اور جھوٹ سے پُر ہو۔ فصاحت اور بلاغت جھاڑنے کے لئے جس میں زمین اور آسمان کے قلابے ملائے گئے ہوں۔ کتاب و سنت کے خلاف ہوا باندھی گئی ہو۔ اور جس طرح چارہ کھاتے وقت گائے اپنی زبان کو ہلاتی ہے۔ اسی طرح چارہ (صلہ) حاصل کرنیکے لئے شاعر بھی مدح سرائی، لجاجت اور مبالغہ آمیزی سے زبان کو ہلاتا ہے اللہ تعالیٰ ایسے شاعر سے بغض اور دشمنی کرتا ہے۔ اور اس سے بیزاری اور ناراضی کا اظہار کرتا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرمایا۔

جو شخص سیکھے پھیرنا کلام کا (یعنی مختلف بحروں اور ردیف کا فیہ میں مبالغہ آمیزی کے ساتھ شاعری کرے) تا اس (شاعری کے ہنر) کے ساتھ لوگوں کے دلوں کو پھیرے۔ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَّ لَا عَدْلًا۔ تو ایسے شاعر سے قیامت کے دن خدا تعالیٰ نہ نفل قبول کرے گا اور نہ فرض۔" (ابوداؤد)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ قَوْمٌ يَّاكُلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ كَمَا تَاكُلُ الْبَقَرَةُ بِاَلْسِنَتِهَا۔

قیامت قائم نہیں ہوگی۔ یہاں تک کہ نکلے گی ایک قوم (جماعت شعراء) کھائے گی اپنی زبانوں کے ساتھ (لوگوں کی مدح و

Marfat.com

ہجو کرکے) جیسے کھاتی ہے گائے (رطب و یابس) اپنی زبان کے ساتھ" (رواہ احمد)

نوٹ :۔ اس حدیث شریف میں ان شعراء کی مذمت آئی ہے جو اپنے شعروں کے ساتھ کسی کی مبالغہ آمیز مدح کرکے ان سے مال حاصل کرتے ہیں۔ یا کسی کی مذمت اور ہجو کرکے اس کی پگڑی اچھالتے ہیں اور پھر وہ اپنی عزت بچانے کے لئے شاعر کو کچھ دے دلا کر خاموش کرا دیتے ہیں گویا جیسے گائے اپنی زبان سے کھاتی جاتی ہے۔ اور کچھ تمیز نہیں کرتی چارہ میں کہ رطب ہے یا یابس ہے۔ ہرا ہے یا خشک ہے۔ اسی طرح شعراء سو بھی اپنی زبان کے ساتھ کھاتے ہیں۔ یعنی لوگوں کی جھوٹی تعریف اور مذمت کرتے ۔ اور فصاحت اور بلاغت پر مبالغہ کی کامیابی کے لئے خوب زور دیتے ہیں تاکہ عوام کلام کے دام زیادہ چکائیں۔ اور کئی لوگ مبالغہ آمیز نظموں، نعتوں اور غزلوں کو بطور پیشہ کے سنا سنا کر اپنا پیٹ پالتے ہیں ۔ یہ ہے کلام قبیح یا بری شاعری جس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ اور قرآن مجید نے بھی اس پر قدغن لگائی ہے۔

وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ ۝ (پ ۱۹ ع ۱۵)

اور (غیر شرع مضمون باندھنے والے) شعراء (خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور ان) کی پیروی (بھی) گمراہ کرتے ہیں: (اے پیغمبر) کیا تو نے اس بات پر غور نہیں کیا۔ کہ یہ شاعر لوگ (مبالغہ آمیز اور جھوٹی شاعری کے) ہر جنگل میں سرگردان پھرتے ہیں"

Marfat.com

اچھی شاعری کا پتہ

جس شعر کا مضمون اچھا اور پاکیزہ ہو۔ کتاب و سنت کے مطابق ہو۔ حقیقت اور صداقت پر مبنی ہو وہ کلام حسن ہے، عمدہ شعر ہے۔ اور ایسی شاعری بروئے شرع سراسر مباح، حلال اور جائز ہے۔ چنانچہ الاستیعاب لابن عبد البر کے حوالہ سے مشکوٰۃ میں حضرت کعب بن مالک سے روایت ہے۔ کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ (حضورؐ!) خدا تعالےٰ نے شعر کہنے کے بارے میں نازل کی ہے وہ چیز کہ نازل کی! (یعنی قرآن میں شاعری کی مذمت آئی ہے۔ اس پر کچھ روشنی ڈالیئے!) حضور انورؐ نے فرمایا:۔

تحقیق مومن جہاد کرتا ہے۔ اپنی تلوار کے ساتھ (بھی) اور زبان (شعر) کے ساتھ (بھی) وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَکَاَنَّمَا تَرْمُوْنَھُمْ بِہٖ نَضْحَ النَّبْلِ — قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ گویا مارتے ہو تم کافروں کو ساتھ شعر کے مانند مارنے تیر کے۔"

ملاحظہ:۔ حضرتِ انورؐ کے اس ارشاد سے ثابت ہوا۔ کہ جو شعر حمایت حق، توحید کی تائید، اور کلمۃ اللہ کی بلندی کے لئے کہا جائے۔ وہ نہ صرف جائز ہی ہے۔ بلکہ موجب ثواب اور باعث اجر بھی ہے۔ حتیٰ کہ کافروں۔ مشرکوں، کی تردید اور بدعت و شرک کے استیصال کی خاطر شاعر کا کلام اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔ بالکل تلوار چلانے اور تیر مارنے کی مانند، شعراء کرام کی خدمت میں ہم صدق دل سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنی شاعری کے دھارے کا رخ بدلنے کی سعی فرمائیں — اپنے پاکیزہ کلام سے اسلام کی خدمت کریں۔ کتاب و سنت کی شراب طہور کے ساقی بنیں حدیث کی

Marfat.com

فضائیں توحید کو اچھالیں۔ اخلاق اور کردار پیدا کرنے والی شاعری کی طرح ڈالیں۔ شعر کے تیر سے بدی کو ٹھنڈا کریں۔ اور مدحت کے غازہ سے نیکی کے حسن کو چار چاند لگائیں۔ اپنے "بحروں" کے بحر میں عریانی، فحاشی اور لادینی کے جہازوں کو ڈبو دیں۔ اور "قافیوں" کے ابرادیں بندوں کی خدائی کا قافیہ تنگ کریں۔ ملاّازم کے خاشاک پر شاعری کی بجلی گرائیں۔ اور عروسِ اسلام کے پریشان گیسوؤں کو غزل کے شانہ سے سنواریں۔ اور بنائیں۔ یہ ہے وہ شاعری جس کو رسولِ خدا نے کلامِ حسن سے تعبیر کیا ہے۔ اور جہاد کے لفظ سے نوازا ہے۔ ایسے شاعر بے شک بڑے اجر کے مستحق ہیں۔ اور خدا کے نزدیک ان کے مرتبے بہت بلند ہیں۔

مصرعہ حق برزبان رسولؐ

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَصْدَقُ کَلِمَۃٍ قَالَھَا الشَّاعِرُ کَلِمَۃُ لَبِیْدٍ ـــ بہت سچا کلمہ جسے شاعر نے کہا۔ کلمہ لبید کا ہے۔ اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہُ بَاطِلٌ ـــ خبردار! ہر چیز سوائے اللہ کے فانی ہے"

(بخاری شریف)

ملاحظہ! معلوم ہوا۔ کہ جو اشعار حقائق اور سچائی پر مشتمل ہوں، ان کے پڑھنے پڑھانے اور سننے سنانے میں کوئی ہرج نہیں ہے۔ لبید کا مصرعہ حضرت انورؐ کو بہت پسند آیا۔ آپ نے اسے بہت سچا کلمہ فرمایا۔ صحیح مسلم میں ہے۔ کہ عمرو بن شرید کے والد ایک دن سواری پر حضور انورؐ کے

Marfat.com

پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ کہتے تھے۔ کہ آپ نے مجھے فرمایا۔ هَلْ مَعَكَ مِنْ شِعْرِ اُمَيَّةَ بْنِ اَبِي الصَّلْتِ شَيْئٌ۔ کیا تجھے امیہ بن ابی صلت کے شعروں میں سے کچھ یاد ہے؟ میں نے کہا۔ (حضورؐ!) ہاں یاد ہے۔ آپ نے فرمایا۔ پڑھ۔ میں نے ایک شعر پڑھا۔ آپ نے کہا اور پڑھ۔ ایک شعر میں نے اور پڑھ دیا۔ آپ نے مزید پڑھنے کے لئے فرمایا۔ پھر میں نے سو شعروں تک پڑھ دیئے!" (مسلم)

حضرت اکرمؐ نے جو یہ سو شعر سنے تو یہ تمام کے تمام حقائق اور نصائح سے لبریز تھے۔ ان کا مضمون اخلاق حسنہ پر مبنی تھا۔ اس سے یہ پتہ چلا۔ کہ آپ بھی اگر کسی شاعر کا کلام پڑھنا چاہئیں۔ تو وہی پڑھیں۔ جو سراسر اسلامی اور اخلاقی مضامین پر مشتمل ہو۔ نصیحت اور عبرت کا مرقع ۔ اعلیٰ کردار کا حامل ۔ بلند اخلاق کا ضامن ۔ عکاس کتاب و سنت اور اسوۂ رسولؐ کا آئینہ دار ہو۔

خاتمہ اور دعا

پیارے بھائیو! اور معزز بہنو! اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔ کے ارشاد خداوندی سے خدا کے آخری رسول حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اخلاق حسنہ کی معراج پر فائز تھے۔ آپ سے بڑا کوئی معلم اخلاق نہ ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ یہی رحمت دو عالم ہیں۔ جن کے نور کردار سے اس کتاب کا فانوس جگمگا رہا ہے۔ اور اقوال و افعال کی اخلاقی شمعیں انسانی زندگی کے گوشہ گوشہ میں فروزاں ہیں۔ خدائے قدوس سے دعا ہے۔ کہ وہ ہمیں " ریاض الاخلاق " کے مطالعہ کے بعد خلوص دل سے عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین!

Marfat.com

اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِنَا وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا
وَاهْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمَاتِ
اِلَى النُّوْرِ۔ وَجَنِّبْنَا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا
وَمَا بَطَنَ۔ وَبَارِكْ لَنَا فِيْ اَسْمَاعِنَا وَ
اَبْصَارِنَا وَ قُلُوْبِنَا وَ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيَّاتِنَا
وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ
وَاجْعَلْنَا شَاكِرِيْنَ لِنِعْمَتِكَ مُثْنِيْنَ بِهَا
قَابِلِيْهَا وَ اَتِمَّهَا عَلَيْنَا وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا
اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَ
اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ٥

خداوندا! ہمارے دلوں میں ایک دوسرے کی الفت ڈال۔ اور ہمارے حال کی اصلاح فرما۔ ہمیں سلامتی کے راستے دکھا۔ اور بد اخلاقی کے اندھیروں سے نکال کر اخلاق حسنہ کی روشنی میں لے جا۔ ہمیں ہر قسم کی کھلی

یا پوشیدہ بے حیائیوں سے کنارہ کش رکھ، ہمارے، کانوں، آنکھوں اور دلوں کو اپنی برکات سے نواز اور ہماری بیبیوں اور بچوں کو یمن وسعادت کے انوار سے بہرہ ور فرما۔ ہم پر ایک بار (اپنی رحمتوں کے ساتھ) لوٹ آ کہ تو ٹھیک لوٹ آنے والا مہربان ہے۔ ہمیں اپنی نعمتوں کے شکر کرنے کی توفیق دے۔ اور (ازراہ کرم) ہم پر اپنی نعمتوں کی برکھا برسا۔ کہ درحقیقت سب تعریفوں کا تو ہی مالک ہے اپنے پیغمبر حضرت مُحَمَّد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ پر اور آپ کی آل اور اصحاب پر بے شمار رحمتیں نازل فرما!

※

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ صَلّٰى عَلَيْهِ رَبُّنَا فِیْ مُحْكَمِ كِتَابِهٖ وَاَمَرَاَنْ يُّصَلّٰى عَلَيْهِ وَيُسَلَّمَ ط صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ مَا انْهَلَّتِ الدِّيَمُ وَمَا جَرَّتْ عَلَى الْمُذْنِبِيْنَ اَذْيَالُ الْكَرَمِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا وَّ شَرَّفَ وَكَرَّمَ ط

زندگی کیا لذّتِ عصیاں کی ناداں غور کر
برق رو دھارے پہ اک تنکا ہے جو بہ جائے گا
دیکھتے ہی دیکھتے لذّت فنا ہو جائے گی!
اور عذاب اس کا ہمیشہ کے لئے رہ جائے گا

مولانا محمد صادق صاحب سیالکوٹی

کی ایک اور

معرکتہ الآرا تصنیف

ضرب حدیث

فتنہ انکارِ حدیث کے استیصال پر یہ کتاب حرفِ آخر کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کتاب میں قرآن پاک کی دلائل سے یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ قرآن کی مانند حدیث بھی دین میں حجت ہے۔ عین دین ہے۔ اور بغیر حدیث کے قرآن پر عمل نہیں ہو سکتا۔ نیز احادیث کا حضور کی زندگی میں لکھا جانا، اور ان کا جمع کیا جانا ثابت کیا گیا ہے۔ اور منکرین حدیث کے مغالطوں خصوصًا پرویز صاحب کے اعتراضوں اور ان کی کتابوں کے معقول اور مدلل جواب دیئے گئے ہیں۔ اس کتاب کی اشاعت سے منکرین حدیث دم بخود ہو گئے ہیں اور کئی انصاف پسند حضرات اسے پڑھ کر حدیث کی حجیت پر ایمان لے آئے ہیں پاک و ہند میں یہ کتاب بڑی مقبول ہوئی ہے۔ آپ بھی اسے پڑھ کر ایمان تازہ کریں۔ اور فتنہ انکار حدیث کے مقابلہ میں اسے ایک زبردست ہتھیار کی صورت میں اپنے پاس رکھیں۔

صفحات چار سے زائد۔ قیمت مجلد چار روپے۔

Marfat.com

صلوٰۃ الرسولؐ

یہ کتاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بتائی اور پڑھ کر دکھائی ہوئی نماز کا مکمل ضابطہ، نورانی دستورالعمل اور لامثال شاہکار ہے۔ کامل، مدلل جامع اور ہمہ گیر ہونے کے لحاظ سے پاک و ہند میں اپنی مثال آپ ہے۔ یہ کتاب تقریباً ساڑھے پانچ صد صحیح احادیث کا مجموعہ ہے۔ اور اس کے تمام مسائل کو یک صد سے زائد صحابہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانی بیان کیا ہے۔ صلوٰۃ الرسول میں نماز اور اس کے بے شمار متعلقہ مسائل کے بارے میں اس قدر ضروری مواد اور اہم معلومات جمع کر دی گئی۔ کہ بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں۔ کہ نماز کے موضوع پر اردو زبان میں آج تک ایسی مکمل کتاب شائع نہیں ہوئی۔ اس بات کی تصدیق کے لئے ملک کے مشہور اور سنجیدہ اخبار و رسائل کے قابل قدر ریویو اہل توحید فاضل علمائے کرام کے بصیرت افروز تبصرے شامل کتاب ہیں۔ کوئی گھر اس بلند پایہ کتاب سے خالی نہیں رہنا چاہیئے۔ زبان عام فہم، سلیس اور شیریں ہے صفحات ۴۳۲۔ قیمت مجلد چار روپے۔

سبیل الرسولؐ

یہ بھی مولانا محمد صادق صاحب کی بڑے معرکے کی کتاب ہے اور کلمہ طیبہ کے دوسرے جزو "محمد رسول اللہ" کی کامیاب اور لامثال تشریح ہے۔ اس

کتاب میں بتایا گیا ہے۔ کہ جس طرح خدا تعالےٰ کی عبادت میں کوئی شریک، نہیں۔ اسی طرح احکامِ خداوندی پر عمل کرنے کے لئے اطاعتِ رسول میں بھی کوئی شریک نہیں ہے۔ سبیلِ رسول میں بالراست سنت اور حدیث پر عمل کرنے کے لئے زور دیا گیا ہے۔ اور آیات واحادیث کی روشنی میں مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِی کی شاہراہ کو ایسا واضح کیا گیا ہے۔ کہ فرقوں کی خود ساختہ راہیں اور تقلیدی پگ ڈنڈیاں جدا نظر آرہی ہیں۔ فرقہ بندی سے بچ کر نبی رحمت کی جنت میں جانے والی شاہراہ پر چلنے کے لئے ہر مسلمان مرد، اور عورت کو اس کتاب کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیئے۔ عبارت سلیس اور عام فہم ہے ضخامت ساڑھے چار سو سے زاید۔ قیمت غیر مجلد بیس روپے آٹھ آنے۔

انوار التوحید

صحیح حدیث کی جب تک مسلمان توحید کے مطلب کو نہ سمجھے۔ اور عقیدہ توحید کو اعمال کی بنیاد نہ بنائے اس وقت تک اس کا کوئی عمل قبول نہیں ہو سکتا۔ توحید کے موضوع پر بہت سی چھوٹی موٹی کتابیں مل سکتی ہیں۔ لیکن انوار التوحید کی ہمہ گیری اور جامعیت سب پر سبقت لے گئی ہے۔ توحید کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں۔ جو اس کتاب میں موجود نہ ہو۔ اور شرک وبدعت کی صدہا اقسام میں سے کوئی قسم ایسی نہیں۔ جس کی نشاندہی نہ کی گئی ہو۔ توحید کے اثبات اور شرک کے ابطال پر اس سے بہتر کوئی کتاب آپ کو بازار میں نہ ملے گی۔ اس کتاب کو منگا کر خود پڑھیں۔ اور بیوی بچوں کو پڑھائیں۔ کوئی مسلمان گھرانہ اس کتاب سے خالی نہیں رہنا چاہیئے۔ ضخامت ۴۴۰ صفحات۔ قیمت مجلد پانچ روپے۔

Marfat.com

قرآنی شمعیں

اس کتاب میں وہ تمام قرآنی آیات جمع کردی گئی ہیں جن سے توحید
خداوندی اجاگر ہوتی اور شرک مٹتا ہے۔ شرک، بدعت اور رسوم جاہلیہ
عقیدے اور کام جو بندگانِ ہوا و ہوس نے اسلام کے نام پر مسلمانو
رکھے ہیں۔ سب کی تردید قرآنی آیات سے کی گئی ہے۔ سفارش
توسل، تصرف، قبر پرستی، اولیاء اللہ، اولیاء الشیطان، شہداء،
شہادتِ امت، بشریت انبیاء، استعانت شرعیہ، استعانت شرکیہ
پکاریں، قوم نوح کے پانچ پیر، وغیرہ مضامین کو قرآن کی روشنی میں
انداز سے بیان کیا گیا ہے۔ کہ مخالف سے مخالف شخص کو بھی بجز ا
کے کوئی چارہ نہیں رہتا۔ کتاب ایسے ہی ۲۵۹ عنوانوں پر مشتمل ہے۔
اصلاح اور جلا کے لئے آج ہی طلب فرمائیں۔ ساڑھے چار سو صفحات
گراں قدر مجلد کتاب کی قیمت صرف چار روپے ہے۔

سید الکونین

یہ کتاب نبی رحمت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت اقدس کا ایک شاہکا
حضور سید الکونین صلے اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی اور سیرت اطہر پیدائش سے
وفات تک نہایت احسن پیرائے میں بیان کی گئی ہے۔ صحت کا خاص خیا
رکھا گیا ہے۔ عبارت آسان اور سلیس ہے۔ اس کتاب کی یہ خاص خوبی

Marfat.com

ے والے کے دل میں خواجہ کونین صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت، عشق اور
کے جذبات ابھرتے ہیں۔ اور تریسٹھ سالہ حیاتِ اقدس کے شب و روز
ں کے سامنے آجاتے ہیں۔ پس سکولوں اور کالجوں کے بچوں اور تمام مردو
وں کو اس کتاب کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیئے۔ کوئی گھر اس مقدس کتاب سے
یں رہنا چاہیئے۔ صفحات ۵۲۸۔ قیمت مجلد ساڑھے پانچ روپے۔

اعجازِ حدیث

لقام کیا ہے
ش آنا چا
موثر کتاب
یں
اس
ہج حدیثیں

رانہ پیرا دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔ کہ قرآن مجید کے احکام اور
ئی تمام دین و دنیا کے کام صرف حدیث ہی کی روشنی میں انجام
نا سے لے کر تا دم واپسیں حدیث ہی کی آغوش میں ہے اور
، حجیت، اور خاتمیت سے مجالِ انکار نہیں ہے۔ بچے کا
نک ساری دینی، مذہبی، اخلاقی، تمدنی معیشی اور معاشرتی
بیماری، موت، غسل، کفن اور دفن صرف حدیث سے
ابت کیا ہے۔ ہر مسلمان طوعاً و کرہاً حدیث پر ہی عمل کرتا ہے۔ اور
ت کے بغیر چارہ نہیں۔ یہ ایمان افروز کتاب ۳۸۴ صفحات پر پھیلی ہوئی
قیمت غیر مجلد تین روپے آٹھ آنے۔

تجلیاتِ رمضان

اس کتاب میں رمضان المبارک، فرضی اور نفلی روزوں، نماز تراویح

Marfat.com

لیلۃ القدر، شب برات، عیدالفطر، عیدالضحیٰ، قربانی اور قرآن مجید کے ترا
فضائل، اور احکام و مسائل" دربارہ جناب اللہ" کی صورت میں پیش کئے گئے
موضوع کتاب کے سب مسائل اس کتاب میں آ گئے ہیں۔ تجلیات رمضا
ہوتے ہوئے اس مضمون کی کسی اور کتاب کی ضرورت نہیں رہتی۔ صفحات
قیمت ۲ روپے آٹھ آنے۔

مرآۃ الزکوٰۃ

اس رسالہ میں زکوٰۃ کے مسائل و احکام جناب رسول خ
کی زبان اطہر سے بیان کئے گئے ہیں۔ اور ان مغالطوں کی بدا
کہ انکم ٹیکس بھی زکوٰۃ ہے۔ بلکہ خوش دلی سے ہر انفاق خدا کی را
ہے۔ قابل مطالعہ کتاب ہے۔ قیمت دس آنے

ساقی کوثر

اس رسالہ میں بہ دلائل یہ بتایا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت رحمت
صلی اللہ علیہ وسلم کو حوض کوثر کی دولت بھی عطا کی ہے۔ اور ہر قسم کی خیر و خو
کی وہ کثرت اور برکت بھی بخشی ہے جس کے سامنے اولاد آدم کے تمام انبیاء و ام
ہیں۔ بڑی ایمان افروز حضور انور سے محبت پیدا کرنیوالی کتاب ہے۔ قیمت ۱۲

جماعت والی الطحاء

اس رسالہ میں قرآن اور حدیث کی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے

اہل حدیث نہ تو کوئی فرقہ محدثہ ہے۔ اور نہ اس کا کسی فرقہ سے تعلق ہے۔ بلکہ ایمان و
عمل کے لحاظ سے یہ جماعت جناب رسالت مآبؐ اور صحابہؓ کے دور سے چلی آرہی ہے
اور صحابہ کی مانند حضرت والی بطحاؐ کی جگمگاتی شاہراہ پر گام فرسا ہے۔ بڑی مدلل،
مسکت اور بصیرت افروز کتاب ہے۔ قیمت ۱۲ر آنے

مقام والدین

اس رسالہ میں بتایا گیا ہے۔ کہ اسلام میں ماں باپ کا درجہ، حیثیت اور
مقام کیا ہے۔ اور اولاد کو والدین کے ساتھ قرآن اور حدیث کی روشنی میں کسطرح
پیش آنا چاہیئے۔ اس کے مطالعہ سے والدین کی اطاعت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ بڑی
موثر کتاب ہے۔ قیمت ۱۰ر آنے

والیٔ بطحاؐ کے ارشادات

اس کتاب میں جناب سرور کائنات سید العرب والعجم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سو
حدیثیں جمع کی گئی ہیں۔ جو انسان کی دین اور دنیا کی ہر قسم کی اصلاح اور فلاح کے لیے
ہدایت کی قندیلیں ہیں۔ عقائد، اعمال، اخلاق، معیشت، معاشرت اور حقوق العباد
کے تمام پہلو روشن کرتی ہیں۔ یہ کتاب ہر گھر میں موجود رہنی چاہیئے۔ بلکہ سکولوں میں
نصاب پڑھانے کے لائق ہے ہر حدیث کا متن معہ حوالہ ہے۔ پھر آسان ترجمہ
ضروری تشریح ہے۔ صفحات ۱۵۲۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ۔

بستان الاربعین

اس رسالے میں حضرت انورؐ کی چالیس نورانی حدیثیں ہیں۔ جن کی روشنی میں

مسلمانوں کی زندگی کے کئی تاریک پہلو نور کے سانچے میں ڈھل رہے ہیں۔ گھر میں ننھا بچوں اور بچیوں کو یہ حدیثیں حفظ کرائیں۔ جلی حروف میں حدیث ہے۔ سادہ ترجمہ ہے اور تشریح بھی ہے۔ قیمت ۱۲ ر آنے

ارشادات حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ بہت بڑے عالم باعمل اور ولی اللہ گزرے ہیں مسلمانوں کو جہاں ان سے بڑی عقیدت اور ارادت ہے۔ وہاں ان کی تعلیمات سے یکسر بے گانہ ہیں۔ اس رسالہ میں شاہ جیلانیؒ کے حدیثوں کے مطابق ارشادات جمع کئے گئے ہیں تاکہ مسلمان ان کی اصل تعلیم سے واقف ہو کر اپنے عقاید اور اعمال کی اصلاح کریں۔ انہی عنوانوں کے ماتحت عقاید، اعمال، عبادات کا سنت بردوش سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ بڑا کامیاب تبلیغی رسالہ ہے۔ قیمت ۱۲ ر آنے

حج مسنون

اس کتاب میں مولانا نے فریضہ حج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ادا کرنا بیان کیا ہے۔ گھر سے چلکر کعبۃ اللہ، عرفات شریف اور مدینہ طیبہ تک پہنچنا اور پھر واپس آنا۔ اس سارے مقدس سفر کی راہوں میں احادیث و سنن کی شمعیں نورافشاں ہیں۔ حج کی رہبری کے لئے یہ مستند کتاب پاک و ہند میں بڑی مقبول ہوئی ہے ہر ہر موقع پر پڑھنے کی مسنون دعائیں اور سفر کی تمام ہدایات اس میں موجود ہیں۔ جواہرات سے تولنے کے لائق۔ ۳۲۰ صفحات کی اس نورانی کتاب کی قیمت صرف تین روپے ہے۔

ملنے کا پتہ:۔ **مکتبہ نعمانیہ۔ اردو بازار۔ گوجرانوالہ۔**

Marfat.com

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (القرآن)

نگارِ من کہ بہ مکتب نرفت و خط ننوشت
بغمزہ مسئلہ آموز صد مدرّس شد (حافظ)

مشعلِ نبوّت کی نور افشانیاں!

مسمّٰی بہ

ریاض الاخلاق

یہ کتاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی لامثال اخلاقی حدیثوں پر مشتمل ہے۔ دراصل یہ حدیثیں گلزارِ رسالت کے الگ الگ رنگ مہکتے سدا بہار پھول ہیں جن کی روح پرور عطر بیزیاں اور جاں نواز عنبر فشانیاں انسانیت کی جان سے اور طائرِ لاہوتی کی روح رواں ہیں

از تالیفات

حکیم مولانا محمد صادق سیالکوٹی

مؤلف:۔ صلوٰۃ الرسول، تجلیاتِ رمضان، انوار التوحید، اعجازِ حدیث۔ بستان الاربعین، جب کونین۔ والی ابطحٰی کے ارشادات۔ قرآنی شمعیں، سبیلِ رسولؐ۔ ارشاداتِ حضرت شیخ جیلانی، حجِ مسنون۔ ریاض الاخلاق، وغیرہ

ناشر:۔ مکتبہ نعمانیہ • اردو بازار • گوجرانوالہ

ایڈیشن نمبر ۱ — تعداد ایک ہزار — قیمت مجلد پانچ روپے

Marfat.com